جلد اول

Pol. Library

[illegible]

[illegible]

المعلم

لترجمة

صحیح مسلم

مطبع صدیقی [illegible]

[illegible] لاہور [illegible]

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
	محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین		کا مزا ملتا ہے
۱۱۵	باب بیان مین اس بات کی کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اوسکا صحیح ہے جبتک حالت نزع نہ ہو یعنی جان کنی نہ شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مر جاوے گا شرک پر وہ جہنمی ہے کوئی وسیلہ اسکے کام نہ آویگا	۱۴۵	باب اس بات کے بیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا بی بی اور اولاد اور ما باپ اور سب لوگون سے زیادہ واجب ہے اور جسکو ایسی محبت نہ ہو وہ مومن نہین۔
۱۱۷	بیان مین اس بات کی جو کوئی توحید کے اوپر مرے گا تو جنت مین جاوے گا	۱۴۶	ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔
۱۳۴	باب بیان مین اس بات کی کہ جو شخص راضی ہوا اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے	۱۴۷	ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے
۱۳۶	باب بیان مین ایمان کی شاخون کے اور کونسی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنی ہے اور شرم اور حیا کی فضیلت اور اسکا داخل ہونا ایمان مین۔	رر	ہمسایہ اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ رہنے کی فضیلت اور ان باتون کا ایمان مین داخل ہونا۔
۱۴۱	یہ باب جامع ہے اوصاف اسلام کا	۱۵۰	بری بات سے منع کرنا ایمان مین داخل ہے اور ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔
۱۴۲	اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون کام اسلام کے افضل ہین۔	۱۵۸	ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان مین زیادہ ہونا۔
۱۴۳	بیان ان خصلتون کا جن سے ایمان	۱۶۳	جنت مین وہی جاوینگے جو مومن ہین اور مومنون سے محبت رکھنا ایمان مین داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا
		۱۶۵	دین خیرخواہی کو کہتے ہین اور سچائی اور خلوص کو۔

صفحہ	مطالب کتاب	صفحہ	مطالب کتاب
۱۶۹	ایمان کا گھٹ جانا گناہون سے اور ایمان کا جدا ہونا اس شخص سے جو گناہ کر رہا ہو یعنے کمال ایمان کا نہین رہتا گناہ کرتے وقت۔		اوس کے بعد کونسا گناہ ہے اسکا بیان
۱۷۱	منافقون کی خصلتون کا بیان۔	۱۹۶	باب بیان مین ان گناہون کے جو کبیرہ ہین پھر انمین بڑے کون کون ہین ان کا بیان
۱۷۳	جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا اس کے ایمان کا بیان۔	۲۰۳	کبر کی حرمت اور اسکا بیان۔
۱۷۶	جو شخص اپنے باپ سے پھر جاوے اور نفرت کرے اور دوسرے کو باپ بناوے جان بوجھکر اس کے ایمان کا حال۔	۲۰۵	جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ جنت مین جاویگا اور جو شرک کیحالت مین مرے وہ جہنم مین جاوے گا۔
۱۷۷	مسلمان کو گالی دینا برا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔	۲۰۷	جب کافر لا الہ الا اللہ کہے پھر قتل اسکا حرام ہے
۱۷۹	نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق۔	۲۱۳	جو شخص مسلمان پر ہتھیار اٹھاوے وہ مسلمان نہین ہے
〃	اپنے مولا سے جو شخص بھاگ جاوے اسکے ایمان کا بیان	〃	جو شخص مسلمانون کو فریب دیوے وہ مسلمان نہین ہے۔
۱۸۰	کافر ہونا اس شخص کا جو کہے بارش تارون کی گردش سے	۲۱۴	گال پیٹنا اور گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی سی باتین کرنا حرام ہے۔
۱۸۷	ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے اور ناشکری اور فراموشی کو کفر کہنا	۲۱۶	چغلخوری سخت حرام ہے
۱۹۰	جو شخص نماز ترک کرے اس کے کفر کا بیان	۲۱۷	تہبند ٹخنون سے زیادہ نیچے رکھنے کی اور احسان کر کے جتانیکی اور مال کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیون کا بیان جن سے اللہ تعالی قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کیطرف دیکھے گا نہ انکو پاک کریگا بلکہ ان کو دکھ کا عذاب ہوگا۔
۱۹۱	ایمان لانا اللہ پر سب کامون سے بہتر ہے	۲۲۰	خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنیوال
۱۹۵	شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور پھر		

صفحہ	مطالب کتاب
	کا عذاب جہنم مین اور بچانا جنت مین سوا مسلمان کے
۲۲۵	مال غنیمت مین چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت مین نہ جاوینگے مگر وہی جو ایمان دار ہین
۲۲۷	جو شخص خود کشی کرے وہ کافر نہ ہوگا۔
۲۲۸	اس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلیگی اور سمیٹ لیجاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل مین رتی برابر بھی ایمان ہوگا۔
۲۲۹	فتنہ اور فساد سے پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب۔
۲۳۰	مومن کو اپنے اعمال مٹ جانیسے ڈرنا چاہیے
۲۳۱	جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہ ہوگا
۲۳۲	اسلام سے اور حج سے اور ہجرت سے اگلے گناہون کا معاف ہو جانا
۲۳۳	کافر اگر کفر کی حالت مین نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جاوے۔
۲۳۷	ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان
۲۳۸	دل مین جو وسوسے آتے ہین جب تک وہ جم نہ جاوین ان پر مواخذہ نہ ہوگا اور اللہ تعالے اتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہو اور نیکی اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے
۲۴۸	وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے
۲۵۳	جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے اوسکی سزا جہنم ہے
۲۵۸	جو شخص پرایا مال ناحق چھینا چاہے تو اس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مال والا اگر اپنا مال بچانے مین مارا جاوے تو وہ شہید ہے
۲۵۹	جو حاکم اپنی رعیت کے حقوق مین خیانت کرے اس کے لیے جہنم ہے۔
۲۶۱	بعضے دلون سے امانت اوٹھہ جانیکا بیان اور فتنون کا آنا دلون مین
۲۶۹	اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھہ اور پھر غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین۔
۲۷۲	اخیر زمانے مین ایمان کا مٹ جانا۔
۲۷۳	جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے
۲۷۴	جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو مومن نہ کہنا چاہیے۔
۲۷۶	جب دلیلین خوب پہونچ جاوین تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

صفحہ	مطالب
۴۲۸	منہ زیادہ دہونا یہانتک کہ سر کے سامنے کا حصہ دہل جاوے اسی طرح ہاتہون اور پاؤن کو کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دہونا مستحب ہے۔
۴۳۴	وضو پر وضو کرنے سے کیا ثواب ہے
۴۳۵	مسواک کرنے کا بیان
۴۳۷	سنت باتون کا بیان
۴۴۱	باب استنجا کے بیان مین
۴۴۵	موزون پر مسح کرنیکا بیان
۴۵۷	موزون پر مسح کرنے کی مدت کا بیان
〃	ایک وضو سے کئی نمازین پڑہنا
۴۵۹	پانی کے برتن مین ہاتہ ڈالنا اسکو دہونے سے پہلے مکروہ ہے
۴۶۰	کتے کا منہ ڈالنا اور پانی پینا کسی برتن سے
۴۶۱	تہمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنیکی ممانعت
۴۶۴	تہمے ہوئے پانی مین غسل کی ممانعت
〃	مسجد مین جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دہونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہوجاتی ہے اسکا کہودنا ضرور نہین
۴۶۷	شیرخوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دہونا چاہیے

صفحہ	مطالب
۴۶۸	منی کا حکم
۴۷۱	خون کی نجاست اور اس کے دہونیکا بیان
〃	پیشاب کی نجاست کا بیان
۴۷۳	**کتاب الحیض**
〃	تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا
۴۷۴	حائضہ عورت کے ساتہ ایک چادر مین لیٹنا
۴۷۵	اس باب مین یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دہو سکتی ہے اسکے سر مین کنگہی کر سکتی ہے اس کا جوٹہا پاک ہے اسکی گود مین تکیہ لگا کر بیٹہنا درست ہے اور قرآن پڑہنا۔
۴۷۸	مذی کا بیان
۴۷۹	جب سو کر اٹہے تو منہ ہاتہ دہونا
۴۸۰	جنب کو سونا درست ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دہو لینا کہاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے
۴۸۱	اگر عورت کی منی نکلے تو اوسپر غسل واجب ہے۔
۴۸۵	عورت اور مرد کی منی کا بیان اور اسبات کا کہ بچہ دونون کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے
۴۸۶	غسل جنابت کیونکر کرے
۴۸۹	غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے اور

صفحہ	مطالب کتاب	صفحہ	مطالب کتاب
	غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے ایک ہی حالت مین اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے	۵۰۶	بیٹھ کر نہاتے وقت ستر کو چھپانا
۴۹۳	سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان	״	اوائل اسلام مین جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔
۴۹۴	عورتین چوٹیان غسل مین کھولین یا نہ کھولین۔	۵۱۰	جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
۴۹۵	جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے۔	۵۱۲	اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا
		۵۱۳	جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث مین شک ہو تو وہ اس طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے
۴۹۷	مستحاضہ کا بیان اور اس کے غسل اور نماز کا حال	״	مردے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے
		۵۱۶	تیمم کا بیان
۵۰۰	حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہین اور روزے کی قضا واجب ہے	۵۲۱	مسلمان نجس نہین ہوتا
		۵۲۲	جنابت کی حالت مین اللہ کا ذکر کرنا
۵۰۱	غسل کرنا کپڑے وغیرہ کی آڑ کر کے	״	بے وضو کھانا درست ہے اور فی الفور وضو واجب نہین ہے
۵۰۲	دوسرے کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے		
۵۰۴	تنہائی مین ننگے نہانا درست ہے	۵۲۳	پاخانے جاتے وقت کیا کہے
۵۰۵	ستر ڈھانپنے مین احتیاط رکھنا	״	بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہین ٹوٹتا

صحتنامہ کتاب مستطاب المعلم ترجمہ اردو صحیح مسلم جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	آحکام	اِحکام	۵۱	۲	قواری	قواریری	۱۱۰	۲۰	تعاسے	تعالی نے
”	۷	آواخر	اواخر	”	۲۳	خواب سی	خواب سے	۱۱۴	۶	الرشاد	ارشاد
۳	۵	بہادر ہے	بہادر نے	”	۲۳	مکرر	مقرر	۱۱۸	۲۱	سخص	شخص
”	”	دالاہے	والا	۵۲	۱۲	سشریح	سطیع	۱۲۰	۱۴	مفقول	منقول
”	۲۲	لکہاگیا	لکہا گیا	۵۳	۱۴	تدالیس	تدلیس	۱۲۲	۲۲	نام	نام ہے
۵	۱۱	محمدیہ نے	محمدی کے	۵۵	۲۲	بہی	یہی	۱۲۳	۸	ٹکرا	ٹکڑا
”	۱۷	ابوذرعہ	ابوزرعہ	۵۶	۱۵	بن امیہ	بن ابی امیہ	۱۲۴	۱۹	مین بجی	بجی
۶	۷	یہی ہے	یہ بہی ہے	۶۰	۶	اعتقاف	اعتکاف	۱۲۷	۱۳	بہندون پر	بندون پر
”	۱۰،۹	قیدیوں طرحکی	دوسرے طرحکی بہی	۶۳	۱۴	یزیدبسنا	بزیدبیتسنا	۱۳۲	۷	اجہتہا	اجتہاد
۸	۲۳	محضرمین	مخضرمین	۶۹	۶	نقتی	نفی	۱۳۳	۱۲	تووہ	وہ تو
۹	۱	ثوای	ثوری	۸۰	۱۱	خالق	خالق ہے	”	۱۳	انکار	انکار
۱۰	۱۱	مقصد	قصد	۸۱	۱۵	بقول	یہ قول	۱۳۵	۱۵	اسس باب	اسبابا
۱۲	۱۵	تک	تک)	۸۴	۱۲	فلاثبت	فلبثت	۱۳۶	۱۹	مین سے	مین
۱۴	۲۱	اون سے	اُس سے	۸۵	۷	یعمرو	یعمر اور	۱۳۸	۱	بہلای ا	بہلائی اور
۱۵	۶	عمدہ ہے	عمدہ	۸۶	۴	پہیرے	پہرے	۱۴۱	۹	د گے	ڈگے
۱۷	۲۱	الحدیث	الحدیث ہے	۸۸	۳	تروجی	ترجی	”	۱۴	.درجہ سے	درجے سے
۱۸	۱۰	الحدیث کا	الحدیث ہوگا	”	۹	نشائی	نسائی ہے	۱۴۲	۹	ل	کہ
۲۶	۲۲	گٹھہ ملا	کٹھہ ملا	۸۹	۳	چاہیے	چاہے	”	۲۲	اورکہبر	اورسےکبہی
۲۷	۲۳	انہوں	انہوں نے	”	۸	خیراب	جیزاب	۱۴۳	۱۰	کافرکا	کافرکو
۲۸	۱۳	ادحدیث	اورحدیث	۹۵	۱	داخل ہو	داخل ہوگا	”	۱۱	مشاہے	شمار ہے
۳۴	۱۱	ترک	نزک	۹۶	۵	سمجو	سمجہو	”	۱۹	حدیثہ بہہ	حدیث بہت
”	”	ترک	نزک	”	۶	روزدکن	روزدن	۱۴۵	۲	مشتشر	مشرف
”	۶	ترک	نزک	”	۱۵	فقہالیافعیہ	فقہائےشافعیہ	۱۴۹	۱۵	کرنبوالاوالا	کرنیوالا
۳۹	۱۱	کبرد	گبرو	”	”	نحویون	نحویون کا	”	۱۹	مطلب	مطلب اہر
”	۱۳	ابوجسلمہ	جوابوسلمہ	۹۷	۲۱	روایتہاکی	روایت ہے	۱۵۲	۲	کلام	کام
۴۲	۸	جہوٹے	چہوٹے	۹۹	۷	بوروپ	یورپ	۱۵۳	۲۲	غنایت	عنایت
۴۴	۱۴	بین نیزارضہ	سین بیمار ضہ	۱۰۰	۶	بنتی ہے	بنتیم مین	۱۵۷	۴	سلام	کلام
۴۷	۲۲	حسام	ہمام	”	۷	کمراسا	کمڑاسا	”	۱۰	انہون	انہون نے
۴۸	۴	عمارہ	عمارہ نے	۱۰۶	۱۱	آسیے	اسینے	۱۵۹	۱۸	یورب	یحصب
۴۹	۹	کہامیں نے	کہامیں	۱۰۹	۱۹	ماری	ماری مین	”	۲۳	طار	طاکی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۶	پہیرہے	پہیرا ہے	۲۰۶	۵	جاہیئے	جاہیے	۲۵۵	۱۷	شطا	شطنشا
۱۶۰	۲۲	ملتی ہے	ملتے ہین	۲۰۷	۹	انتہا	انتہا سے	۲۵۷	۹	عبدان	عبیدان
۱۶۴	۵	کرنے سے	کرنے کے	۲۱۰	۱۴	اما اللہ	الا اللہ	״	۹	معلوم ہوا	معلوم ہو
۱۶۹	۱۰	والہ	والا	״	۱۴	ذوکر گیا	ذرگیا	۲۵۹	۲۱	جاہیے	جاہے
۱۷۳	۱۲	روایت	روایت ہو	۲۱۳	۲۰	مسلما	مسلمان	۲۶۰	۱۵	خینت کرنے	خیانت کرنیسے
۱۷۴	۹	ہوتے	ہوئے	۲۱۴	۱۳	بہارٹنان	بہاڑنا	۲۶۲	۹	پہرا نہون نے	پہر آن اترا انہون نے
۱۷۵	۲۲	خنادشمن	خدا کا دشمن	״	۱۹	گاڈن	گالون	״	۹	حدیث	حدیث کو
۱۷۹	۴	تہبہ	دہبہ	۲۱۸	۵	نکلی	نکلتی	۲۶۳	۲۱	کہوچڑ کرینگے	کہوج کرینگے
״	۳	مستحق کرتے	مستحق تصور کرتے	۲۲۰	۲۳	خودکشیہ کر	خودکشیکو	۲۶۴	۲۰	نام کیا	نام لیا
۱۸۳	۴	ہوتی تو	ہوتی ہو	۲۲۳	۱۲	جتنی	جنتی	۲۶۶	۲۳	بوریایا	بوریا
״	۹	ہوتے ہے	ہوتے ہین	۲۲۴	۵	سامنا ہو	سامنا ہوا	۲۶۷	״	دل مین	دل سے
۱۸۴	۶	تراہ	تیرہ	۲۲۵	۱۷	چھوڑا	کے چھوڑا	۲۶۹	۶	کلہ	کلمہ
۱۸۵	۱۳	دریا چاند	دریا یا چاند	۲۲۸	۱۲	فرمایا اللہ	فرمایا یا اللہ	״	۹	نہالی	بنالی
״	۱۹	برسانا	برساتا ہے	۲۳۱	۱۲	مواخدہ	مواخذہ	״	۱۱	جانی رہی	جاتی رہی
۱۸۶	۴	حصہ ہی	حصے ہی	۲۳۴	۲۰	بخسنی والا	بخشنے والا	״	۱۲	وٹہرادہر	دہڑادہڑ
״	۸	بہی لیتے	بھی لیتے	۲۳۶	۴	آخر کا	آخرت کا	۲۶۹	۴	مین نے	مین نے کہا
״	۱۳	یہ ہے	یہ ہے کہ	۲۳۸	۱۳	ہی ہین	بہی ہین	״	۵	اندہا ہوا	اوندہا ہوا
۱۸۸	۲۱	سوال ار	سوال کرنا	۲۴۲	۱۴	رکہین اُس	رکہین اوس	״	۹	آپ نے	اپنے
۱۸۹	۱۹	یہی ہے ہو	یہی ہے	״	۱۷	نفسی نے	نفسی کے	۲۵۰	۱۷	جاہین	جاتے ہین
۱۹۰	۹	برای	برا اسکے	۲۴۳	۱۴	صالحین	صالحین نے	۲۷۱	۲۱	رودکر	رورو کے
۱۹۱	۱۳	اور اسکو قتل	اور حسن نے کہا اسکو قتل	۲۴۴	۱۲	ہے	سے	۲۷۲	۱	سوا کہین	سوا کین
۱۹۳	۷	بکر سکون	ذکر سکون	״	۲۲	شسنا خمر	شرب خمر	۲۷۵	۱۰	اورکسی کے	کسی کے
۱۹۶	۶	ساتھ بڑا اور	ساتھ اور	۲۴۷	۴	کرے گا	کرنے کی	۲۷۸	۹	پالیتا	پناہ لیتا
״	۵	اسیکو	اسکے	۲۴۹	۱۴	ترایمان	ترا ایمان	۲۸۱	۶	ارمیرے	اور میرے
۱۹۷	۲	کرنے	کرتے	۲۵۰	۹	خورک	خورک	۲۸۴	۱۴	کسی کا	کسی کا قابل
״	۱۵	ہوتی	ہوتی ہے	״	۱۴	جوجودنشین	جوجیدنشین	״	۱۲	ہے کو کہتے	ہے تو کہتے
۱۹۸	۲	بلا دینا	بتلا دین	۲۵۴	۳	حق مسلمانکا	جو مسلمانکا	۲۸۶	۵	پیغمبر کا ایک	پیغمبر ایک
۲۰۰	۹	لڑائی دن	لڑائی کے دن	״	۱۲	اسحدیث	اسحدیث	۲۸۹	۲	بادہ نردہ	یا تردہ
۲۰۲	۴	بتاتا ہے	بتاتا ہے	۲۵۵	۶	رذاب	عذاب	״	۸	مشرک	مشرق
۲۰۳	۱۷	اختلاف	اختلاف	״	۷	علم سلف	علماے سلف	״	۹	یا بہ تربہ دہ	یا تریہ دہ
۲۰۴	۲	اوس سے	اوس کے	״	۱۰	بن قیل	بن قیس	״	۱۳	اس از جو	اس سے تو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۸	۱۶	شتابی بیتی ہیں	شتابیاں ہیں	۳۲۲	۱	ابن عمرو	ابن عمر	۳۵۷	۱۹	جو کہتا	جو کہتا ہے
〃	۲۰	نکلنی	نکلنے	〃	۳	مین کردیا	مین دوحال	۳۵۹	۳	کنہگا ہوکر	گنہگار ہوکر
۲۹۰	۴	دہروہ	ادہروہ	〃	۶	اصل ہکی	اصل	۳۶۰	۸	کرتون	کہ تو
۲۹۱	۷	بیٹھنے	بیٹھے بیٹھے	۳۲۳	۲	مین اور یہ	مین یہ ہر	〃	۱۲	قرون	تو
۲۹۳	۲۱	جسے بچہکر	جس سے	۳۲۶	۱	کو شرک	کو جو شرک	۳۶۲	۴	کرینگی	گرے گا
۲۹۵	۱۱	کورکرا	کرکرکرا	۳۲۸	۱	کہماری	تمہارے	۳۶۳	۳	تون	تو
〃	۱۵	انجامہ مین	انجام مین	〃	۱۰	روایت	رویت	۳۶۴	۲	دونون جور	دونو جوڑ دین
〃	۱۴	ہوجاتی ہے	ہوجاتی	۳۲۹	۷	آریوہا	سے پوچہا	۳۶۵	۳	لوگ ہر	لوگ ہین
۲۹۶	۵	مرے	مرنے کے لیے	۳۳۱	۹	روایت	روایت ہے	〃	۶	منبر	منبر کو
۲۹۷	۳	جہپانیوالا	چہپانیوالا	۳۳۲	۱۰	فرمایا ہے	فرماتا ہے	〃	〃	السلام	علیہ السلام
〃	۱۱	قسم کی امر	قسم اسکی امر	〃	۱۹	پہونچنا	پہونچتا	〃	۲۱	منہ ہون	منہ پر کے
۲۹۸	۹	کہم گیا	سہم گیا	۳۳۶	۷	لائق	قائل	۳۶۷	۸	پکرلین	پکڑلین
۳۰۲	۹	ممنوع ہین	ممنوع ہیں	۳۳۷	۴	انتہا	انتہے	〃	۱۴	اور بہتر	اور بہتر کہ
۳۰۳	۵	برتون	برتنون	〃	۲۳	مخلوق مین	مخلوق مین جز	۳۶۹	۱۱	کہتے	کہتے ہین
〃	۳	داخل	دخل	۳۴۷	۱	مین ما	مین جا	۳۷۲	۶	السلام	السلام کا
۳۰۵	۱۰	چہرتے	چرتے	۳۵۰	۷	تنی ہے	اتنی ہے	۳۷۳	۲۳	عالم	تمام
〃	۲۳	پیچہ کا	بچہ کا	〃	۱۱	اورسفرکہین	اور سکر کہین	۳۷۴	۷	پیغمبر	پیغمبر کو
۳۰۷	۱۶	ظاقت	طاقت	〃	۱۲	گے	کے	〃	۱۶	مستبر	مستعد
۳۰۸	۵	سالوں	ساتون	〃	〃	بوجتے	پوجتے	〃	۱۷	میلا ہی	میرا ہی
〃	۶	جسے جیسے	جس سے	〃	۱۳	تنزنجیکا	زنجیکا	۳۷۵	۲۳	شرک	شرک کو
〃	۵	نے کہا	سے کہا	〃	۱۵	پوجتے	پوجتے تے	۳۷۹	۱۷	بیان کر	بیان کرو
۳۰۹	۲۳	اور سے سیر	دور سے سے	〃	۱۷	رسکا	اوسکا	۳۸۰	۲	جسن نے	حسن نے
۳۱۰	۱۳	طشت آلا	طشت لاؤ	〃	۱۹	دیتی	دیتی	۳۸۱	۲۲	کسی کی	کس کی
〃	۱۹	گیا اور ایمان	گیا ایمان	〃	۲۳	پوجتے	پوجتے تہے	۳۸۲	۷	کہین	کہین گے
۳۱۱	۷	اوخوشی	توخوشی	۳۵۱	۶	جو اس سے	جو اس ہے	〃	〃	تلایش	تلاش
〃	۱۳	حدیث مین	حدیث مین	۳۵۲	۱۳	ہی کہین	ہی کہین گے	〃	۸	کہین	کہین گے
۳۱۳	۳	مروف	موقوف	〃	۱۲	اویہ	اوریہ	〃	۲۱	جو دنیا	دنیا
۳۱۴	۱۰	ادوقت	اسوقت عمل	۳۵۳	۱۳	حالانکہ سہ	حالانکہ یہ	۳۸۳	۵	منہدولی	ہنڈولی
۳۱۹	۴	سسی جاوے	سے دو	۳۵۴	۹	پہچانون	پہچانو	〃	۱۴	تمسیت	تکمیت
۳۲۰	۲۳	حضرت آدم	اکمر آدم	〃	۱۵	کہین	کہین گے	۳۸۴	۵	عالم	تمام
۳۲۱	۴	ہوجاتی ہے	ہوجاتی	〃	۲۱	ایمانکو ایمانکو	ایمان کے	۳۸۷	۱۴	رہشناری	ر استنباری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸۶	۲۱	پاوین کے	پکڑلینگے	۴۲۳	۲	دہولی جتا	دہولی لینے	۴۵۲	۴	یاوداپنے	یا اپنے
〃	۲۲	گہراتی	گہرائی	۴۲۴	۲۰	اور ہریرہ	ابو ہریرہ	〃	۸	عدیث	حدیث
۳۸۸	۱۰	میرارادہ	میرا ارادہ	۴۲۶	۱	عمرون	عمرو بن	۴۵۳	۲۰	اولی ست	اولی ہے
۳۸۹	۲	اور انکے	اورونکے	〃	۱۹	روایت	روایت ہے	۴۵۴	۲۲	انکا	اون کا
〃	۱۷	اورمین	اورمین بیٹے	۴۲۷	۲	بدسنی	بدہنی	〃	〃	پیچے	پیچھے
۳۹۰	۲۲	مطابق	مطابق ہو	〃	۱۱	آو	آ	۴۵۵	۱۹	فارع	فارغ
۳۹۴	۲	ہوسنے	ہوسکے	۴۲۹	۲۳	عسیلہ	ایلہ	〃	۲	دہونے	دہوسکے
۳۹۷	۴	عزیر	عزیز	۴۳۰	۱۰	یارسول	یارسول اللہ	۴۵۶	۹	کسیکو اور	کسی اور کو
〃	۲۳	آدمیونکا میرا	آدمیون میرا	۴۳۲	۱۵	بہائی اپنی	بہائی سے اپنے	۴۵۷	۶	سریح بن ہانی	شریح بن ہانی کو
〃	۲	عرب	اربعہ	۴۳۵	۱۲	ماوردی	ماروردی	〃	۹	صلی اللہ	صلی اللہ علیہ وسلم
۳۹۹	۳	مازی	مازری	〃	۷	کریگی	کرسے گی	۴۵۸	۳	نمازین	نمازین پڑہیں
〃	۷	حدیث ابن	حدیث ہے ابن	۴۳۶	۳	تحکم	حکم	〃	۱۴	اوررسول	رسول
〃	۱۴	اسطرف	اسیطرف	۴۳۷	۱۳	وسلم کے	وسلم سے	〃	۱۶	وضو	وضوی
〃	۲۲	انہوں	انہوں نے	〃	۱۶	پیراہن	پیراہن میں	۴۵۹	۱	جو یہ	یہ جو
۴۰۱	۱۶	رکہتا ہے	ہوتا ہے	۴۳۸	۱۶	جدا نکراور	جدا نکر کے چھوڑ	〃	۲	وسلم سے	وسلم
۴۰۳	۹	سائتی	ساتھ کسی کے	۴۳۹	۱	اپنے	لینے	۴۶۰	۱	گمان	گمان ہو
۴۰۵	۷	تہالی	تنہائی	〃	۱۶	غرض	عرض	〃	۷	ابوہریرہ	ابو ہریرہ رضی
۴۰۷	۱۴	پہردیگی	پہردینگے	〃	۲۰	صورت کہو	صورت توکہو	〃	۱۰	اسی	ایسی
۴۱۱	۲۱	مسلم	مسلم نے	〃	۲۲	باربا	یاربا	۴۶۱	۱۰	کتاسمین	کہ اسمین
۴۱۲	۲	۱ در	اور	۴۴۱	۱۳	داڑہیوں	داڑہیوں کو	〃	〃	چپیرسیئے	چیرسیکے
〃	۴	اس اوپر	اسکے اوپر	۴۴۴	۴	جاہئے	چاہیئے	۴۶۲	۱۱	کہ شکاری	شکاری
۴۱۴	۸	تمین بار	تین بار	۴۴۲	۲۱	قبلے کی	قبلے کیطرف	〃	۱۶	اجازت	اجازت ہے
〃	۱۱	جو بین نے	جو بینی نے	۴۴۶	۷	حاجت	حاجت کو	〃	۱۹	حفاظت کر	حفاظت کرے
۴۱۵	۱	داہنی ہاتھ	+	۴۴۷	۲۰	باہئین	بائین	〃	〃	نووی نے	نووی نے کہا
۴۱۶	۲	کہ ضرور	ضرور	۴۴۸	۱۸	النس رض	انس رض	۴۶۶	۱۶	بغیر اجازت کے	بغیر اجازت لیے
〃	۲۱	اآپ	آپ	۴۴۹	۱۰	ڈہیلون	ڈہیلون سے	〃	۲۳	دکہلادین	دکہلائی دین
۴۱۷	۲۱	عدیث	حدیث	〃	۲۱	شروع	مشروع	۴۶۷	۱	احرام	حرام
۴۱۹	۴	حضرت ز	حضرت عثمان نے	〃	۲۲	کہاہے کہ	کہا ہے	〃	۵	چٹنانا	چٹخانا
۴۲۰	۲۲	انہون	انہون نے	۴۵۰	۳	ابن منذر	ابن منذر	〃	۱۳	وسلم	وسلم پاس
۴۲۲	۱۴	شریعت محمد	شریعت محمدی	۴۵۱	۱۹	اوڈرنے	اوڈرسے	〃	۱۷	کہاتا	کہاتا تہا
〃	۱۵	تیسرے	تیسرے روز	۴۵۲	۳	پیشات	پیشاب	〃	〃	آپکا میرے نے	آپکی گود مین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷۰	۹	حسن	حبس	۴۸۱	۸	اجماع	اجماع کر	۵۱۴	۸	دبح	ذبح
〃	۱۹	جانور	جانورکا	〃	۱۷	انس بن	انس بن	۵۱۶	۴	مین	مین سے
۴۷۱	۳	طبییت	طبیعت	۴۸۲	۳	ٹرا	ٹرا	〃	۷	ماربن	مارین
〃	۱۴	علینی	عبنی ہے	۴۸۶	۴	امین	مین	〃	۸	ہاتہوں کے	ہاتہوں کے لیے
۴۷۲	۶	درقاضی	اورقاضی	۴۸۸	۵	لی	کی	〃	۱۰	کرکےاوراس	کرکےاس
〃	۴	ہوتی	ہوئی	۴۹۰	۹	آئیہ	الیہ	۵۱۷	۱	صاف ظہر ہوا	صاف ظاہر دہرہا ہوا
〃	۱۲	تے	سبتے	۴۹۱	۴	اپیاہی	ایساہی	〃	۱۴	گرکیا	گرگیا
〃	۱۹	کرتا ہے	کرتی ہے	〃	۲۳	پیچ	بیچ	〃	۲۱	حصیر	حضیر
۴۷۳	۱۴	بوجہ کرے	بوجہ کرکے	۴۹۵	۶	فرج اندر	فرج کے اندر	〃	۲۲	یقیبون	نقیبون
〃	۱۶	ابوالزنا	ابوالزناد	۴۹۷	۱۶	کپڑا	کبڑا	〃	۲۳	اولا	اولاد
〃	۲۰	اسحاق کا	اسحاق سے	۴۹۹	۱۹	کپڑے	کپڑے	۵۱۸	۳	کلا	نکلا
〃	۲۱	احمد کا	احمد کے	۵۰۲	۸	آرلی	آرکی	〃	۸	العوامین	التخامین سے
۴۷۴	۵	حسب	حسبا	۵۰۳	۸	ایک پیڑے	ایک کپڑے مین	۵۱۹	۲۲	غبارم	غبارکم
〃	۱۹	باشرت	مباشرت	۵۰۵	۱۴	تہبند	تہبند	〃	〃	اوربہ	اوربہہ
۴۷۵	۱۱	چادر ہین	چادر مین	۵۰۷	۵	اسلام	اسلام مین	۵۲۰	۸	نشیکر کی	نشکر کی
〃	۱۲	فرج	فرج	〃	۱۱	سے	سنے	〃	۱۱	تم کہہ	تم کہو
〃	۱۷	بیٹہا	بیٹہتا	۵۰۹	۱۹	سلی ماں	سگے ماں	۵۲۱	۲	ورسیح	اورسیح
〃	۲۰	جہکادیئر	جہکادیتے	۵۱۰	۲۰	فرماتی	فرماتے تہے	〃	۵	مذہب	مذہب
〃	۲۳	یادن	پانون	۵۱۱	۳	علیہ	علیہ وسلم	〃	۶	ٹیکہ	ٹنگ
۴۷۷	۱۵	مسلمان تہر	مسلمان تہے	〃	۵	وسلم	وسلم سے	〃	۱۲	جہسکنے	چہنکنے
۴۸۰	۹	سرکوئی سونا	سے سونا	۵۱۲	۵	مگرسب	مگر حسب	〃	۱۳	جہسکنے	چہنکنے
〃	۱۳	مین سے	مین سے	۵۱۴	۲۰	لی تہی	لی تہی	۵۲۲	۵	آنسون	آنسو
								۵۲۲	۶	بڑہائی	بڑہائی

التماس

اس کتاب کے شائقین کی خدمت مین گذارش ہے کہ ایک جگہہ پر تو اسکی فہرست جلد اول کے صفحہ ۲ مین اور دو جگہہ پر اسکے صفحہ ۴۲ ۵ مین بعد تمت کے اور ایک جگہہ پر اسی صفحہ کے حاشیہ پر جہان لفظ ربع کا چہپا ہوا ہے وہان لفظ جلد کا قلم سے بنادین غفلت نہ فرمادین۔

التماس

خدمت مین ان صاحبون کی جو اس کتاب مقدس
کا ملاحظہ فرماوین یہ ہے کہ پہلے مطابق صحتنامہ ہذا
کے سب اغلاط درست کرلین پہر مطالعہ کرین ایسا
نہ ہو کہ غلطی کی وجہ سے کسی حدیث یا مسئلہ کے
سمجہنے مین خطا واقع ہو اور گنہگار ہون ۔
اور یہ صحت نامہ بکمال استعجال طیار ہوا ہے ۔ اگر
اس کے علاوہ بہی کوئی اور غلطی معلوم ہو تو بعد غور
یا استفسار درست کرلین اور مورد طعن نہ بناوین ۔

الملتمس

وحید الزمان مترجم کتاب ہذا

جلد اول

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

المعلم

لترجمة

صحیح مسلم

مطبع [illegible]
صدیقی لاہور مطبوع

535/1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی مَنَّ عَلَیْنَا بِالْھِدَایَۃِ اِلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ وَاَحْکَمَہٗ فِیْ قُلُوْبِنَا خَیْرَ اَحْکَامٍ وَجَنَّبَنَا عَنْ بَوَاطِلِ الْوَسَاوِسِ وَالْاَوْھَامِ بِالْاِقْتِفَاءِ لِسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ خَیْرِ الْاَنَامِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوَاتِ مَاتَکَرَّرَتِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامُ وَتَعَاقَبَ الْاَنْوَارُ وَالظَّلَامُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْکِرَامِ بعد حمد و نعت کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت مین تمامی برادران مسلمین اور شائقین حدیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کرتا ہے کہ باوجود ضعف اور ناتوانی اور قلت بضاعت اور بے سروسامانی کے آواخر سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین محض تائید غیبی اور امداد خداوندی سے چار بڑی بڑی کتابین حدیث کی منجملہ صحاح ستہ کی زبان اردو مین ترجمہ ہو گئین یعنی موطای امام مالک اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے ان چارون کتابون کو مقبول فرمایا اور صدہا ہزارہا نسخے ان کے طالبین نے ہر چہار طرف ولایت ہند کے خرید فرمائے اب شروع چودہوین صدی یعنی سنہ ۱۳۰۱ ہجری ماہ محرم سے یہ فکر پیدا ہوئی کہ اگرچہ حیات مستعار کا اعتبار نہین اور زندگانی دنیا محض ایک حباب ہی مگر خیر جبتک چند نفس باقی ہین وہ بھی اگر خدمت حدیث مین صرف ہون تو اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے بس اس خیال سی صرف خداوند کریم کی مدد پر بھروسا کر کے مین نے صحیحین کے ترجمے مین وقت کو صرف کرنا مناسب جانا اور چونکہ صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کی شرحین اور ترجمے عربی اور فارسی زبان مین بہت

ہو چکے ہین بلکہ حال ہین ایک ترجمہ اردو زبان مین بہی شہر مدراس مین چہپنا شروع ہوگیا تہا اوس کے علاوہ جناب نواب فیضمآب معلی القاب خادم سنتہ سید المرسلین وارث الانبیاء والمرسلین حامی شریعت مبین ناصر دین متین قامع بدعات ماحی ظلمات مجدد قرن ثالث عشر امام قرن رابع عشر فخر علماء المجتہدین راس الصوفیۃ والمحدثین جناب نواب والاجاہ امیر الملک مولنا سید محمد صدیق حسن خانصاحب بہادر ہین جنکی ہمت والا ہمیشہ ہمیشہ طرف اشاعت دین اور حمایت شریعت متین کے متوجہ رہتی ہے اپنی عالی ہمتی اور اولوالعزمی سے کتاب مستطاب نادر الوجود فتح الباری شرح صحیح بخاری کا چہپوانا مصر مین شروع فرمایا اور ظاہر ہے کہ شروح بخاری مین فتح الباری کی مثل کوئی شرح نہ بنی تہی نہ بنیگی اس لیے ترجمہ بخاری مین اس شرح کے میسر ہونے سے بڑی آسانی کا خیال تہا مین نے ترجمہ صحیح بخاری کو بالفعل ملتوی رکہکر حسب ایماء و اشارت جناب ممدوح صحیح مسلم علیہ الرحمۃ کا ترجمہ شروع کیا صحیح مسلم علیہ الرحمۃ بہی صحت احادیث اور جودت اسناد مین صحیح بخاری سے کم نہین اور باتفاق علماء یہ کتاب بہی صحیح بخاری کے ہم پلہ ہے اسیوجہ سے ان دونون کتابون کو صحیحین کہتے ہین اگرچہ اکثر علماء نے صحیح بخاری کو ایک درجہ اسپر مقدم رکہا ہے لیکن حافظ ابو علی نیشاپوری نے کہا کہ صحیح مسلم بہ نسبت صحیح بخاری کے بہی زیادہ صحیح ہے اور بعضے مغرب کے علماء نے بہی اس قول سے اتفاق کیا ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ مسلم نے اپنی صحیح مین اسبات کا التزام کیا ہے کہ وہی حدیث نقل کرتے ہین جسکو دو ثقہ تابعیون نے دو صحابیون سے روایت کیا ہو اور اسی طرح ہر طبقے مین دو ثقہ یعنے معتبر شخص دو ثقہ شخصون سے نقل کرتے آئے ہون اور بخاری نے اس شرط کا خیال نہین رکہا اور حدیث انما الاعمال بالنیات جو صحیح مسلم مین موجود ہے اگرچہ اس مین یہ شرط نہین پائی جاتی مگر بنظر تبرک اور بخیال صحیح اور مشہور ہونے کے اوسکو ذکر کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ صرف یہ حدیث مستثنی ہے امام مسلم فرماتے ہین کہ مین نے اس کتاب کو تین لاکہ حدیثون سے انتخاب کیا ہے اور اگر تمام زمین کے لوگ دوسو برس تک حدیثین لکہین تو پہر ان کا اعتماد آخر اسی کتاب پر رہیگا اور مین نے کوئی حدیث اس کتاب مین داخل نہین کی مگر سمجہ کر دلیل رکہکر اسیطرح کوئی حدیث نہین نکالی اس مین سے مگر سمجہ کر دلیل سے احمد بن سلمہ نے کہا مین مسلم کے ساتہ اس کتاب کی جمع ہوتے وقت پندرہ برس تک لکہا گیا اس کتاب مین بارہ ہزار حدیثین ہین مکی بن عبدان نے کہا مین نے مسلم سے سنا وہ کہتے تہے مین نے اس کتاب کو ابو زرعہ رازی کے سامنے

پیش کیا ہی جس حدیث مین انہون نے کوئی علت بیان کی اوس کو مین نے نکال ڈالا اور جس حدیث کو انہون نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس مین کوئی علت نہین ہے اوس کو مین نے داخل کیا اس روایت کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے ۔ اعلی سے اعلی سند امام مسلم کی وہ ہی جس مین مسلم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطے ہون اور جیسے امام بخاری کے ثلاثیات ہین یعنے تین واسطون کی حدیثین وہ صحیح مسلم مین نہین ہین امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث مین کئی کتابین لکہین ہین سب مین مشہور یہ صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقینا کہ سکتے ہین اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہی اور ایک فائدہ خاص اس کتاب مین ہے وہ یہہ ہی کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کے لیے ایک خاص مقام جو مناسب تہا مقرر کیا ہے اور وہین اوس حدیث کے تمام طریقون کو جمع کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہووے اور تمام طریقون کی وہ فائدہ اٹہاوی اور یہہ بات صحیح بخاری مین نہین ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی یمنی نے چند اشعار صحیح مسلم کی تعریف مین کہے ہین جنکا مضمون یہہ ہے کہ اسکے پڑہنے والے صحیح مسلم علم کا دریا ہے جس مین پانی بہنے کے رستے نہین ہین یعنے سب پانی ایک ہی جگہہ موجود ہے اور مسلم کی روایتون کا زنجیر بخاری کی مکرر روایتون سے زیادہ مزا دیتا ہے حافظ ابن الصلاح نے کہا مسلم کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل الاسناد ہو اول سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ سے نقل کرتا ہو اور اس مین کسی قسم کا شذوذ یا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اورون کے نزدیک ثقہ نہ ہو اور اسی وجہ سے مسلم نے چہ سو پندرہ ایسے لوگون سے روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہین کی اسی طرح بخاری نے چار سو چونتیس ایسے شخصون سے روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہین کی تو کتنی حدیثین ایسی نکلین گی جو مسلم کی شرط پر صحیح ہین اور بخاری کی شرط پر صحیح نہین اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اوسکے راویون مین وہ سب شرطین پائی جاتی ہین جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہین مگر بخاری کے نزدیک نہین پائی جاتی ہین مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مین ایک ایسی راہ پر چلے ہین کہ اسکی وجہ سے اون کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کی تمام

اچھی ہو یا بری بھی نہین اس وجہ سے کہ ترجمی کی عبارت مین قصور ہے یا الفاظ اوسکے رکیک ہین اور مین اپنی شرح مین ان ترجمون کو مناسب عبارتون کے ساتھہ بیان کرونگا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے ایک نسخہ مین بابون کے ترجمی پائے جاتے ہین تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہین بلکہ لوگون نے ان کو بعد بنا دیئے ہین اور ان مین اچھے برے سب ہین جیسے نووی نے کہا ہے اور ان لوگون کی غرض یہہ تھی کہ حدیث نکالنے والے کو آسانی ہووے لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کے ترجمے کتاب مین نہ لکھے جاوین جیسے پرانے نسخون مین نہین لکھے ہین اور جن باتون کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے ممتاز ہے ان مین سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات (یعنے بے اسناد روائتین) بہت کم بیان کی ہین سوا چند مقامون کے برخلاف بخاری کے کہ انکی کتاب مین تعلیقات بہت ہین نووی نے کہا مسلم نے اپنی کتاب مین عمدہ راہون کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت کے ساتھہ اور اس سے اون کا کمال ورع اور نہایت علم اور انتہا کی تحقیق اور عادت شان مستنبط ہے اور مسلم نے اپنے مقدمی مین لکھا ہے کہ انہون نے حدیث کی تین قسمین کی ہین ایک تو وہ جسکو بڑے بڑے عمدہ حافظون نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جسکو متوسط لوگون نے جنکا عیب ڈھنکا ہوا ہے روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جسکو ضعیف اور متروک لوگون نے روایت کیا ہو تو مسلم جب پہلے قسم کی حدیثون سے فارغ ہوتے ہین تو دوسرے قسم کی حدیثون کو لاتے ہین لیکن تیسرے قسم کی حدیثون کو بالکل نہین لاتے علما نے اختلاف کیا ہے کہ اس تقسیم سے کیا مراد ہے حاکم اور بیہقی نے کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثون کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور فقط پہلی قسم کی حدیثین اونکی کتاب مین ہین قاضی عیاض نے کہا غور سے یہ بات صحیح معلوم نہین ہوتی اور اوسنے اپنی کتاب مین تینون طرح کی حدیثون کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب کو دو قسمون کی حدیثون پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم مین تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگون کی روائتین اور دوسرے قسم مین مستور اور سچے متوسطین لوگون کی روائتین مگر ان کو موت آگئی اور یہ آرزو پوری نہین ہوئی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھہ رہ گئی باوجود اسکے اونکی کتاب مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثون کو انہون نے بالکل بیان نہین کیا پھر مسلم کے بعد اور لوگون نے کئی ایک کتابین مسلم کے صحیح کیطرح لکھین اور عالی سندون کو حاصل کیا

اور ان مین سے بعضون نے مسلم کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابون مین نکالا شیخ ابوعمرو نے کہا یہ جو کتابین صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہین اگرچہ اون مین صحت کی ایک شان ہے مگر تمام باتون مین وہ صحیح مسلم کے برابر نہین ہو سکتین۔ صحیح مسلم پر علما نے بہت سی شرحین لکھی ہین سب مین مشہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابوزکریا محی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتھہ ہندوستان مین طبع ہو گئی ہے اور ایک اس شرح کا خلاصہ ہے جسکو شمس الدین محمد بن یوسف قونوی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی اسکا نام اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی کی اور یہ مقدم ہے نووی سے بھی اور ایک شرح ہے امام عبداللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدون مین اور ایک شرح ہے ابوعبداللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام معلم بفوائد کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد الدین عبد الرحمن بن عبد العلی مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبد الغافر بن اسمعیل فارسی کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو الفرج عیسی بن مسعود زواوی کی پانچ جلدون مین اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین زکریا بن محمد انصاری کی اور ایک شرح ہے مختصر شیخ جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علی صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے قوام الدین ابو القاسم اسمعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے تقی الدین شافعی کی اور ایک شرح ہے قسطلانی کی اوسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار جلدون مین صحیح مسلم کی مختصرات بھی بہت ہین ایک مختصر ہے ابوعبداللہ شرف الدین محمد بن عبداللہ مرسی کا اور ایک مختصر ہے زوائد مسلم کا بخاری پر حافظ سراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین منذری کا اور اس مختصر کی شرحین بھی بہت ہین اور سب سے عمدہ شرح اسکی سراج الوہاج ہے جو ہمارے زمانے مین جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات مین سے چھپ چکی ہے اور اس ترجمہ مین اس شرح سے بہت فوائد منقول ہوئے ہین امام مسلم کا حال جو اس کتاب کے مؤلف ہین نام انکا مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری بن ورد بن کرشاد نیساپوری ہے امام حافظ ہین علم حدیث کے اور سفر کیا انہون نے حجاز اور شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنیکے لیے اور مشہور مشائخ اون کے یہ لوگ ہین یحیی بن یحیی نیساپوری امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی قتیبہ بن سعید ابو بکر بن ابی شیبہ محمد بن

بشار محمد بن المثنی وغیرہ سے کئی بار بغداد میں آئے اور اہل بغداد نے ان سے روایت کی سب سے آخر وہ بغداد
میں سنہ ۲۵۹ ہجری میں آئے تھے ابو عیسیٰ ترمذی نے ان سے روایت کی ہے خطیب بغدادی نے کہا مسلم بخاری کی
پیروی کرتے تھے اور لوگوں کے اعتراضوں کو ان کے اوپر سے دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں اور ذہلی
میں اس وجہ سے رنجش ہو گئی حافظ احمد بن یعقوب نے کہا بخاری جب نیشاپور میں آئے تو مسلم ان کے
پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اس کے بخاری اور ذہلی میں ایک مسئلہ پر نزاع ہوا اور ذہلی نے لوگوں کو منع
کیا بخاری کے پاس جانے سے لیکن مسلم نے نہ مانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ خفا ہوا مسلم مجلس سے اٹھ کر
اور جو کچھ ذہلی سے حدیثیں لکھی تھیں وہ اوس کے پاس لوٹا کر دیں اور ذہلی سے ترک ملاقات
ہو گئی بہرحال امام مسلم علماء اعلام میں سے ہیں حدیث کے اور حافظ اور امام اور مقتدا ہیں اس فن
کے جن کی امامت کو اہل حدیث نے تسلیم کیا ہے اور طلب حدیث کے لیے دنیا کے اطراف اور اکناف میں
پھرے اور محمد بن مہران ابو غسان اور عمرو بن سواد اور حرملہ بن یحییٰ اور سعید بن منصور اور
ان سب سے سنا اور ان سے روایت کی ایک جماعت کبار علماء اور حفاظ نے جیسے ابو حاتم رازی
اور موسیٰ بن ہارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خزیمہ اور بہت لوگوں نے جن کا شمار دشوار ہے
ابو عمرو بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو العباس بن عقدہ سے پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون
بڑا ہے انہوں نے کہا دونوں عالم ہیں میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اے ابا عمرو بخاری
سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل شام میں کہ ایک جگہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہیں اور دوسری
جگہ اس کا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب بغدادی
نے کہا مسلم نے پیروی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر دارقطنی نے کہا اگر
بخاری نہ ہوتے تو مسلم کو یہی راہ نہ ملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے
ابو احمد شیخ حاکم نیشاپوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں
بخاری کی کتاب سے لی ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں
بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کے اور بھی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر
جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوہام المحدثین کتاب التمییز کتاب من لیس لہ الا راو
واحد کتاب اوہام مخضرمین کتاب الاسماء والکنیٰ کتاب الوحدان کتاب حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثوری اور مسلم کے عجیب حالون مین سے یہہ ہے کہ اونہون نے تمام عمر کسی کی غیبت نہین کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کہوٹے کہرے کے پہچاننے مین اپنے زمانہ مین سب پر مقدم تہے یہان تک کہ بعضی امور مین بخاری پر بہی اونکو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گذرا ۲۰۶؁ ہجری مین پیدا ہوئے اور وفات پائی اتوار کی شام کو رجب کے پچیسوین تاریخ ۲۶۱؁ ہجری مین عمر اونکی پچپن برس کی تہی اور دوشنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا قصہ یون لکہا ہے کہ مجلس مین لوگون نے اون سے ایک حدیث پوچہی اونکو معلوم نہوئی وہ گہر مین آن کر سب کتابون مین ڈہونڈہنے لگے اور ایک ٹوکرا خرمے کا اون کے سامنے رکہا تہا ایک ایک خرما کہاتے جاتے تہے یہان تک کہ ٹوکرا تمام ہوگیا اور حدیث کی تلاش مین ایسا استغراق تہا کہ انکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے مر گئے ابو حاتم رازی نے مسلم کو مرنے کے بعد خواب مین دیکہا اون کا حال پوچہا اونہون نے کہا اللہ جل شانہ نے جنت کو میرے لیے مباح کردیا ہے جہان چاہون رہون **سند مولف ترجمہ کی امام مسلم تک** اجازت دی مجہکو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی شرقی حنبلی نے اون کو اجازت دی شیخ عبد الرحمن بن حسن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قویسینی مصری نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان بجیرمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد عشماوی نے انکو اجازت دی شیخ ابو العز عجمی نے انکو اجازت دی شیخ محمد شوبری نے انکو اجازت دی محمد رملی نے انہون نے سنا شیخ الاسلام زکریا انصاری سے انہون نے امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہین اس کتاب کو صلاح بن ابی عمر و مقدسی سے اور وہ علی بن احمد بن بخاری سے اور وہ موید طوسی سے اور وہ عبد اللہ فراوی سے اور وہ عبد الغافر فارسی سے اور وہ ابی احمد محمد بن عیسی جلودی سے اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سے اور وہ امام حافظ مسلم بن الحجاج قشیری سے جو مولف ہین اس صحیح کے راضی ہو اللہ تعالی ان سب بزرگون سے اور انکی طفیل سے مغفرت کرے میری اور میرے والدین اور بہائیون اور سب مومنین کی سو مترجم کتاب سے امام مسلم تک سولہ واسطے ہین اور امام مسلم کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رباعی حدیثین چار ہین اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اکیس واسطے ہوئے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہون مین اللہ جل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کی جو پالتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام اون ہی لوگون کا ہے جو پرہیزگار ہین اللہ تعالی اپنی رحمت اوتارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبرون کے ختم کرنے والے ہین (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالی نے آپ کی ذات پر ختم کردیا اب دنیا مین آپ کے بعد کوئی پیغمبر نئی شریعت لیکر نہ آویگا) اور تمام نبیون اور پیغمبرون پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے ہین جیسے حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسی حضرت عیسی علیہم السلام) اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ بِتَوْفِيْقِ خَالِقِكَ ذَكَرْتَ اَنَّكَ هَمَمْتَ بِالْفَحْصِ عَنْ تَعَرُّفِ جُمْلَةِ الْاَخْبَارِ الْمَاْثُوْرَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُنَنِ الدِّيْنِ وَاَحْكَامِهٖ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ صُنُوْفِ الْاَشْيَاءِ بِالْاَسَانِيْدِ الَّتِيْ بِهَا نُقِلَتْ وَتَدَاوَلَهَا اَهْلُ الْعِلْمِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بعد حمد اور صلوٰۃ کے خدا تجھپر رحم کرے تونے اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہین) کہ تیرا قصد یہ ہے کہ تلاش کرے اون سب حدیثون کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہین دین کے طریقون اور حکمون مین (یعنی مسائل کی حدیثین جو فقہ سے متعلق ہین) اور اون حدیثون کو جو ثواب اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہین (یعنی فضائل اور اخلاق کی حدیثین) اور ان کے سوا اور باتون کی سندون کے ساتھہ جن کے رو سے وہ حدیثین نقل کی گئی ہین اور جنکو علماے حدیث نے جاری رکھا ہے اپنے بین (یعنی مشہور اور معروف سندین) فَاَرَدْتَ اَرْشَدَكَ اللّٰهُ اَنْ تُوَقَّفَ عَلٰى جُمْلَتِهَا مُؤَلَّفَةً مُحْصَاةً تو تیرا مطلب یہ تھا خدا تجھکو ہدایت کرے کہ تو ان سب حدیثون پر واقف ہوجاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثین ایک جگہ جمع ہون وَسَاَلْتَنِيْ اَنْ اُلَخِّصَهَا لَكَ فِي التَّاْلِيْفِ بِلَا تَكْرَارٍ يَكْثُرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ زَعَمْتَ مِمَّا يَشْغَلُكَ عَمَّا لَهُ قَصَدْتَ مِنَ التَّفَهُّمِ فِيْهَا وَالْاِسْتِنْبَاطِ مِنْهَا اور تونے یہ سوال کیا تھا کہ مین ان سب حدیثون کو اختصار کے ساتھہ تیرے لیے جمع کرون اور اوس مین تکرار نہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا مقصد جو حدیثون کو سمجھنا اور اون مین غور کرنا ہے اور اُن سے مسائل نکالنا ہے وہ جاتا رہیگا وَلِلَّذِيْ سَاَلْتَ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ حِيْنَ رَجَعْتُ اِلٰى تَدَبُّرِهٖ وَمَا تَؤُوْلُ بِهِ الْحَالُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

تَعَالٰی عَاقِبَۃٌ مَحْمُوْدَۃٌ وَّمَنْفَعَۃٌ مَوْجُوْدَۃٌ اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھکو عزت دیوے
جب مین نے اوسمین غور کیا اور اوسکی انجام کو دیکھا تو خدا چاہے اوسکا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل بھی
اوس مین فائدہ ہے (یعنے حال اور مآل دونون کے فائدے کی بات ہی) وَظَنَنْتُ حِیْنَ سَاَلْتَنِیْ
تَجَشُّمَ ذٰلِکَ اَنْ لَوْ عُزِمَ لِیْ عَلَیْهِ وَقُضِیَ لِیْ تَمَامُهٗ کَانَ اَوَّلُ مَنْ یُّصِیْبُهٗ نَفْعُ ذٰلِکَ
اِیَّایَ خَاصَّۃً قَبْلَ غَیْرِیْ مِنَ النَّاسِ لِاَسْبَابٍ کَثِیْرَۃٍ یَّطُوْلُ بِذِکْرِهَا الْوَصْفُ اِلَّا
اَنَّ جُمْلَۃَ ذٰلِکَ اَنَّ ضَبْطَ الْقَلِیْلِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ وَاِتْقَانَهٗ اَیْسَرُ عَلَی الْمَرْءِ مِنْ مُّعَالَجَۃِ
الْکَثِیْرِ مِنْهُ وَلَاسِیَّمَا عِنْدَ مَنْ لَّا تَمْیِیْزَ عِنْدَهٗ مِنَ الْعَوَامِّ اِلَّا بِاَنْ یُّوَقِّفَهٗ عَلَی التَّمْیِیْزِ [illegible]
غَیْرُهٗ اور مین نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھے اسبات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھہ سے ہو جاوے
تو سب سے پہلے دوسرون کو تو خیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کئی سببون سے جنکا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ
یہہ ہے کہ اس طور سے تہوڑی حدیثون کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کے ساتھہ آسان ہے آدمی پر بہت
سے حدیثون کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے کیونکہ اوس مین ایک طرح کا خلجان پیدا
ہوتا ہے) خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جنکو تمیز نہین ہوتی کہوٹی کہری حدیث کی بے دوسرے
کے بتلائے ہوئے فَاِذَا کَانَ الْاَمْرُ فِیْ هٰذَا کَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ اِلَی الصَّحِیْحِ الْقَلِیْلِ
اَوْلٰی بِهِمْ مِنِ ازْدِیَادِ السَّقِیْمِ وَاِنَّمَا یُرْجٰی بَعْضُ الْمَنْفَعَۃِ فِی الْاِسْتِکْثَارِ مِنْ هٰذَا الشَّاْنِ
وَجَمْعِ الْمُکَرَّرَاتِ مِنْهُ لِخَاصَّۃٍ مِّنَ النَّاسِ مِمَّنْ رُزِقَ فِیْهِ بَعْضَ التَّیَقُّظِ وَالْمَعْرِفَۃِ
بِاَسْبَابِهٖ وَعِلَلِهٖ فَذَاکَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ یَهْجُمُ بِمَا اُوْتِیَ مِنْ ذٰلِکَ عَلَی الْفَائِدَۃِ فِی الْاِسْتِکْثَارِ
مِنْ جَمْعِهٖ تو جب حال ایسا ہوا جیسا ہمنے اوپر بیان کیا تو تہوڑی صحیح حدیثون کا بیان کرنا ان کے
لیے بہتر ہے بہت ضعیف حدیثون سے اور بہت سی حدیثین بیان کرنا اور مکررات کو جمع کرنا خاص
خاص آدمیون کو فائدہ دیتا ہے جنکو علم حدیث مین کچھ واقفیت ہے اور حدیث کے اسباب اور علتون کو
وہ پہچانتے ہین ایسا شخص البتہ بوجہ اپنی واقفیت اور معرفت کے بہت حدیثون کے جمع کرنے سے
فائدہ اوٹہاوے گا فَاَمَّا عَوَامُّ النَّاسِ الَّذِیْنَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِی الْخَاصِّ مِنْ اَهْلِ التَّیَقُّظِ
وَالْمَعْرِفَۃِ فَلَا مَعْنٰی لَهُمْ فِیْ طَلَبِ الْکَثِیْرِ وَقَدْ عَجَزُوْا عَنْ مَعْرِفَۃِ الْقَلِیْلِ لیکن عام
لوگ جو برخلاف ہین خاص لوگون کے جو صاحب واقفیت و معرفت ہین اونکو کچھ حاصل نہین بہت

حدیثون کے طلب کرنے مین جب کہ وہ تہوڑی حدیثون کے پہچاننے سے عاجز ہین (یعنے جسقدر کم حدیثیں انہون نے دیکہی ہین یادہی سے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد اون مین نہین تو بہت حدیثون سے وہ کیا فائدہ اوٹہا سکتے ہین ثُمَّ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْتَدِئُوْنَ فِیْ تَخْرِیْجِ مَا سَاَلْتَ عَنْهُ وَتَاْلِیْفِهٖ عَلٰی شَرِیْطَةٍ سَوْفَ اَذْکُرُهَا لَكَ وَهُوَ اَنَّا نَعْمِدُ اِلٰی جُمْلَةِ مَا اُسْنِدَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَقْسِمُهَا عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ وَثَلَاثِ طَبَقَاتٍ مِّنَ النَّاسِ عَلٰی غَیْرِ تَکْرَارٍ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَ مَوْضِعٌ لَا یُسْتَغْنٰی فِیْهِ عَنْ تَرْدَادِ حَدِیْثٍ فِیْهِ زِیَادَةُ مَعْنًی اَوْ اِسْنَادٌ یَّقَعُ اِلٰی جَنْبِ اِسْنَادٍ لِعِلَّةٍ تَکُوْنُ هُنَاكَ لِاَنَّ الْمَعْنَی الزَّائِدَ فِی الْحَدِیْثِ الْمُحْتَاجَ اِلَیْهِ یَقُوْمُ مَقَامَ حَدِیْثٍ تَامٍّ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعَادَةِ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ فِیْهِ مَا وَصَفْنَا مِنَ الزِّیَادَةِ اَوْ اَنْ تُفَصَّلَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰی مِنْ جُمْلَةِ الْحَدِیْثِ عَلَی اخْتِصَارِهٖ اِذَا اَمْکَنَ وَلٰکِنْ تَفْصِیْلُهٗ رُبَّمَا عَسُرَ مِنْ جُمْلَتِهٖ فَاِعَادَتُهٗ بِهَیْئَتِهٖ اِذَا ضَاقَ ذٰلِكَ اَسْلَمُ فَاَمَّا مَا وَجَدْنَا بُدًّا مِّنْ اِعَادَتِهٖ بِجُمْلَتِهٖ مِنْ غَیْرِ حَاجَةٍ مِّنَّا اِلَیْهِ فَلَا نَتَوَلّٰی فِعْلَهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی پہر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثون کے بیان کرنے مین جنکے لیے تو نے فرمایش کی ہے ایک شرط پر چلین گے جو بیان کرتے ہین وہ شرط یہہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثون کیطرف قصد کرتے ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مُسْنَدًا (یعنے متصلاً ایک راوی نے دوسرے سے سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کی گئی ہین (سب حدیثون سے مراد اکثر حدیثین ہین اس لیے کہ سب مسند حدیثین اس کتاب مین نہین ہین) پہر انکو تقسیم کرتے ہین تین قسمون پر اور راویون کے تین طبقون پر (پہلا طبقہ تو حافظ اور ثقہ لوگون کی روایتون کا دوسرا متوسطین کا تیسرا ضعفا اور متروکین کا مگر مصنف نے اس کتاب مین پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہین کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب مین سب پہلی قسم کی حدیثین ہین اور دوسرے قسم کی حدیثین بیان کرنے سے پہلے مسلم گذر گئے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی ایسا مقام ہو جہان دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہوا سوجہ سے کہ اسمین کوئی دوسری بات زیادہ ہو یا کوئی ایسا اسناد ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو مین واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو وہان تکرار کرتے ہین (یعنے دوبارہ اوس حدیث کو نقل کرتے ہین) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی

حدیث جسکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کی ہے پہر ضرور ہے اوس سب حدیث کا ذکر کرنا جسمین وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس زیادتی کو جدا کر لین گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھہ اگر ممکن ہو (یعنے ایک حدیث مین ایک جملہ زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جدا ہو سکتا ہے تو صرف اوس جملے کو دوسرا اسناد بیان کرکے نقل کر دینگے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاوینگے مگر ایسا جب کرینگے کہ اوس جملے کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نووی نے کہا کہ اس مسئلہ مین علمائے حدیث کا اختلاف ہے یعنے حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے مین بعضون کے نزدیک مطلقاً منع ہے کیونکہ روایت بالمعنی اون کے نزدیک جائز نہین بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضون کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اوسی صورت مین درست ہی جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لین اور بعضون کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہہ ہے کہ علما اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہی بشرطیکہ معنی مین خلل واقع نہو) لیکن جب جدا کرنا اوس جملے کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کی دوبارہ بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہو (یعنے اوسمین کوئی ایسی بات زیادہ نہو جس کی احتیاج ہے) تو اوسکو ہم دوبارہ بیان نکرینگے اگر خدا چاہے فَاَمَّا الْقِسْمُ الْاَوَّلُ فَاِنَّا نَتَوَخّٰی اَنْ نُّقَدِّمَ الْاَخْبَارَ الَّتِیْ هِیَ اَسْلَمُ مِنَ الْعُیُوْبِ مِنْ غَیْرِهَا وَاَنْقٰی مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ نَاقِلُوْهَا اَهْلَ اسْتِقَامَةٍ فِی الْحَدِیْثِ وَاِتْقَانٍ لِّمَا نَقَلُوْا لَمْ یُوْجَدْ فِیْ رِوَایَتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِیْدٌ وَّلَا تَخْلِیْطٌ فَاحِشٌ کَمَا قَدْ عُثِرَ فِیْهِ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَبَانَ ذٰلِكَ فِیْ حَدِیْثِهِمْ پہلی قسم کی حدیثون مین ہم اون حدیثون کو پہلے بیان کرتے ہین جو عیبون سے پاک اور صاف ہین اس وجہ سے کہ اون کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہین جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنے مضبوطی اور حفظ) ہین اپنی روایات مین نہ اونکی روایت مین سخت اختلاف ہی اور نہ خلط ملط ہے (اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگون سے بہت اختلاف کیا کرے یا روایتون مین بہت خلط ملط کرے وہ قابل اعتبار کے نہین رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہو گئی ہے اور انکی حدیث مین یہ بات کہل گئی ہے فَاِذَا نَحْنُ تَقَصَّیْنَا اَخْبَارَ هٰذَا الصِّنْفِ مِنَ النَّاسِ اَتْبَعْنَاهَا اَخْبَارًا یَّقَعُ فِیْ اَسَانِیْدِهَا بَعْضُ مَنْ لَّیْسَ بِالْمَوْصُوْفِ بِالْحِفْظِ وَالْاِتْقَانِ کَالصِّنْفِ الْمُقَدَّمِ قَبْلَهُمْ

عَلَى أَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا فِيمَا وَصَفْنَا دُونَهُمْ فَإِنَّ اسْمَ السَّتْرِ وَالصِّدْقِ وَتَعَاطِي الْعِلْمِ يَشْمَلُهُمْ پہر جب ہم بیان کر چکتے ہین اس قسم کے راویون کی حدیثین (یعنے جو موصوف ہین سابقہ کمال حفظ اور ضبط اور اتقان کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثین لاتے ہین جنکے اسناد مین وہ لوگ ہین جنمین اوتنا حفظ اور اتقان نہین جیسا پہلے قسم کے راویون مین تہا اور یہہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویون سے درجے مین کم ہین مگر اون کا عیب ڈہنکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت مین وہ بہی شامل ہین (یعنے دوسرے درجے کے راوی بہی سچے اور ٹہیک ہین اور جو کچہ اون مین عیب تہا وہ چہپایا گیا ہی اہل حدیث نے انکو متہم نہین کیا ہے کذب سی نہ اون سے روایت ترک کی ہے) كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ وَلَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ جیسے عطا بن السائب اور یزید بن ابی زیاد اور لیث بن ابی سلیم **ف** یہ تینون راوی دوسرے درجے کے ہین جو حفظ اور اتقان مین اعلی نہین ہین مگر اونکی سچائی مین شبہ نہین عطا بن السائب کی کنیت ابو السائب ہی یا ابو یزید یا ابو محمد یا ابو زید وہ ثقہ ہین مگر اخیر عمر مین انکے حافظے مین فتور آگیا تہا پہر جن لوگون نے اون سے اختلاط کے پہلے سنا ہی اونکی روایت صحیح ہے اور جنہون نے بعد سنا ہی البتہ انکی حدیث مضطرب ہی سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سی اختلاط کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسمعیل اور علی بن عاصم نے بعد اختلاط کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحیے بن معین نے کہا کہ عطا سے سبکے اختلاط کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطا سے صحت اور اختلاط دونون حالت مین سنا ہے تو انکی روایت کا بہی اعتبار نہین یزید بن ابی زیاد یا یزید بن زیاد قرشی دمشقی حفاظ حدیث نے اوسکو ضعیف کیا ہے ابن نمیر اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہ نہین اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہی اور نسائی نے کہا متروک الحدیث ہی اور ترمذی نے کہا ضعیف ہی لیث بن ابی سلیم کو جمہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تہا اور اسکی روایتین مضطرب ہین لیکن اوسکی حدیث لکہی جاویگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے لیکن لوگون نے اون سے روایت کی ہے دارقطنی اور ابن عدی نے کہا اوسکی حدیث لکہی جاوے گی اور اکثر لوگون نے کہا اوسکی روایت لکہنے کے لائق نہین (نووی) وَأَضْرَابُهُمْ مِنْ حُمَّالِ الْآثَارِ وَنُقَّالِ الْأَخْبَارِ فَهُمْ وَإِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفْنَا مِنَ الْعِلْمِ وَالسَّتْرِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

نغیرهم مِنْ اَقْرَانِهِمْ مِمَّنْ عِنْدَهُمْ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْاِتْقَانِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِي الرِّوَايَةِ يَفْضُلُوْنَهُمْ فِي الْحَالِ وَالْمَرْتَبَةِ لِاَنَّ هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ دَرَجَةٌ رَفِيْعَةٌ وَّخَصْلَةٌ سَنِيَّةٌ اور انکی مانند لوگ حدیث کی روایت کرنیوالے اور خبر کے نقل کرنے والے اگرچہ یہ لوگ مشہور ہین علم مین اور مستور ہین اہل حدیث کے نزدیک لیکن اُنکے ہمعصر دوسرے لوگ جنکے پاس اتقان اور استقامت ہے روایت مین اون سے بڑہکر ہین حال اور مرتبے مین اسواسطے کہ اہل علم کے نزدیک یہ ایک درجہ ہے بلند اور ایک خصلت ہے عمدہ ہے (یعنے ضبط اور اتقان) اَلَا تَرٰى اَنَّكَ اِذَا وَازَنْتَ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةَ الَّذِيْنَ سَمَّيْنَاهُمْ عَطَاءً وَّيَزِيْدَ وَلَيْثًا بِمَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ وَسُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ وَاِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ فِيْ اِتْقَانِ الْحَدِيْثِ وَالْاِسْتِقَامَةِ فِيْهِ وَجَدْتَّهُمْ مُبَايِنِيْنَ لَهُمْ لَا يُدَانُوْنَهُمْ لَا شَكَّ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ فِيْ ذٰلِكَ لِلَّذِيْ اسْتَفَاضَ عِنْدَهُمْ مِنْ صِحَّةِ حِفْظِ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِتْقَانِهِمْ لِحَدِيْثِهِمْ وَاَنَّهُمْ لَمْ يَعْرِفُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَطَاءٍ وَّيَزِيْدَ وَلَيْثٍ کیا تو نہین دیکہتا اگر تو تولے ان تینون کو جنکا ہم نے نام لیا یعنے عطا اور یزید اور لیث کو منصور بن معتمر اور سلیمان اعمش اور اسمعیل بن ابی خالد کے ساتہہ (جو ان تینون کے ہمعصر ہین) حدیث کے اتقان اور استقامت مین تو اونکو بالکل جدا پاویگا ہرگز اون کے قریب نہ ہونگے اس بات مین کچہ شک نہین اہل حدیث کے نزدیک اس لیے کہ اُن کو ثابت ہو گیا ہے حفظ منصور اور اعمش اور اسمعیل کا اور اون کا ضبط اور اتقان حدیث مین جو نہین ثابت ہوا عطا اور یزید اور لیث مین **ف** یعنی عطا اور یزید اور لیث منصور اور سلیمان اور اسمعیل کے سامنے کچہ نہین اوترتے اس لیے کہ عطا اور یزید اور لیث کا مرتبہ بہت کم ہے جیسے اون کا حال اوپر گذرا اور منصور اور اعمش اور اسمعیل یہ حدیث کے حافظون اور ثقہ لوگون مین سے ہین اسمعیل بن ابی خالد تو تابعی مشہور ہین اُنہون نے انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور عمرو بن حریث اور قیس بن عابد اور ابو جحیفہ کو دیکہا اور یہہ سب صحابی ہین اور سلیمان اعمش بہی تابعی ہین کیونکہ اُنہون نے انس کو دیکہا اور اعمش کہتے ہین ضعیف البصر کو جسکی بینائی مین فتور ہو یہ ان کا لقب ہو گیا تہا اہل حدیث نے اس قسم کے القاب نقل کرنے مین قباحت نہین دیکہی کیونکہ یہ القاب معرفت کے لیے بیان کیے جاتے ہین نہ ذلت اور توہین کے لیے منصور بن معتمر اگرچہ تابعی نہین ہین مگر حفظ اور

ARCH INSTITUTE

اتقان مین سب سے بڑہ ہوے ہین اسلیے مسلم نے انکا نام پہلے رکہا عبدالرحمن بن مہدی نے کہا کہ منصور سب کوفہ والون مین زیادہ ثقہ ہین وَفِي مِثْلِ مَجْرَى هٰؤُلَاءِ إِذَا وَازَنْتَ بَيْنَ الْأَقْرَانِ كَابْنِ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَعَ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ وَأَشْعَثَ الْحُمْرَانِيِّ وَهُمَا صَاحِبَا الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ كَمَا أَنَّ ابْنَ عَوْنٍ وَأَيُّوبَ صَاحِبَاهُمَا إِلَّا أَنَّ الْبَوْنَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ هٰذَيْنِ بَعِيدٌ فِي كَمَالِ الْفَضْلِ وَصِحَّةِ النَّقْلِ وَإِنْ كَانَ عَوْفٌ وَأَشْعَثُ غَيْرَ مَدْفُوعَيْنِ عَنْ صِدْقٍ وَأَمَانَةٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلٰكِنِ الْحَالُ مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ اور ایسی ہی کیفیت ہے جب تو موازنہ کرے (یعنے تولے ایک کو دوسرے کے ساتہہ) ہمعصرون کو جیسے ابن عون اور ایوب سختیانی کو عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث حمرانی کے ساتہہ اور یہہ دونون مصاحب تہے ابن سیرین اور حسن بصری کے (جو مشہور تابعین مین سے ہین) جیسے ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب تہے مگر اون دونون اور ان دونون مین بڑا فرق ہے (یعنے ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑہکر ہے) کمال فضل اور صحت روایت مین اگرچہ عوف اور اشعث بہی سچے اور امانت دار ہین (امام احمد نے کہا عوف ثقہ ہین صالح الحدیث اور یحیی بن معین نے بہی کہا وہ ثقہ ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ ثقہ ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا وَإِنَّمَا مَثَّلْنَا هٰؤُلَاءِ فِي التَّسْمِيَةِ لِيَكُونَ تَمْثِيلُهُمْ سِمَةً يَصْدُرُ عَنْ فَهْمِهَا مَنْ غَبِيَ عَلَيْهِ طَرِيقُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَرْتِيبِ أَهْلِهِ فِيهِ فَلَا يُقَصَّرُ بِالرَّجُلِ الْعَالِي الْقَدْرِ عَنْ دَرَجَتِهِ وَلَا يُرْفَعُ مُتَّضِعُ الْقَدْرِ فِي الْعِلْمِ فَوْقَ مَنْزِلَتِهِ وَيُعْطَى كُلُّ ذِي حَقٍّ فِيهِ حَقَّهُ وَيُنَزَّلُ مَنْزِلَتَهُ اور ہم نے مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگون کا نام لیکر تاکہ انکی مثال ایک نشانی ہو اور فراغت پاوے اسکو سمجہکر وہ شخص جسپر چہپا ہوا ہے رستہ علم والون کا اہل علم کی ترتیب مین تو کم نہ کیا جاوے بلند درجہ والا شخص اپنے درجہ سے اور بلند نکیا جاوے کم درجہ والا اپنے درجہ پر اور ہر ایک کو اسکا حق دیا جاوے اور اپنا درجہ وَقَدْ ذُكِرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ مَعَ مَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْآنُ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اوسکے مرتبے پر رکہنیکا اور قرآن سے بہی یہہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہر علم والے سے بڑہکر دوسرا علم والا ہے

(تو حدیث اور قرآن دونون سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) ف امام مسلم نے اس حدیث
کو معلقًا یعنی بلا اسناد ذکر کیا اور معلق حدیثین مسلم کی کتاب مین بہت کم ہین ایک انمین سے یہ حدیث بہی
ہے جسکی صحت مین علماء کا اختلاف ہی حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث مین اسکو صحیح
بتلایا ہے اور ابو داؤد نے اپنی سنن مین اسکو روایت کیا میمون بن ابی شبیب سے اوس نے عائشہ رض سے مگر
میمون نے عائشہ سے نہین سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی ہی کہ حدیث متصل اور مسند ہو اسکا
جواب یون دیا ہے کہ میمون نے مغیرہ بن شعبہ کو پایا اور مغیرہ حضرت عائشہ سے پہلے مرے ہین اور شرط مسلم کی یہہ
ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ مین
عائشہ سے نہین ملا تو اعتراض درست ہوتا سوا اسکے بزار نے اپنی مسند مین اس حدیث کو روایت کیا ہی اور
کہا کہ مرفوعًا یہ حدیث اسی طرح سے مروی ہے لیکن موقوفًا اور طریقون سے بہی روایت کی گئی ہے واللہ اعلم

فَعَلَى نَحْوِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْوُجُوهِ نُؤَلِّفُ مَا سَأَلْتَ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْهَا عَنْ قَوْمٍ هُمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مُتَّهَمُونَ أَوْ عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ
فَلَسْنَا نَتَشَاغَلُ بِتَخْرِيجِ حَدِيثِهِمْ ترجمہ اوپر ہم نے بیان کیا اونہی طریقون پر ہم جمع کرتے ہین حدیثون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنکا تو نے سوال کیا اب جو حدیثین ایسے لوگون سے مروی ہین جن پر
سب اہل حدیث نے کذب کی نسبت کی ہے یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہین روایت کرتے كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
مِسْوَرِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيِّ وَعَمْرِو بْنِ خَالِدٍ وَعَبْدِ الْقُدُّوسِ الشَّامِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ
الْمَصْلُوبِ وَغِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِي دَاوُدَ النَّخَعِيِّ وَأَشْبَاهِهِمْ مِمَّنِ اتُّهِمَ
بِوَضْعِ الْأَحَادِيثِ وَتَوْلِيدِ الْأَخْبَارِ جیسے عبد اللہ بن مسور بن ابی جعفر مداینی اور عمرو بن خالد اور عبد القدوس
شامی (جو روایت کرتا ہی عکرمہ اور عطا سے عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اوسکی حدیث
کے ترک پر) اور محمد بن سعید مصلوب ف دمشقی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تہی یا ابو عبد اللہ یا
ابو قیس اوسکے نسب اور نام مین بڑا اختلاف ہی حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنے نام کو سو طرح پہ بدلتا ہی ابو
حاتم نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا بیدینی کی وجہ سے محمد بن حنبل نے کہا ابو جعفر نے
اوسکو قتل کیا زندیق ہونیکی وجہ سے اور اُسکی حدیث موضوع ہی اور خالد بن یزید نے کہا مین نے اوس سے سنا کہتا
تہا جب مین کوئی عمدہ بات سنون تو اُسکی اسناد بنا لینے مین کچھ قباحت نہین احمد بن صالح نے کہا اوسنے چار ہزار

حدیثین بنائین **ف** اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابو داؤد نخعی اور ان کی مانند لوگ جن سے حدیث بنانیکی اور خبرین تراشنے کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب لوگ وضاع اور کذاب اور متروک الحدیث تھے) تو ایسے لوگوں کی روایتیں ہم نے بالکل نہیں لکھیں وَكَذٰلِكَ مَنِ الْغَالِبُ عَلٰى حَدِيثِهِ الْمُنْكَرُ أَوِ الْغَلَطُ أَمْسَكْنَا أَيْضًا عَنْ حَدِيثِهِمْ اور اسیطرح ہم نے ان لوگوں کی روایت بھی نہیں لکھی جنکی حدیث اکثر منکر (یعنے ثقات کے خلاف) یا غلط ہوتی ہے وَعَلَامَةُ الْمُنْكَرِ فِي حَدِيثِ الْمُحَدِّثِ إِذَا مَا عُرِضَتْ رِوَايَتُهُ لِلْحَدِيثِ عَلٰى رِوَايَةِ غَيْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ وَالرِّضَا خَالَفَتْ رِوَايَتُهُ رِوَايَتَهُمْ أَوْ لَمْ تَكَدْ تُوَافِقُهَا فَإِذَا كَانَ الْأَغْلَبُ مِنْ حَدِيثِهِ كَذٰلِكَ كَانَ مَهْجُورَ الْحَدِيثِ غَيْرَ مَقْبُولِهِ وَلَا مُسْتَعْمَلِهِ اور منکر کی نشانی محدث کی حدیث مین یہ ہے کہ جب اسکی روایت کا مقابلہ کیا جاوے دوسرے لوگوں کی روایت سے جو اچھے اور حافظے والے ہین تو اوسکی روایت انکی روایت کے خلاف پڑے بالکل یا کچھ موافق ہو اور اکثر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتین ہون تو وہ مہجور الحدیث ہوگا یعنی اوسکی روایت مقبول اور مستعمل نہوگی **ف** تو منکر کے معنی یہی ٹھہرے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے خلاف ہو اسکو منکر مردود بھی کہتے ہین اور ایک منکر اسکو بھی کہتے ہین جسکو ایک ہی ثقہ شخص نے روایت کیا ہو مگر یہ مردود نہین ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نووی) فَمِنْ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَرَّرٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ وَالْجَرَّاحُ بْنُ الْمِنْهَالِ أَبُو الْعَطُوفِ وَعَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ وَحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ضُمَيْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ صُهْبَانَ وَمَنْ نَحَا نَحْوَهُمْ فِي رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْحَدِيثِ فَلَسْنَا نُعَرِّجُ عَلٰى حَدِيثِهِمْ وَلَا نَتَشَاغَلُ بِهِ لِأَنَّ حُكْمَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالَّذِي نَعْرِفُ مِنْ مَذْهَبِهِمْ فِي قَبُولِ مَا يَتَفَرَّدُ بِهِ الْمُحَدِّثُ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَكُونَ قَدْ شَارَكَ الثِّقَاتِ مِنْ أَهْلِ الْحِفْظِ فِي بَعْضِ مَا رَوَوْا وَأَمْعَنَ فِي ذٰلِكَ عَلَى الْمُوَافَقَةِ لَهُمْ فَإِذَا وُجِدَ ذٰلِكَ ثُمَّ زَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَيْسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ قُبِلَتْ زِيَادَتُهُ فَأَمَّا مَنْ تَرَاهُ يَعْمِدُ لِمِثْلِ الزُّهْرِيِّ فِي جَلَالَتِهِ وَكَثْرَةِ أَصْحَابِهِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِينَ لِحَدِيثِهِ أَوْ حَدِيثِ غَيْرِهِ أَوْ لِمِثْلِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَدِيثُهُمَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مَبْسُوطٌ مُشْتَرَكٌ قَدْ نَقَلَ أَصْحَابُهُمَا عَنْهُمَا حَدِيثَهُمَا عَلَى الْاِتِّفَاقِ مِنْهُمْ فِي أَكْثَرِهِ فَيَرْوِي عَنْهُمَا أَوْ عَنْ أَحَدِهِمَا الْعَدَدَ مِنَ الْحَدِيثِ مِمَّا لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِمَا وَلَيْسَ مِمَّنْ قَدْ شَارَكَهُمْ فِي الصَّحِيحِ مِمَّا عِنْدَهُمْ فَغَيْرُ جَائِزٍ قَبُولُ حَدِيثِ هٰذَا الضَّرْبِ مِنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ

اس قسم کے راویون مین سی عبد اللہ بن محرر اور یحیی بن ابی انیسہ اور جراح بن منہال ابو العطوف اور عباد بن کثیر اور حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ اور عمر بن صہبان اور ان کے مثل اور لوگ ہین جو منکر حدیثین روایت کرتے ہین **ف** عبد اللہ بن مُحَرِّز یا عبد اللہ بن مُحَرَّر مگر صحیح محرر ہے بصیغہ اسم مفعول اور یہ ائین مہلتین اتباع تابعین مین سے ہے روایت کرتا ہی حسن اور قتادہ اور زہری اور نافع وغیرہ تابعین سے روایت کی ہے اس سے ثوری اور ایک جماعت نے اتفاق کیا ہی محدثین نے اوسکی ترک پر امام احمد بن حنبل نے کہا لوگون نے ترک کردیا اوسکی حدیث کو ابو انیسہ جو یحیی کا باپ ہی اُسکا نام زید ہی اور ابو العطوف جراح بن منہال روایت کرتا ہے تابعین سے اوس نے سنا ہی حکم بن عتبہ اور زہری سے اور اس سے یزید بن ہارون روایت کرتا ہی بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہی اور عمر بن صہبان اسلمی مدنی ہے اتفاق ہے اوس کے متروک ہونے پر (نووی) **ت**

تو ہم ان لوگون کی حدیثین نہین لاتے نہ اونمین مشغول ہوتے ہین اس لیے کہ اہل علم نے جو حکم کیا ہی اور جو اونکا مذہب معلوم ہوا ہے وہ یہ ہی کہ جس روایت کو ایک ہی محدث نے روایت کیا ہو وہ قبول کی جاویگی اس شرط سے کہ وہ محدث شریک ہو اور ثقہ اور حافظ لوگون کا اون کی بعض روایتون مین یا بالکل موافق ہو اونکا پھر جب یہ حال ہو اُسکا اور کسی روایت مین کچھ عبارت زیادہ کرے جو اسکے ساتھیون کی روایت مین نہو تو وہ قبول کیجاویگی لیکن اگر تو کسی کو دیکھے جو زہری ایسے بزرگ شخص سے روایت کرنیکا قصد کرے جسکے شاگرد بہت ہین اور وہ حافظ ہین اور مضبوطی سے بیان کرتے ہین اوسکی اور اورون کی حدیثون کو یا ہشام بن عروہ سے روایت کا قصد کرے اور ان دونون کی (یعنے ہشام اور زہری کی) حدیثین اہل علم کے نزدیک پھیلی ہوئی ہین اور مشترک ہین اور اُن دونون کے شاگرد اون کی حدیثون کو اتفاق کے ساتھہ اکثر بیان کرتے ہین پھر وہ شخص اُن دونون سے چند ایسی حدیثین نقل کرے جو کسی شاگرد کو ان دونون کے شاگردون مین سے معلوم نہون اور وہ شخص اور صحیح روایتون مین ان شاگردونکا شریک نہو تو اس قسم کی روایتین ایسے لوگون کی ہرگز مقبول نہونگی (بلکہ وہ منکر مردود ہونگی)

وَقَدْ شَرَحْنَا مِنْ مَذْهَبِ الْحَدِيْثِ وَاَهْلِهِ بَعْضَ مَا يَتَوَجَّهُ بِهِ مَنْ اَرَادَ سَبِيْلَ الْقَوْمِ وَوُفِّقَ لَهَا وَسَنَزِيْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَرْحًا وَّاِيْضَاحًا فِيْ مَوَاضِعَ مِنَ الْكِتَابِ عِنْدَ ذِكْرِ الْاَخْبَارِ الْمُعَلَّلَةِ اِذَا اَتَيْنَا عَلَيْهَا فِي الْاَمَاكِنِ الَّتِيْ يَلِيْقُ بِهَا الشَّرْحُ وَالْاِيْضَاحُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور ہم نے بیان کیا مذہب حدیث اور اہل حدیث کا اوس قدر جو مقصود ہی اوس شخص کا جو چلنا چاہے اہل حدیث کی راہ پر اور اوسکو توفیق دیجاوے چلنے کی اوس پر اور خدا چاہی تو ہم اُسکو شرح اور وضاحت سے بیان کرینگے اس کتاب کے کئی

مقاموں میں جہاں وہ حدیثیں آدینگی جن میں کچھ علتیں ہیں اون مقاموں میں جہاں شرح کرنا اور واضح بیان کرنا مناسب ہوگا وَبَعْدُ يَرْحَمُكَ اللهُ فَلَوْلَا الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوْءِ صَنِيعِ كَثِيرٍ مِمَّنْ نَصَبَ نَفْسَهُ مُحَدِّثًا فِيمَا يَلْزَمُهُمْ مِنْ طَرْحِ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ وَالرِّوَايَاتِ الْمُنْكَرَةِ وَتَرْكِهِمُ الْاِقْتِصَارَ عَلَى الْأَخْبَارِ الصَّحِيحَةِ الْمَشْهُورَةِ مِمَّا نَقَلَهُ الثِّقَاتُ الْمَعْرُوفُونَ بِالصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَإِقْرَارِهِمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا يَقْذِفُونَ بِهِ إِلَى الْأَغْبِيَاءِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَنْكَرٌ وَمَنْقُولٌ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ مَرْضِيِّينَ مِمَّنْ ذَمَّ الرِّوَايَةَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ مِثْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ لَمَا سَهُلَ عَلَيْنَا الْاِنْتِصَابُ لِمَا سَأَلْتَ مِنَ التَّمْيِيزِ وَالتَّحْصِيلِ وَلَكِنْ مِنْ أَجْلِ مَا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارَ الْمُنْكَرَةَ بِالْأَسَانِيدِ الضِّعَافِ الْمَجْهُولَةِ وَقَذْفِهِمْ بِهَا إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِينَ لَا يَعْرِفُونَ عُيُوبَهَا خَفَّ عَلَى قُلُوبِنَا إِجَابَتُكَ إِلَى مَا سَأَلْتَ

بعد ان سب باتون کے جو اوپر گذرین خدا تجھپر رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے وہ برا کام جو کر رہا ہے شخص جسنے اپنے تئین محدث بنایا ہی یعنی لازم ہی ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثون اور منکر روایتون کو نقل نکرے اور صرف اونہی حدیثون کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہین جنکو ثقہ لوگون نے جنکی سچائی اور امانت مشہور ہے نقل کیا ہے اور وہ جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی کہ بہت سی حدیثین جنکو وہ عام لوگون کو سناتا ہی منکر ہین اور اون لوگون سے مروی ہین جنکی مذمت حدیث کے اماموں نے کی ہی جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ اور یحیی بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب حدیث کے بڑے امام اور پیشوا ہین) البتہ ہمکو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے موافق جو تونے صحیح حدیثون کو جدا کرنیکی کی تھی دشوار ہوتی کیونکہ جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثین نقل کیا کرتے تو عوام کے دہوکا کہانیکا ڈر نہوتا اور صحیح حدیثون کے جدا کرنیکی ضرورت بہی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو ہمنے بیان کی کہ لوگ منکر حدیثونکو ضعیف اور مجہول سندون سے بیان کیا کرتے ہین اور عوام کو سنادیتے ہین جنکو عیبون کے پہچاننے کی لیاقت نہین تیری خواہش کا قبول کرنا ہمپر آسان ہوگیا اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا کرنا آسان ہوتا ہے)

باب

وُجُوبُ الرِّوَايَةِ عَنِ الثِّقَاتِ وَتَرْكِ الْكَذَّابِينَ اس باب مین یہ بیان ہی کہ ہمیشہ ثقہ اور معتبر لوگون سے روایت کرنا چاہیے اور جن لوگون کا جہوٹ ثابت ہو اون سے روایت نکرنا چاہیے وَاعْلَمْ وَفَّقَكَ اللهُ أَنَّ

الواجب على كل احد عرف التمييز بين صحيح الروايات وسقيمها وثقات الناقلين لها من المتهمين ان لا يروي منها الا ما عرف صحة مخارجه والستارة في ناقليه وان يتقي منها ما كان منها عن اهل التهم والمعاندين من اهل البدع ترجمہ جان تو خدا تجھکو توفیق دیوی جو شخص صحیح اور ضعیف حدیث مین تمیز کرنے کی قدرت رکہتا ہو اور ثقہ (معتبر) اور متہم (جن پر تہمت لگی ہو کذب وغیرہ کی) راویون کو پہچانتا ہو اوسپر واجب ہی کہ نہ روایت کری مگر اوس حدیث کو جسکی اصل کی صحت ہو اور اسکی نقل کرنیوالے وہ لوگ ہون جنکا عیب فاش نہ ہوا ہو اور بچی اون لوگون کی روایت سے جن پر تہمت لگائی گئی ہے یا جو عناد رکہتی ہین بدعتی **ف** نووی نے کہا کہ علمانے اتفاق کیا ہی کہ جو بدعتی ایسا ہو جس کی بدعت (اوسکو کفر تک پہونچا دیا ہو اوسکی روایت تو باتفاق مقبول نہین اور جس کی بدعت کفر تک نہین پہونچی اوس کی روایت قبول کرنیمین اختلاف ہی لیکن صحیح قول یہ ہی کہ اوسکی روایت مقبول ہی بشرطیکہ وہ روایت اوسکی بدعت کی تائید مین نہ ہو اور صحیحین وغیرہ مین بہت سی چیزین اون لوگون سی منقول ہین جو بدعت مین گرفتار تہے اصل یہ ہی کہ جو بدعتی عناد رکہتا ہو یعنے تعصب کہ جہوٹی روایت اپنی تائید کے لیے نقل کرنا جائز رکہی جیسے روافض مین سے ایک فرقہ خطابیہ جو اپنی قوم کے فائدے کے لیے جہوٹی گواہی دینا جائز رکہتا ہے اوسکی روایت قبول نہین ہوگی اور جو بدعتی سچا ہو اور اوسکی عدالت روایت مین معلوم ہو اوسکی حدیث قبول کی جاوے گی والدليل على ان الذي قلنا من هذا هو اللازم دون ما خالفه قول الله تعالى ذكره يا ايها الذين آمنوا ان جاءكم فاسق بنبا فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين وقال جل ثناؤه ممن ترضون من الشهداء وقال واشهدوا ذوي عدل منكم فدل بما ذكرنا من هذه الاي ان خبر الفاسق ساقط غير مقبول وان شهادة غير العدل مردودة اور دلیل اسپر جو ہم نے کہا یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ای ایمان والو اگر تمہاری پاس کوئی فاسق خبر لیکر آوے تو ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ جا پڑو کسی قوم پہ نادانی سے پہر کل کو پچہتاؤ اپنے کیے ہوئے پر **ف** ایک شخص کو حضرت نے بہیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلی اسکے استقبال کو اسلام سی پہلے اُس قوم مین اور اُسکی قوم مین بیر تہا یہ ڈرا کہ میرے مارنیکو نکلے اولٹا بہاگا مدینے مین آکر مشہور کردیا کہ فلانی قوم مرتد ہوگئی حضرت انپر فوج بہیجتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی مقبول

نہین **ف** دوسرے اللہ تعالی نے فرمایا اور گواہ کرو دو مردون کو یا ایک مرد اور دو عورتون کو جنکو تم پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے یعنی جو سچی اور نیک معلوم ہون) اور فرمایا اللہ تعالی نے گواہ کرو دو شخصون کو جو عادل ہون تو ان آیتون سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بے اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہین اور جو شخص عادل نہو اوسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبَرُ اِنْ فَارَقَ مَعْنَاهُ مَعْنَى الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ الْوُجُوهِ فَقَدْ يَجْتَمِعَانِ فِي اَعْظَمِ مَعَانِيهِمَا اِذْ كَانَ خَبَرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُولٍ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا اَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ جَمِيعِهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے مین اگرچہ کچھ فرق ہے مگر وہ دونون شریک ہین ایک بڑے مطلب مین جب حدیث فاسق کی مقبول نہین علما کے نزدیک جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے سب کے نزدیک **ف** یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتین اوپر بیان ہوئین اون سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہین پر حدیث اوسکی مردود ہونا اون سے نہین ثابت ہوتا جواب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونون درحقیقت ایک ہین اگرچہ بعضی باتون مین کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی مین آزادی اور مردیت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث مین یہ شرط نہین تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونون مین یہ ضرور ہے کہ اسلام ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادا کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث سنی یا دیکھی اور ادا وہ وقت جب اوسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی مین ایک تحمل کا وقت ہے یعنی جب واقعہ دیکھے یا سنے اور ایک ادا کا یعنی جب قاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندھے کی گواہی مین اختلاف ہے امام شافعی اور ایک جماعت علما کے نزدیک جائز نہین اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک جائز ہے اور حدیث اوسکی بالاتفاق مقبول ہے اسیطرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادا کے وقت ہے نہ تحمل کے وقت تو لڑکپن مین آدمی جو سنے اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اوسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا مگر بعضون کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت بھی بلوغ ضرور ہے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط ہے نہ ادا کے وقت اور یہ دونون مذہب شاذ اور جمہور علماء کے خلاف ہین (نووی) وَدَلَّتِ السُّنَّةُ عَلَى نَفْيِ رِوَايَةِ الْمُنْكَرِ مِنَ الْاَخْبَارِ كَنَحْوِ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْاَثَرُ الْمَشْهُورُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِينَ ترجمہ اسیطرح حدیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکر روایت کا بیان کرنا —

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہین جیسے قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشہرت منقول ہے کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **ف** یعنی گو اوس نے جھوٹ نہین بنایا پر جب اسکو خیال ہے کہ اس حدیث کی صحت کا یقین نہین ہو سکتا تو اُسکا بیان کرنا کیا ضرور ہے اگر اسپر بھی بیان کیا اور اُسکا عیب ظاہر نکیا تو جھوٹون مین وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اوسپر بھی اوتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیوالے پر امام مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ سے مروی ہے بزار نے اپنی مسند مین بیان کیا کہ چالیس صحابیون سے یہ حدیث اُسنے روایت کی ہے اور ابو بکر صیرفی نے لکھا ہے کہ وہ ساٹھہ صحابیون سے مروی ہے اور ابن مندہ نے کہا کہ ستاسی ٨٧ صحابیون سے اور بعضون نے کہا باسٹھ ٦٢ صحابیون سے اور اون مین عشرہ مبشرہ بھی ہین اور کوئی حدیث سوا اس حدیث کے ایسی نہین جسکو سب عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہو یا ساٹھہ صحابیون سے زیادہ نے روایت کیا ہو اور بعضون نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ حدیث دوسو ٢٠٠ صحابیون سے منقول ہے اور بخاری اور مسلم دونون نے نقل کیا اس حدیث کو۔ اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جیسے آگے کی روایتون مین ہے کہ جو ایسا کرے گا اوس نے اپنا ٹھکانا جہنم مین بنا لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم مین جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلیگا کیون کہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ موحد ہمیشہ جہنم مین نرہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو **دوسرے** یہ کہ جس حدیث کے جھوٹ ہونیکا ظن ہو اُسکو نقل کرنا بھی درست نہین پر جب اوسکے ساتھہ یہ بات بھی کہدے یا لکھدے کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس مین یہ علت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابون مین تمام قسم کی حدیثون کو بیان کیا ہے یہانتک کہ موضوعات کو بھی تیسرے یہ کہ اگر نقل کرنے والے کے خیال مین غلطی ہو یعنے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھہ کر بیان کرے تو اُسپر گناہ نہین جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثون کو صحیح خیال کرکے روایت کیا ہے چوتھے یہ کہ ہر قسم کی حدیث خواہ احکام مین ہو خواہ فضائل یا اخلاق مین سب مین یہی حکم ہے اور کرامیہ کے نزدیک فضائل اور اخلاق مین حدیث بنا لینا درست ہے اور یہ اونکی انتہا سے جہالت ہے (نووی مع زیادہ)

باب

تَغْلِيظِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندھنا کتنا بڑا گناہ ہے عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ وَسَمُرَۃَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذٰلِکَ ترجمہ امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گذری کہ جو شخص مجھسے حدیث نقل کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ یہہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ اَنَّہٗ سَمِعَ عَلِیًّا یَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّکْذِبْ عَلَیَّ یَلِجِ النَّارَ ترجمہ ربعی بن حراش سے روایت ہے اوس نے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑہ رہے تہے کہتے تہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت جھوٹہہ باندھو میرے اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹہہ باندھیگا وہ جہنم میں جاویگا ف یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے اب اگر خدا معاف کر دیوے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جیسے سب کبیرہ گناہون میں ہے بعضون نے کہا یہ بد دعا ہے جھوٹی حدیث بنانیوالے کے لیے یعنی خدا اوسکو جہنم میں داخل کرے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّہٗ لَیَمْنَعُنِیْ اَنْ اُحَدِّثَکُمْ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِبًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہون نے کہا مجھے بہت حدیثین بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھپر قصداً جھوٹ بناوے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیوے عَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْوَالِبِیِّ قَالَ اَتَیْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِیْرَۃُ اَمِیْرُ الْکُوْفَۃِ قَالَ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ کَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ کَکَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ترجمہ علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہون نے کہا میں مسجد میں آیا اور اون دنون مغیرہ بن شعبہ کوفی کے حاکم تہے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا (کیونکہ اور کسی پہ جھوٹ باندھنے سے جھوٹ بولنیوالے کا نقصان ہوگا یا جسپر جھوٹ باندھا اوسکا بھی یا اور دو تین آدمیون کا بھی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دین کا نقصان پہنچیگا) پھر جو کوئی شخص مجھپر جھوٹ باندھے وہ

اپنا ٹہکانا جہنم مین بنا لیوے **عن** الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوس مین یہ نہین ہے کہ میرے اوپر جہوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسی دوسرے کسی پر جہوٹ باندہنا۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ جو بات سنے اوسکو کہدینا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع ہے

عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی ہے آدمی کے جہوٹے ہونے کے لیے یہ بات کہ جو سنے اُسکو بیان کرے **ف** بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس لیے کہ جہوٹ کہتے ہین خلاف واقع بیان کرنے کو پہر اگر عمداً ایسا امر کرے تو گنہگار ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنے کہہ ڈالے بُری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہ خبر سچ ہے یا جہوٹہ جب سچائی کا یقین ہو اوس وقت اگر مونہہ سی نکالے تو برا نہین **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی دوسری روایت بہی ویسی ہے **عن** أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ **ترجمہ** ابوعثمان نہدی سے روایت ہی حضرت عمرؓ نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جہوٹ کہ کہہ ڈالے جو بات سنے **عن** ابْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ لِي مَالِكٌ اعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ **ترجمہ** ابن وہب سی روایت ہی امام مالک رح نے مجہسے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کہہ ڈالے جو سنے وہ بچ نہین سکتا (جہوٹ سی) اور کبہی وہ شخص امام (پیشوا) نہین ہوسکتا جو بیان کرے ہر ایک بات کو جسکو وہ سنے **عن** عَبْدِ اللهِ قَالَ بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود رضہ سی روایت ہی اونہون نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جہوٹ کہ جو سنے وہ کہہ دے **عن** عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ يَقُولُ لَا يَكُونُ الرَّجُلُ إِمَامًا يُقْتَدَى بِهِ حَتَّى يُمْسِكَ عَنْ بَعْضِ مَا سَمِعَ **ترجمہ** عبدالرحمن بن مہدی (جو حدیث کے بڑے امام ہین) اُنہون نے کہا آدمی کبہی امام نہین ہوسکتا (یعنے اس لائق کہ لوگ اوسکی پیروی کرین جب تک کہ وہ نہ کہے بعضی باتون کو جنکو اُس نے سنا ہو اس خیال سے کہ شاید یہ باتین غلط ہون تو میرا جہوٹ ثابت ہوگا) **عن**

سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ سَأَلَنِي إِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كَلِفْتَ بِعِلْمِ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةً وَفَسِّرْهَا حَتَّى أَنْظُرَ فِيمَا عَلِمْتَ قَالَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ لِي احْفَظْ عَلَيَّ مَا أَقُولُ لَكَ إِيَّاكَ وَالشَّنَاعَةَ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قَلَّمَا حَمَلَهَا أَحَدٌ إِلَّا ذَلَّ فِي نَفْسِهِ وَكُذِّبَ فِي حَدِيثِهِ **ترجمہ** سفیان بن حسین سے روایت ہی مجھسی ایاس بن معاویۃ نے کہا مین دیکھتا ہون تم بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے مین (یعنے علم تفسیر مین) تو ایک سورت پڑہو میرے سامہنے پہر اُسکا مطلب بیان کرو تاکہ مین دیکھون تمہارا علم سفیان نے کہا مینے ایسا ہی کیا ایاس نے کہا یاد رکہہ جو مین کہتا ہون تجہ سی بچ تو شناعت سی حدیث مین (شناعت کے معنے قباحت یعنی ایسی حدیثین مت نقل کر کہ لوگ انہین برا سمجہین اور جہوٹا جانین) کیونکہ جسنے شناعت کو اختیار کیا وہ خود بہی ذلیل ہوا اور دوسرون نے بہی اسکو جہٹلایا (یعنے اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات بہی اُسکی جہوٹی سمجہی جاتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً عبد اللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگون سی ایسی حدیث بیان کرے جو اُن کی عقل مین نہ آوے تو بعض لوگون کے لیے اوس مین فتنہ ہوگا (یعنے وہ گمراہ ہو جاوین گے اسی لیے ہر شخص سے اوسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الرِّوَايَةِ عَنِ الضُّعَفَاءِ وَالِاحْتِيَاطِ فِي تَحَمُّلِهَا

ضعیف لوگون سی روایت کرنا منع ہے اور روایت کی تحمل کے وقت احتیاط کرنا چاہیے بعضی نسخون مین اس باب کو یون لکہا ہے بَابٌ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْكَذَّابِينَ وَمَنْ يُرْغَبُ عَنْ حَدِيثِهِمْ یعنی باب ضعفا اور کذابین یعنے جہوٹون کے بیان مین اور جن کی حدیث سے نفرت کرنا چاہیے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ **ترجمہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو تم سے وہ حدیثین بیان کرینگے جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہارے باپ دادا نے تو اون سے بچے رہنا (یعنے اون کے فریب مین نہ آنا اور حدیث کو اچہی طرح جانچ لینا اب اس زمانے مین بہی بہت سی جاہل فقیر ادہر اودہر کے گرگٹہ ملا اپنی بات جمانے کے لیے حدیثین بے سند نقل کرتے ہین اون کا اعتبار نکرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابون مین نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

قریب باتمام ہے عوام لوگون کو بهی یہ کتابین فائدہ دے سکتی ہین) **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانے مین دجّال (یعنی جہوٹ کو سچ بنانے والے) اور کذّاب یعنی جہوٹ بولنے والے پیدا ہونگے وہ حدیثین تمکو سناوینگے جو تمہارے باپ دادا نے نسنی ہون گی تو بچے رہنا اون سے ایسا نہو وہ تمکو گمراہ کردین اور آفت مین ڈالدین **عَنْ** عَامِرِ بْنِ عَبْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ **ترجمہ** عامر بن عبدہ سے روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بنکر لوگون کے پاس آتا ہے پہر اون سے جہوٹی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اوس جگہہ سے جدا ہوجاتے ہین تو ایک شخص اون مین سے کہتا ہے مین نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت مین پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا وہ ایسا بیان کرتا تہا۔ **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ فِي الْبَحْرِ لَشَيَاطِينَ مَسْجُونَةً أَوْثَقَهَا سُلَيْمَانُ يُوشِكُ أَنْ تَخْرُجَ فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے انہون نے کہا دریا مین یعنے سمندر مین بہت شیطان ہین جنکو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے قریب ہے کہ وہ نکلین اور لوگون کو قرآن سناوین **عَنْ** طَاوُسٍ قَالَ جَاءَ هٰذَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا وَكَذَا فَعَادَ لَهُ ثُمَّ حَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ عُدْ لِحَدِيثِ كَذَا كَذَا فَعَادَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَا أَدْرِي أَعَرَفْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَأَنْكَرْتَ هٰذَا أَمْ أَنْكَرْتَ حَدِيثِي كُلَّهُ وَعَرَفْتَ هٰذَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا كُنَّا نُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ لَمْ يَكُنْ يُكْذَبُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ **ترجمہ** طاؤس سے روایت ہے بشیر بن کعب ابن عباس پاس آئے اور ان سے حدیثین بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پہر بیان کر انہون نے دوبارہ بیان کی اور کہا مجہے معلوم نہین ہوتا تم نے سب حدیثین میری پہچانین اور اسی کو منکر سمجہا

پہر حدیثین کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلانی حدیث پہر بیان کر انہون پہر دوبارہ بیان کیا

یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو پہچانا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر جھوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنے سب قسم کی حدیثیں صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اِذْ رَكِبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَذَلُولٍ فَهَيْهَاتَ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ہم حدیث یاد کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچھی ہر طرح کی راہ چلنے لگے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا **عَنْ** مُجَاهِدٍ قَالَ جَاءَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ وَيَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَاْذَنُ لِحَدِيثِهِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا لِي لَا اَرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيثِي اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا كُنَّا مَرَّةً اِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَرَتْهُ اَبْصَارُنَا وَاَصْغَيْنَا اِلَيْهِ بِاٰذَانِنَا فَلَمَّا رَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُولَ لَمْ نَاْخُذْ مِنَ النَّاسِ اِلَّا مَا نَعْرِفُ **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس پاس آئے اور حدیث بیان کرنے لگے اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے ابن عباس نے کان نہ رکھا اون کیطرف نہ دیکھا اونکو بشیر بولے اے ابن عباس تم کو کیا ہوا جو میری بات نہیں سنتے میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہیں سنتے ابن عباس نے کہا کہ ایک وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تو اوسی وقت اوسطرف دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے پھر جب لوگ بری اور اچھی راہ چلنے لگے (یعنے غلط روایتیں شروع ہو گئیں) تو ہم نے لوگوں سے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم پہچانتے ہیں (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے تو اوسکو سن لیتے ہیں) **عَنِ** ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهُ اَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابًا وَيُخْفِي عَنِّي فَقَالَ وَلَدٌ نَاصِحٌ اَنَا اَخْتَارُ لَهُ الْاُمُورَ اخْتِيَارًا وَاُخْفِي عَنْهُ قَالَ فَدَعَا بِقَضَاءِ عَلِيٍّ فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ اَشْيَاءَ وَيَمُرُّ بِهِ الشَّيْءُ فَيَقُولُ وَاللّٰهِ مَا قَضَى بِهٰذَا عَلِيٌّ اِلَّا اَنْ يَكُونَ ضَلَّ **ترجمہ** ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے میں نے ابن عباس کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھ دو اور چھپا لو

(اون باتون کو جن مین کلام ہے تاکہ جہگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا لڑکا اچہی نصیحت کرتا ہی (یعنے ابن ابی ملیکہ کو کہا) مین اسکے لیے چنون گا باتونکو اور چہپالون گا (جو چہپانے کی باتین ہین) **ف** یہ ترجمہ جب ہی کہ اس روایت مین نخفی اور اخفی خا سے سمجہے ہو جیسا اکثر نسخون مین ہے اور بعضے نسخون مین یہ دونون لفظ حا سے حطی سے ہین اوس صورت مین ترجمہ یون ہوگا - کہ کم کرین اون باتونکو جو کمی کے قابل ہین یعنے بہت لنبی کتاب نہ لکہین مختصر لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ کم کرونگا مین یا عَنّی معنون مین عَلی کے ہے یعنے مین نے یہ خواہش کی کہ خوب اچہی طرح لکہین اور ابن عباس نے بہی ایسا ہی کہا کہ مین خوب انتخاب کرونگا حدیثون کو اور اچہی طرح اسکو لکہون گا **ف** پہر انہون نے حضرت علی کے فیصلون کو منگوایا اون مین سے کچہ باتین لکہنی لگے اور بعضے فیصلون کو دیکہکر کہتے تہے کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہین کیا اگر کیا ہو تو وہ بہک گئی (یعنے اون سے غلطی ہوئی) **ف** جب حضرت علی جو خلفای راشدین مین سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے عزیز اور ساتہی اور علم کے دریا تہے اون کے فیصلون مین غلطی ہو تو اور عالمون اور مولویون کے سب حکم کیونکر صحیح ہو سکتے ہین بعضون نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت علی گمراہ نہ تہے تو اونہون نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا **عن** طَاوُسٍ قَالَ اُتِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِكِتَابٍ فِيْهِ قَضَاءُ عَلِيٍّ رض فَمَحَاهُ اِلَّا قَدْرَ وَاَشَارَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِذِرَاعِهٖ ترجمہ طاؤس سے روایت ہی ابن عباس پاس حضرت علی کے فیصلون کی کتاب آئی انہون نے اسکو سب کو میٹ دیا مگر ایک ہاتہہ کے برابر رہنے دیا (جو فیصلہ صحیح تہا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلون کی ٹہیک نہین **عن** اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا اَحْدَثُوْا تِلْكَ الْاَشْيَاءَ بَعْدَ عَلِيٍّ رض قَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ رض قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَيَّ عِلْمٍ اَفْسَدُوْا ترجمہ ابو اسحاق نے کہا جب لوگون نے ان باتون کو حضرت علی رض کے بعد نکالا (یعنے جہوٹی جہوٹی روایتین اون سے شائع کین) تو حضرت علی رض کے ایک رفیق بولے خدا انکو تباہ کرے یا اونپر لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنے لوگون کو گمراہ کیا اور حدیث کے علم کو ستیاناس کیا) **عن** اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنْ يُصَدَّقُ عَلٰى عَلِيٍّ فِي الْحَدِيْثِ عَنْهُ اِلَّا مِنْ اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ترجمہ ابوبکر بن عیاش سے روایت ہے مین نے مغیرہ سے سُنا وہ کہتے تہے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تہے اونکی روایت نمانی جاتی

جب تک عبد اللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے **باب** فِی اَنَّ الْاِسْنَادَ مِنَ
الدِّیْنِ اس باب مین یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین مین داخل ہے
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ ترجمہ
محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہین) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو دیکھو کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو
(یعنی ہر شخص کا اس مین اعتبار نکرو جو سچا اور دیندار اور معتبر ہو اوسی سے علم دین حاصل کرنا ضرور ہے)
عَنْ اِبْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَسْاَلُوْنَ عَنِ الْاِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوْا
سَمُّوْا لَنَا رِجَالَکُمْ فَیُنْظَرُ اِلٰی اَهْلِ السُّنَّةِ فَیُؤْخَذُ حَدِیْثُهُمْ وَیُنْظَرُ اِلٰی اَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا یُؤْخَذُ
حَدِیْثُهُمْ ابن سیرین نے کہا پہلے زمانے مین کوئی حدیث بیان کرتا تو اوس سے سند نہ پوچھتے پھر جب
فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتین رفض اور خوارج اور مرجئہ اور قدریہ کی شائع
ہوئین) تو لوگون نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کرو دیکھین گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت
ہین تو قبول کرینگے روایت اونکی اور جو بدعتی ہین تو نہ قبول کرین گے روایت اون کی **عَنْ** سُلَیْمَانَ
بْنِ مُوْسٰی قَالَ لَقِیْتُ طَاوٗسًا فَقُلْتُ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ کَیْتَ وَکَیْتَ قَالَ اِنْ کَانَ مَلِیًّا فَخُذْ
عَنْهُ ترجمہ سلیمان بن موسی نے کہا مین طاوس سے ملا اور مین نے کہا فلان شخص نے مجھ سے
حدیث بیان کی ایسی اور ویسی انہون نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنی اوسکی دیانت اور امانت پر بھروسا
ہو سکتا ہے جیسے مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو **عَنْ**
سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی قَالَ قُلْتُ لِطَاوٗسٍ اِنَّ فُلَانًا حَدَّثَنِیْ بِکَذَا وَکَذَا فَقَالَ اِنْ کَانَ صَاحِبُکَ
مَلِیًّا فَخُذْ عَنْهُ ترجمہ وہی جو گذرا **عَنْ** اَبِی الزِّنَادِ قَالَ اَدْرَکْتُ بِالْمَدِیْنَةِ مِائَةً کُلُّهُمْ
مَامُوْنٌ مَا یُؤْخَذُ عَنْهُمُ الْحَدِیْثُ یُقَالُ لَیْسَ مِنْ اَهْلِهٖ ترجمہ ابو الزناد (جنکا نام عبد اللہ
بن ذکوان ہے اور وہ امام تھے حدیث کی) نے کہا مین نے مدینہ مین سو شخصون کو پایا سب اچھے ثقہ
مگر اون سے حدیث کی روایت نہین کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہین ہین **ف** یعنے
اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطین بھی ضرور ہین جیسے حفظ اور اتقان
اور معرفت فقط زہد و ریاضت کافی نہین اس لیے اون سے روایت نہین کرتے تھے **عَنْ** سَعْدِ
بْنِ اِبْرَاهِیْمَ یَقُوْلُ لَا یُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الثِّقَاتُ ترجمہ سعد

بن ابراہیم نے کہا نہین حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگون کی (جنکی روایت پر بہروسا ہوسکتا ہے) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُوْلُ الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک کہتے تہے اسناد دین مین داخل ہے اور اگر اسناد نہوتا تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ يَقُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يَعْنِي الْإِسْنَادَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہمارے اور لوگون کے درمیان پایے ہین یعنی اسناد (جیسے جانور بغیر پانون کے نہیں تہم سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد کے تہم نہین سکتی) **عَنْ** أَبِي إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عِيْسَى الطَّالَقَانِيِّ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَدِيْثُ الَّذِي جَاءَ إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلٰوتِكَ وَتَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰہِ يَا أَبَا إِسْحَاقَ عَمَّنْ هٰذَا قَالَ قُلْتُ لَهُ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ شِهَابِ بْنِ خِرَاشٍ قَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ إِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِيْنَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاوِزَ تَنْقَطِعُ فِيْهَا أَعْنَاقُ الْمَطِيِّ وَلٰكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ **ترجمہ** ابو اسحاق نے (جنکا نام ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی ہے) کہا مین نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑہے اپنے مان باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکہے اون کے لیے اپنے روزے کے ساتہہ انہون نے کہا اے ابو اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے مین نے کہا شہاب بن خراش انہون نے کہا وہ تو ثقہ ہے پہر اونہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا حجاج بن دینار سے اونہون نے کہا وہ بھی ثقہ ہے پہر انہون نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا عبد اللہ نے کہا اے ابو اسحاق ابہی تو حجاج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہین کہ اون کو طے کرنے کے لیے اونٹون کی گردنین تہک جاوین البتہ صدقہ دینے مین کسی کا خلاف نہین **ف** یعنے حجاج تو تبع تابعین مین سے ہے تو ادنے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک دو آدمی اور ہونگے جنکا پتہ نہین پہر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہوسکتی

ہے بڑے بڑے جھگڑون سے یہی غرض ہے کہ کوئی راوی جہوٹا کہین ہو اسکی خبر کا معلوم ہونا ضرور ہے تو حدیث قابل اعتبار کے نہ ٹہری مگر جسکا جی چاہے اپنے والدین کیطرف سے خیرات کرے تو اُسکا ثواب سب علماء کے نزدیک پہونچیگا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالاتفاق پہونچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ مین اختلاف ہے تو شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہہ ہے کہ ان چیزون کا ثواب میت کو نہین پہونچیگا مگر جس صورت مین میت پر روزے واجب ہون اور اُسکا وارث اوس کیطرف سے قضا کرلیوے تو ادا ہوجاوینگے اور ایک قول یہ ہے کہ اوسکے اور ایک جماعت علما کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہونچ سکتا ہے جیسے نماز روزہ دعا تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی رباح اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نووی) **باب** الْكَشْفِ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَئِمَّةِ فِي ذَلِكَ یہ باب اس بیان مین ہے کہ حدیث کے راویون کا عیب بیان کرنا درست ہے اور وہ غیبت مین داخل نہین کیونکہ دین کی ضرورت ہے جیسے گواہون کا حال بیان کرنا درست ہے اور حدیث کے امامون نے ایسا کیا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ دَعُوا حَدِيثَ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَسُبُّ السَّلَفَ **ترجمہ** عبداللہ بن مبارک لوگون کے سامنے کہتے تھے چھوڑدو روایت کرنا عمرو بن ثابت سے کیونکہ وہ بُرا کہتا تھا اگلے بزرگون کو **عَنْ** أَبِي عَقِيلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فَقَالَ يَحْيَى لِلْقَاسِمِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّهُ قَبِيحٌ عَلَى مِثْلِكَ عَظِيمٌ أَنْ تُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ هَذَا الدِّينِ فَلَا يُوجَدُ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرَجٌ أَوْ عِلْمٌ وَلَا مَخْرَجٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَعَمَّ ذَاكَ قَالَ لِأَنَّكَ ابْنُ إِمَامَيْ هُدًى ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ يَقُولُ لَهُ الْقَاسِمُ أَقْبَحُ مِنْ ذَاكَ عِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللَّهِ أَنْ أَقُولَ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَوْ آخُذَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَمَا أَجَابَهُ **ترجمہ** ابو عقیل (یحیی بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے ابو عقیل اوسکے مولے تہے) کہ مین قاسم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رض پاس بیٹہا تہا اور وہان یحیی بن سعید بہی تہے تو یحیی نے قاسم سے کہا ای ابو محمد تمہارے ایسے آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچہا جاوے پہر تمکو اُسکا علم نہ ہو نہ اُسکا جواب قاسم نے کہا کس وجہ سے یحیی نے کہا اسوجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما امامون کے یعنی ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابوبکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تہے کیونکہ قاسم کی

مان ام عبید اللہ ہین جو بیٹے ہین قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی) قاسم نے کہا اس سے بہی زیادہ یہ بات بُری ہے اُس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ مین کہون ایک بات اور اس کا مجہے علم نہو یا مین اس شخص سے روایت کرون جو معتبر نہو یہہ سُنکر یحیی چپ ہو رہے اور کچہ جواب نہ دیا

ف یحیی نے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تہے دین کے تم اُنہی کے نواسے اور پوتے ہو تمکو بہی چاہیے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثین بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب تمہارے پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ یحیی کو سواے سکوت کے کچہ نہ بن پڑا تہوڑا علم جو ضبط اور اتقان کے ساتہہ ہو طوفان بے تمیزی سے بہتر ہے اور ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہین ہوا بڑے بڑے مجتہدین اور علما نے بہت سے مسائل مین سکوت کیا ہے - اس روایت مین یحیی بن متوکل جس کی کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہی جرح کیا ہے اوسپر یحیی بن معین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور عثمان بن سعید دارمی اور ابن عمار اور نسائی نے پہر مسلم نے جو اُس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہون نے جرح کیا ہے وہ مبہم ہے اور جب تک جرح کی وجہ بیان نکی جاوے تو وہ قبول کے لائق نہین دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور امداد اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہین (نووی)

عَنْ اَبِیْ عَقِیْلٍ صَاحِبِ بُهَيَّةَ اَنَّ اَبْنَا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَاَلُوْهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ لَهٗ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُعْظِمُ اَنْ يَّكُوْنَ مِثْلُكَ وَاَنْتَ ابْنُ اِمَامَيِ الْهُدٰى يَعْنِيْ عُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ تُسْاَلُ عَنْ اَمْرٍ لَيْسَ عِنْدَكَ فِيْهِ عِلْمٌ فَقَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعِنْدَ مَنْ عَقَلَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَقُوْلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَوْ اُخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدَهُمَا اَبُوْ عَقِيْلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِيْنَ قَالَا ذٰلِكَ **ترجمہ** ابو عقیل سے روایت ہے جو صاحب تہا بہیہ کا کہ عبد اللہ بن عمر کے ایک بیٹے سے لوگون نے کوئی بات پوچہی جسکا جواب اُنکو نہ آیا یحییٰ بن سعید نے اون سے کہا یہ امر میرے پر بہت گران گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے بڑے امامون یعنے حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ کا اوس سے کوئی بات پوچہی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہون نے کہا - اور اس سے بڑہ کر اللہ کے نزدیک اور اسکے نزدیک جسکو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہے کہ مین کہون اور مجہکو علم نہو یا روایت کرون اوس شخص سے جو ثقہ نہو سفیان نے کہا یحیی بن متوکل یعنے ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تہے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَالِكًا وَابْنَ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيثِ فَيَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ قَالُوا أَخْبِرْ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ **ترجمہ** یحییٰ بن سعید نے کہا مینے سفیان ثوری اور شعبہ اور مالک اور ابن عیینہ سی پوچہا (جو حدیث کے بڑے بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت مین اور کوئی اوسکا حال مجھسے پوچھے (تو مین اوسکا عیب بیان کرون یا چھپاؤن) اون سبھون نے کہا بیان کردے کہ وہ شخص معتبر نہین (اور اس بیان کرنے مین غیبت کا گناہ نہین بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نیت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ توہین اوس شخص کی) **عَنِ** النَّضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ يَقُولُ سُئِلَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَدِيثٍ لِشَهْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَقَالَ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ إِنَّ شَهْرًا تَرَكُوهُ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ تَرَكُوهُ يَقُولُ أَخَذَتْهُ أَلْسِنَةُ النَّاسِ تَكَلَّمُوا فِيهِ **ترجمہ** نضر بن شمیل سے روایت ہے ابن عون سے کسی نے پوچھا شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کھڑے تھے دروازے کی چوکھٹ پر تو اونھون نے کہا شہر کو لوگون نے ترک کیا شہر کو لوگون نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرنے سے مطلب یہ ہے کہ لوگون نے اوس مین کلام کیا اور اوسکے حق مین جرح اور طعن کیا **ف** مگر شہر کی توثیق کی ہے بہت امامون نے جیسے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرعہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ إِنَّ عَبَّادَ بْنَ كَثِيرٍ مَنْ تَعْرِفُ حَالَهُ وَإِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ فَتَرَى أَنْ أَقُولَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ إِذَا كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ ذُكِرَ فِيهِ عَبَّادٌ أَثْنَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَأَقُولُ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا مین نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرتا ہے تو ایک بلا لاتا ہے (یعنے جھوٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو مین کہدون لوگون سے نہ روایت کرو اس سے سفیان نے کہا ہان کہدو عبد اللہ نے کہا پھر جب مجلس مین مین ہوتا اور عباد بن کثیر کا ذکر آتا تو مین تعریف کرتا اوس کی دینداری کی لیکن کہدیتا کہ مت روایت کرو حدیث کی اوس سے **ف** یہ عباد بن کثیر ثقفی بصری ہے ترک کردیا اہل حدیث نے اوسکو امام احمد نے کہا وہ جھوٹی حدیثین روایت کرتا ہے اگرچہ یہ شخص ظاہر حال مین مرد دیندار اور صالح تھا مگر حدیث کی روایت کرنے مین اوسے سلیقہ نہ تھا وہ غلط روایت

کو صحیح روایت سے تمیز نہین کر سکتا تہا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلٰی شُعْبَةَ فَقَالَ هٰذَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ فَاحْذَرُوْهُ ترجمہ عبداللہ بن مبارک نے کہا مین شعبہ کے پاس گیا انہون نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو یعنی اس سے روایت کرنے سے **عَنْ** الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ سَاَلْتُ مُعَلَّی الرَّازِیَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدٍ الَّذِیْ رَوٰی عَنْهُ عَبَّادُ بْنُ كَثِيْرٍ فَاَخْبَرَنِیْ عَنْ عِيْسَی بْنِ يُوْنُسَ قَالَ كُنْتُ عَلٰی بَابِهٖ وَسُفْيَانُ عِنْدَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ سَاَلْتُهٗ عَنْهُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ كَذَّابٌ ترجمہ فضل بن سہل سے روایت ہے مین نے معلّٰی رازی سے پوچہا محمد بن سعید کا حال جس سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہون نے نقل کیا عیسی بن یونس سے انہون نے کہا مین عباد کے دروازے پر تہا اور سفیان اوس کے پاس تہے جب وہ باہر نکلے تو مین نے پوچہا اون سے عباد کو سفیان نے کہا وہ جہوٹا ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ نَرَ الصَّالِحِيْنَ فِیْ شَیْءٍ اَكْذَبَ مِنْهُمْ فِی الْحَدِيْثِ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عَتَّابٍ فَلَقِيْتُ اَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ لَمْ تَرَ اَهْلَ الْخَيْرِ فِیْ شَیْءٍ اَكْذَبَ مِنْهُمْ فِی الْحَدِيْثِ قَالَ مُسْلِمٌ يَقُوْلُ يَجْرِیْ الْكَذِبُ عَلٰی لِسَانِهِمْ وَلَا يَتَعَمَّدُوْنَ الْكَذِبَ ترجمہ محمد بن یحیی بن سعید قطان نے اپنے باپ سے سنا (یحیی بن سعید قطان سے جو حدیث کے بڑے امام تہے) وہ کہتے تہے ہم نے نیک آدمیون کو (یعنے درویشون اور صوفیون کو) اتنا جہوٹا کسی چیز مین نہین دیکہا جتنا جہوٹا حدیث کی روایت کرنے مین دیکہا ابن ابی عتاب نے کہا مین محمد بن یحیے سے ملا اور ان سے یہہ بات پوچہی انہون نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہون نے کہا تو نیک لوگون کو اتنا جہوٹا کسی بات مین نہ پاویگا جتنا حدیث کی روایت مین ۔ امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ جہوٹ حدیث اون کی زبان سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصدًا جہوٹ نہین بولتے **ف** اس لیے کہ اگر قصدًا جہوٹی حدیث بناوین تو اون سے بدتر کون ہوگا پہر وہ نیک کیون رہین گے ۔ اکثر زاہد اور درویشون کی روایت مین غلط اور کذب نکلی ہین اور محدثین نے انکا اعتبار نہین کیا اوسکی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اون لوگون کو عبادت اور استغراق سے اتنی فرصت نہین ہوتی تہی کہ وہ حدیث کیطرف زیادہ توجہ کرین اور اوسکو جانچین صحیح کو سقیم سے جدا کرین وہ لوگ نہایت بہولے بہالے سیدہے سادہ ہی ہوتے تہے جس نے جو حدیث انکے سامنے بیان کی وہ اوسکو سچا سمجھکر اوسکو روایت کرنا شروع کر دیتے تہے اور راویون کے عیب اور

نقصان کیطرف التفات کم کرتے تھے اس جگہہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ زہد و ریاضت اور درویشی اور تقدس اور چیز اور علم دوسری چیز ہے ۔ ہر کسی را بہر کاری ساختند بعضی حضرات ایسے بھی گزرے ہین جو زہد اور درویشی کے ساتھہ علوم ظاہریہ مین بھی بڑی لیاقت اور دستگاہ رکھتے تھے جیسے امام حسن بصری سفیان ثوری عبد اللہ بن مبارک فضیل بن عیاض وکیع بن الجراح راضی ہو اللہ ان سب سے یہ اگلے لوگون کا حال ہے تو پچھلے علما کو بھی اسیطرح خیال کرنا چاہیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو علم کلام اور حکمت اور اصول مین بڑے کامل تھے علم حدیث سے بالکل عاری تھے اون کی کتابون مین اکثر بے اعتبار حدیثین موجود ہین **عَنْ** خَلِیْفَۃَ بْنِ مُوْسٰی قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی غَالِبِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ فَجَعَلَ یُمْلِیْ عَلَیَّ حَدَّثَنِیْ مَکْحُوْلٌ حَدَّثَنِیْ مَکْحُوْلٌ فَاَخَذَہُ الْبَوْلُ فَقَامَ فَنَظَرْتُ فِی الْکُرَّاسَۃِ فَاِذَا فِیْھَا حَدَّثَنِیْ اَبَانُ عَنْ اَنَسٍ وَ اَبَانُ عَنْ فُلَانٍ فَتَرَکْتُہٗ وَ قُمْتُ **ترجمہ** خلیفہ بن موسی نے کہا مین غالب بن عبید اللہ پاس گیا وہ مجھکو لکھوانے لگا حدیث بیان کی مجھ سے مکحول نے حدیث بیان کی مجھہ سے مکحول نے اتنے مین اسکو پیشاب لگا وہ پیشاب کرنے گیا مین نے اوسکی کتاب کو دیکھا تو اوس مین یون لکھا تھا حدیث بیان کی مجھ سے ابان نے انسؓ اور ابان نے فلانے سے یہ دیکھکر مین نے اوس سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور اوٹھکر چلا گیا ۔ امام مسلم نے کہا وَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ الْحُلْوَانِیَّ یَقُوْلُ رَاَیْتُ فِیْ کِتَابِ عَفَّانَ حَدِیْثَ ھِشَامٍ اَبِی الْمِقْدَامِ حَدِیْثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ ھِشَامٌ حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ یَحْیَی بْنُ فُلَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ لِعَفَّانَ اِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ ھِشَامٌ سَمِعَہٗ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ فَقَالَ اِنَّمَا ابْتُلِیَ مِنْ قِبَلِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ کَانَ یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ادَّعٰی بَعْدُ اَنَّہٗ سَمِعَہٗ مِنْ مُحَمَّدٍ **ترجمہ** اور سنا مین نے حسن بن علی حلوانی سے وہ کہتے تھے مین نے عفان کی کتاب مین ہشام ابو المقدام کی حدیث دیکھی جو عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے ہشام نے کہا مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جسکا نام یحیے تھا فلانے کا بیٹا اوس نے محمد بن کعب سے سنا مین نے عفان سے کہا لوگ کہتے ہین ہشام نے اس حدیث کو خود محمد بن کعب سے سنا ہے عفان نے کہا ہشام اسی حدیث کے سبب سے آفت مین پڑ گیا پہلے کہتا تھا مجھ سے حدیث بیان کی یحیی نے اوس نے سنا محمد سے پھر کہنے لگا مین نے خود سنا محمد سے **ف** ہشام یہ بیٹا ہے زیاد اموی کا اسکو ضعیف کہا ہے محدثین نے اسی وجہ سے جو بیان ہوئی مگر اسقدر وجہ اوس کے ضعف کے لیے کافی نہین ہو سکتی کیونکہ احتمال ہے اوس نے سنا ہو

سلیمان بن الحجاج

محمد سی پہر بہول گیا اور یحیی کے واسطے سے سنا پہر اسکو یاد آیا کہ مین نے محمد سے خود سنا ہی پر یہہ احتمال ہے احتمال ہے اور ائمہ حدیث کو معلوم ہوگیا کہ ہشام نے محمد سے نہین سُنا اس لیے اسکا جہوٹ کہل گیا (نووی) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ یَقُوْلُ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ رَوَیْتَ عَنْهُ حَدِیْثَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو یَوْمُ الْفِطْرِ یَوْمُ الْجَوَائِزِ قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ اُنْظُرْ مَا وَضَعْتَ فِیْ یَدِکَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قُهْزَاذَ وَسَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ زَمْعَةَ یَذْکُرُ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِکِ قَالَ قَالَ یَعْنِیْ ابْنَ الْمُبَارَکِ رَاَیْتُ رَوْحَ بْنَ غُطَیْفٍ صَاحِبَ الدَّمِ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَجَلَسْتُ اِلَیْهِ مَجْلِسًا فَجَعَلْتُ اَسْتَحْیِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَنْ یَّرَوْنِیْ جَالِسًا مَعَهٗ کُرْهَ حَدِیْثِهٖ

روح بن غطیف

ترجمہ عبداللہ بن عثمان بن جبلہ نے کہا مین نے عبداللہ بن مبارک سی کہا وہ کون شخص ہے جس سے تم نے عبداللہ بن عمرو کی حدیث روایت کی عید الفطر اور جوائز کے باب مین **ف** جوائز جمع ہے جائزہ کی یعنے عطائین اور انعامات اور وہ حدیث یہہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستون کے ناکون پر آجاتے ہین اور کہتے ہین اے مسلمانون چلو اپنے پروردگار پاس جو رحمت والا ہے حکم کرتا ہے نیک کام کا پہر بدلہ دیتا ہے اُسکا اوس نے حکم کیا تم نے روزہ رکہا اور مانا اپنے پروردگار کا کہنا تو قبول کرو اپنے جوائز یعنے عطاؤن کو پہر جب عید کی نماز پڑہ چکتے ہین تو ایک منادی ندا کرتا ہے آسمان سی جاؤ اپنے گہرون کو مراد پاکر تمہارے سب گناہ بخشے گئے اور اوس دن کو یوم الجوائز کہتے ہین **ف** انہون نے کہا وہ سلیمان بن الحجاج ہین دیکہو تم نے اون سے کیا حاصل کیا (یعنے وہ عمدہ شخص تہے اور ثقہ تہے یہ تعریف ہے اونکی) ابن قہزاذ نے کہا مین نے سنا وہب بن زمعہ سی وہ روایت کرتے تہے سفیان بن عبد الملک سی کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا مین نے روح بن غطیف (یا غطیف) کو دیکہا جس نے درم کے برابر خون کی حدیث روایت کی ہے **ف** زہری سے اوس نے ابو سلمہ سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو خون لگا ہو درم کے برابر اور وہ نماز پڑہ لیوے تو نماز کو پہیر لوٹا دے اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا اور یہہ حدیث باطل اور بے اصل ہے محدثین کے نزدیک **ف** مین اُسکی صحبت مین بیٹہا پہر مین شرمانے لگا اپنے دوستون سے کہ وہ کیا کہین گے مجہے اوس کے پاس بیٹہا دیکہکر اسوجہ سے کہ اوس سے روایت کرنا مکروہ معلوم ہوا **ف** کیونکہ روح بن غطیف ضعیف ہے

بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ بَقِيَّةُ صَدُوْقُ اللِّسَانِ وَلٰكِنَّهٗ يَاْخُذُ عَمَّنْ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلاعی سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنے ثقہ اور ضعیف کو نہین دیکہتا اسی وجہ سے اوسکو بہی ضعیف کہا ہے محدثین نے **عَنْ** الشَّعْبِيِّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْاَعْوَرُ وَهُوَ يَشْهَدُ اَنَّهٗ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ **ترجمہ** عامر بن شراحیل شعبی (جو حدیث کے امام ہین) وہ کہتے تہے مجہ سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جہوٹا تہا **ف** یہ حارث بیٹا ہے عبد اللہ یا عبید کا اعور اُسکو اس لیے کہتے ہین کہ وہ کانا تہا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا مصاحب تہا حضرت علی کا مگر اوس نے حضرت علی پر جہوٹ باندہنا شروع کیا اور بہت حدیثین غلط سلط روایت کین آخر اس کا جہوٹ کہل گیا اور محدثین نے اُسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثین روایت کی ہین یہ بہی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیون کا مذہب رکہتا تہا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے **عَنْ** اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْاٰنُ هَيِّنٌ اَلْوَحْيُ اَشَدُّ **ترجمہ** ابراہیم نخعی کوفی (جو حدیث کے بڑے امام ہین) روایت کرتے ہین کہ علقمہ نے (جو مصاحب تہے عبد اللہ بن مسعود کے) کہا مین نے قرآن کو دو برس مین پڑہا حارث کہنے لگا قرآن آسان ہے لیکن وحی مشکل ہے **ف** یہ روایت حارث کی بدمذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے بہت سی آیندہ کی باتین اور اسرار اور مخفیات حضرت کو بتلائے تہے جنکو حضرت نے خاص علی بن ابیطالب کو بتلایا اور اونہی کو اپنا وصی کیا **عَنْ** اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْقُرْاٰنَ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَالْوَحْيَ فِيْ سَنَتَيْنِ اَوْ قَالَ الْوَحْيَ فِيْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَالْقُرْاٰنَ فِيْ سَنَتَيْنِ **ترجمہ** ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا مین نے قرآن کو تین برس مین سیکہا اور وحی کو دو برس مین یا یون کہا کہ وحی کو تین برس مین پڑہا اور قرآن کو دو برس مین **عَنْ** اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْحَارِثَ اتُّهِمَ **ترجمہ** ابراہیم نے کہا حارث متہم ہے (یعنے منسوب کیا گیا ہے کذب اور بدمذہبی سے **عَنْ** حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ قَالَ سَمِعَ مُرَّةُ الْهَمْدَانِيُّ مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ اقْعُدْ بِالْبَابِ قَالَ فَدَخَلَ مُرَّةُ وَاَخَذَ سَيْفَهٗ قَالَ وَاَحَسَّ الْحَارِثُ بِالشَّرِّ فَذَهَبَ **ترجمہ** حمزہ زیات سے روایت ہے مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی بات سنی

ادس سے کہا تم دروازے مین بیٹھو اور مرہ اندر گئی اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کرین) حارث نے آہٹ پائی کہ کچھ شر ہونے والا ہے وہ چلدیا **عَنِ** ابْنِ عَوْنٍ قَالَ قَالَ لَنَا اِبْرَاهِيْمُ اِيَّاكُمْ وَالْمُغِيْرَةَ بْنَ سَعِيْدٍ وَّاَبَا عَبْدِ الرَّحِيْمِ فَاِنَّهُمَا كَذَّابَانِ **ترجمہ** ابن عون سے روایت ہے ابراہیم نے کہا ہم سے بچو تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم سے وہ دونون جھوٹے ہین **ف** مغیرہ بن سعید کوفی نسائی نے کہا کتاب الضعفاء مین کہ یہ شخص دجال تھا جلایا گیا آگ مین نخعی کے زمانے میں اور اس نے دعوی کیا تھا نبوت کا ابو عبد الرحیم اسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاضی تھا اور بعضون نے کہا کہ اسکا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے اور دونون کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے اور دونون ضعیف ہین (نووی)

فا مغیرہ بن سعید

عَنْ عَاصِمٍ قَالَ كُنَّا نَاْتِيْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيَّ وَنَحْنُ غِلْمَةٌ اَيْفَاعٌ فَكَانَ يَقُوْلُ لَنَا لَا تُجَالِسُوا الْقُصَّاصَ غَيْرَ اَبِي الْاَحْوَصِ وَاِيَّاكُمْ وَشَقِيْقًا قَالَ وَكَانَ شَقِيْقٌ هٰذَا يَرٰى رَاْيَ الْخَوَارِجِ وَلَيْسَ بِاَبِيْ وَائِلٍ **ترجمہ** عاصم سے روایت ہے ہم ابو عبد الرحمن سلمی پاس آیا جایا کرتے اور اس زمانے مین ہم جوان لڑکے تھے (یعنی کبر جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے مت بیٹھا کرو قصہ خوانون کے پاس سوا ابو الاحوص کے اور بچو تم شقیق سے اور یہ شقیق خارجیون کا سا اعتقاد رکھتا تھا یہ ابو وائل نہین ہے **ف** ابو وائل شقیق دوسرے ہین جو سلمہ کے بیٹے ہین اور وہ کبار تابعین مین سے ہین یہ شقیق وہی ہے ضبی کوفی جسکا ذکر اوپر گذرا اور نسائی نے اسکو ضعیف کیا اوسکی کنیت ابو عبد الرحیم ہے جس سے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضون نے کہا ابراہیم نے جس سے ڈرایا اوس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن نخعی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا ۔ (نووی)

فا ابو عبد الرحمن سلمی

فا شقیق

عَنْ جَرِيْرٍ يَقُوْلُ لَقِيْتُ جَابِرَ بْنَ يَزِيْدَ الْجُعْفِيَّ فَلَمْ اَكْتُبْ عَنْهُ كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے مین جابر بن یزید جعفی سے ملا پھر مین نے اس سے حدیث نہین لکھی وہ یقین کرتا تھا رجعت کا **ف** اسی وجہ سے محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رافضی تھا رجعت سے مراد یہان یہ ہے جو رافضیون کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہین اور ابر مین رہتے ہین جب اونکی اولاد مین سے امام برحق پیدا ہوگا تو وہ اپنے شیعون کو ابر مین سے آواز دینگے کہ اس کے ساتھ شریک ہو یہ ایسی بات ہے کہ جسکو کوئی عاقل قبول نہ کریگا

فا جابر بن یزید جعفی

عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيْدَ قَبْلَ اَنْ يُّحْدِثَ مَا اَحْدَثَ **ترجمہ** مسعر سے روایت ہے ہم سے حدیث بیان کی جابر بن یزید نے اوس سے پہلے جو اوس نے نئی بات

بات نکالی (یعنے بدمذہبی سے پہلے اسکی معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تہا پہر فاسد ہوگیا) **عن**
سفیان قال کان الناس یحملون عن جابر قبل ان یظہر ما اظہر فلما اظہر ما اظہر اتہمہ
الناس فی حدیثہ وترکہ بعض الناس فقیل لہ وما اظہر قال الایمان بالرجعۃ **ترجمہ** سفیان
سے روایت ہی پہلے لوگ جابر سی حدیثین روایت کیا کرتے تہے جب تک اوس نے بد اعتقادی نہین ظاہر
کی تہی پہر جب اوس نے اپنا اعتقاد کہولا تو لوگون نے اسکو متہم کیا حدیث مین اور بعضون نے اسکو ترک
کردیا لوگون نے کہا کیا بد اعتقادی اوسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا رجعت پر یقین کرنا **عن** جابر
یقول عندی سبعون الف حدیث عن ابی جعفر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلہا **ترجمہ**
جابر بن یزید جعفی نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثین ہین جنکو مین نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی
امام محمد باقر سے) انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پر امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین سنا تو یہ سب روایتین منقطع ہوئین دوسرے روایت کرنیوالا جابر ایسا بد
اعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتین جہوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہونگی جنکو شیعہ ان
اپنی کتابون مین روایت کیا ہے **عن** زہیر یقول قال جابر یقول ان عندی لخمسین
الف حدیث ما حدثت منہا بشیء قال ثم حدث یوما بحدیث فقال ہذا من الخمسین
الفا **ترجمہ** زہیر سے روایت ہی جابر کہتا تہا میرے پاس پچاس ہزار ایسی حدیثین ہین جنکو مین نے لوگون سے
بیان نہین کیا پہر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار مین سے ہے **عن**
سلام ابن ابی مطیع یقول سمعت جابرا الجعفی یقول عندی خمسون الف حدیث عن النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **ترجمہ** سلام بن ابی مطیع سے روایت ہی مین نے سنا جابر جعفی سے وہ کہتا تہا
میرے پاس پچاس ہزار حدیثین ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **عن** سفیان قال سمعت رجلا
سال جابرا عن قولہ عز وجل فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی او یحکم اللہ لی وھو خیر الحاکمین
فقال جابر لم یجیء تاویل ہذہ قال سفیان وکذب فقلنا لسفیان وما اراد بہذا فقال ان
الرافضۃ تقول ان علیا فی السحاب فلا نخرج مع من خرج من ولدہ حتی ینادی مناد
من السماء یرید علیا انہ ینادی اخرجوا مع فلان یقول جابر فذا تاویل ہذہ الآیۃ و
کذب کانت فی اخوۃ یوسف ع **ترجمہ** سفیان سے روایت ہی مین نے سنا ایک شخص نے جابر

جعفی سے پوچہا اس آیت کو فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ **ف** یہ
آیت سورہ یوسف مین ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چہوٹے بہائی کو چور ہونے کے بہانے
سے رکہہ لیا تو بڑا بہائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تہا بولا مین نہ سرکون گا اس ملک سے جب تک کہ اجازت دے مجہکو
میرا باپ یا فیصلہ کرے اللہ میرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا **ت** جابر نے کہا اس آیت
کا مطلب ابہی ظاہر نہین ہوا سفیان نے کہا جابر جہوٹا تہا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے
نقل کرتے ہین) کہا ہم لوگون نے سفیان سے پوچہا جابر کی کیا غرض تہی اونہون نے کہا رافضی لوگ
یہ اعتقاد رکہتے ہین کہ حضرت علی رض ابر مین ہین اور ہم اونکی اولاد مین سے کسی کے ساتہہ نہ نکلین گے یہان
تک کہ آسمان سے حضرت علی آواز دین گے کہ نکلو اس شخص کے ساتہہ تو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے
اور جہوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بہائیون کے قصے مین ہے **ف** اور اس
آیت کی اول اور آخر اون کے بہائیون کا قصہ ہی یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور نری بے تکی ہے
رافضی لوگ قرآن کی آیتون کو اسی طرح سے بے تکی ادہر اودہر پہیرتے ہین اور غور نہین کرتے **عن**
سُفْیَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا یُحَدِّثُ بِنَحْوٍ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ مَّا اَسْتَحِلُّ اَنْ اَذْکُرَ مِنْھَا
شَیْئًا وَّاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** سفیان سے روایت ہے مین نے جابر سے سنا تیس ہزار حدیثون کو مین
حلال نہین جانتا اون مین سے ایک حدیث بیان کرنیکو اگرچہ مجہے یہ اور یہ ملے (یعنے کیسی ہی دولت
ملے پر بہی مین اون حدیثون کو نقل نکرون گا کیونکہ وہ سب جہوٹہہ تہین) **عن** اَبِیْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ
بْنِ عَمْرٍو الرَّازِیِّ قَالَ سَاَلْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ الْحَمِیْدِ فَقُلْتُ الْحَارِثُ بْنُ حَصِیْرَةَ لَقِیْتَہٗ
قَالَ نَعَمْ شَیْخٌ طَوِیْلُ السُّکُوْتِ یُصِرُّ عَلٰی اَمْرٍ عَظِیْمٍ **ترجمہ** ابی غسان محمد بن عمرو رازی نے
کہا مین نے جریر بن عبد الحمید سے پوچہا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکہا ہے انہون نے کہا ہان ایک بڈہا تہا اکثر
خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تہا (یعنے رافضیون کا عقیدہ رکہتا تہا تقریب مین ہے کہ
حارث بن حصیرہ ازدی جسکی کنیت ابو نعمان ہے کوفے کا رہنے والا سچا ہے مگر خطا کرتا ہے اور نسبت کیا گیا
ہے طرف رفض کی) **عن** حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ ذَکَرَ اَیُّوْبُ رَجُلًا یَوْمًا فَقَالَ لَمْ یَکُنْ بِمُسْتَقِیْمِ
اللِّسَانِ قَالَ وَذَکَرَ اٰخَرَ فَقَالَ ھُوَ یَزِیْدُ فِی الرَّقْمِ **ترجمہ** حماد بن زید نے کہا ایوب سختیانی ابن ابی
تمیمہ کیسان ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد مشہور تہے) نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

حارث بن حصیرہ

درست نہ تھی اور دوسرے کو کہا کہ وہ رقم کو بڑہا دیتا **ف** اکثر بے ایمان سوداگرون کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑون کے تہانون پر جو خرید کی رقم لکہی ہوتی ہے اوسکو بڑہا دیتے ہین تاکہ خریدار کو دہوکا دیکر زیادہ نفع اٹہالین یہان مراد یہ ہی کہ حدیث مین زیادہ کر دیتا اور یہہ دونون لفظ اشارہ ہین کذب کے لیے یعنے دونون جہوٹے اور کذاب تہے عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ أَيُّوبُ إِنَّ لِي جَارًا ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ فَضْلِهِ وَلَوْ شَهِدَ عِنْدِي عَلَى تَمْرَتَيْنِ مَا رَأَيْتُ شَهَادَتَهُ جَائِزَةً **ترجمہ** حماد بن زید سے روایت ہی ایوب نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہی پہر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنے اُسکی لیاقت اور علم کی تعریف کی) اور کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کہجورون پر گواہی دیوے تو مین اوسکی گواہی درست نہ کہون **ف** یعنے اُسمین یہی عیب ہی کہ جہوٹ بولتا ہے تو ایسے جہوٹے مقدمے مین بہی اوس کا اعتبار نہین ہوسکتا عَنْ مَعْمَرٍ مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اغْتَابَ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا عَبْدَ الْكَرِيمِ يَعْنِي أَبَا أُمَيَّةَ فَإِنَّهُ ذَكَرَهُ فَقَالَ رح كَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ لِعِكْرِمَةَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ **ترجمہ** معمر سے روایت ہی مین نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہین سنا کبہی مگر عبد الکریم بن ابی المخارق کی جسکی کنیت ابو امیہ ہی ذکر کیا انہون نے اُسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اوسپر وہ ثقہ نہ تہا اُسنے پوچہا مجہہ سے ایک حدیث پوچہی عکرمہ کی پہر کہنے لگا مین نے خود سنا ہی عکرمہ سے **ف** مگر صرف اِس بات سی اُسکا ضعف ثابت نہین ہوتا کیونکہ شاید وہ عکرمہ سی سُنکر بہول گیا ہو پہر ایوب سی سُنکر اُسکو یاد آیا اور روایت کرنے لگا پر دوسرے قرینون سے اوسکا جہوٹ ثابت ہو گیا اور ضعیف کیا ہی اس عبد الکریم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی اور یحیی بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور یہ عبد الکریم بصرہ کے فاضلون اور فقیہون مین سے تہا (نووی) تقریب مین ہے کہ اسکی باپ کا نام قیس یا طارق تہا اور یہ مکے مین آ رہا تہا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک زیادت روایت کی ہے باب قیام اللیل مین اور نسائی نے اس سے روایت کی ہی مگر تہوڑی عَنْ هَمَّامٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاوُدَ الْأَعْمَى فَجَعَلَ يَقُولُ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِقَتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا سَمِعَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ سَائِلًا يَتَكَفَّفُ النَّاسَ زَمَنَ طَاعُونِ الْجَارِفِ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہی ابو داؤد اندہا (نفیع بن حارث) ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجہہ سے براء بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجہسے زید بن ارقم نے ہم نے

یہ قتادہ سے ذکر کیا انہون نے کہا جہوٹا ہے اوس نے نہین سنا براء اور زید سے ف اور کہتا تہا کہ مین
نے اٹھارہ بادری صحابیون سے سنا ہی یہہ ابو داؤد باتفاق علما ضعیف ہی عمرو بن علی نے کہا وہ متروک
ہے اور یحیی بن معین اور ابو زرعہ نے کہا وہ کچہہ چیز نہین اور ابو حاتم نے کہا منکر الحدیث ہی ف وہ تو
ایک بہیک منگا تہا لوگون کے سامنے ہاتہہ پہیلاتا تہا سخت وبا کے زمانے مین ف یہ وبا یعنے طاعون ایک قسم کا
پہوڑا تہا جس مین جلن ہوتی تہی اور گرداگرد اوسکے سرخی یا سیاہی یا سبزی پہیل جاتی تہی اور اس کے
ساتہہ خفقان اور قے عارض ہوتی - علما نے اس کے زمانے مین اختلاف کیا ہی ابن عبد البر نے کہا کہ ایوب
سختیانی اسی طاعون کے زمانے مین مرے سنہ ۱۳۱ ہجری مین اور ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل
کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین ہوا سنہ ۶ ہجری مین اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہہ
طاعون سنہ ۱۱۹ ہجری مین ہوا اور حافظ عبد الغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور یہ طاعون
سنہ ۸۷ مین تہا اور احتمال ہے کہ ان سب سالون مین طاعون واقع ہوا ہو اور جارف اسکو اس لیے کہتے
ہین کہ جارف کے معنے جہاڑنیوالا اور یہ طاعون بہی لوگون کو جہاڑ کر لے گیا یعنے بہت لوگون کو ہلاک کیا
ابن قتیبہ نے معارف مین اصمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام مین طاعون عمواس شام مین واقع
ہوا حضرت عمر رض کے زمانے مین اور اسی سے مرے ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل اور انکی بی بی اور بیٹی
راضی ہوا اللہ اون سے پہر دوسرا طاعون جارف واقع ہوا عبد اللہ بن زبیر کے زمانے مین پہر طاعون
فتیات کیونکہ یہ واقع ہوا جوان عورتون پر بصرے اور واسط اور شام اور کوفے مین اوس زمانے مین حجاج
ظالم واسط مین تہا عبد الملک بن مروان کی خلافت مین اور اسکو طاعون اشراف بہی کہتے ہین کیونکہ
شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوگئے پہر طاعون عدی بن ارطاۃ سنہ ۱۰۰ مین واقع ہوا پہر طاعون
غراب سنہ ۱۲۷ ہجری مین ہوا پہر طاعون مسلم بن قتیبہ سنہ ۱۳۱ مین ہوا شعبان اور رمضان مین اور موقوف
ہوا شوال مین اسی مین ایوب سختیانی مرے اور مدینے اور مکہ مین کوئی طاعون واقع نہین ہوا یہ ابن قتیبہ
نے کہا - ابو الحسن مدائنی نے کہا اسلام مین پانچ طاعون مشہور ہے ایک طاعون شیرویہ جو مدائن مین ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین سنہ ۶ ہجری مین دوسرا طاعون عمواس جو حضرت عمر کے زمانے
مین شام مین واقع ہوا اوس مین پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جارف عبد اللہ بن زبیر کے زمانے
مین سنہ ۶۹ مین ہوا اوس مین ہر روز ستتر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک رض کی ۸۳ تراسی

بیٹے یا ۷۳ بیٹے مر گئے اور عبد الرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے چوتھا طاعون فتیات جو شوال سنہ ۸۰ ہجری مین واقع ہوا پانچوان طاعون سنہ ۱۳۱ مین ہوا رجب مین اور سخت ہو گیا رمضان مین کئی دن تک اس طاعون مین ایک ایک ہزار جنازے سکۃ المربد مین آتے تھے پھر شوال مین کم ہو گیا اور ایک طاعون کوفے مین ہوا سنہ ۵۰ ہجری مین جس مین مغیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون عمواس سنہ ۱۸ ہجری مین واقع ہوا اور ابو زرعہ نے کہا سنہ ۱۷ مین اور عمواس ایک گانون کا نام ہے درمیان رملہ اور بیت المقدس کے تو قتادہ کی پیدائش سنہ ۶۱ ہجری مین ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ مین ہوئی اس صورت مین قاضی عیاض نے جو اس طاعون کی تاریخ سنہ ۱۱۹ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور یہانپر ضرور دو طاعونون مین سے ایک طاعون مراد ہے یا سنہ ۶۷ کا طاعون مگر اسوقت قتادہ کی عمر صرف چھہ برس کی ہوتی ہے یا سنہ ۸۷ کا اور یہی ظاہر ہے (نووی) طاعون ہمیشہ کچھ ایک قسم کا نہین ہوتا بلکہ بیماریون کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلے آہستہ آہستہ نشو و نما کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر گھٹتی گھٹتی بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگلے زمانے مین طاعون بثورات اور پھوڑون سے ہوتا تھا جیسے چیچک بھی اگر عام ہو تو اسی قسم مین ہے پھر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے مین ایک سو سال سے کہ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین ہی طاعون قے اور اسہال کا ہوتا ہے جسکو ہیضہ کہتے ہین یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند اور عرب اور گرم ملکون مین تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے سنہ ۱۳۰۰ کے اخیر مین ولایت مصر مین بڑی شدت ہو گئی تھی اب دیکھیے اسکی عمر دنیا مین کب تک ہے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ دَاوُدَ الْاَعْمٰى عَلٰى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوْا اِنَّ هٰذَا يَزْعَمُ اَنَّهٗ لَقِيَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرِيًّا فَقَالَ قَتَادَةُ هٰذَا كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْجَارِفِ لَا يَعْرِضُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً وَّلَا حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ بَدْرِيٍّ مُّشَافَهَةً اِلَّا عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ **ترجمہ** ہمام سے روایت ہے ابوداؤد اعمی قتادہ پاس آیا جب وہ اٹھکر چلا تو لوگون نے کہا یہ کہتا ہے کہ مین اٹھارہ بدری صحابیون سے ملا ہون جو بدر کی لڑائی مین شریک تھے قتادہ نے کہا یہ تو طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا اسکو حدیث روایت کرنیکا کب خیال تھا نہ کبھی اس نے گفتگو کی حدیث مین قسم خدا کی حسن بصری نے (جو ابوداؤد سے سن مین زیادہ اور حدیث کے عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے نہین بیان کی کسی بدری صحابی سے سنکر نہ سعید بن المسیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے **ف** تو جب

ان دونو صاحبون نے جو ابوداؤد کی نسبت اس امر علم مین زیادہ تہے کسی بدری سے نہین سُنا سوا سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص کے ابوداؤد نے کیونکہ اٹھارہ بدری صحابیون سے سنا یہ صرف بہتان اور کذب ہے ابوداؤد کا - اس جگہ سے یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ حسن بصری نے حضرت علی سے نہین سُنا نہ اونکو دیکہا اور اکثر اہل حدیث کا اسپر اتفاق ہے اور صوفیہ رحمہم اللہ سماع حسن کا حضرت علی رضہ سے بیان کرتے ہین . اسی بنا پر سلسلہ تصوف قائم کرتے ہین **عن** رَقَبَةَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيَّ الْمَدَنِيَّ كَانَ يَضَعُ اَحَادِيْثَ كَلَامَ حَقٍّ وَّلَيْسَتْ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَرْوِيْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** رقبہ بن مسقلہ بن عبداللہ کوفی نے کہا کہ ابوجعفر ہاشمی مدنی (جسکا نام عبداللہ بن مسور مداینی ہے) سچی سچی باتونکو حدیث بنا کر نقل کرتا حالانکہ وہ حدیث نہوتین اور روایت کرتا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** یعنی بات سچی اور حکمت کی نقل کرتا مگر غضب یہ کرتا کہ اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ قرار دیتا **عن** يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ **ترجمہ** یونس بن عبید سے روایت ہے کہ عمرو بن عبید حدیث مین جہوٹ بولتا **ف** یہ عمرو بن عبید وہ شخص ہے جو حسن بصری کی صحبت مین رہتا تہا پہر قدری اور معتزلی ہو گیا **عن** مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ يَقُوْلُ قُلْتُ لِعَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيْلَةَ اِنَّ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا قَالَ كَذَبَ وَاللّٰهِ عَمْرٌو وَّلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يَّحُوْزَهَا اِلٰى قَوْلِهِ الْخَبِيْثِ **ترجمہ** معاذ بن معاذ سے روایت ہے مین نے عوف بن ابی جمیلہ سے کہا عمرو بن عبید نے ہم سے حدیث بیان کی حسن بصری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمپر ہتیار اوٹہاوے (یعنی مسلمانون کے قتل پر بغیر کسی وجہ شرعی کے مستعد ہو) تو وہ ہم مین سے نہین ہے عوف نے کہا قسم خدا کی عمرو جہوٹا ہے اوسکا مقصد اس حدیث کی روایت کرنے سے یہ ہے کہ اپنے ناپاک اعتقاد کو اوس سے ثابت کرے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اور کئی طریقون سے مروی ہے خود مسلم نے آگے اسکو روایت کیا ہے مگر عوف کی جو حسن بصری کا بڑا مصاحب تہا یہ غرض ہے کہ حسن نے اس حدیث کو روایت نہین کیا تو عمرو بن عبید کا حسن سے روایت کرنا کذب اور غلط ٹہرا - عمرو بن عبید چونکہ معتزلہ مذہب کا پیشوا تہا اسکا اعتقاد یہ تہا کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کرے وہ نہ مسلمان ہے نہ کافر اور اسلام اور کفر کے بیچ مین ایک اور درجہ نکالتا تہا اور کہتا تہا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا بہی مثل کافر کے ہمیشہ جہنم مین رہیگا اس حدیث کو اوس نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے روایت کیا . کیونکہ ظاہر حدیث

کذاب ۱ ابوجعفر ہاشمی مدنی

کذاب ۲ عمرو بن عبید

سے یہ بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے یعنے مسلمان نہیں ہے اور مسلمان پر ہتیار اوٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اب کافر بھی نہیں ہے بیچ کیا ہوا نہ مسلمان نہ کافر یہی عمرو بن عبید کا مذہب ہے - اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان یا کافر ہے یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کے دن اسکے گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک دن ضرور جہنم سے نکلکر جنت میں جاوے گا اس لیے کہ ایمان اوسکا قائم تھا پھر وہ ضائع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان میں انشاء اللہ تعالی بہت سی حدیثیں بیان ہونگی جن سے معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے مسلمان پر ہتیار اٹھائے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جیسے باپ اپنے نافرمان بیٹے کو غصہ ہو کر کہتا ہے تو میرا نہیں ہے اسیطرح حدیث سے بھی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتیار اٹھانے سے بچیں اور تفسیر اس کے دوسری حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسے مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا یعنے جو خرید اور فروخت میں دہوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے (نووی)

عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ قَدْ لَزِمَ أَيُّوْبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَهُ أَيُّوْبُ فَقَالُوْا يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرَو بْنَ عُبَيْدٍ قَالَ حَمَّادٌ فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا مَعَ أَيُّوْبَ وَقَدْ بَكَّرْنَا إِلَى السُّوْقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ أَيُّوْبُ وَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَيُّوْبُ بَلَغَنِي أَنَّكَ ٦٠ لَزِمْتَ ذَاكَ الرَّجُلَ قَالَ حَمَّادٌ سَمَّاهُ يَعْنِي عَمْرًا قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ يَجِيئُنَا بِأَشْيَاءَ غَرَائِبَ قَالَ يَقُوْلُ لَهُ أَيُّوْبُ إِنَّمَا نَفِرُّ أَوْ نَفْرَقُ مِنْ تِلْكَ الْغَرَائِبِ ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت میں رہا کرتا اور اُن سے حدیثیں سنتا ایکمرتبہ ایوب نے اسکو نہ پایا تو لوگوں نے کہا ای ابوبکر (یہ کنیت ہے ایوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمرو بن عبید کی صحبت میں رہتا ہے حماد نے کہا ایک روز میں ایوب کے ساتھ سویرے بازار کو جا رہا تھا اتنے میں وہ شخص سامنے سے آیا ایوب نے اسکو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اوس سے کہا میں نے سنا ہے تم اوس شخص کے پاس رہتے ہو (عمرو بن عبید کا نام لیا وہ بولا ہاں اے ابوبکر کیونکہ وہ ہمکو عجیب باتیں سناتا ہے ایوب نے کہا ہم تو ایسے ہی عجیب باتوں سے بھاگتے ہیں **ف** یعنے نادر اور غریب حدیثوں سے جنکو اور لوگ نہیں پہچانتے اور عمرو بن عبید اونکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جھوٹے ہیں اور عمرو بن عبید کا اعتبار

نہین عن حمّادٍ قال قیل لایّوب انّ عمرو بن عبیدٍ روی عن الحسن قال لا یُجلد السّکران
من النّبیذ فقال کذب انا سمعت الحسن یقول یُجلد السّکران من النّبیذ ترجمہ حماد
سے روایت ہے ایوب سے کسی نے کہا کہ عمرو بن عبید نے حسن سے روایت کیا ہے جو شخص نبیذ پینے سے مست
ہوجاوے اوسے حد نہ پڑیگی ایوب نے کہا کہ عمرو بن عبید جھوٹا ہے حسن کہتے تھے جو شخص نبیذ سے مست ہو
جاوے اوسے حد پڑیگی عن سلّام بن ابی مطیعٍ یقول بلغ ایّوب انّی اٰتی عمرا فاقبل علیّ
یومًا فقال ارایت رجلا لا تامنه علی دینه کیف تامنه علی الحدیث ترجمہ سلام
بن ابی مطیع سے روایت ہے ایوب کو خبر پہونچی کہ مین عمرو بن عبید پاس جاتا ہون تو ایک روز میرے پاس
آئے اور کہنے لگے تو کیا سمجھتا ہے جس شخص کے دین پر تجھے بھروسا نہ ہو کیا اوسکی حدیث پر تو بھروسا
کرسکتا ہے عن ابی موسیٰ یقول نا عمرو بن عبیدٍ قبل ان یُحدث ترجمہ ابوموسیٰ کہتے قال
تھے مجھسے حدیث بیان کی عمرو بن عبید نے قبل اس کے کہ اوسنے نکالین نئی باتین (یعنے بداعتقادی سے
پہلے) عن معاذٍ العنبری نا ابی قال کتبت الی شعبة اسأله عن ابی شیبة قاضی
واسطٍ فکتب الیّ لا تکتب عنه شیئا ومزّق کتابی ترجمہ معاذ عنبری نے کہا مین نے شعبہ کو
لکھا کہ ابو شیبہ واسط (ایک گاؤن کا نام ہے بصرے کے پاس) کے قاضی کا کیا حال ہے انہون نے جواب میں
لکھا کہ مت روایت کر اوس سے کچھ اور پھاڑ ڈال میرا خط ف تاکہ اور کوئی نہ دیکھے ایسا نہ ہو ابوشیبہ کو
خبر پہونچی اور وہ مجھے ایذا دیوے اور فساد پھیلاوے ۔ یہ ابوشیبہ دادا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن
ابی شیبہ کا متروک ہے محدثین کے نزدیک اور اسکے پوتے معتبر اور ثقہ ہین خصوصًا ابوبکر بن ابی شیبہ
جنکا مصنف مشہور ہے اسی ابوشیبہ نے وہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان
مین بیس رکعت تراویح پڑہین ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث ابوشیبہ کی منکر حدیثون مین سے ہے عن
عفّان قال حدثنا حمّاد بن سلمة عن صالحٍ المرّی بحدیثٍ عن ثابتٍ فقال کذب صالح مری
وحدّثت همّاما عن صالحٍ المرّی بحدیثٍ فقال کذب ترجمہ عفان سے روایت ہے مین نے
حماد بن سلمہ سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے ثابت سے حماد نے کہا جھوٹا ہے پھر مین نے
ہمام سے ایک حدیث بیان کی صالح مری کی انہون نے کہا جھوٹا ہے ف یہ صالح مری بشیر کا بیٹا بصری
ہے بڑے عابدون اور زاہدون مین سے تھا اور مُرّی اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ باپ اسکا عربی تھا اور ماں

اوسکی لونڈی جسکو بنی مرہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تہا صالح مری کی حکایتیں صوفیون مین بہت مشہور مین آواز انکی نہایت عمدہ تہی قرآن بڑی خوش آوازی سے پڑہتی تہی یہانتک کہ بعضے لوگ انکا قرآن سنکر خوف کے مارے مر گئے ہین یہ خود بہی بہت صالح اسم بامسمی اور خدا ترس تہی اکثر خدا کے خوف سے رویا کرتے مگر حدیث کی روایت مین انکا اعتبار نہین جیسے اوپر گذر چکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت اور چیز عن ابی داود قال قال لی شعبة ائت جریر بن حازم فقل له لا یحل لک ان تروی عن الحسن بن عمارة فانه یکذب قال ابو داود قلت لشعبة وکیف ذاک قال حدثنا عن الحکم باشیاء لم اجد لها اصلا قال قلت له بای شیء قال قلت للحکم اصلی النبی صلی الله علیه وسلم علی قتلی احد فقال لم یصل علیهم فقال الحسن بن عمارة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم صلی علیهم ودفنهم قلت للحکم ما تقول فی اولاد الزنا قال یصلی علیهم قلت من حدیث من یروی قال یروی عن الحسن البصری فقال الحسن بن عمارة حدثنا الحکم عن یحیی بن الجزار عن علی رضی الله عنه **ترجمہ** ابوداود سے روایت ہے مجہہ سے شعبہ نے کہا تو جریر بن حازم پاس جا اور کہہ تجہکو درست نہین حسن بن عمارہ سے روایت کرنا کیونکہ وہ جہوٹ بولتا ہے ابوداود نے کہا مین نے شعبہ سے پوچہا کیونکر معلوم ہوا کہ وہ جہوٹ بولتا ہے شعبہ نے کہا اسوجہ سے کہ حسن بن عمارہ نے حکم سے چند حدیثین نقل کین جن کی اصل مین نے کچہ نپائی مین نے کہا وہ کون سی حدیثین ہین شعبہ نے کہا مین نے حکم سے پوچہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدون پر نماز پڑہی تہی حکم نے کہا نہین پہر حسن بن عمارہ نے حکم سے روایت کیا اوس نے مقسم سے اوس نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی احد کے شہیدون پر اور دفن کیا انکو اور مین نے حکم سے کہا کہ تم زنا کی اولاد کے حق مین کیا کہتے ہو انہون نے کہا اونپر نماز پڑہی جاوے جنازے کی مین نے کہا کس سے روایت کیا گیا ہے ایسا باب مین انہون نے کہا حسن بصری سے حسن بن عمارہ نے کہا مجہسے حکم نے بیان کیا انہون نے یحیی بن الجزار سے سنا انہون نے حضرت علی رضہ سے **ف** تو ان دونون مقامون مین حسن بن عمارہ کا جہوٹ ظاہر ہوا کیونکہ شعبہ نے خود حکم سے ملکر پوچہا اور انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدون پر نماز نہین پڑہی پہر حکم خود ہی کیونکر روایت کرتے ابن عباس سے کہ آپ نے نماز پڑہی انپر اسیطرح حکم نے

ولدالزنا پر نماز جنازہ پڑہنے کے باب مین حسن بصری کا قول نقل کیا اور حسن نے اونہی سے حضرت علی کا قول روایت کیا اگرچہ احتمال ہے کہ اس باب مین حسن اور علی دونون سے منقول ہو مگر حدیث کے حفاظ راویون کے کذب اور دلائل اور قرائن سے پہچان لیتے مین یہ حسن بن عمارہ بجلی ابو محمد کوفی ہے قاضی بغداد کا اور بالاتفاق ضعیف ہی اور متروک **عن** يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ وَذَكَرَ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَقَالَ حَلَفْتُ أَنْ لَا أَرْوِيَ عَنْهُ شَيْئًا وَلَا عَنْ خَالِدِ بْنِ مَحْدُوجٍ وَقَالَ لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ بَكْرٍ الْمُزَنِيِّ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ مُوَرِّقٍ ثُمَّ عُدْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنِ الْحَسَنِ وَكَانَ يَنْسُبُهُمَا إِلَى الْكَذِبِ قَالَ الْحُلْوَانِيُّ سَمِعْتُ عَبْدَ الصَّمَدِ وَذَكَرْتُ عِنْدَهُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ فَنَسَبَهُ إِلَى الْكَذِبِ **ترجمہ** یزید بن ہارون نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا اور کہا مین نے قسم کہائی ہے کہ اس سے کچہ روایت نکرون گا نہ خالد بن محدوج سے یزید نے کہا مین نے زیاد بن میمون سے ملا اور اس سے ایک حدیث پوچہی اوس نے روایت کیا اوسکو بکر بن عبداللہ مزنی سے پہر مین اوس سے ملا تو اوس نے روایت کیا اوسی حدیث کو مورق بن مشمرج سے پہر مین اوس سے ملا تو روایت کیا اوسی حدیث کو حسن سے اور یزید بن ہارون ان دونون کو یعنی زیاد بن میمون اور خالد بن محدوج کو جہوٹا کہتے تہے حسن حلوانی نے کہا مین نے عبدالصمد سے سنا مین نے ذکر کیا زیاد بن میمون کا انہون نے کہا جہوٹا ہے **ف** زیاد بن میمون بصری جسکی کنیت ابو عمار ہے ضعیف ہی بخاری نے اپنی تاریخ مین کہا کہ ترک کیا اسکو محدثین نے اور خالد بن محدوج واسطی بہی ضعیف ہے نسائی نے اوسکو ضعیف کہا کنیت اوسکی ابو روح ہے اور اس نے دیکہا ہے انس بن مالک رضکو (نووی) **عن** مَحْمُودِ بْنِ غَيْلَانَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ قَدْ أَكْثَرْتَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ فَمَا لَكَ لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ حَدِيثَ الْعَطَّارَةِ الَّذِي رَوَى لَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ فَقَالَ لِيَ اسْكُتْ فَأَنَا لَقِيتُ زِيَادَ بْنَ مَيْمُونٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا لَهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَرْوِيهَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ أَرَأَيْتُمَا رَجُلًا يُذْنِبُ فَيَتُوبُ أَلَيْسَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَنَسٍ مِنْ ذَا قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا إِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ النَّاسُ فَأَنْتُمَا لَا تَعْلَمَانِ أَنِّي لَمْ أَلْقَ أَنَسًا قَالَ أَبُو دَاوُدَ فَبَلَغَنَا بَعْدُ أَنَّهُ يَرْوِي فَأَتَيْنَاهُ أَنَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ فَقَالَ أَتُوبُ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ يُحَدِّثُ فَتَرَكْنَاهُ

ترجمہ محمود بن غیلان سے روایت ہی مین نے ابو داؤد طیالسی سے کہا تم نے عباد بن منصور سے بہت روایتین کین

ف زیادبن میمون

ف خالدبن محدوج

تو کیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطارہ عورت کی جو روایت کی نضر بن شمیل نے ہمارے لیے **ف** وہ عطارہ کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت تھی مدینہ میں عطارن جسکا نام حولا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے ملی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپ نے خاوند کی بزرگیاں بیان کیں یہ حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن ماجہ نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو زیاد بن میمون نے انس سے **ف** انہوں نے کہا جب سے میں اور عبدالرحمن بن مہدی دونوں زیاد بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا ان حدیثوں کو جو وہ روایت کرتا ہے انس سے تو بولا تم دونوں کیا سمجھتے ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالی معاف نہیں کرے گا عبدالرحمن نے کہا البتہ معاف کریگا زیاد نے کہا میں نے انس سے کچھ نہیں سنا بہت کم اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا تم بھی نہیں جانتے (یعنے تم تو جانتے ہو) میں انس سے ملا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہمکو خبر پہونچی کہ زیاد روایت کرتا ہے انس سے میں اور عبدالرحمن پھر گئے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ بعد اسکے روایت کرنے لگا آخر ہم نے اسکو ترک کیا (یعنے اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جھوٹ بکا اور جھوٹ بھی کیا کہ توبہ کا بھی خیال اسنے چھوڑ دیا) **عَنْ** شَبَابَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ الْقُدُّوسِ يُحَدِّثُنَا فَيَقُولُ سُوَيْدُ بْنُ عَقَلَةَ قَالَ شَبَابَةُ وَسَمِعْتُ عَبْدَ الْقُدُّوسِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتَّخَذَ الرَّوْحُ عَرْضًا قَالَ فَقِيلَ لَهُ اَيُّ شَيْءٍ هٰذَا قَالَ يَعْنِي تُتَّخَذُ كُوَّةٌ فِي حَائِطٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ الرَّوْحُ قَالَ وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ مَا جَلَسَ مَهْدِيُّ بْنُ هِلَالٍ بِاَيَّامٍ مَا هٰذِهِ الْعَيْنُ الْمَالِحَةُ الَّتِي نَبَعَتْ قِبَلَكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا اَبَا اِسْمٰعِيلَ **ترجمہ** شبابہ بن سوار مدائنی سے روایت ہے عبدالقدوس ہمسے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن عقلہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح یعنے ہوا کو عرض میں لینے سے لوگوں نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کرے ہوا آنے کے لیے **ف** یہ سب عبدالقدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے اور سخت غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ راوی کا نام سوید بن غفلہ ہے غین اور فے سے نہ عقلہ عین اور قاف سے اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بضم را ہے بمعنی جانور نہ روح بفتح را جسکے معنی ہوا کے ہیں اور غرض غین سے ہے نہ عرض عین سے اور اصل معنی حدیث کے یہ

ہین کہ آپنے منع کیا جاندار کو نشانہ بناکر مارنے سے جب عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کر کدہر کا کدہر کر دیا ۔

مہدی بن ہلال

ف امام مسلم فرماتے ہین مین نے سنا عبید اللہ بن عمر قواریری سے اونہون نے سنا حماد بن زید سے انہون
نے کہا ایک شخص سے جب مہدی بن ہلال کئی دن تک بیٹھا یہ کیسا کہاری چشمہ ہے جو بہوٹا تمہاری طرف وہ
شخص بولا ہان اے ابی اسمٰعیل **ف** ابو اسمٰعیل کنیت ہے حماد بن زید کی کہاری چشمہ سے اونکی غرض مہدی
بن ہلال کو ضعیف کرنا تہا اور اتفاق کیا ہے محدثین نے اوس کے ضعف پر نسائی نے کہا وہ بصرہ کا رہنیوالا
ہے اور متروک ہے روایت کرتا ہے داود بن ابی ہند اور یونس بن عبید سے (نووی) **عن** اَبِیْ
عَوَانَةَ قَالَ مَا بَلَغَنِیْ عَنِ الْحَسَنِ حَدِیْثٌ اِلَّا اَتَیْتُ بِهٖ اَبَانَ بْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ فَقَرَأَهٗ عَلَیَّ

ابان بن ابی عیاش

ترجمہ ابو عوانہ سے روایت ہے مجھے حسن سے کوئی روایت نہین پہونچی مگر مین نے پوچہا اوسکو ابان بن ابی عیاش
سے اوس نے پڑہا اوسکو میرے سامنے **ف** یعنی ابان کا یہ حال تہا کہ جو بات اوس سے پوچہتے وہ اوسکو روایت
کرتا حسن سے اور یہ دلیل ہے اوسکے کذب اور جہوٹ کی تقریب مین ہے کہ یہ ابان بن ابی عیاش اسکی کنیت
ابو اسمٰعیل عبدی ہے اور یہ متروک ہے **عن** عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَا وَحَمْزَةُ الزَّیَّاتُ
مِنْ اَبَانَ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ نَحْوًا مِنْ اَلْفِ حَدِیْثٍ قَالَ عَلِیٌّ فَلَقِیْتُ حَمْزَةَ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ
رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَعَرَضَ عَلَیْهِ مَا سَمِعَ مِنْ اَبَانَ فَمَا عَرَفَ
مِنْهَا اِلَّا شَیْئًا یَسِیْرًا خَمْسَةً اَوْ سِتَّةً ترجمہ علی بن مسہر سے روایت ہے مین نے اور حمزہ زیات
نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ایک ہزار حدیثون کے سنین علی نے کہا پہر مین حمزہ سے ملا انہون نے
بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور جو کچہ ابان سے سنا تہا وہ آپ کو
سنایا آپ نے نہ پہچانا اون حدیثون کو مگر تہوڑی سی حدیثین قبول کین پانچ یا چہہ **ف** نووی نے
کہا کہ مقصود اس روایت کے لانے سے تائید ہے اوس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف
ہے نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقینا ثابت ہو سکتا ہے یا خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو گئی ہے
باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور سب علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی
دلیل شرعی نہین ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے صحاب نے بہی یہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس
بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرع کی بدل نہین سکتی اور یہ امر اوس حدیث کے خلاف نہین ہے کہ جس نے مجھے
خواب مین دیکہا اوس نے مجہکو دیکہا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہین سکتا اسلیے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

کہ آپ کو خواب مین دیکھنا صحیح ہے اور مثل اور شیطانی پریشان خیالات کی نہین ہے مگر حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ خواب مین مین جو کہون وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ ضبط اور تحقیق کی اور اتفاق کیا ہے علمائنے کہ روایت اور شہادت قبول کرنیکے لیے ضرور ہے کہ راوی اور شاہد بیدار اور ہوشیار صحیح الحفظ قلیل الخطا ہو اور جو شخص سو رہا ہے اُس مین یہ کوئی صفت نہین پھر اوسکی روایت کیونکر مقبول ہوگی مگر یہ سب جو بیان ہوا اُس صورت مین ہے کہ خواب مین کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کے خلاف ہو پر اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرع شریف کی روسے جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منع کرتے دیکھے اوس کام سے جو شرع شریف کی روسے منع ہو یا اوسکی کوئی دنیا کا کام ہو جسمین کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اوس خواب پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہین ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) مترجم کہتا ہے کہ اگر خواب کی باتون کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعوی کریگا کہ مینے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سنا ہے پھر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اسمین شک نہین کہ جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول ہین اونکی خواب اکثر صحیح ہوتی ہین پر اونکی صحت شرع ہی سے معلوم ہو سکتی ہے نہ شرع کی صحت خواب سے **عن** زَكَرِيَّا بْنِ عَدِيٍّ قَالَ قَالَ لِي أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ اكْتُبْ عَنْ بَقِيَّةَ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْهُ مَا رَوَى عَنْ غَيْرِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا تَكْتُبْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ مَا رَوَى عَنِ الْمَعْرُوفِينَ وَلَا عَنْ غَيْرِهِمْ **ترجمہ** زکریا بن عدی نے کہا مجھسے کہا ابو اسحق فزاری (ابراہیم بن محمد بن حارث بن اسماء بن خارجہ کوفی) نے (جو حدیث کے بڑے امام اور ثقہ اور فاضل تھے) لکھ لے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث جو روایت کرے وہ مشہور لوگون سے اور مت لکھ اس حدیثکو جو روایت کرے مجہول لوگون سے اور مت لکھ تو اسمعیل بن عیاش کی حدیث ہرگز اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگون سے بھی **ف** نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسمعیل بن عیاش کے حق مین خلاف ہے اور ائمہ حدیث کے عباس نے کہا مین نے یحیی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور شام والون کے نزدیک وہ بقیہ سے بہتر تھا ابن ابی خیثمہ نے کہا مینے یحیی بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسمعیل بن عیاش ثقہ ہے اور عراق والے اسکو برا جانتے تھے اوسکی روایت کو اور بخاری نے کہا اسمعیل بن عیاش کی روایت شام کے لوگون سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب وہ اپنی شہر والون سے روایت کرے تو اسکی حدیث صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحیی بن سعید اور سہیل بن ابی صالح سے روایت کرے

تو وہ کچھ نہین اور یعقوب بن سفیان نے کہا مین اپنے یارون سے سنتا تہا وہ کہتے تہے شام کا علم اسمعیل بن عیاش کے پاس ہے یعقوب نے کہا بعضی لوگون نے اسمعیل کے حق مین کلام کیا ہے اور وہ ثقہ ہی عادل ہی سب سے زیادہ جاننا ہے شام والون کی حدیث کو اور اکثر اوسکے حق مین یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب حدیثین روایت کرتا ہی مکے اور مدینہ کے ثقہ لوگون سے یحیی بن معین نے کہا اسمعیل ثقہ ہے شام والون سے روایت کرنے مین اور اہل حجاز سے اوسکی روایت معتبر نہین کیونکہ اُس کے کتاب تلف ہوگئی تہی اور اُسکا حافظہ خراب ہوگیا تہا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہی مگر اُسکی روایت لکہی جاویگی اور مین نہین جانتا کہ کوئی باز رہا ہو اوسکی روایت سے سوا ابو اسحق فزاری کے۔ ترمذی نے کہا وہ بقیہ سے بہتر ہے اور بقیہ کی بہت حدیثین منکر ہین احمد بن ابی الحواری نے کہا وکیع نے مجھسے کہا تمہارے یہان لوگ روایت کرتے ہین اسمعیل بن عیاش سے مین نے کہا ہان ولید اور مروان تو اوس سے روایت کرتے ہین اور ہشیم اور محمد بن ایاس روایت نہین کرتے انہون نے کہا ہشیم اور محمد بن ایاس کیا ہین شہر والی تو ولید اور مروان ہین (یعنے ولید اور مروان ہی معتبر ہین اور جب یہ روایت کرتے ہین تو کافی ہے (نووی))

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ بَقِيَّةُ لَوْلَا اَنَّهٗ يَكْنِى الْاَسَامِىَّ وَيُسَمِّى الْكُنٰى كَانَ دَهْرًا يُحَدِّثُنَا عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْوُحَاظِىِّ فَنَظَرْنَا فَاِذَا هُوَ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچہا آدمی تہا اگر وہ نامون کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو نامون سے (یعنے بقیہ کی یہ عادت خراب ہی کہ تدلیس اور تلبیس کرتا ہے راویونکا عیب چہپانے کے لیے نام کو کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تا لوگ پہچانے نہین) ایک مدت تک ہمسے حدیث بیان کرتا تہا ابو سعید وحاظی سے جب ہم نے غور کیا (کہ وحاظی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے **ف** یعنے عبد القدوس بن حبیب کلاعی ابو سعید شامی جسکا بیان اوپر گذرا اوسکا نام مشہور ہی کنیت اسکی مشہور نہ تہی تو بقیہ اوسکو کنیت سے ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگ پہچانین نہین

عبد القدوس

عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ يُفْصِحُ بِقَوْلِهٖ كَذَّابٌ اِلَّا لِعَبْدِ الْقُدُّوْسِ فَاِنِّىْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَهٗ كَذَّابٌ **ترجمہ** عبد الرزاق سے روایت ہی عبد اللہ بن مبارک کو مین نے نہین سُنا کسی کو صاف جہوٹا کہتے ہوئے مگر عبد القدوس کو وہ کہتے تہے جہوٹا ہے

عَنْ اَبِىْ نُعَيْمٍ وَذَكَرَ الْمُعَلَّى بْنَ عُرْفَانَ فَقَالَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِصِفِّيْنَ فَقَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ اَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ **ترجمہ** ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عرفان کا تو کہا کہ معلی نے کہا مجھسے حدیث بیان کی ابو وائل نے کہ نکلے ہمارے سامنے عبد اللہ

معلی بن عرفان

بن مسعود بعضوں میں [illegible] جیسے کہا شعبی نے [illegible] **ف** مشہور ہے کہ [illegible]
[illegible] پیش [illegible] مسعود [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] حضرت علی [illegible] ابن مسعود [illegible]
[illegible] جھوٹ [illegible]
[illegible] جھوٹ [illegible]
[illegible] حدیث [illegible] حضرت علی
اور معاویہ میں جنگ ختم ہوئی [illegible] **عن** عَنْ عَفَّانَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ
فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اغْتَبْتَهُ قَالَ إِسْمَاعِيلُ
مَا اغْتَابَهُ وَلَكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ ترجمہ عفان بن مسلم سے روایت ہے ہم اسمٰعیل بن علیہ کے
پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی میں نے کہا کہ وہ معتبر نہیں
وہ شخص بولا تو نے اس کی غیبت کی اسمٰعیل نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا کہ وہ معتبر نہیں **ف**
یعنی محدث کا کسی راوی پر جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں [illegible] **عن** [illegible] بِشْرُ بْنُ
عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الَّذِي يَرْوِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ
أَبِي الْحُوَيْرِثِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ شُعْبَةَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَالِحٍ
مَوْلَى التَّوْأَمَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَسَأَلْتُهُ عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَ
سَأَلْتُ مَالِكًا عَنْ هَؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ فَقَالَ لَيْسُوا بِثِقَةٍ فِي حَدِيثِهِمْ وَسَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ
آخَرَ نَسِيتُ اسْمَهُ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي قُلْتُ لَا قَالَ لَوْ كَانَ ثِقَةً لَرَأَيْتَهُ فِي كُتُبِي
ترجمہ بشر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن عبد الرحمٰن کو جو روایت کرتا ہے سعید بن
المسیب سے انہوں نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے [illegible] ابو الحویرث کو [illegible] **ف** [illegible] عبد الرحمٰن
[illegible] حدیث [illegible] کہا وہ قوی نہیں ہے اور امام احمد نے [illegible]
[illegible] کہا [illegible] شعبہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

وہ ثقہ نہین ہے اور پوچہا مین نے اون سی شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذئب انہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ وہ شعبہ نہین ہے جو حدیث کے مشہور امام ہین وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہین اور یہہ شعبہ بن دینار ہاشمی ہے مولی ابن عباس کا اوسکی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو یحیی ہے اوسکو ضعیف کیا ہی بہت ائمہ حدیث نے احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے کہا وہ کچہ برا نہین ابن عدی نے کہا مین نے اوسکی کوئی حدیث منکر نہین دیکہی تقریب مین ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اسکا خراب تہا **ت** اور پوچہا مین نے اون سی

شعبہ

صالح کو جو مولی ہے توامہ کا اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ صالح بیٹا ہے نبہان کا مدینہ کا رہنے والا اور اسکو مولی توامہ کہتے ہین اس لیے کہ جس عورت نے اسکو آزاد کیا تہا وہ اپنی بہن کے ساتہ توام یعنے جڑواں پیدا ہوئی تہی امام مالک نے صالح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور مالک نے اوسکو پایا جب وہ بوڑہا ہو گیا تہا اور اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا اسی طرح ثوری نے بہی اوسکو جب پایا جب وہ سٹہیا گیا تہا تو سنین اوس سے کئی منکر حدیثین لیکن جن لوگون نے روایت کیا ہی اوس سے قبل اختلاط یعنے حافظہ بگڑنے کے ان کی روایت صحیح ہے ابن عدی نے کہا ابن ابی ذئب اور ابن جریج اور زیاد بن سعد نے اوس سے سنا ہے قبل اختلاط کے اور اون کی روایتون مین کوئی برائی نہین **ت** اور پوچہا مین نے اون سے حرام بن عثمان کو اونہون نے کہا

صالح مولی التوامہ

وہ ثقہ نہین ہے **ف** یہ حرام بن عثمان انصاری سلمی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہی زبیر نے کہا وہ شیعہ تہا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ سی نسائی نے کہا وہ ضعیف ہے **ت** اور پوچہا مین نے امام مالک سی ان پانچون آدمیو نکو (جنکا ذکر اوپر گذرا) اونہون نے کہا وہ ثقہ نہین ہین اپنی حدیث مین اور مین نے پوچہا اون سے ایک اور شخص کو جسکا نام مین بہول گیا تو انہون نے کہا تو نے اوسکی روایت میری کتابون مین دیکہی ہے مین نے کہا نہین امام مالک نے کہا اگر وہ ثقہ ہوتا تو اوسکی روایت میری کتابون مین دیکہتا **ف** اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگون سے امام مالک نے اپنی کتابون مین روایت کی ہی وہی سب ثقہ ہین مگر یہ ضرور نہین کہ سب لوگون کے نزدیک ثقہ ہون البتہ امام مالک کے نزدیک وہ ثقہ ہین اور اختلاف کیا ہی علما نے اس مسئلے مین کہ اگر کوئی ثقہ شخص ایک مجہول سی روایت کرے تو اس سے اوس مجہول کی توثیق ہو گی یا نہین اکثر کا یہ قول ہی کہ صرف روایت کرنا اوس سے باعث توثیق کا نہین اور یہی ٹہیک ہی کیونکہ کبہی ثقہ غیر ثقہ سی روایت کرتا ہے نہ اس وجہ سی کہ وہ روایت دلیل و حجت ہی بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ جب ثقہ ایسا کہے

حرام بن عثمان

جیسے مالک نے کہا تو جس سے وہ اپنی کتاب میں روایت کرے وہ اسکے نزدیک ثقہ سمجھا جاویگا اور جو ثقہ اثنا کے کہ جسے بیان کیا ثقہ نے تو وہ کافی ہے تعدیل کے لیے (نووی) **عن** ابن ابی ذئب عن شرحبیل بن سعد و کان متہما ترجمہ ابن ابی ذیب نے روایت کیا شرحبیل بن سعد سے اور وہ متہم تہا **ف** یعنے نسبت کیا گیا تہا طرف کذب کی یہ شرحبیل بڑا عالم تہا مغازی کا (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے بڑہ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تہا وہ محتاج ہو گیا لوگ اس ڈر کے مارے اوسکو دیتے کہ ایسا نہو کہ وہ کہدیوے تیرا باپ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تہا اور یہہ شرحبیل مولیٰ ہے انصار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد ہے محمد بن سعد نے کہا جو بڑا بوڑہا تہا روایت کی ہے اوس نے زید بن ثابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔ تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر میں اسکا حافظہ بگڑ گیا تہا سو برس کا ہو کر مرا **عن** عبد اللہ بن المبارک یقول لو خیرت بین ان ادخل الجنۃ وبین ان القی عبد اللہ بن محرر لاخترت ان القاہ ثم ادخل الجنۃ فلما رایتہ کانت بعرۃ احب الی منہ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے وہ کہتے تہے اگر مجھے اختیار دیا جاوے کہ جنت میں جاؤں یا عبد اللہ بن محرر سے ملوں تو میں پہلے اوس سے ملتا پہر جنت میں جاتا (ایسی اسکی تعریف سنتا تہا اور اس قدر اوس سے ملنے کا اشتیاق تہا) پہر جب میں اوس سے ملا تو ایک اونٹ کی مینگنی مجھے اوس سے بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنے ایسا نکما اور خراب نکلا **عن** زید یعنی ابن ابی انیسۃ قال لا تاخذوا عن اخی ترجمہ زید بن انیسہ نے کہا مت روایت کرو میرے بہائی سے **ف** یعنی یحیی بن ابی انیسہ سے جو روایت کرتا ہے زہری اور عمرو بن شعیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچہ نہیں نسائی نے کہا ضعیف ہے متروک الحدیث تقریب میں ہے کہ کنیت اسکی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی نے کہا اوسکا بہائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے حجت کی ہے اوس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے ۔ اہل حدیث کا انصاف اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے فائدہ کا خیال رکہتے تہے اپنے قرابت کا لحاظ نہ کرتے تہے **عن** عبید اللہ بن عمرو قال کان یحیی بن ابی انیسۃ کذابا ترجمہ عبید اللہ بن عمرو نے کہا یحیی بن ابی انیسہ جہوٹا تہا **عن** حماد بن زید قال ذکر فرقد عند ایوب فقال ان فرقدا لیس صاحب حدیث ترجمہ حماد بن زید نے کہا فرقد (بن یعقوب سنجی ابو یعقوب) کا ذکر آیا ایوب کے سامنے انہوں نے کہا وہ صاحب حدیث نہیں **ف**

شرحبیل بن سعد

عبد اللہ بن محرر

الجزری

یحیی بن ابی انیسہ

فرقد

یعنی حدیث کا روایت کرنا اور کام ہے فرقد کو اسمین دخل نہ تہا اگرچہ وہ تابعی تہا اور عابد اور زاہد تہا جیسے اوپر گذرا کہ عبادت اور زہد اور چیز ہے اور حدیث کا علم اور۔ مگر یحیی بن معین سے منقول ہے کہ اونہون نے ثقہ کہا فرقد کو تقریب مین ہے کہ روایت کیا اوس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور وہ سچا عابد تہا مگر حدیث مین ضعیف ہے کثیر الخطا ہے ۱۳۱ سنہ مین مرا حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِیُّ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ الْقَطَّانَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ اللَّیْثِیُّ فَضَعَّفَهُ جِدًّا فَقِیْلَ لِیَحْیٰی اَضْعَفُ مِنْ یَعْقُوْبَ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰی اَنَّ اَحَدًا یَرْوِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ ترجمہ عبد الرحمن بن بشر عبدی نے کہا مین نے یحیی بن سعید قطان سے سنا اُن کے سامنے ذکر آیا محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر لیثی کا تو انہون نے بہت ضعیف کیا اُسکو کسی نے کہا کیا وہ یعقوب بن عطا سے بہی زیادہ ضعیف ہے اونہون نے کہا کہ مین سمجہتا تہا کہ کوئی محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے روایت نکریگا حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ سَعِیْدٍ الْقَطَّانَ ضَعَّفَ حَكِیْمَ بْنَ جُبَیْرٍ وَعَبْدَ الْاَعْلٰی وَضَعَّفَ یَحْیَی بْنَ مُوْسٰی بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ حَدِیْثُهٗ رِیْحٌ وَضَعَّفَ مُوْسَی بْنَ الدِّهْقَانِ وَعِیْسَی بْنَ اَبِیْ عِیْسَی الْمَدَنِیَّ ترجمہ بشر بن حکم سے روایت ہے مین نے سنا یحیی بن سعید قطان سے (جو امام تہے حدیث کی) انہون نے ضعیف کیا حکیم بن جبیر کو ف یہ حکیم بن جبیر اسدی کوفی ہے شیعہ تہا ابو حاتم رازی نے کہا بڑا کٹہ شیعہ تہا عبد الرحمن بن مہدی اور شعبہ سے پوچہا گیا کہ تم نے حکیم بن جبیر سے روایت کرنا کیون چہوڑا اونہون نے کہا ہم ڈرتے ہین جہنم سے بعض اُسکی روایتین جہوٹی ہین اگر ہم اوس سے نقل کرینگے تو دوزخ مین ڈالے جاوینگے تقریب مین ہے کہ وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اُس سے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور نہین روایت کیا اوس سے بخاری اور مسلم نے ف اور عبد الاعلی (ابن عامر ثعلبی) کو ف تقریب مین ہے کہ وہ سچا ہے مگر وہم کرتا ہے۔ ف اور ضعیف کیا یحیی بن موسی بن دینار کو اور کہا کہ حدیث اُسکی مثل ہوا کے ہے ف یعنی لغو اور بے ثبات اس مقام مین تمام نسخون مین یحیی کے بعد لفظ بن کا موجود ہے جو یقینا غلطی ہے اور صواب یہ ہے کہ بن کا لفظ نہو نووی نے کہا یہ غلطی مسلم کی کتاب نقل کرنے والون سے ہوئی ہے نہ مسلم سے۔ یہ موسی بن دینار مکی ہے جو روایت کرتا ہے سالم سے ف اور موسی بن دہقان کو ف جو بصری ہے روایت کرتا ہے ابن کعب سے تقریب مین ہے کہ یہ ضعیف ہے ف اور عیسی بن عیسی مدنی کو ف یہ عیسی بن میسرہ ہے

ت عبید اللہ

ف محمد بن عبید اللہ بن عبید

ف یعقوب بن عطاء

ف حکیم بن جبیر

ف عبد الاعلی

ف موسی بن دینار

ف موسی بن دہقان

ف عیسی بن ابی عیسی

اسکی کنیت ابو موسی ہے یا ابو محمد غفاری مدنی ہے اصل اسکی کوفی ہے اسکو خیاط یا حناط یا خباط کہتے ہیں یحیی بن معین نے کہا پہلے خیاط (درزی) تہا پہر اس پیشہ کو چہوڑ کر حناط ہوا (یعنے گیہوں بیچنے لگا حنطہ سے) پہر اسکو چہوڑ کر خباط ہوا (یعنے پتے جہاڑنیوالا) تقریب میں ہے کہ یہہ متروک ہے قَالَ مُسْلِمٌ وَسَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عِيْسٰى يَقُوْلُ قَالَ لِي ابْنُ الْمُبَارَكِ إِذَا قَدِمْتَ عَلٰى جَرِيْرٍ فَاكْتُبْ عِلْمَهٗ كُلَّهٗ إِلَّا أَحَادِيْثَ ثَلٰثَةٍ لَا تَكْتُبْ حَدِيْثَ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ وَالسَّرِيِّ بْنِ إِسْمٰعِيْلَ وَمُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ ترجمہ حسن بن عیسی نے کہا مجہسے کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب تو جریر کے پاس جاوے تو اُسکا سارا علم لکہہ لے (یعنے سب حدیثیں اوسکی روایت کر) مگر تین آدمیوں کی حدیثیں مت لکہہ عبیدہ بن معتب اور سری ابن اسمعیل اور محمد بن سالم کی روایتیں **ف** کیونکہ یہ سب ضعیف ہیں نووی نے کہا یہ تینوں کوفی ہیں اور متروک قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَأَشْبَاهُهٗ مَا ذَكَرْنَا مِنْ كَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِيْ مُتَّهَمِيْ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَأَخْبَارِهِمْ عَنْ مَعَايِبِهِمْ كَثِيْرٌ يَطُوْلُ الْكِتَابُ بِذِكْرِهٖ عَلَى اسْتِقْصَائِهٖ وَفِيْمَا ذَكَرْنَا كِفَايَةٌ لِمَنْ تَفَهَّمَ وَعَقَلَ مَذْهَبَ الْقَوْمِ فِيْمَا قَالُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَبَيَّنُوْا ترجمہ مسلم نے کہا اور اسکی مانند جو ہمنے ذکر کیا اہل حدیث کا کلام متہم راویوں میں اور انکے عیبوں میں بہت ہے جسکے سب بیان کرنے سے کتاب لمبی ہو جاویگی اور جسقدر ہمنے بیان کیا وہ کافی ہے اوس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سمجہہ بوجہہ جاوے **ف** یعنے یہ کتاب کچھ جرح اور تعدیل کی تہوڑی ہے کہ اسمین سب راویونکا حال بیان کیا جاوے بلکہ جرح اور تعدیل کی تو جدا بڑی بڑی کتابین بنی ہین جنمین تمام راویونکا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے

عبیدہ بن معتب

سری ابن اسمعیل

محمد بن سالم

یہان تو چند راویونکا عیب ایمہ حدیث کے اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویوں کا عیب اور سقم بیان کرنا برا نہین اور اسکو غیبت مین داخل نہین کرتے وَإِنَّمَا أَلْزَمُوْا أَنْفُسَهُمُ الْكَشْفَ عَنْ مَعَايِبِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَنَاقِلِي الْأَخْبَارِ وَأَفْتَوْا بِذٰلِكَ حِيْنَ سُئِلُوْا لِمَا فِيْهِ مِنْ عَظِيْمِ الْخَطَرِ إِذِ الْأَخْبَارُ فِيْ أَمْرِ الدِّيْنِ إِنَّمَا تَأْتِيْ بِتَحْلِيْلٍ أَوْ تَحْرِيْمٍ أَوْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ تَرْغِيْبٍ أَوْ تَرْهِيْبٍ فَإِذَا كَانَ الرَّاوِيْ لَهَا لَيْسَ بِمَعْدِنٍ لِلصِّدْقِ وَالْأَمَانَةِ ثُمَّ أَقْدَمَ عَلَى الرِّوَايَةِ عَنْهُ مَنْ قَدْ عَرَفَهٗ وَلَمْ يُبَيِّنْ مَا فِيْهِ لِغَيْرِهٖ مِمَّنْ جَهِلَ مَعْرِفَتَهٗ كَانَ آثِمًا بِفِعْلِهٖ ذٰلِكَ غَاشًّا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِيْنَ إِذْ لَا يُؤْمَنُ عَلٰى بَعْضِ مَنْ سَمِعَ تِلْكَ الْأَخْبَارَ أَنْ يَسْتَعْمِلَهَا أَوْ يَسْتَعْمِلَ بَعْضَهَا وَلَعَلَّهَا

عظیم الخطر

اقلہا

اَوْ اَكْثَرَهَا اَكَاذِيْبُ لَا اَصْلَ لَهَا مَعَ اَنَّ الْاَخْبَارَ الصِّحَاحَ مِنْ رِوَايَةِ الثِّقَاتِ وَاَهْلِ الْقَنَاعَةِ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُضْطَرَّ اِلَى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَّلَا مُقْنِعٍ **ترجمہ** اور حدیث کے اماموں نے راویوں کا عیب کھولدینا ضرور سمجھا اور اس بات کا فتوی دیا جب اون سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا اہم کام ہے کیونکہ دین کی بات جب نقل کیجاویگی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا اوسمین کسی بات کا حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طرف رغبت دلائی جاویگی یا کسی کام سے ڈرایا جاوے گا بہرحال جب آدمی سچا اور امانت دار نہو پھر اوس سے کوئی روایت کرے جو اسکے حال کو جانتا ہو اور وہ حال دوسرے سے بیان نکرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار رہوگا اور دہوکا دینے والا ہوگا عوام مسلمانوں کو اس لیے کہ بعضے لوگ ان حدیثوں کو سنینگے اور ان سب پر یا بعض پر عمل کرینگے اور شاید وہ سب یا اوسمین سے اکثر جہوٹی ہوں۔ (اور بعضے نسخوں مین یہ ہے کہ اوسمین کم یا بہت جہوٹی ہوں) جنکی اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثین ثقہ لوگون کی اور جن کے روایت پر قناعت ہوسکتی ہے کیا کم ہین کہ بے اعتبار اور جنکی روایت پر قناعت نہین ہوسکتی اونکی روایتون کی احتیاج پڑی **ف** یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثین ہزارون ہین پھر ضرورت کیا ہے کہ انکو چھوڑکر ضعیف اور منکر اور موضوع حدیثون کو نقل کرے وَلَا اَحْسِبُ كَثِيْرًا مِّمَّنْ يُعَرِّجُ مِنَ النَّاسِ عَلٰى مَا وَصَفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الضِّعَافِ وَالْاَسَانِيْدِ الْمَجْهُوْلَةِ وَيَعْتَدُّ بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهٖ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْوَهْنِ وَالضَّعْفِ اِلَّا اَنَّ الَّذِيْ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رِوَايَتِهَا وَالْاِعْتِدَادِ بِهَا اِرَادَةُ التَّكْثِيْرِ عِنْدَ الْعَوَامِّ وَلِاَنْ يُّقَالَ مَا اَكْثَرَ مَا جَمَعَ فُلَانٌ مِّنَ الْحَدِيْثِ وَاَلَّفَ مِنَ الْعَدَدِ وَمَنْ ذَهَبَ فِي الْعِلْمِ هٰذَا الْمَذْهَبَ وَسَلَكَ هٰذَا الطَّرِيْقَ فَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ بِاَنْ يُّسَمّٰى جَاهِلًا اَوْلٰى مِنْ اَنْ يُّنْسَبَ اِلٰى عِلْمٍ **ترجمہ** اور مین سمجھتا ہون کہ جن لوگون نے اس قسم کی ضعیف حدیثین اور مجہول سندین نقل کین ہین اور ان مین مصروف ہین اور وہ جانتے ہین اون کے ضعف کو تو ان کی غرض یہ ہو کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت علم ثابت کرین اور اس لیے کہ لوگ کہین سبحان اللہ فلان شخص نے کتنی بہت حدیثین جمع کی ہین اور جس شخص کے یہ چال ہے اور اسکا یہ طریقہ ہے اوسکا علم حدیث مین کچھ حصہ نہین اور وہ جاہل کہلانے کا زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے **ف** کیونکہ علم وہ ہے جسکو عالم لوگ تسلیم کرین اور جاہل ناواقف لوگون کا کیا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو بڑا عالم خیال کرین تو اون کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کے امام

نم احادیث

نسـ التوهن

م بذلك

نسـ العلم

اور فاضل ہمیشہ ایسے شخص کی جو ہر قسم کی حدیثین نقل کرے اور صحیح اور ضعیف مین تمیز نکرے جاہل اور بیوقوف جانین گے - امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویون کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے باجماع علماء اسواسطے کہ شریعت کی حفاظت ضروری امر ہے اور یہ غیبت مین داخل نہین جو حرام ہے بلکہ نصیحت ہے اللہ اور رسول اللہ اور مسلمانون کے لیے یعنی سب کی خیرخواہی ہے اور ہمیشہ امت محمدی کے فاضل اور پرہیزگار اور تقوی شعار لوگ ایسا کرتے چلے آئے ہین چنانچہ مسلم نے اس باب مین کتنے ایک بزرگون کے اقوال نقل کیے ہین اور مینے بھی بخاری کی شرح کے شروع مین چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہین مگر یہ امر ضروری ہے کہ جو شخص راویون کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سمجھ سوچ کر کہے اور سستی اور کاہلی سے پرہیز کرے اور اس شخص کا عیب بیان نکرے جو عیب سے پاک ہو یا جسکا عیب فاش نہوا ہو اس لیے کہ جرح کرنے سے بھی ایک مفسدہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اس راوی کی روایتین قابل اعتبار کے نہین رہتین اور اسکی حدیثین سب رد ہو جاتی ہین پھر اگر جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتون اور حدیثون کو رد کیا اسیواسطے جرح اسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحب عدالت مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والیکو جرح کرنا درست نہین اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونون مین ایک شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیین اس مسئلے مین علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا کہنا کافی ہے پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضروری ہے یا نہین اسمین بھی اختلاف ہے امام شافعی اور بہت علماء کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضرور ہے اور جرح مبہم مقبول نہین اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضرور نہین اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کو پہچانتا ہے اوسکے لیے سبب بیان کرنا ضرور نہین اور جو نہین پہچانتا اوسکو ضرور ہے پھر جن لوگون کے نزدیک جرح مین سبب کا بیان کرنا ضرور ہے وہ کہتے ہین کہ جرح مبہم کا اثر صرف اسقدر ہوگا کہ اوسکی روایت حجت کے لائق نرہیگی جب تک اس جرح کا ثبوت یا ابطال نہو اب صحیحین مین جو بعضے ایسے راوی ہین جنپر اگلے لوگون نے جرح کی ہے تو اونکی جرح مبہم ہے جو ثابت نہین ہوئی اگر بعضے لوگ جرح کرین اور بعضے تعدیل ایک ہی راوی کی تو قول مختار جیسے جمہور علماء اور محققین مین یہ ہے کہ جرح قبول کیجاویگی اور جرح مقدم ہے تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنیوالے عدد مین زیادہ ہون اور بعضون نے کہا کہ اگر تعدیل کرنیوالے زیادہ ہون تو تعدیل مقدم ہے مگر صحیح پہلا قول ہے - امام مسلم نے اس باب مین شعبی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حارث اعور نے اور وہ کذاب تھا اور کئی اور شخصون سے نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلان نے اور وہ متہم تھا اس مقام

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگون سے کیون روایت کی حالانکہ وہ جانتے تہے کہ وہی لوگ کذاب اور متہم ہین اور اسکی کئی جواب ہین ایک یہ کہ انہون نے روایت کیا لوگون کو جتانے کے لیے کہ اوس روایت کے ضعف سے آگاہ ہو جاوین دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کے روایت کرنا درست ہی مگر بالانفراد اُسکی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہین تیسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتین جہوٹی نہین ہوتین تو حدیث کے امام اوسکی صحیح روایتون کو پہچان لیتے ہین اور انکو روایت کرتے ہین اور ضعیف اور باطل کو چہوڑ دیتے ہین اور یہہ امر اونپر آسان ہے جیسے کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہون نے کلبی (محمد بن سائب) سے روایت کرنیکو منع کیا کہ تم کیون اُس سے روایت کرتے ہو انہون نے کہا کہ مین اوس کے جہوٹ اور سچ کو پہچان لیتا ہون چوتہی یہ کہ اکثر ضعیف شخصون سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد اور اخلاق کی حدیثین روایت کرتے ہین جو کسی شی کی حلت یا حرمت سے متعلق نہین اور اہل حدیث نے اس قسم کی ضعیف روایتون کو جائز رکہا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہون لیکن حدیث کے امامون نے ضعیف لوگون سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہین رکہا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض فقیہون کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہی کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہین یہ عمدہ بات نہین بلکہ نہایت بری بات ہی اس لیے کہ اگر انکو معلوم تہا کہ یہ روایت ضعیف ہی تو درست نہ تہا دلیل لانا اوس سے کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ضعیف حدیث احکام شرعیہ مین قابل حجت پکڑنے کے نہین ہے اور اگر انکو معلوم نہ تہا ضعف اُسکا تو بہی درست نہ تہی یہ بات کہ نقل کرتے اوسکو بغیر جانچے ہوئے یا اور اہل علم سے پوچہکر کاذبین یعنے حدیث بنانیوالون کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جنکا جہوٹ صاف کہل گیا ہے وہ کئی طرح پر ہین بعضے تو ایسے کہ صاف تراش لیتے ہین حضرت پر جو بات آپ نے نہین فرمائی جیسے زندیق بددین لوگ جنکے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہین یا اسلام کو اچہا اور ثواب سمجہتے ہین جیسے بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق مین لوگون کو رغبت دلانے کے لیے حدیثین بنا لیتے ہین یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتون سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہین یا تعصب سے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لیے جیسے بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ خذلہم اللہ تعالی اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک طبقہ کے لوگ ان مین سے معین اور معلوم ہو گئے ہین اور بعضے ان کذابین مین سے ایسے ہین جو حدیث کے متن کو نہین بناتے لیکن اوسکے لیے ایک صحیح سند تراش لیتے ہین اور بعضے سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہین اور بعضے

اوسمین پرہ ادتی مین اوراس سی مقصود اپنا فضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعضی اس طرح جھوٹ بولتے مین کہ جس سے نہین سنا اُس سے کہتے ہین ہم نے سنا ہی یا جس سے نہین ملی اوس سے ملنا بیان کرتے ہین اور اُس کی صحیح حدیثین نقل کرتے ہین اور بعضی کیا کرتے ہین کہ صحابی یا تابعی یا حکیم کے قول کو بڑہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہین اس سب قسمون کے لوگ کذاب ہین اور متروک ہین اہلحدیث کی نزدیک اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت پر جرات کرتا ہے بغیر اُسکو تحقیق کیے ہوئے اور جانچے ہوئی تو ایسی لوگون سے روایت نہین کرتے نہ اونکی روایتین قبول کرتے مین اگرچہ صرف ایک ہی بار انہون نے ایسا کیا ہو کیونکہ جب ایک بار بے احتیاطی کی تو اون کا اعتبار جاتا رہا جیسے جھوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دینے سی اُسکی گواہی اعتبار کے لائق نہین رہتی پہر اگر ایسا شخص توبہ کرے تو آیندہ بھی اُسکی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس مین اختلاف ہی لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہو اس لیے کہ توبہ سی سب قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جنہون نے آیندہ بھی قبول نہ کیا اونکی حجت یہ ہی کہ یہ گناہ نہایت سخت ہی یعنے حضرت پر جھوٹ باندہنا تو اسکی سزا بہی سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجھپر جھوٹ باندہنا ایسا نہین ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندہنا۔ دوسرے قسم کاذبین کی یہ ہے کہ حدیثون مین تو کسی قسم کا جھوٹ نہین بولتے لیکن اور دنیا کی باتون مین جھوٹ بولتے ہین ایسے لوگون کی روایت بہی قبول نہین ہوتے نہ اون کی گواہی قبول ہی البتہ اگر توبہ کرین۔ تو قبول ہوسکتی ہے پر اگر ایک آدہ جھوٹ کسی دنیا کی بات مین نکل جاوے اور وہ معلوم اور مشہور نہو تو اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہی کہ اوس سے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جو وہ خود اکیمرتبہ جھوٹ بولنے کا اقرار کرے تب بہی بشرطیکہ اُسکی جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پہر توبہ کرے تو بہی اُسکی روایت قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور اُن گناہون مین نہین جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہین اور اس قسم کی خطائین اکثر لوگون سے سرزد ہوجاتی ہین ایسا ہی حکم ہے اُس جھوٹ کا جو بطریق تعریض یا طنز کے ہو کیونکہ وہ درحقیقت جھوٹ نہین اگرچہ صورت مین جھوٹ ہی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوالجہم کو کہ وہ اپنی لاٹہی کندہے سے زمین پر نہین رکھتا (یعنے اکثر مار پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہی کیا کہ اپنی بی بی کو بہن بتلایا یہ توریہ ہے جو بنظر مصلحت درست ہی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی)

باب صِحَّةِ الِاحْتِجَاجِ بِالْحَدِيثِ الْمُعَنْعَنِ اِذَا اَمْكَنَ لِقَاءُ الْمُعَنْعِنِ وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مُدَلِّسٌ

باب بیان مین اس بات کے کہ معنعن حدیث سی حجت پکڑنا صحیح ہے جب معنعن اور اون کی ملاقات ممکن ہو اور اُن مین

کوئی تدلیس کرنے والا نہ ہو **ف** معنعن اوس حدیث کو کہتے ہین جسکی اسناد مین فلان عن فلان عن فلان ہو یعنی فلان نے فلانے سے اور اُسنے فلانے سی روایت کیا چونکہ ایسی اسناد مین راوی یون نہین کہتا کہ مینے فلان سی سنا یا اُسنے مجھہ سی بیان کیا تو شبہ رہتا ہی کہ ایک نے دوسرے سی سنا ہی یا نہین ایسا نہ ہو کہ بیچ مین کوئی راوی رہ گیا ہو اسواسطے معنعن حدیث کی حجت ہونے مین علما کا اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اُسکی ملاقات اُس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی مذہب ہی اور اس باب مین اسیکو ثابت کیا ہی اور بعضے یہ کہتے ہین کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہین بلکہ ضرور ہے کہ کم سے کم ایکبار اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہوجانا ثابت ہوجاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول اعتبار کے لائق نہین اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم مین سے کسی نے اختیار نہین کیا اور بدعت ہی پر محققین علما نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو ضعیف کیا ہی علی بن المدینی اور بخاری اور ایک جماعت علما مسلم کے خلاف مین ہین بلکہ بعضون نے اس سے زیادہ اور شرطین بھی کی ہین کہ اوس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات معلوم اور مشہور ہووی اور اُن مین صحبت رہی ہو مگر ابن مدینی اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سی کم ایک بار ملاقات ثابت ہوگئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اوسکی عادت تدلیس کی نہین تدلیس کے معنے چھپانا اور اصطلاح اہل حدیث مین تدلیس اسکو کہتے ہین کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اوس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تا لوگون کو معلوم ہو کہ اس نے اُس سے سنا ہے اور یہ عادت بعضے اہل حدیث کی تھی جنکا حال معلوم ہوگیا ہے کہ وہ اپنا علو اسناد جتلانے کے لیے یا کسی ادنے شخص سے روایت کرنے مین شرم کر کے تدلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا تدلیس کرنے والا راوی معنعن حدیث مین ہو تو وہان ایک بار ملاقات ہونا یا ملاقات ممکن ہونا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہوگا جب تک صاف معلوم نہ ہوجاوے کہ درحقیقت اس مدلس راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی بعضون نے یہ کہا ہے کہ معنعن روایت بالکل کسی صورت مین حجت کے لائق نہین مگر یہ قول مردود ہی باجماع سلف اسکو کسینے اختیار نہین کیا (نووی مع زیادہ) نووی نے اس باب کا ترجمہ اسیطرح قائم کیا ہی جیسے اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلکتہ مین یہ باب یون لکھا ہے باب مَا تَصِحُّ بِهٖ رِوَايَةُ الرُّوَاةِ بَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِيهِ عَلٰى مَنْ غَلِطَ فِي ذٰلِكَ یعنی باب بیان مین اس بات کے کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سی اور بیان اوس غلطی کا جو لوگون نے اسمقام مین کی ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ

بھی برا نہیں پر نووی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب ہے اور اولیٰ ہے سو اسطرح ہم نے اوسی کو اختیار کیا اور وجہ اس اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گذری کہ امام مسلم نے خود ابواب کے ترجمے نہیں لکھے ہیں لوگوں نے ان کے بعد کہتے پھر ہر ایک نے مناسب دیکھ کر اپنی راے سے باب قائم کیے ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہوگا اوسی کو ٹھہرا کر رکھے گئے

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيْثِ مِنْ اَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيْحِ الْاَسَانِيْدِ وَسَقِيْمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ ضَرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَاْيًا مَتِيْنًا وَمَذْهَبًا صَحِيْحًا اِذِ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ اَحْرٰى لِاِمَاتَتِهِ وَاِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَاَجْدَرُ اَنْ لَا يَكُوْنَ ذٰلِكَ تَنْبِيْهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ غَيْرَ اَنَّا لَمَّا تَخَوَّفْنَا مِنْ شُرُوْرِ الْعَوَاقِبِ وَاغْتِرَارِ الْجَهَلَةِ بِمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ وَاِسْرَاعِهِمْ اِلَى اعْتِقَادِ خَطَاِ الْمُخْطِئِيْنَ وَالْاَقْوَالِ السَّاقِطَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَاَيْنَا الْكَشْفَ عَنْ فَسَادِ قَوْلِهِ وَرَدَّ مَقَالَتِهِ بِقَدْرِ مَا يَلِيْقُ بِهَا مِنَ الرَّدِّ اَجْدٰى عَنِ الْاَنَامِ وَاَحْمَدَ لِلْعَاقِبَةِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ترجمہ امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بعضے ایسے لوگوں نے جنہوں نے جھوٹ موٹ اپنے تئیں محدث قرار دیا ہے اسناد کی صحت اور سقم میں ایک قول بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اوسکو نقل نکریں اور اوسکا ابطال نہ لکھیں تو عمدہ تجویز ہوگی اور ٹھیک راستہ ہوگا اس لیے کہ غلط بات کیطرف التفات نہ کرنا، اوسکو مٹنے کے لیے اور اوسکے کہنے والے کا نام کہو دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلوں کے لیے تاکہ خبر بھی نہو اوس غلط بات کی مگر بوجہ ہے کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات دیکھتے ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور غلط بات پر جلد اعتقاد کر لیتے ہیں جو علما کے نزدیک ساقط الاعتبار ہوتی ہے ہم نے اوس قول کی غلطی بیان کرنا اور اوسکو رد کرنا جیسا چاہیے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اوسکا انجام بھی نیک ہوگا اگر خدا عزوجل چاہے

وَزَعَمَ الْقَائِلُ الَّذِيْ افْتَتَحْنَا الْكَلَامَ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَالْاِخْبَارِ عَنْ سُوْءِ رَوِيَّتِهِ اَنَّ كُلَّ اِسْنَادٍ لِحَدِيْثٍ فِيْهِ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ وَقَدْ اَحَاطَ الْعِلْمُ بِاَنَّهُمَا قَدْ كَانَا فِيْ عَصْرٍ وَاحِدٍ وَجَائِزٌ اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ رَوَى الرَّاوِيْ عَمَّنْ رَوٰى عَنْهُ قَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَهَهُ بِهِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا نَعْلَمُ لَهُ مِنْهُ سَمَاعًا وَلَمْ نَجِدْ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّهُمَا الْتَقَيَا قَطُّ اَوْ تَشَافَهَا بِحَدِيْثٍ اَنَّ الْحُجَّةَ لَا تَقُوْمُ عِنْدَهُ بِكُلِّ خَبَرٍ جَاءَ هٰذَا الْمَجِيْءَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَهُ الْعِلْمُ بِاَنَّهُمَا قَدِ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرِهِمَا مَرَّةً فَصَاعِدًا اَوْ تَشَافَهَا بِالْحَدِيْثِ بَيْنَهُمَا اَوْ يَرِدَ خَبَرٌ فِيْهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا اَوْ تَلَاقِيْهِمَا مَرَّةً مِنْ دَهْرِهِمَا فَمَا فَوْقَهَا فَاِنْ

من تسقيمها
اذا

تخوّفنا

على
الانام

لم يكن عنده علم ذلك ولم يأت رواية تخبر أن هذا الراوي عن صاحبه قد لقيه مرة تأتِ
وسمع منه شيئا لم يكن في نقله الخبر عمن روى عنه علم ذلك والأمر كما وصفنا حجة
وكان الخبر عنده موقوفا حتى يرد عليه سماعه منه لشيء من الحديث قل أو كثر
في رواية مثل ما ورد ترجمہ اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جسکو فکر
اور خیال کو ہم نے باطل کہا یون گمان کیا ہی کہ جو اسناد ایسا ہو جسمین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو
گئی ہو کہ وہ دونون ایک زمانہ مین تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک نے دوسرے سے سُنی ہو اور اس سے ملا ہو مگر ہمکو
یہ معلوم نہین ہوا کہ اوس نے اوس سے سنا ہے نہ ہم نے کسی روایت مین اسبات کی تصریح پائی کہ وہ دونون ملے
تھے اور اُن مین منہ در منہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد سے جو حدیث روایت کیجاوے وہ حجت نہین ہے
جبتک یہ بات معلوم نہو کہ کم سے کم وہ دونون اپنی عمر مین ایکبار ملے تھے اور ایک نے دوسرے سے بات چیت کی
تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جسمین اس امر کا بیان ہو کہ وہ دونون کی ملاقات ایک بار یا زیادہ ہوئی تھی
اگر اسبات کا علم نہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیجاوے جس سے ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا نقل
کرنا جس سے ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت مین حجت نہین ہے اور وہ حدیث موقوف رہیگی یہانتک کہ اون
دونون کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وَهٰذَا الْقَوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فِي الطَّعْنِ فِي
الْأَسَانِيْدِ قَوْلٌ مُخْتَرَعٌ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مَسْبُوْقٍ صَاحِبُهُ إِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدَ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ
عَلَيْهِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْقَوْلَ الشَّائِعَ الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيْمًا
وَحَدِيْثًا أَنَّ كُلَّ رَجُلٍ ثِقَةٍ رَوٰى عَنْ مِثْلِهِ حَدِيْثًا وَجَائِزٌ مُمْكِنٌ لَهُ لِقَاؤُهُ وَالسَّمَاعُ مِنْهُ لِكَوْنِهِمَا كان
جَمِيْعًا كَانَا فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَبَرٍ قَطُّ أَنَّهُمَا اجْتَمَعَا وَلَا تَشَافَهَا بِكَلَامٍ فَالرِّوَايَةُ
ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَازِمَةٌ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ أَنَّ هٰذَا الرَّاوِي لَمْ يَلْقَ مَنْ تكون
رَوٰى عَنْهُ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا فَأَمَّا وَالْأَمْرُ مُبْهَمٌ عَلَى الْإِمْكَانِ الَّذِي فَسَّرْنَا فَالرِّوَايَةُ
عَلَى السَّمَاعِ أَبَدًا حَتّٰى يَكُوْنَ الدَّلَالَةُ الَّتِي بَيَّنَّا ترجمہ اور یہ قول اسناد کے باب مین خدا تجھپر رحم کرے تکون
ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہین کہا نہ حدیث کے عالمون نے اوسکی موافقت کی ہے اس لیے کہ مشہور
مذہب جسپر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلون کا وہ یہ ہے کہ جب کوئی ثقہ شخص کسی ثقہ شخص سے روایت کرے ایک حدیث کو اور
اون دونون کی ملاقات جائز اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) اسوجہ سے کہ وہ دونون ایک زمانے مین موجود

تھی اگرچہ کسی حدیث مین سماعت کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونون ملے تھے یا اُن مین روبرو بات چیت ہوئی تھی تو وہ حدیث حجت ہے اور وہ روایت ثابت ہے البتہ اگر اس امر کی وہان کوئی کھلی دلیل ہو کہ درحقیقت یہ راوی دوسرے راوی سے نہین ملا یا اوس سے کچھ نہین سنا تو وہ حدیث حجت نہوگی لیکن جب تک امر مبہم رہے (یعنی کوئی کھلا اور کوئی دلیل نہ سننے اور نہ ملنے کی نہو) تو صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی جاویگی فَيُقَالُ لِمُخْتَرِعِ هٰذَا الْقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَتَهُ أَوْ لِلذَّابِّ عَنْهُ قَدْ أَعْطَيْتَ فِي جُمْلَةِ قَوْلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ الثِّقَةِ حُجَّةٌ يَلْزَمُ بِهِ الْعَمَلُ ثُمَّ أَدْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدُ فَقُلْتَ حَتّٰى يُعْلَمَ أَنَّهُمَا قَدْ كَانَا الْتَقَيَا مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا فَهَلْ تَجِدُ هٰذَا الشَّرْطَ الَّذِي اشْتَرَطْتَهُ عَنْ أَحَدٍ يَلْزَمُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلُمَّ دَلِيلًا عَلٰى مَا زَعَمْتَ فَإِنِ ادَّعٰى قَوْلَ أَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ بِمَا زَعَمَ مِنْ إِدْخَالِ الشَّرِيطَةِ فِي تَثْبِيتِ الْخَبَرِ طُولِبَ بِهِ وَلَنْ يَجِدَ هُوَ وَلَا غَيْرُهُ إِلٰى إِيجَادِهِ سَبِيلًا وَإِنْ هُوَ ادَّعٰى فِيمَا زَعَمَ دَلِيلًا يَحْتَجُّ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا ذَاكَ الدَّلِيلُ

ع ای الحامی عنہ

ت ذلك

ترجمہ پھر جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اوسکی حمایت کرتا ہے اوس سے یون گفتگو کرینگے کہ خود تیری ہی سارے کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص سے حجت ہے جسپر عمل کرنا واجب ہے **ف** اس مقام پر امام مسلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ شرع کا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علماء نے کہا ہے کہ حدیث یعنے خبر دو قسم کی ہے ایک متواتر ایک احاد متواتر وہ تو ہے جس کے روایت کرنیوالے اتنے آدمی ہون کہ اُن سبکا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقے مین اوسکے راوی اسی کثرت سے ہون اس قسم کی روایت سے تو علم بھی حاصل ہوتا ہے یعنی یقین اور اوسپر عمل بھی واجب ہوتا ہے خبر احاد وہ ہے جسکو ہر طبقے مین متعدد راویون نے نقل نہ کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگرچہ بعض طبقون مین اوسکے راوی کثرت سے ہون مثلاً ایک ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے پر بہت سے تابعین نے اوس صحابی سے سنا ہے تو اگرچہ وہ حدیث مشہور ہوگی پر خبر احاد مین داخل ہے خبر احاد کے حکم مین علماء کا بہت اختلاف ہے مگر جمہور اہل اسلام صحابہ اور تابعین اور انکے بعد اور محدثین اور فقہا اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خبر واحد کا راوی اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہے اور اوس سے ظن حاصل ہوتا ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہین ہوتا اور اوسپر عمل کرنا واجب ہے اور اوسکے مقابلہ مین قیاس اور رائے کو ترک کرنا چاہیے اور اگر خبر احاد پر عمل واجب نہو تو سارا حدیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیثین متواترہ ایک یا دو سے زیادہ نہین ہین باقی سب احاد مین پھر سوا قرآن کے کچھ باقی نہین رہتا اور قدریہ اور رافضہ کا قول یہ ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہین ہے

ہے اور بعضی اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل دونوں کو موجب ہے مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور معتبر ہے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثیں علم کو موجب ہین اور عمل کو بھی باقی کتابوں کی احاد حدیثیں صرف عمل کی موجب ہین مگر یہ سب اقوال ضعیف ہین اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل واجب ہوتا ہے اور اس سے علم یعنی یقین حاصل نہیں ہوتا اسیواسطے اعتقادات مین خبر واحد پر بھروسا نہیں ہو سکتا البتہ اگر خبار آحاد بہت سی ہون جن سے ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہوجاویگا اور ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہتے ہین اسمین اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہوتے پر ان سب کا حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور اسپر یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اور ظہور مہدی اور اکثر اعتقادات کے متعلق مضامین اسی قسم کے ہین جنکے مضامین مختلف حدیثون اور روایتون سے متواتر ہوگئے ہین **ت** پھر تونے خود ایک شرط بعد کو بڑھا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ دونوں اپنی عمر مین ایک بار ملے تھے یا زیادہ اور ایک نے دوسرے سے سنا تھا اب اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پاتا ہے جسکا ماننا ضرور ہوگا ایسا کوئی قول نہیں ہے تو اور کوئی دلیل اپنے دعوی پر لا اگر وہ یہ کہے کہ اس باب مین سلف کا قول ہے یعنی اس شرط کے ثبوت کے لیے تو کہا جاویگا کہاں ہے لا پھر نہ اسکو کوئی قول ملیگا نہ دکھا سکیگا اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچھین گے وہ دلیل کیا ہے فَإِنْ قَالَ قُلْتُهُ لِأَنِّي وَجَدْتُ رُوَاةَ الْأَخْبَارِ قَدِيمًا وَحَدِيثًا يَرْوِي أَحَدُهُمْ عَنِ الْآخَرِ الْحَدِيثَ وَلَمَّا يُعَايِنْهُ وَلَا سَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا قَطُّ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ اسْتَجَازُوا رِوَايَةَ الْحَدِيثِ بَيْنَهُمْ هٰكَذَا عَلَى الْإِرْسَالِ مِنْ غَيْرِ سَمَاعٍ وَالْمُرْسَلُ مِنَ الرِّوَايَاتِ فِي أَصْلِ قَوْلِنَا وَقَوْلِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ احْتَجْتُ لِمَا وَصَفْتُ مِنَ الْعِلَّةِ إِلَى الْبَحْثِ عَنْ سَمَاعِ الرَّاوِي كُلِّ خَبَرٍ عَنْ رَاوِيهِ فَإِذَا أَنَا هَجَمْتُ عَلَى سَمَاعِهِ مِنْهُ لِأَدْنَى شَيْءٍ ثَبَتَ عِنْدِي بِذٰلِكَ جَمِيعُ مَا يَرْوِي عَنْهُ بَعْدُ فَإِنْ عَزَبَ عَلَيَّ مَعْرِفَةُ ذٰلِكَ أَوْقَفْتُ الْخَبَرَ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي مَوْضِعَ حُجَّةٍ لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ **ترجمہ** پھر اگر وہ شخص یہ کہے مینے یہ مذہب اسلیے اختیار کیا ہے کہ مین نے حدیث کے تمام اگلے اور پچھلے راویون کو دیکھا کہ ایک نے دوسرے سے حدیث روایت کرتے ہین حالانکہ اوس ایک نے دوسرے کو دیکھا نہ اوس سے سنا تو جب مین نے دیکھا کہ انہون نے جائز رکھا ہے مرسل کو روایت کرنا بغیر سماع کے اور مرسل روایت ہمارے اور علم والون کے نزدیک حجت نہیں ہے **ف** مرسل کہتے ہین اوس روایت کو جسکی اسناد مین اتصال نہ ہو یعنی کوئی راوی بیچمین سے چھوٹ گیا ہو مثلاً تابعی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر نہ کرے جس سے اس

رقیما [illegible]

تابعی نے سنا ہے منقطع اور معضل بھی اسی کی قسمیں ہیں مگر منقطع اوس روایت کو اکثر کہتے ہیں جو تبع تابعی صحابی سے روایت کرے یا بیچ کے راویوں میں سے کوئی راوی چھوٹ جاوے اور معضل وہ جس میں دو راوی برابر چھوٹ گئے ہوں مرسل حدیث کے قبول کرنے میں علماء کا بہت اختلاف ہے مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ حجت نہیں اور یہی قول ہے شافعی اور ایک جماعت فقہا کا اور مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر فقہا کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔

ت تو احتیاج پڑے مجھکو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہے دوسرے سے پھر اگر مجھے کہیں ذرا بھی ثابت ہو گیا کہ اوس نے سنا ہے دوسرے راوی سے تو اوسکی تمام روایتیں اوس سے درست ہو گئیں اگر بالکل مجھ معلوم نہوا کہ اُس نے اوس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھونگا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہوگی اس لیے کہ ممکن ہے اوسکا مرسل ہونا (یہ دلیل ہوئی مخالف کی اب اُسکا جواب آگے مذکور ہوتا ہے **فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنْ كَانَتِ الْعِلَّةُ فِيْ تَضْعِيْفِكَ الْخَبَرَ وَتَرْكِكَ الْاِحْتِجَاجَ بِهٖ اِمْكَانَ الْاِرْسَالِ فِيْهِ لَزِمَكَ اَنْ لَّا تُثْبِتَ اِسْنَادًا مُعَنْعَنًا حَتّٰى تَرٰى فِيْهِ السَّمَاعَ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَذٰلِكَ اَنَّ الْحَدِيْثَ الْوَارِدَ عَلَيْنَا بِاِسْنَادِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فَبِيَقِيْنٍ نَعْلَمُ اَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ وَاَنَّ اَبَاهُ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ اَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَجُوْزُ اِذَا لَمْ يَقُلْ هِشَامٌ فِيْ رِوَايَةٍ يَرْوِيْهَا عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ اَوْ اَخْبَرَنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَبِيْهِ فِيْ تِلْكَ الرِّوَايَةِ اِنْسَانٌ اٰخَرُ اَخْبَرَهٗ بِهَا عَنْ اَبِيْهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ اَبِيْهِ لَمَّا اَحَبَّ اَنْ يَّرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَّلَا يُسْنِدَهَا اِلٰى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمْكِنُ ذٰلِكَ فِيْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ فَهُوَ اَيْضًا مُمْكِنٌ فِيْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذٰلِكَ كُلُّ اِسْنَادٍ لِّحَدِيْثٍ لَيْسَ فِيْهِ ذِكْرُ سَمَاعِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ وَاِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهٖ سَمَاعًا كَثِيْرًا فَجَائِزٌ لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعَ مِنْ غَيْرِهٖ عَنْهُ بَعْضَ اَحَادِيْثِهٖ ثُمَّ يُرْسِلَهٗ عَنْهُ اَحْيَانًا وَّلَا يُسَمِّيْ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ وَيَنْشَطُ اَحْيَانًا فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِيْ حَمَلَ عَنْهُ الْحَدِيْثَ وَيَتْرُكُ الْاِرْسَالَ** **ترجمہ** اوس سے کہا جاویگا اگر تیرے نزدیک حدیث کو ضعیف کرنیکی اور اسکو حجت نہ سمجھنے کی علت صرف ارسال کا ممکن ہونا ہے (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہوا تو وہ روایت حجت نہوگی کیونکہ ممکن ہے اُسکا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد معنعن کو نہ مانے جب تک اول سے لیکر اخیر تک اوس میں تصریح نہو سماع کی (یعنے ہر راوی دوسرے سے یوں روایت کرے کہ میں نے اُس سے سنا) مثلاً جو حدیث ہمکو پہونچی ہشام کی روایت سے

اوس نے اپنے باپ عروہ سے اور اوس نے حضرت عائشہ سے تو ہم یقینا جانتے ہیں کہ ہشام نے اپنے باپ سے سنا ہے اور اونکے باپ عروہ نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جیسے ہم اس بات کو بالیقین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا باوجود اسکے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں نہ کہے کہ میں نے عروہ سے سنا ہے یا عروہ نے مجھے خبر دی (بلکہ صرف عن عروہ کہے) تو ہشام اور عروہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عروہ سے سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور خود ہشام نے اپنے باپ سے اوس روایت کو نہ سنا ہو لیکن ہشام نے اوسکو مرسلاً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے سنا اوسکا ذکر کرنا مناسب نہ جانا اور جیسے یہ احتمال ہشام اور عروہ کے بیچ میں ہے ویسے ہی عروہ اور حضرت عائشہ کے بیچ میں بھی ہو سکتا ہے اسیطرح ہر ایک اسناد میں جسمیں سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو کہ ایک نے دوسرے سے بہت روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعضی روایتیں اوس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کے ذریعہ سے سنکر اوسکو مرسلاً نقل کیا ہو جس کے ذریعہ سے سنا اسکا نام نہ لیا اور کبھی اس احتمال کو رفع کرنے کے لیے اوسکا نام بھی لے دیا اور ارسال کو ترک کیا **ف** حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کی حجت نہونے کے لیے کافی ہوا تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک راوی کی ملاقات دوسرے راوی سے ثابت ہو جاوے کیونکہ ملاقات کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اسکی روایت کی ہوئی خود اوسی سے سنی ہوں جائز ہے کہ کچھ اوس سے خود سنی ہوں کچھ اور لوگوں کے وسیلے سے سنی تو ملاقات کا معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا پھر اس شرط لگانے سے حاصل ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزاروں صحیح متصل روایتیں جو عن عن کے ساتھ مروی ہیں ایک بے بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں ۔ مخالف اسکا جواب یہ دے سکتا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں جب ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب ارسال مرجوح تو اعتبار اتصال ہی کا ہوگا کیونکہ وہی ظاہر ہے اور ظن غالب بھی اسی کا ہے اس لیے کہ راوی مدلس نہیں برخلاف اوس صورت کے جہاں ملاقات ایک بار بھی ثابت نہیں ہوئی وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں اس لیے شک اور تردد ہوا اور وہ مستلزم ہے روایت کے موقوف ہونے کو وَمَا قُلْنَا مِنْ هٰذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيْثِ مُسْتَفِيْضٌ مِنْ فِعْلِ ثِقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَأَئِمَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَسَنَذْكُرُ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عَلَى الْجِهَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى أَكْثَرَ مِنْهَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى فَمِنْ ذٰلِكَ أَنَّ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيَّ وَابْنَ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعًا وَابْنَ نُمَيْرٍ وَجَمَاعَةً غَيْرَهُمْ رَوَوْا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ فَرَوٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةَ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدٍ وَّدَاوُدُ الْعَطَّارُ وَحُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ امام مسلم فرماتے ہین کہ احتمال جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہین ہے) بلکہ موجود ہی حدیث مین جاری ہے بہت سے ثقہ محدثین کی روایتون مین ہم تہوڑی سی ایسی روایتین بیان کرتے ہین خدا چاہے تو اون سے دلیل پوری ہوگی بہت سی روایتون پر۔ **پہلی** روایت وہ ہی جو ایوب سختیانی اور ابن مبارک اور وکیع اور ابن نمیر اور ایک جماعت نے سوا انکی ہشام سے نقل کی اوسنے اپنے باپ عروہ سے اوسنے حضرت عائشہ سے کہ مین خوشبو لگاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کہولتے وقت اور احرام باندہتے وقت جو سب سے عمدہ مجہکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ لیث بن سعد اور داؤد عطار اور حمید بن الاسود اور وہیب بن خالد اور ابو اسامہ نے ہشام سے روایت کیا کہا ہشام نے خبر دی مجہکو عثمان بن عروہ نے اوسنے عروہ سے اوسنے حضرت عائشہ سے **ف** تو ہشام اور عروہ کے بیچ مین عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد مین عثمان کا واسطہ نہین ہے صرف ہشام عن عروہ ہی حالانکہ پہلی اسناد کی نقل کرنیوالے حدیث کی بڑے بڑے امام ہین اور ان سب سے غلطی نہین ہو سکتی تو ضرور ہے یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہین سنا بلکہ عثمان کے واسطے سے سنا لیکن کبہی ہشام نے اسکو مرسلاً عروہ سے نقل کیا اور کبہی مسنداً عثمان سے اگرچہ اس مقام مین احتمال یہی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلی عثمان کے واسطے سے سنا ہو پہر خود عروہ سے ملکر بلا واسطہ بہی اون سے سن لیا وَرَوَى هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ یُدْنِیْ اِلَیَّ رَاْسَهٗ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ فَرَوَاهَا بِعَیْنِهَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ دوسری روایت ہشام کی ہی اپنے باپ عروہ سے اوسنے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف مین ہوتے تو اپنا سر میری طرف کو جہکا دیتے مین آپکے سر مین کنگہی کر دیتی اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اوسنے عروہ سے اوسنے عمرہ سے اوسنے عائشہ سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** تو امام مالک کی روایت مین عروہ اور عائشہ کے بیچ مین ایک واسطہ ہی عمرہ کا جو پہلے اسناد مین نہین ہے نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوتی ہین ایک یہ حائضہ عورت کے اور اعضا پاک ہین اور اسپر علما کا اتفاق ہے اور ابو یوسف سے جو منقول ہے کہ حائضہ کا ہاتہ نجس ہے وہ روایت صحیح نہین دوسرے یہ کہ معتکف اپنے بالون مین کنگہی کر سکتا ہے تیسرے یہ کہ اپنی عورت کیطرف دیکہہ سکتا ہے

اور اسکو جو ہوسکتا ہو بغیر شہوت کے ۔ وَرَوَى الزُّهْرِيُّ وَصَالِحُ بْنُ اَبِيْ حَسَّانَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ فِي الْقُبْلَةِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ ترجمہ

تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے **ف** اور ایک نسخہ مین صالح بن کیسان ہے اور وہ غلط ہے صحیح صالح بن ابی حسان ہے نسائی نے اسکو روایت کیا ابن وہب سے اور اس نے ابن ابی ذئب سے اور اس نے صالح بن ابی حسان سے اور اس نے ابو سلمہ سے ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان ثقہ ہے اور صالح بن حسان بصری ابو الحارث دوسرا شخص ہے وہ بھی ابو سلمہ سے روایت کرتا ہے وہ ضعیف ہے (نووی) **ف** ابو سلمہ سے نقل کیا اونے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور آپ روزہ دار ہوتے یحییٰ بن ابی کثیر نے اسی بوسے کی حدیث کو یون روایت کیا خبر دی مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے انکو خبر دی عمر بن عبد العزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے انکو خبر دی عائشہ صدیقہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکا بوسہ لیتے اور آپ روزہ دار ہوتے **ف** تو یحییٰ بن ابی کثیر نے ابو سلمہ اور عائشہ کے بیچ مین دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد العزیز اور عروہ کا اور یہہ دونون واسطے پہلے اسناد مین نہین ہین اس اسناد مین ایک نادر بات ہے وہ یہہ کہ چارون راوی یعنی یحییٰ اور ابو سلمہ اور عمر بن عبد العزیز اور عروہ تابعین مین سے ہین اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین دوسرا لطف یہ ہے کہ ابو سلمہ یعنی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین مین سے ہین اور عمر بن عبد العزیز اونکی نسبت سن اور طبقہ مین کم ہین پر وہ ان سے روایت کرتے ہین ۔ وَرَوَى ابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرُهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا النَّحْوُ فِي الرِّوَايَاتِ كَثِيْرٌ يَكْثُرُ تَعْدَادُهُ وَفِيْمَا ذَكَرْنَا مِنْهَا كِفَايَةٌ لِذَوِي الْفَهْمِ ترجمہ

چوتھی روایت وہ ہے جو سفیان بن عیینہ وغیرہ نے عمرو بن دینار سے کی انہون نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھلایا گھوڑونکا گوشت اور منع کیا پالتو گدھون کے گوشت سے اسی حدیث کو حماد بن زید نے روایت کیا عمرو سے انہون نے محمد بن علی (یعنے امام باقر) سے انہون نے جابر سے (تو حماد بن زید نے عمرو بن دینار اور جابر کے بیچ مین ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلی اسناد مین نہین) اور اس قسم کی حدیثین بہت ہین جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کین وہ سمجھ والون کے لیے کافی ہین فَاِذَا كَانَ

الْعِلَّةُ عِنْدَ مَنْ وَصَفْنَا قَوْلَهُ قَبْلُ فِي فَسَادِ الْحَدِيثِ وَتَوْهِينِهِ إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ الرَّاوِي قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ شَيْئًا لِإِمْكَانِ الْإِرْسَالِ فِيهِ لَزِمَهُ تَرْكُ الْاِحْتِجَاجِ فِي قِيَادِ قَوْلِهِ بِرِوَايَةِ مَنْ يُعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَ مِمَّنْ قَدْ رَوَى عَنْهُ إِلَّا فِي نَفْسِ الْخَبَرِ الَّذِي فِيهِ ذِكْرُ السَّمَاعِ لِمَا بَيَّنَّا مِنْ قَبْلُ عَنِ الْأَئِمَّةِ الَّذِينَ نَقَلُوا الْأَخْبَارَ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ تَارَاتٌ يُرْسِلُونَ فِيهَا الْحَدِيثَ إِرْسَالًا وَلَا يَذْكُرُونَ مَنْ سَمِعُوهُ مِنْهُ وَتَارَاتٌ يَنْشَطُونَ فِيهَا فَيُسْنِدُونَ الْخَبَرَ عَلَى هَيْئَةِ مَا سَمِعُوا فَيُخْبِرُونَ بِالنُّزُولِ فِيهِ إِنْ نَزَلُوا وَبِالصُّعُودِ إِنْ صَعِدُوا كَمَا شَرَحْنَا ذٰلِكَ عَنْهُمْ ترجمہ پھر جب علت اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا حدیث کی خرابی اور توہین کی یہ ہوئی کہ ایک راوی کا سماع جب دوسرے راوی سے معلوم نہوا تو ارسال ممکن ہے تو اوسکے قول کے موجب اوسکو لازم آتا ہے ترک کرنا حجت کا اون روایتوں کے ساتھ جنکے راوی کا سماع دوسرے سے معلوم ہو چکا ہے (مگر خاص اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت حجت ہوگی جسمیں سماع کی تصریح ہو کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے کہ حدیث کی روایت کرنیوالے اماموں کا حال مختلف ہوتا کبھی تو وہ ارسال کرتے اور جس سے انہوں نے سنا ہوتا اوسکا نام نہ لیتے اور کبھی خوش ہوتے اور حدیث کا پورا اسناد جس طرح سے انہوں نے سنا ہے بیان کر دیتے پھر اگر انکو اوتار ہوتا تو اوتار بتلاتے اور جو چڑھاؤ ہوتا چڑھاؤ بتلاتے جیسے اوپر ہم صاف بیان کر چکے **ف** اوتار اور چڑھاؤ سے یہ مقصود ہے کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطے کم ہوگئے تو چڑھاؤ ہوا اور جو سند عالی نہوئی اور واسطے زیادہ ہوئے تو اوتار ہوا وَمَا عَلِمْنَا أَحَدًا مِنْ أَئِمَّةِ السَّلَفِ مِمَّنْ يَسْتَعْمِلُ الْأَخْبَارَ وَيَتَفَقَّدُ صِحَّةَ الْأَسَانِيدِ وَسَقَمَهَا مِثْلَ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَابْنِ عَوْنٍ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ فَتَّشُوا عَنْ مَوْضِعِ السَّمَاعِ فِي الْأَسَانِيدِ كَمَا ادَّعَاهُ الَّذِي وَصَفْنَا قَوْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّمَا كَانَ تَفَقُّدُ مَنْ تَفَقَّدَ مِنْهُمْ سَمَاعَ رُوَاةِ الْحَدِيثِ مِمَّنْ رَوَى عَنْهُمْ إِذَا كَانَ الرَّاوِي مِمَّنْ عُرِفَ بِالتَّدْلِيسِ فِي الْحَدِيثِ وَشُهِرَ بِهِ فَحِينَئِذٍ يَبْحَثُونَ عَنْ سَمَاعِهِ فِي رِوَايَتِهِ وَيَتَفَقَّدُونَ ذٰلِكَ مِنْهُ كَيْ تَنْزَاحَ عَنْهُمْ عِلَّةُ التَّدْلِيسِ فَأَمَّا ابْتِغَاءُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ مُدَلِّسٍ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي زَعَمَ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهُ فَمَا سَمِعْنَا ذٰلِكَ مِمَّنْ سَمَّيْنَا وَلَمْ نُسَمِّ مِنَ الْأَئِمَّةِ ترجمہ ہم نے سلف کے اماموں میں سے جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اور اسناد کی صحت اور سقم کو دریافت کرتے جیسے ایوب سختیانی

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحیی بن سعید قطان اور عبد الرحمن بن مہدی اور جو اُن کے بعد ہین کسیکو نہین سنا کہ وہ اسناد مین سماع کی تحقیق کرتے ہون جیسے یہ شخص دعوی کرتا ہی جسکا قول اوپر ہم نے بیان کیا البتہ جنہون نے اون مین سے راویون کی سماع کی تحقیقات کی ہی تو وہ ان راویون کے جو مشہور ہین تدلیس مین اُسوقت بیشک ایسے راویون کے سماع سے بحث کرتے ہین اور اُسکی دریافت کرتے ہین تا کہ ان سے تدلیس کا مرض دور ہووے لیکن سماع کی تحقیق اوس راوی مین جو مدلس نہو جسطرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ ہمنے کسی امام سے نہین سُنا اون اماموں مین سے جنکا ذکر ہمنے کیا اور جنکا نہین کیا فَمِنْ ذٰلِكَ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ وَقَدْ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوٰى عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ وَعَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثًا يُسْنِدُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْهُمَا ذِكْرُ السَّمَاعِ مِنْهُمَا وَلَا حَفِظْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الرِّوَايَاتِ اَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيْدَ شَافَهَ حُذَيْفَةَ وَاَبَا مَسْعُوْدٍ بِحَدِيْثٍ قَطُّ وَلَا وَجَدْنَا ذِكْرَ رُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمَا فِيْ رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَمْ نَسْمَعْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ مَّضٰى وَلَا مِمَّنْ اَدْرَكْنَا اَنَّهٗ طَعَنَ فِيْ هٰذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ بِضَعْفٍ فِيْهِمَا بَلْ هُمَا وَمَا اَشْبَهَهُمَا عِنْدَ مَنْ لَاقَيْنَا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيْثِ مِنْ صِحَاحِ الْاَسَانِيْدِ وَقَوِيِّهَا يَرَوْنَ اسْتِعْمَالَ مَا نُقِلَ بِهَا وَالْاِحْتِجَاجَ بِمَا اَتَتْ مِنْ سُنَنٍ وَّاٰثَارٍ وَّهِيَ فِيْ زَعْمِ مَنْ حَكَيْنَا قَوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَاهِيَةٌ مُّهْمَلَةٌ حَتّٰى يُصِيْبَ سَمَاعَ الرَّاوِيْ عَمَّنْ رَوٰى **ترجمہ** اُنسمین کی روایتون مین سے عبد اللہ بن یزید انصاری کی روایت ہی (جو خود صحابی ہین) انہون نے دیکھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور روایت کی ہی حذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری بدری) سے ہر ایک سے ایک ایک حدیث جسکو انہون نے مسند کیا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک **ف** ابو مسعود سے انہون نے نفقہ الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جسکو بخاری اور مسلم دونون نے اپنی کتابون مین نقل کیا اور حذیفہ سے وہ حدیث روایت کی ہے اخبرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن اخیر تک جسکو مسلم نے نقل کیا ہی تو عبد اللہ بن یزید صحابی ہین انہون نے روایت کیا حذیفہ اور ابو مسعود سے جو مشہور صحابی ہین **ف** پر اون روایتون مین اس بات کی تصریح نہین کہ عبد اللہ بن یزید نے ان دونون سے (یعنی حذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت مین ہم نے یہ بات پائی کہ عبد اللہ حذیفہ اور ابو مسعود سے روبرو ملے اور اون سے کوئی حدیث سنی اور نہ کہین ہم نے پایا کہ عبد اللہ نے اون دونون کو دیکھا کسی خاص روایت مین (اگرچہ چونکہ عبد اللہ خود صحابی تھے اور انکا سن اتنا تھا کہ ملاقات اونکی

حذیفہ اور ابو مسعود سے ممکن ہے ایسی روایت عن کے ساتھہ محمول ہے اتصال پر تو صرف امکان ملاقات کافی ہوا جیسے امام مسلم کا مذہب ہے) اور کسی علم والے سے نہین سنا گیا نہ اگلے لوگون سے نہ اون سے جن سے ہم ملے ہین کہ انہون نے طعن کیا ہو ان دونون حدیثون مین جنکو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی مسعود سے کہ یہ ضعیف ہین بلکہ یہ حدیثین اور جو انکے مشابہ ہین صحیح حدیثون مین سے ہین اور قوی ہین اون امامون کے نزدیک جن سے ہم ملے ہین اور وہ انکا استعمال جائز رکھتے ہین اور ان سے حجت لیتے ہین حالانکہ یہی حدیثین اوس شخص کے نزدیک جسکا قول اوپر ہمنے بیان کیا (جو ثبوت ملاقات شرط کرتا ہے) واہی ہین اور بیکار ہین جب تک سماع عبد اللہ کا حذیفہ اور ابو مسعود سے متحقق نہو وَلَوْ ذَهَبْنَا نُعَدِّدُ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِمَّنْ يَهِنُ بِزَعْمِ هٰذَا الْقَائِلِ وَنُحْصِيهَا لَعَجَزْنَا عَنْ تَقَصِّي ذِكْرِهَا وَإِحْصَائِهَا كُلِّهَا وَلٰكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ نَنْصِبَ مِنْهَا عَدَدًا يَكُونُ سِمَةً لِمَا سَكَتْنَا عَنْهُ مِنْهَا **ترجمہ** اور اگر ہم سب ایسی حدیثون کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہین اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہین بیان کرین تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم تھک جاوینگے (اسقدر کثرت سے ہین) لیکن ہم چاہتے ہین کہ تھوڑی اون مین سے بیان کرین تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہون وَهٰذَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ وَأَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ وَهُمَا مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَصَحِبَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ هَلُمَّ جَرًّا وَنَقَلَا عَنْهُمُ الْأَخْبَارَ حَتَّى نَزَلَا إِلَى مِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَذَوِيهِمَا قَدْ أَسْنَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَلَمْ يُسْمَعْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا أَنَّهُمَا عَايَنَا أُبَيًّا أَوْ سَمِعَا مِنْهُ شَيْئًا **ترجمہ** ابو عثمان نہدی (عبد الرحمن بن مل جو ایک سو تیس برس کے ہو کر مرے) اور ابو رافع صائغ (نفیع مدنی) ان دونون نے زمانہ جاہلیت کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر نہوئی ایسے لوگون کو مخضرم کہتے ہین) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے بدری صحابیون سے ملے ہین اور روایتین کی ہین پھر اون سے اوتر کر اور صحابہ سے یہانتک کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور انکی مانند صحابیون سے ان مین سے ہر ایک نے ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت کی ہے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ انہون نے ابی بن کعب کو دیکھا یا اون سے سنا کچھ وَأَسْنَدَ أَبُو عَمْرٍو الشَّيْبَانِيُّ وَهُوَ مِمَّنْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ وَكَانَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَنْجَرَةَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَيْنِ وَأَسْنَدَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا وَعُبَيْدٌ وُلِدَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

ثنو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْنَدَ قَيْسُ بْنُ اَبِي حَازِمٍ وَقَدْ اَدْرَكَ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ اَخْبَارٍ وَاَسْنَدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي لَيْلٰى وَقَدْ حَفِظَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَصَحِبَ عَلِيًّا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ وَعَنْ اَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَقَدْ سَمِعَ رِبْعِيٌّ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَرَوٰى عَنْهُ وَاَسْنَدَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ النُّعْمَانُ بْنُ اَبِي عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَلٰثَةَ اَحَادِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْنَدَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا وَاَسْنَدَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ

ترجمہ اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ایاس) نے جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جوان مرد تہا اور ابو معمر عبد اللہ بن سنجرہ نے ہر ایک نے ان مین سی دو دو حدیثین ابو مسعود انصاری سے روایت کین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور عبید بن عمیر نے ام المؤمنین ام سلمہ سی ایک حدیث روایت کی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور عبید پیدا ہوئے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اور قیس بن ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود انصاری سی تین حدیثین روایت کی اور عبد الرحمن بن ابی لیلے نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہے اور حضرت علی کی صحبت مین رہا ایک حدیث انس بن مالک سی روایت کی اور ربعی بن حراش نے عمران بن حصین سی دو حدیثین روایت کین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور ابو بکرہ سی ایک حدیث انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور ربعی نے حضرت علی سی سنا ہے اور ان سی روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خزاعی سے ایک حدیث روایت کی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور نعمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سی تین حدیثین روایت کین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور عطاء بن یزید لیثی نے تمیم داری سی ایک حدیث روایت کی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور سلیمان بن یسار نے رافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۴

ف ان سب حدیثون کو نووی نے اپنی شرح مین نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثین انہین کی مسلم نے آگے

۴ اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ابو ہریرہ سے کئی حدیثین روایت کین انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

نقل کی ہین اسلیے بخوف طول ہم نے اون کو یہان نہین لکہا اور غرض ان سب راویون کی ذکر کرنے سے یہ ہے کہ یہ سب ایسی باعتبار سن اور عمر کے جن لوگون سے روایت کی ہے اون سے سن سکتے ہین پر انکا سننا اور ملاقات کرنا ثابت نہین ہوا حالانکہ محدثین نے ان روایتون کو قبول کیا ہے اور انکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف امکان سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہین

فَكُلُّ هٰؤُلَاءِ التَّابِعِينَ الَّذِينَ نَصَبْنَا رِوَايَتَهُمْ عَنِ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ سَمَّيْنَاهُمْ لَمْ يُحْفَظْ عَنْهُمْ سَمَاعٌ عَلِمْنَاهُ مِنْهُمْ فِي رِوَايَةٍ بِعَيْنِهَا وَلَا أَنَّهُمْ لَقُوهُمْ فِي نَفْسِ خَبَرٍ بِعَيْنِهِ وَهِيَ أَسَانِيدُ عِنْدَ ذَوِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ صِحَاحِ الْأَسَانِيدِ لَا نَعْلَمُهُمْ وَهَّنُوا مِنْهَا شَيْئًا قَطُّ وَلَا الْتَمَسُوا فِيهَا سَمَاعَ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ إِذِ السَّمَاعُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُمْكِنٌ مِنْ صَاحِبِهِ غَيْرُ مُسْتَنْكَرٍ لِكَوْنِهِمْ جَمِيعًا كَانُوا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ هٰذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَحْدَثَهُ الْقَائِلُ الَّذِي حَكَيْنَاهُ فِي تَوْهِينِ الْحَدِيثِ بِالْعِلَّةِ الَّتِي وَصَفَ أَقَلَّ مِنْ أَنْ يُعَرَّجَ عَلَيْهِ وَيُثَارَ ذِكْرُهُ إِذْ كَانَ قَوْلًا مُحْدَثًا وَكَلَامًا خَلْفًا لَمْ يَقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ وَيَسْتَنْكِرُهُ مَنْ بَعْدَهُمْ خَلَفَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي رَدِّهِ بِأَكْثَرَ مِمَّا شَرَحْنَا إِذْ كَانَ قَدْرُ الْمَقَالَةِ وَقَائِلِهَا الْقَدْرَ الَّذِي وَصَفْنَاهُ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى دَفْعِ مَا خَالَفَ مَذْهَبَ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ن كان

ن وصفت

ترجمہ یہ سب تابعین جنہون نے صحابہ سے روایت کی ہے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا اون کا سماع ان صحابہ سے کسی معین روایت مین معلوم نہین ہوا نہ ملاقات انکی اون صحابہ کے ساتھہ کسی روایت سے ظاہر ہوئی باوجود اسکے یہ سب اسنادین حدیث اور روایت کے پہچاننے والون کے نزدیک (یعنے ائمہ حدیث کے نزدیک) صحیح اسناد ہین اور ہم نہین جانتے کہ کسی نے اون مین سے کسی روایت کو اون مین سے ضعیف کیا ہو یا اسمین سماع کی تلاش کی ہو اسلیے کہ سماع ممکن ہے اسکا انکار نہین ہوسکتا کیونکہ وے دونون ایک زمانے مین موجود تھے اور یہ قول جسکو اس شخص نے نکالا ہے جسکا بیان اوپر ہم نے کیا حدیث کے ضعیف ہونے کے لیے اس علت کیوجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہین کہ اوسطرف التفات کرین یا اوسکا ذکر کرین اسلیے کہ یہ قول نیا نکلا ہوا ہے اور غلط اور فاسد ہے کوئی اہل علم مین سے سلف اسکا قایل نہین ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد ہوگئے انہون نے اسکا انکار کیا تو اوس سے زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہین جب اس قول کی اور اوسکے کہنے والے کی یہ وقعت ہے جیسے بیان ہوئی اور اللہ مدد کرنے والا ہے اوسکے رد کرنے کے لیے جو عالمون کے مذہب کے خلاف ہے اور اوسی پر بہروسا ہے۔ تمام ہوا مقدمہ کتاب مسلم کا اب شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جسپر موقوف ہے نجات آخرت کی عذاب سے

كتاب الايمان

کتاب ایمان کے بیان مین۔

ن بَابُ بَيَانِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَذِكْرِ الْقَدَرِ وَغَيْرِهِ

ف خطابی نے کہا کہ اکثر علمار کا مذہب یہ ہی کہ ایمان اور اسلام ایک ہی اور زہری نے کہا کہ اسلام زبان سی اقرار کرنا ہی اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتی ہین اور صحیح یہ ہی کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہی لیکن ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہین ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سی یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے یعنی اطاعت کرنا تو کبھی آدمی ظاہر مین مطیع ہوتا ہے پر دل مین اوسکو یقین نہین ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن ہے ایمان اصطلاح شرع مین یہ ہی کہ دل سی یقین کرے اور زبان سی اقرار کرے اور اعمال کو ہاتھہ پاؤن سی ادا کرے اسی لیے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور اسکی دلیل بہت سی آیتین اور حدیثین ہین اور مرجئہ کا قول یہ ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان مین داخل نہین اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ بھی اس باب مین موافق ہوئے ہین مرجئہ کے مگر فرق یہ ہی کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سی بچنے کے لیے ضرور جانتی ہین اور مرجئہ کہتی ہین کہ اعمال کی ضرورت نہین اور ایمان کے ساتھہ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا اور جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کے قائل ہوئے ہین کہ ایمان مین زیادتی اور کمی نہین ہوتی اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتی ہین انہون نے غور نہین کیا اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونون صفات نفسانی مین سے ہین اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے رنج اور غصہ اور محبت اور عداوت مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے پس اسیطرح دلائل مین غور کرنے سی یقین مین بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضون نے کہا ہی کہ کمی اور بیشی نہ ہونے سی یہ غرض ہی کہ کمیت مین کمی بیشی نہین ہوتی لیکن کیفیت مین تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہی کیونکہ ایمان مقلد کا ہرگز محقق کے ایمان کے برابر نہین ہو سکتا اسیطرح ایمان ادنی عالی آدمی کا اور ایمان انبیا اور اولیا کا کیونکر برابر ہو سکتا ہے اب علما نے اتفاق کیا ہی اس بات پر کہ مومن جسپر حکم کیا جاویگا اہل قبلہ ہونیکا اور جو ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا وہ شخص ہے جو اپنی قلب سی یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اسمین شک نہ رکھے اور زبان سی اقرار کرے اللہ جل جلالہ کی توحید اور آنحضرتؐ کی رسالت کا اب اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا اور بعضون نے کہا اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اوس سے کہا جاویگا رسالت کے اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار کرے تو مرتد واجب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قبلہ مین سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سی کافر نہ ہوگا نہ کسی بدعت کی وجہ سی یعنی اسکی تکفیر نہ کرینگے البتہ اگر اسلام کے کسی ضروری رکن کا انکار کرے جسکا ثبوت متواتر اور اتفاق ہے جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا خمر کی حرمت کا یا زنا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاویگا (نووی باختصار مع زیادہ) قَالَ الْاِمَامُ اَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِعَوْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نَبْتَدِئُ

وَاِيَّاهُ نَسْتَكْفِيْ وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج اس کتاب کے مولف فرماتے ہین کہ ہم شروع کرتے ہین کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اوسی کو کافی سمجھکر اور نہین ہے ہمکو توفیق دینے والا مگر اللہ تعالیٰ بڑا باجلال اسکا **ف** اب یہان سے کتاب مسلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمے مین اختصار کیواسطے حدیث کی اسناد کو نہین لکھا کیونکہ اسناد سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہین جو اہل علم اور معرفت ہین اور عامی آدمی کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہون اوسپر عمل کرے۔ امام مسلم اسناد مین کہین حدثنا اور اخبرنا کہتے ہین اور کہین حدثنی اور اخبرنی اس سے امام مسلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت مین معلوم ہوتی ہے حدثنی اور اخبرنی وہان کہا جاتا ہے جہان امام مسلم نے اکیلے کسی شیخ سے حدیث سنی یا اکیلے پڑھکر سنائی اور حدثنا اور اخبرنا وہان جہان اور لوگون کے ساتھ حدیث سنی یا پڑھکر سنائی **عن** يحيى بن يعمر قال كان اول من قال في القدر بالبصرة معبد الجهني فانطلقت انا وحميد بن عبد الرحمن الحميري حاجين او معتمرين فقلنا لو لقينا احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألناه عما يقول هؤلاء في القدر فوفق لنا عبد الله بن عمر بن الخطاب داخلا المسجد فاكتنفته انا وصاحبي احدنا عن يمينه والاخر عن شماله فظننت ان صاحبي سيكل الكلام الي فقلت يا ابا عبد الرحمن انه قد ظهر قبلنا ناس يقرؤن القران ويتقفرون العلم وذكر من شانهم وانهم يزعمون ان لا قدر وان الامر انف فقال اذا لقيت اولئك فاخبرهم اني بريء منهم وانهم برآء مني والذي يحلف به عبد الله بن عمر لو ان لاحدهم مثل احد ذهبا فانفقه ما قبل الله منه حتى يؤمن بالقدر ثم قال حدثني ابي عمر بن الخطاب قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى النبي صلى الله عليه وسلم فاسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يا محمد اخبرني عن الاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتي الزكوة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا قال صدقت قال فعجبنا له يسأله ويصدقه قال فاخبرني عن الايمان قال ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر

وتؤمن بالقدر خيره وشره قال صدقت قال فاخبرني عن الاحسان قال ان تعبد الله كانك
تراه فان لم تكن تراه فانه يراك قال فاخبرني عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من
السائل قال فاخبرني عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العالة
رعاء الشاء يتطاولون في البنيان قال ثم انطلق فلبثت مليا ثم قال لي يا عمر اتدري من
السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبرئيل اتاكم يعلمكم دينكم ترجمہ

اماراتہا

یحیی بن یعمر سے روایت ہے پہلے جس نے تقدیر مین گفتگو کی **ف** یعنی تقدیر کی نفی کی اور بدعت نکالی اور مخالفت کی اہل حق کی کیونکہ اہل حق تقدیر کو ثابت کرتے ہین یعنی یون کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے ازل مین سب چیزون کا اندازہ کر دیا تہا یعنی وہ جانتا تہا کہ فلان چیز فلان وقت مین فلانی طرح پر واقع ہوگی پہر اسی موافق جیسے کہ خدا کے علم مین تہا وہ چیز ظاہر ہوتی ہے اور قدریہ اس امر کا انکار کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ جل جلالہ نے اون کا اندازہ نہین کیا تہا نہ اوسکو انکا علم تہا بلکہ جب چیزین واقع ہوئین تو اوسوقت خدا کو انکا علم ہوا اور یہ انکا جہوٹ ہے خداے عزوجل پر اس فرقہ کو قدریہ اس لیے کہتے ہین کہ وہ انکار کرتا ہے قدر کا صاحب مقالات نے کہا کہ یہ فرقہ قدریہ کا تمام ہوگیا اور کوئی اہل قبلہ مین سے اس قول کا قائل نہ رہا اور پچہلے زمانون مین جو قدریہ کہلاتے ہین وہ تقدیر الہی کو ثابت کرتے ہین پر یہ کہتے ہین کہ خیر اللہ کیطرف سے ہے اور شر شیطان اور بندے کیطرف سے ہے اور معتزلہ کو بہی قدریہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسبات کے قائل ہوئے ہین کہ بندہ بالکل قادر ہے اور وہ خود اپنے افعال کا خواہ خیر ہون یا شر خالق ہے اور رفضی بہی اسباب مین معتزلہ کے شریک ہوگئے ہین اور اہل سنت اور جماعت یہ کہتے ہین کہ خالق کوئی نہین ہے سوا خدا کے خدا ہی تمام چیزون کا خالق ہے یہان تک کہ انسان کے افعال اور خیالات اور ارادات کا بہی پر خدا نے بندے کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے جسپر عذاب اور ثواب منحصر ہے پر اوس اختیار کو خلق نہین کہتے خود قرآن مجید مین یہ بات موجود ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہاری عملون کو اور فرمایا ہل من خالق غیر اللہ یعنی کوئی خالق نہین سوا خدا کے ابو محمد بن قتیبہ نے غریب الحدیث مین اور ابو المعالی امام الحرمین نے ارشاد مین یون لکہا ہے کہ بعض قدریہ کہتے ہین ہم قدریہ نہین ہین بلکہ اہل سنت قدریہ ہین کیونکہ وہ قدر اور قضا کو ثابت کرتے ہین اور یہ محض دہوکا اور فریب ہے اسلیے کہ اہل حق تمام کامون کو خدا کے سپرد کرتے ہین اور قدر اور افعال کو خدا کیطرف نسبت کرتے ہین اور یہ جاہلین اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف نسبت کرے کسی چیز کی تو وہ اولی ہے کہ نام

رکہا جاوے اور حسن سیئہ کے ساتھہ نسبت اوس شخص کے جو اُس چیز کو اپنے سے نفی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے امام الحرمین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ مجوس ہین اس امت کی تو مشابہت دی قدریہ کو مجوس کے ساتھہ یعنی جیسے مجوس (فارسی لوگون) نے دو خالق ثابت کیے ہین ایک خیر کا اسکو یزدان کہتے ہین اور ایک شر کا اوسکو اہرمن کہتے ہین اسی طرح قدریون نے بھی شر کا خالق بندے کو قرار دیا بلکہ وہ بدتر ہین مجوس سے کیونکہ مجوس نے تو دو خالق نکالے اور اونہون نے ہزارون لاکہون کروڑون خالق کردیے نووی نے کہا یہ حدیث کہ قدریہ مجوس ہین اس امت کی روایت کیا اوسکو ابو حازم نے ابن عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا اوسکو ابو داؤد نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اگر ابو حازم کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جاوے خطابی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدریہ کو مجوس اسلیے کہا کہ انکا قول مشابہ ہے مجوس کے مذہب کے کیونکہ مجوس دو اصلون کے قائل ہین ایک نور یعنی روشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی اور کہتے ہین کہ خیر نور کا فعل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ بت پرست اور مشرک ہوئے اسی طرح قدریہ نسبت کرتے ہین خیر کی اللہ کیطرف اور شر کی دوسرے کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق خیر اور شر سب کا اور کوئی کام برا ہو یا بہلا بے اوسکی مشیت اور ارادے کے نہین ہوتا تو خیر اور شر دونون باعتبار خلق کے منسوب ہین اللہ کیطرف اور باعتبار کسب اور فاعلیت کے بندے کیطرف اور بعضے آدمی قضا اور قدر کا مطلب یہ سمجہتے ہین کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا کے سامنے اور اوسکو کسی طرح کا اختیار نہین یہ فرقہ جبریہ کہلاتا ہے جو قدریہ کیطرح گمراہ ہے اور اہلسنت سے خارج ہے حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہین بلکہ قضا و قدر خدا کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کریگا برے یا بہلے اور کب کریگا پر بندے کو اُسکا علم نہین اسیواسطے وہ سب کام اپنی اختیار سے کرتا ہے اور اوسکو ثواب یا عذاب ملتا ہے (نووی مع زیادہ) **ت** بصرے مین (جو ایک شہر ہے دہانہ خلیج فارس پر آباد کیا تہا اوسکو عتبہ بن غزوان نے حضرت عمر کی خلافت مین سمعانی نے کہا بصرہ قبہ ہے اہل اسلام کا اور خزانہ ہے عرب کا اور درحقیقت بصرہ ایک ایسا شہر ہے کہ جس سے تجارت اہل ہند اور فارس کے ساتھہ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اسی شہر کی بنا ہوئی ہوگی) وہ معبد جہنی تہا

ف سمعانی نے کتاب الانساب مین لکہا ہے کہ جہنی نسبت ہے جہینہ کیطرف جو ایک قبیلہ ہے قضاعہ مین سے اور اسکا نام زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تہا کچہ لوگ اسمین کے کوفے مین اوترے بلکہ ایک محلہ ہے کوفے مین جو منسوب ہے جہینہ کیطرف اور کچہ بصرے مین اترے اور بصرے والون مین تہا معبد بن خالد جہنی جو حسن بصری کا شاگرد تہا اور سب سے پہلے اُسنے گفتگو کی تقدیر مین بصرے مین پہر بصرے والے اوسکی راہ چلنے لگے حجاج بن

یونس نے اسکو قتل کیا بانداز تقریب بیان سے ہے کہ بعضون نے کہا اوسکے باپ کا نام عبداللہ بن عقیم ہے اور بعضون نے کہا اسکا دادا عویمر تہا وہ سچا ہے لیکن بدبختی تہا اسنے اول تقدیر مین گفتگو کی بصرہ مین اور قتل کیا گیا سنہ ۸۰ مین **ف** تو مین اور حمید بن عبدالرحمن حمیری دونون ملکر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہمنے کہا کاش ہمکو کوئی صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملجاوے جس سے ہم ذکر کرین اوس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہین تقدیر مین تو مل گئے ہمکو اتفاق سے عبداللہ بن عمر بن خطاب رض مسجد کو جاتے ہوئے ہم نے اونکو بیچ مین کر لیا یعنی مین اور میرا ساتھی وہنی اور بائین بازو ہو گئے مین سمجہا کہ میرا ساتہی (حمید) مجہکو بات کرنے دیگا (اس لیے کہ میری گفتگو اچہی تہی تو مین نے کہا ائی ابا عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن عمر رض کی) ہمارے ملک مین کچہ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہین جو قرآن کو پڑہتے ہین اور علم کا شوق رکہتے ہین یا اوسکی باریکیان نکالتے ہین **ف** حدیث مین یہان یتقفرون ہے بتقدیم قاف بر فا جسکے معنے یہ ہین کہ طلب کرتے ہین علم کو اور شوق رکہتے ہین اوسکا اور بعضے نسخون مین یتفقرون ہے بتقدیم فا بر قاف اسکے معنے یہ ہین کہ باریکیان نکالتے ہین اور موشگافیان کرتے ہین اور بعضون نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے یتقفون بحذف را یعنی پیروی کرتے ہین علم کی قاضی عیاض نے کہا بعضون نے یتقعرون پڑہا تقعر سے یعنی گہری باتین نکالتے ہین اور ابو یعلی کی روایت مین یتفقہون ہے یعنی فقہ حاصل کرتے ہین (نووی) **ف** اور بیان کیا حال انکا اور کہا کہ وہ کہتے ہین کہ تقدیر کوئی چیز نہین اور سب کام ناگہان ہو گئے ہین **ف** یعنی ابتدائی ایکا ہی انکا بے سوچے سمجہے ہو گئے اللہ تعالی کو پیشتر سے انکا علم نہ تہا نہ اوسنے پہلے سے کوئی اندازہ کیا تہا بلکہ وقوع کے بعد خدا کا علم ہوا جیسے اوپر گذرا کہ یہ قول غلاۃ قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہین اور قائل اسکا گمراہ اور جہوٹا ہے خدا سب مسلمانون کو اس اعتقاد سے بچاوے **ف** عبداللہ بن عمر نے کہا تو جب ان لوگون سے ملے تو کہدے اون سے مین علاقہ نہین رکہتا اور وہ مجہسے علاقہ نہین رکہتے **ف** یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ وے سب کافر ہین قاضی عیاض نے کہا کہ مراد وے قدریہ ہین جو خدا کا علم مخلوقات کے ساتھ نفی کرتے ہین وہ تو بالاتفاق کافر ہین اور یہ لوگ درحقیقت فلاسفہ ہین جو کہتے ہین خدا کو جزئیات کا علم نہین ہو سکتا اگر ہو بہی تو ایک طرح کا اجمالی علم ہوگا نہ تفصیلی بعضون نے کہا کہ ابن عمر کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہے قدریہ کے کافر ہونے پر اور احتمال ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہو لیکن آگے کی عبارت سے صاف انکا کفر معلوم ہوتا ہے **ف** اور قسم ہے اسکی جسکی عبداللہ بن عمر قسم کہاتا ہے (یعنے اللہ جل جلالہ کی) کہ ایسے لوگون مین سے (جنکا ذکر تو نے کیا جو تقدیر کے قائل نہین) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پہر وہ اسکو خرچ کرے خدا کی راہ مین تو خدا قبول نکریگا جب تک تقدیر پر ایمان نلاوے پہر کہا کہ حدیث بیان کی مجہسے میرے باپ عمر

بن الخطاب نے کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص آن پہنچا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے اور بال بہت کالے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم مین سے اوسکو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آنکر اور اپنے گھٹنے حضرت کے گھٹنون سے ملا دیے اور دونون ہاتھ اپنے رانون پر رکھے (جیسے شاگرد اوستاد کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد بتلاؤ مجھکو اسلام کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دے (یعنے زبان سے کہے اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سچا نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے بھیجے ہوے ہین اور قائم کرے نماز کو اور ادا کرے زکوۃ کو اور روزے رکھے رمضان کے اور حج کرے خانہ کعبہ کا اگر تجھسے ہوسکے (یعنی راہ خرچ ہو اور رستے مین خوف نہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہوا کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جسکو علم ہو تو یہ دونون کام ایک شخص کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا مجھکو بتلاؤ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ اور اوسکے فرشتون پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہین اور اوسکا حکم بجالاتے ہین اللہ نے انکو بڑی طاقت دی ہے) اور اوسکے پیغمبرون پر (جنکو اوسنے بھیجا خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر جس روز حساب کتاب ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑتال ہوگی) اور یقین کرے تو تقدیر پر کہ برا اور اچھا سب خدا کیطرف سے ہے (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پھر اوس شخص نے پوچھا مجھکو بتلاؤ احسان کیا ہے آپنے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگاکر جیسے تو اوسکو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو یہی سمجھ کر وہ تجھکو دیکھ رہا ہے **ف** اس ایک فقرے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری تصوف اور سلوک کو بیان کر دیا خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندے کو خدا سے محبت اور الفت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت بندے کے دل مین رہے تو اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کے تصور مین ایسا غرق ہو جاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے گو ظاہری آنکھون سے دنیا کی چیزین دیکھے اور کانون سے سنے پر جب دل خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان مردے کے آنکھ اور کان کیطرح کھلے ہوئے ہین آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر دھیان اور لو مولی کی ہے اسی کو وحدۃ الشہود کہتے ہین جو اعلی درجہ کے فقیرون اور صوفیون اور خدا کے پاک بندونکو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس سے ادنی ہے جسکے حاصل کرنے کے لیے ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر سمجھے اور یہ یقین کرے کہ خدا اوسکی تمام حرکات اور سکنات یہانتک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اوسکی عبادت کیوقت دوسری چیز مین دل لگانا اور بیہودہ وسوسون کو راہ دینا شیطان کا کام ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہ ہی کہ بندہ عبادت مین اخلاص کرے اور دل لگاوے یعنی عبادت بہت خضوع اور خشوع سے کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت کے علوم اس سے نکل سکتے ہین **ف** پہر وہ شخص بولا بتلایے مجھکو قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنیوالے سے زیادہ نہین جانتا **ف** یعنی قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہین سوا خدا کے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جاوے جسکو وہ نہین جانتا تو یون کہنا چاہیے کہ مجھکو معلوم نہین اور یہ کہنا اسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہوگا بلکہ دلیل ہے اسکے کمال علم اور ورع اور تقوی کی بڑے بڑے اامون نے جیسے ابو حنیفہ اور مالک نے بہت سے مسائل مین سکوت کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہین **ف** وہ شخص بولا تو مجھے اسکی نشانیان تبلایے آپنے فرمایا ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنی بی بی کو جنے گی **ف** یہ ترجمہ ہے اِنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَہَا کا جیسے اس روایت مین ہے اور ایک روایت مین رَبَّتَہَا کے بدلے رَبَّہَا ہے تذکیر کے ساتھ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنے گی لونڈی اپنے میان کو اور ایک روایت مین بَعْلَہَا ہے یعنی جنے گی لونڈی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب مین مختلف اقوال ہین بعضون نے کہا مطلب یہ ہے کہ لونڈیان بہت بکری جاوین گی اور انکی اولاد بہت پہیلیگی اور ظاہر ہے کہ لونڈی بہی شریعت کی رو سے ایک مال ہے اور باپ کا مال اس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی مان کے میان بی بی اور مالک ہونگے بعضون نے کہا مراد یہ ہے کہ لونڈیان بادشاہون کی مائین ہونگی کیونکہ اس زمانے کے بادشاہ موافق شریعت کے نکاح کے پابند نہ ہون گے بلکہ بہت سے نکاح بہی نہ کرینگے لونڈیان اور خواصین رکہینگے پہر انہی کے لڑکے اور لڑکیان تخت پر بیٹہکر بادشاہ بنینگے اور اپنی مان کو بہی اپنی رعیت مین شامل کرینگے بعضون نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگون کا حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بہی بیچنا شروع کردینگے آخر بکتی بکتی کبہی وہ اپنے بیٹے ہی کے ہاتہہ آنکر بکے گی اور اسکو معلوم نہوگا کہ یہ میری مان ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور لونڈیون مین بہی ہو سکتی ہے مثلاً ایک لونڈی کا لڑکا سوا اسکے مالک کے کسی اور سے ہو نکاح یا شبہ یا زنا سے پہر وہ لونڈی بکتی بکتی اوس لڑکے کے ہاتہہ مین جا پڑے اور وہ نہ پہچانے اور بعل کے معنی بہی مالک اور سید کے آئے ہین جیسے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعضون نے کہا کہ بعل سے مراد خاوند ہی ہے یعنی مقصد وہ کہتے ہین لونڈیون کی خرید اور فروخت اس قدر کثرت سے ہوگی کہ کبہی ایک شخص اپنی مان سے نکاح کرلیگا اور اسکو معلوم نہوگا بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤن کی عزت اور حرمت چہوڑ دینگے اور مان سے وہ سلوک کرینگے جو لونڈی سے کرتے ہین خدا اپنی پناہ مین رکہے اس زمانے مین بہی بہت لوگ ایسے نکلینگے جو مان باپ کا ادب نہین کرتے اور انکی اطاعت نہین کرتے بلکہ لونڈی غلامون کیطرح اونکو گہرکتے ہین جہڑکتے ہین

(بقیہ)

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی کہ ام ولد کی بیع ممنوع یا جائز ہے اور جن لوگون نے استدلال کیا اس امر پر اسی حدیث سے ان سے تعجب ہوتا ہے اسلیے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اوسکا حرام یا مذموم ہونا ضرور نہیں کیونکہ اونچے اونچے مکان بنانا دولت بہت کمانا بچاس بچاس عورتین رکہنا حرام نہیں حالانکہ وہ بہی قیامت کی نشانیان ہین **ف** دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکہیگا ننگون کو جنکے پاؤن مین جوتا نہ تہا تن کو کپڑا نہ تہا کنگال بڑے بڑے عمارتین ٹہونکتے رہینگے

ف یعنی دنیا کی حالت مین ایک بڑا انقلاب ہوگا کہ جو لوگ مفلس قلاچ ہوگے تہے وہ امیر مالدار ہو جاوینگے اور جو امیر مالدار تہے وہ مفلس محتاج ہو جاوینگے اگرچہ ایسے انقلاب دنیا مین بڑے بڑے جنگون سے کئی بار ہو چکے ہین پر قیامت کے قریب تو ساری دنیا مین ہونگے اور اب تک جو ہوئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے مین ہوئے جیسے دوسری روایت مین ہے کہ قیامت کے قریب قتل و خون بہت ہوگا اور فساد عالمگیر ہو جاویگا بعضون نے کہا کہ مراد ان ننگون کنگالون سے عرب کے لوگ ہین اور یہ ایک پیشین گوئی تہی اون کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربون کی شوکت بڑہیگی اور وہ محتاجی اور عسرت سے نکلکر مالدار اور امیر بن جاوینگے پہر ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کی تہوڑی مدت بعد ایران اور روم اور مصر فتح ہوئی اور عرب کے لوگ مالا مال ہو گئے **ف** راوی نے کہا پہر وہ شخص چلا گیا مین بڑی دیر تک ٹہیرا رہا

ف یہ ترجمہ ہے فَلَبِثْتُ مَلِيًّا کا اور بعضے نسخون مین فلبثت ملیا ہے یعنی آپ بہت دیر تک چپ رہے اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت مین ہے تین دن کے بعد حضرت مجہسے ملے لیکن یہ بظاہر مخالف ہے ابوہریرہ کی روایت کے کہ وہ شخص پیٹہہ موڑ کر چلا آپ نے فرمایا اوسکو بلاؤ لوگ دوڑے تو وہان کسیکو نہ پایا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل تہے اور ممکن ہے توفیق اسطور پر کہ حضرت عمر اوسوقت مجلس سے اوٹہکر چلے گئے ہون تو آپ نے اور لوگون سے اوسی وقت کہا ہو اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **ف** بعد اوسکے آپ نے مجہسے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ پوچہنے والا کون تہا مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جبرئیل تہے تمکو سکہانے آئے تہے دین تمہارا

ف اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب دین مین داخل ہے اور یہ حدیث علوم اور معارف کی بہت سے قسمون پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جیسے ہمنے قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچہ فائدے اسکی اوپر مذکور ہوئے ایک فائدہ اسکا یہ بہی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو انکو معلوم کرانے کے لیے پوچہنا درست ہے تاکہ سب واقف ہو جاوین دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچہنے والے کو اچہی طرح جواب دینا چاہیے کہ اوسکو تشفی ہو جاوے

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ لَمَّا تَكَلَّمَ مَعْبَدٌ بِمَا تَكَلَّمَ بِهِ فِي شَأْنِ الْقَدَرِ أَنْكَرْنَا ذَلِكَ قَالَ فَحَجَجْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَجَّةً وَسَاقُوا الْحَدِيثَ

بمعنی حدیث کہمس کے باسنادہ وفیہ بعض زیادۃ ونقصان احرف ترجمہ یحیی بن یعمر سے
روایت ہے جب معبد نے تقدیر میں گفتگو کی تو ہم نے اسکا انکار کیا یحیی نے اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے ملکر ایک حج
کیا اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اوسیطرح جیسے اوپر گذری اوسی اسناد سے لیکن بعض حرفون مین کمی اور بیشی
ہے عن یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن قالا لقینا عبد اللہ بن عمر فذکرنا القدر
وما یقولون فیہ واقتص الحدیث کنحو حدیثہم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم وفیہ شیء من زیادۃ وقد نقص منہ شیئا ترجمہ یحیی بن یعمر وحمید بن عبد الرحمن سے روایت
ہے ہم دونون ملے عبد اللہ بن عمر سے اور ذکر کیا ہم نے تقدیر کا اور جو لوگ کہتے ہین اس باب مین اور بیان کیا
حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر کچھ زیادہ کیا اور کچھ کم عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ و
سلم بنحو حدیثہم ترجمہ حضرت عمر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری روایت بھی ایسی
ہی

باب بیان الایمان ما ھو وبیان خصالہ

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بارزا للناس فاتاہ
رجل فقال یا رسول اللہ ما الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ولقائہ ورسلہ وتؤمن
بالبعث الآخر قال یا رسول اللہ ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا
وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال یا رسول اللہ ما
الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فانک ان لا تراہ فانہ یراک قال یا رسول اللہ
متی الساعۃ قال ما المسئول عنہا باعلم من السائل ولکن ساحدثک عن اشراطہا اذا ولدت
الامۃ ربہا فذاک من اشراطہا واذا کانت العراۃ الحفاۃ رؤس الناس فذاک من اشراطہا
واذا تطاول رعاء البہم فی البنیان فذاک من اشراطہا فی خمس لا یعلمہن الا اللہ عز و
جل ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی
الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای
ارض تموت ان اللہ علیم خبیر قال ثم ادبر الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ردوا
علی الرجل فاخذوا لیردوہ فلم یروا شیئا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا جبریل جاء
لیعلم الناس دینہم ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگون مین برآمد
تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ ایمان کسے کہتے ہین آپنے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے دل سے

قال

رکابہ

قال

الی قولہ ان اللہ علیم خبیر

اللہ پر اور اس کے فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اس کے ملنے پر اور اسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے پچھلے جی اٹھنے پر **ف** خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھہ ہی ہوجاتا ہے اور پچہلے جی اٹہنے سے مراد قیامت کا اٹہنا ہے اور بعضون نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہوگا لیکن اس ملنے سے خدا کا دیدار مراد نہین ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگونکو ہوگا (نووی) **ت** پہر وہ شخص بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس کے ساتھہ کسی کو شریک نکرے **ف** یعنی خدا کے برابر کسیکو نہ سمجھے نہ قدرت مین نہ علم مین نہ تصرف مین نہ عبادت مین نہ دعا مین بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگے تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ بعضے بندون اور غلامون کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور انکو بہت کچہ سرافراز فرمایا ہے پر خدا کے سامنے وہ بندے اور غلام ہی ہین البتہ بندون مین انکو امتیاز ہے **ت** اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوۃ کو جسقدر فرض ہے اور روزے رکہے رمضان کے **ف** یہ سب چیزین عبادت مین داخل ہین مگر چونکہ یہ چیزین عبادت مین اعلی درجے کی ہین اسلیے انکو علیحدہ بیان کیا اور بعضون نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الہی ہے اور اقرار ہے اسکی وحدانیت کا۔ نماز مین قید لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان ہونیکے لیے صرف فرض کا ادا کرنا کافی ہے سنن اور مستحبات کا ادا کرنا لازم نہین اسیطرح نفل صدقات کا دینا لازم نہین اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ پابندی کے ساتھہ اسکو پڑہے یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھہ پورا کرے **ت** پہر وہ شخص بولا یا رسول اللہ احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی جیسے تو اُس کو دیکھہ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکہتا (یعنی اتنا استغراق نہو اور یہ درجہ نہوسکے) تو اتنا تو ہو کہ وہ تجہے دیکہہ رہا ہے پہر وہ شخص بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا لیکن مین اوسکی نشانیان تجھسے بیان کرتا ہون جب لونڈی اپنے مالک کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگے بدن ننگے پاؤن پہرنیوالے لوگ سردار ہون تو یہ قیامت کی نشانی ہے **ف** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین عرب اور ہند اور روم اور مصر اور ایران مین اسطرح کی تہذیب اور شایستگی تہی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانورون کیطرح تہے خصوصًا انگلنڈ کے لوگ اور روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تہوڑا حصہ رکہتے تہے اور جانورون کیطرح جہاڑون اور پہاڑون مین رہتے تہے اون مین بادشاہت یا ملکداری کا سلیقہ بالکل نہ تہا اب ہمارے زمانے مین چند روز سے انہی لوگون نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹہے ہین پس شاید یہ بہی قیامت کی نشانی ہو اور یہی مراد ہو اس حدیث سے **ت** اور جب بکریان یا بہیڑین چرانے والے بڑی بڑی حویلیان بنادین تو یہ بہی قیامت کی نشانی

ہے قیامت اور ان پانچ چیزون مین سے ہے جنکو کوئی نہین جانتا سوا خدا کے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اللہ ہی جانتا ہے قیامت کو اور اوتارتا ہے پانی کو اور جانتا ہے جو کچھہ مان کے رحم مین ہے یعنے نر یا مادہ) اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کل کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ وہ کس ملک مین مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے راوی نے کہا پہر وہ شخص پیٹھہ موڑ کر چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکو پہیرے لاؤ لوگ چلے اوس کے لینے کو لیکن وہان کچھہ نہ پایا (یعنے اس شخص کا نشان بہی نہ ملا) تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تہے تمکو دین کی باتین سکہلانے آئے تہے

بَابُ الاِسْلَامِ وَمَا هُوَ وَبَيَانُ خِصَالِه

عن اَبِی حَیَّانَ التَّیْمِیِّ بِھٰذَا الاِسْنَادِ مِثْلَہٗ غَیْرَ اَنَّ فِی رِوَایَتِہٖ اِذَا وَلَدَتِ الاَمَۃُ بَعْلَھَا یَعْنِی السَّرَارِیَّ **ترجمہ** دوسری روایت مین بہی ایسا ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ جب لونڈی جنے اپنے خاوند کو (یعنے ربہا کے بدلے بعلہا منقول ہے اور تفسیر اوسکی اوپر گذری) **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلُوْنِیْ فَھَابُوْہُ اَنْ یَّسْاَلُوْہُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رُکْبَتَیْہِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الاِسْلَامُ قَالَ لَا تُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الاِیْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَلِقَائِہٖ وَرُسُلِہٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ کُلِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَخْشَی اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنَّکَ اِنْ لَا تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا اِذَا رَاَیْتَ الْمَرْاَۃَ تَلِدُ رَبَّھَا فَذٰلِکَ مِنْ اَشْرَاطِھَا وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الصُّمَّ الْبُکْمَ مُلُوْکَ الاَرْضِ فَذٰلِکَ مِنْ اَشْرَاطِھَا وَاِذَا رَاَیْتَ رِعَاءَ الْبَھْمِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ فَذٰلِکَ مِنْ اَشْرَاطِھَا فِیْ خَمْسٍ مِّنَ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ قَرَاَ الاٰیَۃَ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ قَالَ ثُمَّ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُدُّوْہُ عَلَیَّ فَالْتُمِسَ فَلَمْ یَجِدُوْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا جِبْرِیْلُ اَرَادَ اَنْ تَعَلَّمُوْا اِذْ لَمْ تَسْاَلُوْا **ترجمہ**

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوچھو مجھسے (دین کی باتین جو ضروری ہین البتہ بے ضرورت پوچھنا منع ہے) لوگون نے خوف کیا پوچھنے مین (یعنے اُن پر رعب آپکا چہا گیا) تو ایک شخص آیا اور آپ کے گھٹنون سے پاس بیٹھا اور بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرے

ن قال

ن کتابہ

ن الامۃ

م علیہ السلام

ن اذا

اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے وہ بولا سچ کہا آپنے پھر اوسنے کہا یا رسول اللہ ایمان کیا ہے آپنے فرمایا یقین کرے تو اللہ پر اور اُس کی کتابون پر اور اُس سے ملنے پر اور اُسکے پیغمبرون پر اور یقین کرے تو جی اوٹھنے پر مرنے کے بعد اور یقین کرے تو پوری تقدیر پر وہ بولا سچ کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ احسان کیا ہے آپنے فرمایا اللہ سے ڈرے جیسے تو اسکو دیکھ رہا ہے اگر تو اُسکو نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے وہ بولا سچ کہا آپنے پھر بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپنے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہین جانتا البتہ مین تجھ سے اوس کی نشانیان بیان کرتا ہون جب تو لونڈی کو دیکھے (یا عورت کو) وہ اپنے مالک اور میان کو جنے تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے ننگے پاؤن ننگے بدن بہرون گونگون (یعنی احمق اور نادانون) کو وہ بادشاہ ہین ملک کے تو یہہ قیامت کی نشانی ہے اور جب تو دیکھے بکریان چرانے والون کو بڑی بڑی عمارتین بنا رہے ہین تو یہ قیامت کی نشانی قیامت غیب کی پانچ باتون مین سے ہے جنکا علم کسی کو نہین سوا خدا کے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اخیر تک یعنی اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور برساتا ہے پانی اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ مین ہے اور کوئی نہین جانتا کل کیا کرے گا اور کوئی نہین جانتا کس ملک مین مرے گا پھر وہ شخص کھڑا ہوا (اور چلا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو بلاؤ میرے پاس لوگون نے ڈھونڈھا تو کہین نہ پایا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے انہون نے چاہا تمکو علم ہو جاوے جب تم نے نہ پوچھا (یعنے تم نے سوال نہ کیا رعب مین آگئے) تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آدمی کے بھیس مین بنکر آئے اور ضروری باتین پوچھ گئے تاکہ تمکو علم حاصل ہو جاوے

بَابُ بَیَانِ الصَّلَوٰتِ الَّتِیْ ھِیَ اَحَدُ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ بیان نمازون کا جو ایک رکن ہے اسلام کا

عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِہٖ وَلَا نَفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ وَذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ ترجمہ طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس نجد والون مین سے (نجد ایک

ملک ہے عرب میں جسکے بال پریشان تھے اور اسکی آواز کی گنگناہٹ سنی جاتی تھی لیکن سمجھ میں نہ آتا تھا کیا کہتا ہے یہانتک کہ نزدیک آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تب معلوم ہوا کہ وہ پوچھتا ہے اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں رات اور دن میں وہ بولا انکے سوا اور کوئی نماز ہے مجھ پر آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے ف یعنے سوا ان پانچ نمازوں کے اور کوئی نماز فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے یا مستحب جیسے وتر کی نماز اور عید کی نماز اور گہن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہے اوسپر یہ حدیث حجت ہے اور جو کہتا ہے کہ شاید اسوقت تک وتر اور عید کی نماز واجب نہیں ہوئی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے ف اور روزے میں رمضان کے وہ بولا سوا رمضان کے روزوں کے اور کوئی روزہ مجھ پر ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھنا چاہے ف اور قضا کا روزہ رمضان کا روزہ ہے اور ظہار وغیرہ کے کفارے میں روزے متعین نہیں اور چیزوں سے بھی کفارہ ادا ہو سکتا ہے ف پھر آپ نے اس سے زکوٰۃ کو بیان کیا وہ بولا سوا اسکے اور کوئی خیرات بھی مجھ پر ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ثواب کے لیے صدقہ دینا چاہے ف تو صدقہ فطر واجب نہیں ہوا اور جو واجب کہتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ اسوقت تک واجب نہیں ہوا ہوگا ف راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم خدا کی میں نہ ان سے زیادہ کرونگا نہ ان میں کمی کروں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد پائی اس نے اگر سچا ہے ف یعنے اگر بجا لایا ان سب باتوں کو اور کمی نکی اون میں جیسے زبان سے کہتا ہے تو آخرت میں نجات پاویگا اپنی مراد کو پہونچیگا اور جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اسکے لیے اس مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور بھی ہیں پھر اوس شخص نے یہ کیونکر کہا میں ان سے زیادہ نکروں گا جواب اسکا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو شریعت کی باتیں بتلا دیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جسقدر اللہ نے مجھپر فرض کیا ہے میں اوس میں کمی بیشی نہ کرونگا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب ضروری ارکان اور اعمال آگئے اور نوافل اور سنن کا ادا کرنا نجات کے لیے ضرور نہیں گو ہمیشہ کے لیے سنتوں کا ترک کرنا برا ہے اور ایسے شخص کی گواہی مقبول نہوگی پر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور بعضی روایتوں میں روزے کا ذکر نہیں ص۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ راویوں کا قصور ہے جیسا کہ کسی کو یاد رہا ویسا اوس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں ضرور ٹھہرے بعضی روایتوں میں ناتا ملانا یعنی عزیز داروں سے سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا بھی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع اور محل دیکھ کر جو ارکان جس قوم کے لیے زیادہ ضرور ہوں وہی بیان کیے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اور ارکان کو جنکی فرضیت اونکو معلوم ہو جاوے خواہ پیغمبر سے معلوم تھی بجا نہ لاویں واللہ اعلم

۹ عن طلحة بن عبيد الله

ص کسی میں زکوٰۃ کا ذکر نہیں

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبید اللہ سے تو دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا فرق ہے کہ جب اوس شخص نے کہا قسم خدا کی میں ما سبق نہ کمی کرونگا نہ بیشی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نجات پائی اُس نے قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے یا جنت میں جاویگا قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہے **ف** اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہائی اُس کے باپ کی حالانکہ دوسری حدیث میں ہے جو شخص قسم کہانا چاہے تو اللہ کی قسم کہاوے اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی منع کرتا ہے تم کو باپ دادون کی قسم کہانے سے جواب اُسکا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا بطریق عادت اور تکیہ کلام کے تہا کیونکہ عرب لوگ باتون میں اس قسم کی قسم کہا کرتے ہیں نہ بطور حلف کے جسمین تعظیم کسی کے نام کی مقصود ہوتی ہے اور مشابہ کرنا اسکا اللہ جل جلالہ کے ساتھ یہی جواب صحیح ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ اوس وقت ہوگا جب خدا کے سوا اور کسی کی قسم کہانا منع نہ تہا اور صحیح یہ ہے کہ قسم کہانا اللہ کے سوا اور کسی کی اس لیے منع ہوئی ہے کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو برابر نہ کیا جاوے یعنی جیسے خدا کے نام کی عظمت اور بڑائی دل میں ہے ویسی کسی اور کی نہو ۔ نہ کسی اور کے نام کی قسم کو پورا کرنا ایسا لازم اور ضروری سمجہا جاوے جیسے خدا کے نام کی قسم کو پہر اگر کسی اور کو ایسا بڑا اور بزرگ سمجہکر جیسے خدا کو سمجہتا ہے اوسکی قسم کہاوے تو وہ شخص مشرک ہو جاویگا اور جو ایسا نہ سمجہے صرف بطور تکیہ کلام یا عادت کے بطور لغو کسی کی قسم کہاوے تو وہ مشرک نہیں ہے مگر چونکہ مشابہ ہے مشرکون کے افعال کے اسلیے اس سے بہی پرہیز کرنا بہتر ہے اور یہی مقصد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور کی سوا خدا کے اوس نے شرک کیا

باب السُّؤَالِ عَنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ اسلام کے ارکان کو پوچھنے کا بیان

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِيْنَا اَنْ نَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَّجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْاَلَهٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ فَمَنْ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِنَا وَلَيْلَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ آللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ

فبالذی ارسلک اللہ امرک بہذا قال نعم قال وزعم رسولک ان علینا صوم شہر رمضان فی سنتنا قال صدق قال فبالذی ارسلک اللہ امرک بہذا قال نعم قال وزعم رسولک ان علینا حج البیت من استطاع الیہ سبیلا قال صدق قال ثم ولی قال والذی بعثک بالحق لا ازید علیہن ولا انقص منہن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئن صدق لیدخلن الجنۃ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی ہمکو ممانعت ہوئی تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کچہ پوچہنی کی ف اللہ جل جلالہ نے فرمایا یایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اخیر تک یعنی اے ایمان والو مت پوچہو بہت چیزین اگر تم پر کہلین تو تمکو بری لگین اور اگر پوچہوگے جسوقت قرآن اترتا ہی تو کہول جاوینگی اللہ نے اون سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا ویسی باتین پوچہہ چکی ہین کچہ لوگ تم سے پہلی پہر پوچہکر دوسرے دن منکر گئے ہین یعنے آپ سے نہ پوچہو کہ یہ چیز روا ہے یا نہین پس یہ کام کرین یا نہ کرین بلکہ جو فرمایا اوسپر عمل کرو جو نہ فرمایا اوسکو معاف جانو تا دین آسان رہی اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہوجاویگا پہر عمل نکرسکوگے جیسی اگلی لوگ نہ کرسکے پہر کفر کی رہین بتائین کہ پوچہنی کی حاجت نہین جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسیطرح بیفائدہ باتین پوچہنی کسی نے پوچہا میرا باپ کون تہا یا یہی عورت گہر مین کس طرح ہے اگر پیغمبر ہر بات کا جواب دیں تو شاید برا جواب آوے اور پشیمان حاصل ہو (موضح القرآن) تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مین امام عالیجاہ مولانا سید محمد صدیق حسن خان بہادر لکہتی ہین کہ اللہ تعالی نے کثرت سوال سی منع کیا اسلیے کہ کبہی بے حاجت سوال کرنے سے ایک امر جو واجب نہ تہا واجب ہوجاتا ہے اور بخاری اور مسلم نے انس سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا ایسا کہ کبہی کسی نے ویسا خطبہ نہ سنا تہا ایک شخص بولا میرا باپ کون تہا اوسی وقت یہ آیت اتری بخاری نے ابن عباس سے بہی ایسا ہی روایت کیا ہے ایک روایت مین ہے کہ وہ پوچہنیوالا عبد اللہ بن حذافہ تہا اوسنے پوچہا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہی ابن حبان نے ابو ہریرہ سی روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ اللہ نے تمپر فرض کیا ہے حج کو ایک شخص کہڑا ہوا اور بولا کیا ہر سال یا رسول اللہ آپ چپ ہو رہی اوسنے تین بار یہی پوچہا جب آپ نے فرمایا اگر مین ہان کہتا تو حج ہر سال فرض ہوجاتا پہر تم اوسکو ادا نکرسکتے جو بات مین ہان نکرون تم بہی اوسکو چہوڑ دو یعنے نہ پوچہو اسلیے کہ تم سے پہلے جو لوگ تہے وہ تباہ ہوگئے اپنی بہت پوچہنی کی وجہ سے اور اختلاف کرنے سے اپنی پیغمبرون پر جب مین تمکو کسی بات سے منع

کرون تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کرون تو تم اوسکو بجا لاؤ جہانتک تم سے ہو سکے اور یہ آیت اسی باب مین اتری بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوتی پھر پوچھتے پھر پوچھتے یہانتک کہ وہ شی حرام ہو جاتی جب حرام ہو جاتی تو اوسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شی کو اور وہ حرام نہ تھی پھر اوس کے پوچھنے سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے حدین باندہ دین ہین پھر اوس کے آگے مت بڑہو اور فرض بتلا دیے ہین اونکو ادا کرو اور حرام کر دیا ہے جن چیزون کو اونکو مت کرو اور جن باتون کو نہین بیان کیا اونکو بھولا نہین بلکہ رحمت ہے اوسکی تمہارے اوپر تو چپ ہو رہو اور اونکی بحث مت کرو انتہی۔ اگرچہ یہ مخالفت بیفائدہ سوال کرنے سے اور بیکار چیزون کے پوچھنے سے تہی اور یہ مطلب حضرت کا نہ تہا کہ لوگ ایمان کی باتین یا ضروری کام دین کے نہ پوچھین کیونکہ ان باتون کے بتلانے کے لیے تو خود حضرت بھیجے گئے تھے پر صحابہ ڈر کر بعضے وقت پوچھنے کی بات کو بھی نہ پوچھتے اور منتظر رہتے کہ کوئی نیا ناواقف شخص آوے اور وہ پوچھے ہم بھی سن لین اور سمجھ لین ق تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ کوئی شخص جنگل کے رہنے والون مین سے آوے مگر سمجھدار ہو آپ سے کچھ پوچھے ہم سنین تو ایک شخص آیا جنگل کے رہنے والون مین سے اور کہنے لگا ای محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے تمکو بھیجا ہے آپ نے فرمایا سچ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پھر اوس نے کہا زمین کس نے پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پھر اوس نے کہا پہاڑون کو کس نے کھڑا کیا اور انمین جو چیزین ہین وہ کس نے پیدا کین آپ نے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا قسم ہے اوس کی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑ کو کھڑا کیا اللہ نے سچ مچ آپ کو بھیجا ہے آپ نے فرمایا ہان ف پہلی اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پھر رسالت کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب نہایت عمدہ ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تہا پر عاقل اور سمجھدار تہا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث مین دلیل ہے اون لوگون کے لیے جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہین اسلیے کہ عوام کو بھی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اور تزلزل نہین رہتا برخلاف معتزلہ کے کہ وہ مقلد کے ایمان کو صحیح نہین سمجھتے اور یہ حدیث حجت ہے اون پر کیونکہ آپ نے اس شخص کے ایمان کو جائز رکہا اور یہ نہین کہا کہ تجھکو ان باتون پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکھنا ضرور ہے معتزلہ یہ کہتے ہین کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اوسکی مضبوطی پہ بھروسا نہین ہوسکتا اس لیے کہ اوس نے بغیر

ضمام بن ثعلبہ ۱۲

دلیل کے ایک آدمی کی بات کو مان لیا ہی پہر اگر کوئی وسوسہ اوسمین شک ڈالدی تو اوسکا اعتقاد ہٹ سکتا ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ جبتک اُسکو شک پیدا نہوا اس وقت تک تو اُسکا ایمان صحیح ہی کیونکہ وہ برابر ہی محقق کے ایمان کے جسنے دلائل مین غور کرکے حاصل کیا ہی اب مقلب القلوب جلّ و عز وجل ہے وہ چاہی تو ایمان پہ ثابت رکہی چاہی تو ڈگمگا دیوی بڑے بڑے محقق وسوسون مین پڑکر گمراہ ہوگئی ہین اور مقلد کامیاب ہوگئی ہین اگرچہ اسمین کچہ شک نہین کہ اعلی درجہ تحقیق کا ہی اور جہانتک تحقیق ممکن ہو تقلید کی راہ چلنا بہتر نہین تقلید مین کچہ حلاوت اور ذائقہ ہی پر اس سے کم وہی سمجہتی ہین جو محقق ہین **ف** پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے ہم سے کہا کہ ہمپر پانچ نمازین ہین ہر دن اور رات مین آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اُسکی جسنے آپکو بہیجا کیا اللہ نے اُن نمازونکا آپکو حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر زکوۃ ہے ہمارے مالون کی آپ نے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوس کی جسنے آپ کو بہیجا کیا اللہ نے آپ کو زکوۃ کا حکم کیا ہے آپنے فرمایا ہان پہر وہ شخص بولا آپ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر رمضان کے روزے ہین ہر سال آپنے فرمایا اوسنے سچ کہا وہ شخص بولا قسم اوسکی جسنے آپکو بہیجا کیا اللہ نے آپکو ان روزون کا حکم کیا ہی آپنے فرمایا ہان پہر وہ شخص بولا آپکے ایلچی نے کہا کہ ہمپر حج ہے بیت اللہ کا جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکہی (یعنی خرچ راہ اور سواری ہو اور رستہ مین امن ہو) آپ نے فرمایا سچ کہا اوسنے یہ سنکر وہ شخص پیٹہ موڑکر چلا اور کہنے لگا قسم اوسکی جسنے آپ کو سچا پیغمبر کرکے بہیجا مین ان باتون سے زیادہ کرون گا نہ کم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت مین جاوے گا **ف** امام نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اُسپر عمل کرنا چاہیے جب تو آپ نے دین کی باتین بتلانے کے لیے ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ شخص جو آیا تہا اُسکا نام ضمام بن ثعلبہ تہا قاضی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہی کہ یہ شخص مسلمان ہوکر آیا تہا مگر اسلام کی باتون کو اچہی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت سے خود پوچہ لیا حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب المعرفہ مین کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ علو اسناد طلب کرنا جائز ہی کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتین دین کے ایلچی کے واسطے سے سنی تہین پہر بے واسطہ لیکر خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کو آیا **عَنْ** اَنَسٍ كُنَّا نُهِيْنَا فِي الْقُرْاٰنِ اَنْ نَّسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ہمکو قرآن مین منع ہوا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات پوچہین پہر بیان کیا حدیث کو اسی طرح **بَابُ** بَيَانِ الْاِيْمَانِ الَّذِيْ يُدْخَلُ بِهِ الْجَنَّةُ وَاَنَّ مَنْ تَمَسَّكَ بِمَا اُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ باب بیان مین اُس ایمان کے جس سے آدمی جنت مین جاویگا اور بیان اس بات کی جو کوئی حکم بجالاوی وہ جنت مین جاویگا **عَنْ** اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا عَرَضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَاَخَذَ بِخِطَامِ نَاقَتِهٖ اَوْ بِزِمَامِهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ بِمَا يُقَرِّبُنِيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ فَكَفَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وُفِّقَ اَوْ لَقَدْ هُدِيَ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ ترجمہ ابو ایوب (خالد بن زید) انصاری سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر مین جا رہی تہی اتنے مین ایک جنگلی شخص آیا اور آپ کی اونٹنی کی رسی یا نکیل پکڑے اڑے اٹکر اور کہا یا رسول اللہ یا یون کہا یا محمد مجہے بتلاؤ وہ چیز جو نزدیک کرے مجہکو جنت سی اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئی اور دیکہا آپنے اصحاب کیطرف پہر فرمایا اسکو توفیق دی گئی یا ہدایت کی گئی (یعنے خدا نے اسکی مدد کی اور اسباب کو پہونچنے کی اوسکو طاقت دی توفیق کہتے ہین نیک بات کی قدرت دینے کو اور خذلان بری بات کی قدرت دینے کو) آپ نے فرمایا (اوس جنگلی سے) تو نے کیا کہا اوس نے پہر دہی کہا (یعنے مجہکو وہ بات بتلایئے جو جنت سی نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو پوج اور اوسکے ساتہہ کسی کو شریک نکر اور ادا کر نماز کو اور دے زکوۃ اور ناتے کو ملا دے (یعنے عزیزون رشتہ دارون کے ساتہہ سلوک کر اگر وہ برائی کرین یا ملاقات ترک کرین تو تو نیکی کر اور ان سی ملتا رہ) چہوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا) **ف** اس حدیث سی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اگر چلتے چلتے بہی کوئی شخص دین کی بات پوچہے تو ٹہرنا چاہیے اور اسکو بتلانا چاہیے اور دین کی بات بتلانے مین علم ہوتے سات سستی کرنا بری بات ہی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہی حق بات سی وہ گونگا شیطان ہی **عن** أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ ترجمہ ابو ایوب سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عن** أَبِي أَيُّوبَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْنِيْنِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمِكَ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَمَسَّكَ بِمَا أُمِرَ بِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ إِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ ترجمہ ابو ایوب سی روایت ہی ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور کہنے لگا مجہکو بتلایئے کوئی ایسا کام جسکو مین کرون وہ نزدیک کر دی مجہکو جنت سی اور دور کر دیوے جہنم سی آپنے فرمایا وہ کام یہ ہی کہ تو پوجے اللہ کو اور شریک نکرے اسکا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیوے زکوۃ کو اور ملا دی ناتی کو جب وہ پیٹہ پہیر کر چلا آپنے فرمایا اگر یہ چلیگا ان باتون پر جنکا حکم کیا گیا یا مین نے جنکا حکم کیا تو جنت مین جاویگا **عن** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ

بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا شَيْئًا اَبَدًا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے ایک گنوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھکو بتلایئے کوئی ایسا کام جب مین اسکو کرون تو جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا وہ کام یہہ ہے کہ پوجے تو اللہ کو اوس کے ساتھہ کسی کو شریک نکرے اور قائم کرے تو نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو جو فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے وہ شخص بولا قسم اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین نہ اس سے زیادہ کرونگا نہ اس سے کم جب وہ پیٹھہ پھیر کر چلا آپنے فرمایا جو خوش ہو اس بات سے کہ وہ ایک جنتی کو دیکھے تو اسکو دیکھے **ف** شاید اللہ جل جلالہ نے آپکو آگاہ کر دیا ہوگا کہ یہ شخص ضرور جنت مین جاویگا کیونکہ یہ ان کامون کو بجا لاویگا اور ہمیشہ کریگا یہان تک کہ اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا

باب مَنْ قَامَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَالشَّرَائِعِ دَخَلَ الْجَنَّةَ **ترجمہ** باب جو شخص قائم ہوا ایمان پر اور شرعیتون پر داخل جنت ہوہین

عن جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَةَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ اَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ **ترجمہ** جابر رض سے روایت ہے نعمان بن قوقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر مین فرض نماز ادا کرون اور حرام کو حرام سمجھون (اور اُس سے باز رہون) اور حلال کو حلال سمجھون (اگرچہ اوسکو نکرون) تو مین جنت مین جاؤنگا آپ نے فرمایا ہان

ن
ءَ اَدْخُلُ

عن جَابِرٍ رض قَالَ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ فِيْهِ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا مین اس سے زیادہ کچھ نکرون (یعنے فرض ادا کرون حرام کو حرام حلال کو حلال سمجھون اس سے زیادہ کچھ نکرون)

عن جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوٰتِ الْمَكْتُوْبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ اَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا اَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا **ترجمہ** جابر رض سے روایت ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مین اگر فرض نمازون کو ادا کرون اور رمضان کے روزے رکھون اور حلال کو حلال سمجھون اور حرام کو حرام اس سے زیادہ کچھ نہ کرون تو جنت مین جاؤنگا آپنے فرمایا ہان وہ شخص بولا قسم خدا کی مین اس سے زیادہ کچھ نہ کرونگا

ن
آ اَدْخُلُ

باب بَيَانِ اَرْكَانِ

الاسلام ودعائمہ العظام اسلام کے بڑے بڑے ارکان اور ستون کا بیان **عن** ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمسۃ علی ان یوحد اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ وصیام رمضان والحج فقال رجل الحج وصیام رمضان قال لا صیام رمضان والحج ھکذا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ سے آپ نے فرمایا اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ چیزوں پر یعنی پانچ ستونوں پر اسلام کھڑا ہے یہ تشبیہ ہے اسلام کو ایک گھر کی مانند سمجھو یا چھت کی جس میں پانچ کھمبے ہوں کہ اللہ جل جلالہ کی توحید نماز قائم کرنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا حج کرنا ایک شخص بولا حج اور رمضان کے روزے یعنی حج کو پہلے کیا اور روزوں کو بعد ابن عمر نے کہا نہیں رمضان کے روزے اور حج میں نے یوں ہی سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** مگر دوسری روایت خود ابن عمر سے بتقدیم حج مروی ہے پھر انہوں نے اس شخص پر کیسے انکار کیا اسکا جواب علما نے یوں دیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو دوبار سنا ہوگا ایک بار بتقدیم صوم اور ایکبار بتقدیم حج پھر اوس شخص کے سامنے وہ روایت نقل کی جو بتقدیم صوم تھی جب اوس نے حج کو پہلے کیا تو ابن عمر نے اوس پر انکار کیا کہ تو اس بات کو کیا جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ہی فرمایا بتقدیم صوم اور اس سے یہ بات نہیں نکلتی کہ انہوں نے دوسری طرح یہ روایت نہیں سنی اور احتمال ہے کہ ابن عمر اس وقت بتقدیم حج کی روایت کو فراموش کر گئے ہوں اسلیے انہوں نے اسکا انکار کیا پھر یاد آئی تو اسکو روایت کیا حافظ ابن الصلاح نے کہا ابن عمر کی محافظت اس ترتیب پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ واو کلام عرب میں ترتیب کے لیے آتی ہے اور یہ مذہب ہے بہت فقہاء شافعیہ اور بعض نحویوں کا لیکن جو لوگ واو سے ترتیب نہیں نکالتے جیسے جمہور کا قول ہے اور وہی مختار ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ انکار اسلیے نہ تھا کہ واو ترتیب کو مقتضی ہے بلکہ اس لیے کہ رمضان کے روزے ۲ سنہ ہجری میں فرض ہوئے اور حج ۶ سنہ یا ۹ سنہ ہجری میں فرض ہوا تو روزے کو پہلے ذکر کرنا مناسب ہے پھر تقدیم حج کی روایت بالمعنی ہے اور اس میں تصرف ہوا ہے تقدیم اور تاخیر سے نووی نے کہا ابن الصلاح کی یہ تقریر مسلم نہیں کیونکہ دونوں روایتیں صحیح ہیں اور دونوں میں منافاۃ نہیں اور اس قسم کا احتمال روایات میں بے فائدہ قدح پیدا کرتا ہے اور ابو عوانہ اسفرائنی نے کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں انکار ابن عمر کا صیام کی تقدیم پر نقل کیا ہے اور یہ برعکس ہے مسلم کی روایت کے لیکن ابن الصلاح نے کہا کہ یہ روایت مسلم کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی نووی نے کہا احتمال ہے کہ یہی صحیح ہو اور شاید یہ واقعہ دوبار پیش آیا ہو واللہ اعلم (نووی)

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بنی الاسلام علی خمس

عَلٰى اَنْ يُّعْبَدَ اللّٰهُ وَيُكْفَرَ بِمَا دُوْنَهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کھڑا کیا گیا ہے پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اُسکے سوا اور (تمام جھوٹے خداؤنکا) انکار کیا جاوے دوسرے نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

ترجمہ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا گیا ہے پانچ چیزوں پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمد اُسکے بندے ہیں اور اوسکے بھیجے ہوئے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتھی حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا

عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَلَا تَغْزُوْا فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْاِسْلَامَ بُنِيَ عَلٰى خَمْسَةٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ ۔

بُنی خمسٍ

ترجمہ طاؤس سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے ایک شخص نے کہا تم جہاد کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اسلام کے پانچ کھم (ستون) ہیں ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے دوسری نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان کے روزے رکھنا پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا

ف اور جہاد اس قسم کا رکن نہیں کہ ہر مسلمان کو اسکا کرنا ضرور ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے کیا تو سب کیطرف سے الزام جاتا رہا البتہ اگر کوئی نکرے تو سب کے سب گناہ گار ہونگے یہ اُس وقت ہے جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونیکی ضرورت نہو اور جو جماعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کیلئے کافی ہو اور جب کافر ہجوم کر آویں اور جہاد کرنے والے مسلمان اُنکے مقابلے سے عاجز ہوں تو اُسوقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے پھر یہ واقعہ اُس وقت کا ہوگا جب وہ بوڑھے ہو گئے یا اور کسی عذر سے اُنکو جہاد میں جانیکی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہوگا جب خود مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اسوقت میں تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے

بَابُ الْاَمْرِ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَشَرَائِعِ الدِّيْنِ وَالدُّعَاءِ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالِ عَنْهُ وَحِفْظِهِ وَتَبْلِيْغِهِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ **ترجمہ** باب حکم کرنیکا اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لانے کے لیے اور دین کے احکام پر لوگون کو بلانا اوس طرف اور پوچہنا اور یاد رکہنا دین کی باتون کو اور پہونچانا دین کا اون لوگون کو جنکو نہین پہونچا **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُقَيَّرِ وَزَادَ خَلَفٌ فِيْ رِوَايَتِهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے **ف** وفد کہتے ہین اون لوگون کو جو ایک جماعت یا قوم کیطرف سے منتخب ہو کر بہیجے جاوین کسی ضروری کام کے واسطے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار کیطرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہین اور یہ ایک شاخ ہے ربیعہ کی جو ایک بڑا قبیلہ تہا عرب مین یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے چودہ سوار تہے جنکا سردار اشج عصری تہا اور ان لوگون مین تہے مزیدہ بن مالک محاربی اور عبیدہ بن ہمام محاربی اور صحار بن عباس مری اور عمرو بن مرحوم عصری اور حارث بن شعیب عصری اور حارث بن جندب اور باقی لوگون کا نام معلوم نہین ہوا اور ان لوگون کے آنیکا یہ سبب تہا کہ منقذ بن حیان ایک شخص تہا جو اکثر مدینہ منورہ مین تجارت کے لیے آیا کرتا جاہلیت کے زمانے مین ایکبار وہ چادرین اور کہجورین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سے مدینہ مین لیکر آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے مدینے کو ہجرت کر چکے تہے منقذ راہ مین بیٹہا تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادہر سے گذرے منقذ آپکو دیکہکر اوٹہہ کہڑا ہوا آپ نے فرمایا منقذ تمہاری قوم کے سب لوگون کا کیا حال ہے پہر آپنے اوسکی قوم کے بڑون بڑون مین سے ہر ایک کا نام لیا منقذ یہ معجزہ دیکہہ کر حیران ہوا اور اسیوقت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرأ سکہا پہر ہجر کیطرف جانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے ساتہہ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگون کو وہ خط منقذ نے عبد القیس کے لوگون کو نہین دیا اور اپنے پاس چہپا رکہا ایکبار منقذ کی جورو جو اشج عصری کی بیٹی تہی (اشج کا نام منذر بن عائذ تہا لیکن حضرت نے اوسکا نام اشج رکہا کیونکہ اوسکی پیشانی مین ایک چوٹ کا

نشان تہا) اوسنے اپنے خاوند کو نماز اور قرآن پڑہتے دیکہکر اپنے باپ منذر سے اسکا تذکرہ کیا اور یہ کہا کہ میرے خاوند کا جبسے وہ مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے عجب حال ہوگیا ہے ہاتہہ پاؤن دہوتا ہے پہر اسطرف (یعنی قبلہ) کیطرف منہ کرکے کبہی پیٹ جہکاتا ہے (رکوع) کبہی زمین پر گرتا ہے (سجدہ) جب منذر اوسکے خاوند سے ملا اور دونون کی باتین ہوئین تو اشج کے دل مین اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لیکر اپنی قوم پاس آیا اور پڑہ کر سنایا اون سبہون کا دل اسلام کیطرف مائل ہوا اور انہونے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف روانہ کی جسکا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمہارے پاس عبد القیس کے لوگ آتے ہین جو پورب والون مین سب سے بہتر ہین اور اون مین اشج بہی ہے وہ لوگ پہرنے والے نہین نہ شک کرنیوالے ف اور کہا یا رسول اللہ ہم ربیعہ کے قبیلہ مین سے ہین اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر روکے ہین مضر (یہی ایک قبیلہ کا نام ہے اوسکے لوگ کافر تہے اور وہ عبد القیس اور مدینہ کے بیچ مین رہتے تہے عبد القیس کے لوگون کو آنے نہ دیتے تہے) اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (عربکے نزدیک چار مہینے حرام تہے (یعنی ذیقعدہ اور ذیحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینون مین وہ لوٹ مار نہ کرتے اور مسافرون کو نہ ستاتے اسوجہ سے ان مہینون مین مسافر سفر کیا کرتے اور بے کہٹکے راہ چلتے) تو بتلایئے ہمکو کوئی ایسی بات جسپر ہم عمل کرین اور ہماری طرف کے لوگون کو بہی اوس طرف بلادین آپنے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا ہون چار باتون سے پہر بیان کیا اونکو حکم کرتا ہون کہ گواہی دو اسبات کی کوئی برحق معبود نہین سوا اللہ کے اور حضرت محمد اوسکے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ کو اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مالمین سے

ف دوسری روایت مین پانچ باتین مذکور ہین چار تو یہی اور ایک رمضان کے روزے اور بخاری کی روایت مین بہی پانچ باتین ہین اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ آپنے چار باتین فرمائین اور ذکر کیا پانچ کو علما نے اسکا جواب کئی طرح سے دیا ہے سب سے ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتین تہین یعنی توحید اور نماز اور زکوۃ اور روزہ مگر ایک بات غنیمت کے خمس کے زیادہ بتلائی اسلیے کہ وے لوگ کفار مضر کے قریب رہتے تہے اور انکو جہاد کرنا پڑتا تہا اور غنیمتین ملتی تہین اور ابن الصلاح نے کہا وَاَنْ تُؤَدُّوْا کا عطف شہادۃ ان لا الہ الا اللہ پر نہین ہے تا کہ پانچ باتین ہون بلکہ اربع پر ہے تو مطلب یہ ہوا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور ایک اور بات کا ت

منع کرتا ہون دُبّا سے (یعنی کدو کے تونبے) اور حنتم سے ف حنتم کی تفسیر مین علما کے کئی اقوال مین صحیح یہی ہے کہ حنتم کہتے ہین سبز لاکہی گہڑون کو اور یہ تفسیر خود صحیح مسلم مین کتاب الاشربہ مین ابو ہریرہؓ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبداللہ بن مغفل اور اکثر اہل لغت کا اور بعضون نے کہا کہ حنتم ہر ایک گھڑے (ٹھلیا) کو کہتے ہین یہ عبداللہ بن عمر اور سعید بن جبیر اور ابوسلمہ کا قول ہے بعضون نے کہا کہ حنتم ایک قسم کے گھڑے ہین جو مصر سے آتی ہین وہ اندر سے روغنی ہوتے ہین اور یہ انس بن مالک اور ابن ابی لیلی سے منقول ہے انہون نے کہا وہ لال ہوتے ہین بعضون نے کہا کہ حنتم لال رنگ کی گھڑے ہین اونمین مصر سے شراب آیا کرتا تھا یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی لیلی نے کہا کہ طائف سے اسمین شراب آتا تھا اور کچھ لوگ انمین نبیذ بنایا کرتے تھے بعضون نے کہا کہ حنتم وہ گھڑے ہین جو مٹی اور بال اور خون سے بنتی ہے اور یہ عطا سے منقول ہے (نووی) **ت** اور نقیر سے (یعنے جو مین برتن سے ایک لکڑی کو لیکر اوسکو کھود کر کڑا سا بنا لیتے تھے) اور مقیر سے **ف** مقیر قار سے نکلا ہے یعنی جس برتن پر قار چڑھا ہو قار زفت کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا زفت ایک قسم ہے قار کی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر سے بسند صحیح منقول ہے کہ مزفت اور مقیر ایک چیز ہے اور قار اور زفت ہندی مین رال کو کہتے ہین **ت** خلف بن ہشام نے اپنی روایت مین اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور اشارہ کیا آپ نے انگلی سے ایک کا **ف** یہ جو ان چارون قسم کے برتنون سے ممانعت کی اوس سے غرض یہ ہے کہ ان برتنون مین شربت نہ بناؤ یعنی کھجور اور انگور اون مین نہ بھگوؤ اس لیے کہ ان برتنون مین شراب تیار ہوا کرتا تھا اور نشہ اون مین جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چمڑے مین شربت بھگونے کی ممانعت نہین کی کیونکہ چمڑا لطیف ہے اوسمین نشہ والی چیز نہین چھپتی بلکہ اکثر چمڑا تیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ ممانعت بھی اول اسلام مین تھی پھر بریدہ کی حدیث سے منسوخ ہوگئی اوس مین یہ ہے کہ مین نے تمکو منع کیا تھا شربت بھگونے سے سوا چمڑے کے اور برتنون مین لیکن اب بھگوؤ ہر برتن مین اور نہ پیو اوس شراب کو جو نشہ لاوے روایت کیا اسکو مسلم نے اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت منسوخ ہوگئی اور ایک جماعت علما نے اس ممانعت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس سے (نووی)

عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَیْنَ یَدَیِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَیْنَ النَّاسِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَسْاَلُهُ عَنْ نَبِیْذِ الْجَرِّ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِیْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا النَّدَامٰی قَالَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْتِیْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِیْدَةٍ وَاِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ هٰذَا الْحَیَّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَاْتِیَكَ اِلَّا فِیْ شَهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ

بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ **قَالَ** وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ **قَالَ** أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَحْدَهُ وَقَالَ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُؤَدُّوا خُمُسًا مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيرِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مَنْ وَرَاءَكُمْ وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ مَنْ وَرَاءَكُمْ وَلَيْسَ فِي رِوَايَتِهِ الْمُقَيَّرُ **ترجمہ**

ابو جمرہ (نصر بن عمران) سے روایت ہے مین ابن عباس کے سامنے اون کے اور لوگون کے بیچ مین مترجم تہا (یعنی اور لوگون کی بات کو عربی مین ترجمہ کرکے ابن عباس کو سمجہاتا اور انکی بات فارسی مین ترجمہ کرکے لوگون کو سمجہاتا) اتنے مین ایک عورت آئی جو پوچہتی تہی گہڑے کے نبیذ کو **ف** یعنی مٹی کے مٹہور یا ٹہلیا یا گہڑے مین جو کہجور یا انگور کا شربت بنایا جاوے اُسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس مین دلیل ہے اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردون سے بات کرسکتی ہے اور انکی آواز سن سکتی ہے اور وہ بہی آواز سن سکتے ہین احتیاج کیوقت **ت** ابن عباس نے کہا عبد القیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گذرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپنے پوچہا یہ وفد کون ہین یا یہ کون قوم کے لوگ ہین لوگون نے کہا ربیعہ کے لوگ ہین آپ نے فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو **ف** مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کیوقت بولتے ہین یعنے جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اچہی جگہ آئے وسعت اور کشایش کی جگہہ مین **ت** جو نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ (کیونکہ خود آئے اور مسلمان ہونیکو بغیر لڑائی کے اگر لڑائی کے بعد مسلمان ہوتے تو رسوا ہوتے لونڈی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو شرمندہ ہوتے) اون لوگون نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس دور دراز سفر سے آتے ہین اور ہماری اور آپکے بیچ مین یہ قبیلہ ہے مضر کے کافرون کا تو ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینے مین (جب لوٹ مار نہین ہوتی) اس لیے ہمکو حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلادین اور لوگون کو بہی اور جاوین اوسکے سبب سے جنت مین آپ نے حکم کیا انکو چار باتون کا اور منع کیا انکو چار باتون سے حکم کیا انکو اللہ کی توحید پر ایمان لانیکا اور پوچہا اون سے تم جانتے ہو ایمان کیا ہے انہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس بات کی کہ کوئی لائق نہین عبادت کے سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمد اوسکے بہیجے ہوئے ہین اور قائم کرنا نماز کا اور دینا زکوۃ کا اور روزے رکہنا رمضان کے (یہ چار باتین ہوگئین اب ایک پانچوین بات اور ہے) اور ادا

کرنا پانچوین حصے کا غنیمت کے مال مین سے (یعنی جو کافرون کی لوٹ مین سے مال ملے اوس مین سے پانچوان حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کدو کے تونبے اور سبز لاکھی گھڑے اور روغنی برتن سے شعبہ نے کبھی یون کہا اور نقیر سے اور کبھی کہا مقیر سے (دونون کے معنے اوپر گذرے) اور فرمایا یاد رکھو اسکو اور خبر کرو ان باتون کی اُن لوگون کو جو تمہارے پیچھے ہین اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے مَنْ وَّرَاءَكُمْ کہا بدلے مِنْ وَّرَائِكُمْ کے (اور مطلب ایک ہی) اور اُن کی روایت مین مقیر کا ذکر نہین ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَقَالَ أَنْهَاكُمْ عَمَّا يُنْبَذُ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ إِنَّ فِيْكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ابن عباس سے اسیطرح ہے اسمین یہ ہے مین تمکو منع کرتا ہون اوس نبیذ سے جو بھگو یا جاوے کدو کے تونبے اور چوبین اور سبز لاکھی اور روغنی برتن مین ابن معاذ نے اپنی روایت مین اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے (جسکا نام منذر بن حارث بن زیاد تھا یا منذر بن عامر یا منذر بن عبید یا عائذ بن منذر یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھہ مین دو عادتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر مین سمجھہ بوجھکر کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کہ جب عبد القیس کے لوگ مدینہ مین پہونچے تو جھٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگئے مگر اشج سامان کے پاس ٹھہرا رہا اور سب سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پھر اچھے کپڑے بدلے بعد اوسکے آپ پاس آیا آپ نے اُسکو نزدیک بلایا اور اپنی بازو بٹھلایا پھر یہ فرمایا حقیقت مین عقلمندی اور اطمینان یہ دونون صفتین ایسی ہین جو تمام خوبیون کی جڑ ہین بعض آدمی عقلمند ہوتے ہین لیکن جلد باز اون سے بہت سی غلطیان ہو جاتین ہین پھر شرمندہ ہوتے ہین عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اوسمین خوب فکر کرے اور اُسکی فائدون اور نقصانون پر نظر ڈالے پھر جب فائدے زیادہ معلوم ہون اور اُسکام کا انجام بھی اچھا ہو تو اوسکو کرے اگر خود سے یہ کام نہو سکے تو اور عقلمند دوستون سے مشورہ لیوے حکما نے کہا ہے کہ جو آدمی ہر کام کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے اوس مین اور جانور مین کچھ فرق نہین جانور کی عقل اسیقدر ہے کہ جو خیال آیا اوس طرف دوڑا فکر و تامل اور انجام بینی کچھ نہین **عن** قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ لَقِيَ الْوَفْدَ الَّذِيْنَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيْدٌ وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَبَا نَضْرَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فِيْ

حدیثه هذا ان اناسا من عبد القیس قدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا یا رسول الله انا حی من ربیعة وبیننا وبینک کفار مضر ولا نقدر علیک الا فی اشهر الحرم فمرنا بامر نامر به من وراءنا وندخل به الجنة اذا نحن اخذنا به فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرکم باربع وانهاکم عن اربع اعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا واقیموا الصلوة واتوا الزکوة وصوموا رمضان واعطوا الخمس من الغنائم وانهاکم عن اربع عن الدباء والحنتم والمزفت والنقیر قالوا یا نبی الله ما علمک بالنقیر قال بلی جذع تنقرونه فتقذفون فیه من القطیعاء قال سعید او قال من التمر ثم تصبون فیه من الماء حتی اذا سکن غلیانه شربتموه حتی ان احدکم او ان احدهم لیضرب ابن عمه بالسیف قال وفی القوم رجل اصابته جراحة کذلک قال وکنت اخبؤها حیاء من رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت ففیم نشرب یا رسول الله قال فی اسقیة الادم التی یلاث علی افواهها فقالوا یا نبی الله ان ارضنا کثیرة الجرذان ولا تبقی بها اسقیة الادم فقال نبی الله صلی وان اکلتها الجرذان وان اکلتها الجرذان وان اکلتها الجرذان قال وقال نبی الله صلی الله علیه وسلم لاشج عبد القیس ان فیک لخصلتین یحبهما الله الحلم والاناة

نبی الله

اخبانا

م الله علیه وسلم

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے مجھ سے حدیث بیان کی اس شخص نے جو ملا تھا اس وفد سے جو رسول اللہ صلعم پاس آئے تھے عبد القیس کے قبیلے مین سے (اور قتادہ نے نام نہ لیا اس شخص کا جس سے یہ حدیث سنی اسکو تدلیس کہتے ہین) سعید نے کہا قتادہ نے ابو نضرہ کا نام لیا انہون نے سنا ابو سعید خدری سے (تو قتادہ نے اس حدیث کو ابو نضرہ (منذر بن مالک بن قطعہ) سے سنا انہون نے ابو سعید خدری سے (سعد بن مالک بن سنان سے) کہ کچھ لوگ عبد القیس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور کہنے لگے اے نبی اللہ کے ہم ایک شاخ ہین ربیعہ کے اور ہمارے اور آپکے بیچ مین مضر کے کافر ہین اور ہم نہین آسکتے آپ تک مگر حرام مہینون مین تو حکم کیجیے ہم کو ایسے کام کا جسکو ہم بتلا دین اور لوگون کو جو ہمارے پیچھے ہین اور جنت مین جاوین ہم اسکی وجہ سے جب ہم اوس پر عمل کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تمکو حکم کرتا ہون چار باتون کا اور منع کرتا ہون چار چیزون سے پوجو اللہ کو اور نہ شریک کرو اسکے ساتھ کسیکو اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور روزے رکھو رمضان کے اور ادا کرو پانچوان حصہ غنیمت کے مالون مین سے اور منع کرتا ہون مین تمکو چار چیزون سے کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن اور نقیر سے لوگون نے کہا یا رسول اللہ نقیر آپ نہین جانتے آپنے فرمایا کیون

نہین جانتا نقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کھود لیتے ہو پھر اوسمین قطیعاء (ایک قسم کی چھوٹی کھجور اوسکو شہریز بھی کہتے ہین) بھگوتے ہو سعید نے کہا یا تمر بھگوتے ہو پھر اوس مین پانی ڈالتے ہو جب اُسکا جوش تھم جاتا ہے تو اُس کو پیتے ہو یہانتک کہ ایک تم مین کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نشہ مین آکر جب عقل جاتی رہتی ہے تو دوست دشمن کی شناخت نہین رہتی اپنے بھائی کو جسکو سب سے زیادہ چاہتا ہے تلوار سے مارتا ہے شراب کی برائیون مین سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپنے بیان کیا) راوی نے کہا ہماری لوگون مین اُسوقت ایک شخص موجود تھا (جسکا نام جہم تھا) اُسکو ایک زخم لگ چکا تھا اُسی نشے کے بدولت لیکن مین اُسکو چھپاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کے مارے مین نے کہا یا رسول اللہ پھر کس برتن مین ہم شربت پیوین آپنے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین مشکون مین جنکا مونھہ باندھا جاتا ہے (ڈوری یا تسمے سے) لوگون نے کہا ای نبی اللہ کے ہماری ملک مین چوہے بہت ہین وہان چمڑے کے برتن نہین رہ سکتے آپ نے فرمایا پیو چمڑے کے برتنون مین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے اُنکو کاٹ ڈالین اگرچہ چوہے انکو کاٹ ڈالین (یعنی جس طور سے ہوسکے چمڑے ہی کے برتن مین پیو چوہون سے حفاظت کرو اگر نہ ہوسکے تو خیر پر اور برتن مین پینا درست نہین کیونکہ وہ شراب کے برتن ہین) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے اشج سے فرمایا تجھہ مین دو خصلتین ایسی ہین جنکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور اطمینان جلدی نکرنا **عن** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّۃَ غَیْرَ اَنَّ فِیْہِ وَتُذِیْفُوْنَ فِیْہِ مِنَ الْقُطَیْعَاءِ وَالتَّمْرِ وَالْمَاءِ وَلَمْ یَقُلْ قَالَ سَعِیْدٌ اَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے مگر اُس مین بجائے تقذفون کے تدیفون یا تذیفون ہے یعنی ملاتے ہو اوسمین قطیعاء اور کھجور اور پانی **عن** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوْا نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاکَ مَاذَا یَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْاَشْرِبَۃِ فَقَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِی النَّقِیْرِ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنَا اللّٰہُ فِدَاکَ اَوَتَدْرِیْ مَا النَّقِیْرُ قَالَ نَعَمْ الْجِذْعُ یُنْقَرُ وَسَطُہٗ وَلَا فِی الدُّبَّاءِ وَلَا فِی الْحَنْتَمَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْمُوْکَا۔ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے عبد القیس کے وفد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے ای نبی اللہ کے اللہ ہمکو آپ پر فدا کرے کون سا شراب ہمکو درست ہے آپ نے فرمایا نقیر مین نہ پیو انہون نے کہا ای نبی اللہ

کے اللہ ہم کو آپ پر فدا کرے کیا آپ جانتے ہین نقیر کو آپنے فرمایا ہان نقیر ایک لکڑی ہے جسکی بیچ مین کہود کر گڈہا کر لیتے ہین کدو کے تونبے مین نہ پیو سبز لاکہی برتن ہین نہ پیو اور پیو مشکون مین (چمڑی کی) جنکا منہ بندہا ہو ڈوری یا تسمہ سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سی بہت سی مسائل معلوم ہوئی جو جا بجا اوپر مذکور ہوئی اور مین اختصار سے انکو بیان کرتا ہون ایک تو روسا اور اشراف کی سفارت روانہ کرنا ضروری اور مہم کامون کے لیے دوسری سوال سے پہلے عذر ظاہر کرنا تیسرے مہمات اسلام اور ارکان اسلام کا بیان سوا حج کے اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اوس وقت تک حج فرض نہین ہوا تہا چوتہی عالم کو مدد چاہنا دوسرون کے سمجہانے کے لیے کسی اور شخص سے جیسے ابن عباس کے مترجم ابو جمرہ تہے پانچوین ترجمہ اور فتویٰ اور خبر مین ایک شخص کا قول کافی ہونا چہٹی مہمان کے لیے مرحبا کہنا اوسکی تعریف کرنا اوس کے خوش کرنے کے لیے ساتوین تعریف کرنا منہ پر جب اوس مین فتنے کا خوف نہو اور مونہہ پر تعریف کرنا یعنے مدح جو منع ہے وہ اوسی وقت جب فتنے کا خوف ہو ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بہت مقامون مین مدح ثابت ہی آپ نے ابوبکر رض سی فرمایا ازار لٹکانے کی حدیث مین تو اون لوگون مین سے نہین ہے جو تکبر سے ایسا کام کرتے ہین اور فرمایا ای ابوبکر مت رو سب لوگون سی زیادہ احسان صحبت اور مال کیوجہ سی مجہہ پر تیرا ہے اور جو مین کسیکو دوست بناتا (سوا خدا کے) تو ابوبکر کو بناتا اور ایسی ہی بہت سی حدیثین اور آثار منقول ہین آٹہوین پوچہنے والے پر عتاب کرنا اگر وہ کہے مجہہ سے کہول کر بیان کرو نوین صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہونا شہر رمضان کہنا ضرور نہین دسوین عالم سی دوبارہ پوچہنا سمجہنے کے لیے گیارہوین تاکید کرنا کلام کے زیادہ اثر ڈالنے کے لیے بارہوین یہ کہنا درست ہی کہ خدا مجہے تیرے قربان اور فدا کرے انتہی مختصرا

باب الدُّعَاءِ اِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ باب بلانے مین لوگون کو طرف شہادتین کے اور بیان مین اسلام کے ارکان کے

عن ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مُعَاذًا قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكَ تَاْتِیْ قَوْمًا مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِیْ فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے معاذ بن جبل نے کہا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہیجا (یمن کیطرف حاکم کر کے) تو فرمایا تم ملو گے

لوگون سے اہل کتاب کے تو بلانا انکو اس بات کی گواہی کیطرف کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بھیجا ہوا ہون (یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اسکو مان لین تو بتلانا انکو یہ بات کہ اللہ نے ان پر فرض کی ہین پانچ نمازین ہر دن اور رات مین پھر اگر وہ مان لین اسکو تو بتلا انکو یہ بات کہ اللہ نے فرض کیا ہے ان پر زکوة کو جو لیجاویگی انکے مالدارون سے پھر دیجاویگی انہی کے فقیرون اور محتاجون کو اگر وہ اسکو مان لین تو خبردار نہ لینا عمدہ مال ان کے (یعنے زکوة مین متوسط جانور لینا عمدہ عمدہ دودھ والا اور پر گوشت فربہ چھانٹ کر نہ لینا) اور بچنا مظلوم کی بددعا سے کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہین **ف** یعنی وہ فوراً اللہ تک پہونچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت باتین نکلتی ہین قبول کرنا خبر واحد کا اور واجب ہونا عمل اسپر اور وتر کا واجب نہ ہونا اس لیے کہ معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے یمن کیطرف بھیجے گئے تھے پھر اگر وتر واجب ہوتا تو آپ انکو بھی نمازون مین شریک کرتے اور مسنون ہونا دعوت کفار کو طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم نہونا اسلام کا جب تک شہادتین کو زبان سے اقرار نکرے اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور واجب ہونا پانچون نمازون کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا اپنے عاملون کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوة وصول کرنیوالے پر عمدہ مال چھانٹ لینا اسی طرح صاحب مال پر برا مال دینا اور زکوة نہ دینا کافر کو نہ مالدار کو اور استدلال کیا ہے اس حدیث سے خطابی اور ہمارے اصحاب نے کہ زکوة کا نقل جائز نہین یعنے ایک ملک کی زکوة دوسرے ملک کے فقیرون کو نہ بھیجی جاوے اور یہ استدلال قوی نہین کیونکہ فقرائہم سے مراد مسلمانون کے فقیر ہو سکتے ہین اور بعضون نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز روزہ زکوة کے ساتھ مخاطب نہین ہین یعنی انکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین اور اسی امر کے نکرنے پر انکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ انپر جب فرض ہے کہ وہ مسلمان ہون اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو انکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین ہی کو نہ مانین تو ارکان اسلام انپر واجب نہین اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ جب شہادتین کا اقرار کرین تو انکو بتلا دے کہ نماز کا مطالبہ ان سے ہوگا دنیا مین اور دنیا مین تو ارکان اسلام کا مطالبہ جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین بھی انکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب نہ ہو اور قرینہ اسپر یہ ہے کہ حضرت نے ایک ایک بات بہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس سے کم اور خود اسی حدیث مین یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلا انکو زکوة کی فرضیت حالانکہ اس کا

کوئی قائل نہین ہوا کہ پہلی انسان پر نماز فرض ہوتی ہے پہر اوسکے بعد زکوۃ فرض ہوتی ہے **عن** ابنِ عبّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اِنَّكَ سَتَاْتِیْ قَوْمًا بِمِثْلِ حَدِیْثِ وَکِیْعٍ **ترجمہ** ابن عباس سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عن** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ قَالَ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰی قَوْمٍ اَهْلِ کِتَابٍ فَلْیَکُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَاِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ یَوْمِهِمْ وَلَیْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ زَکٰوةً تُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ کَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ

ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن بہیجا تو اون سے کہا تم جاؤگے ایک قوم پاس اہل کتاب مین سے تو سب سے پہلے جس طرف تم اون کو بلاؤ وہ اللہ جل جلالہ کی عبادت ہے پہر جب وہ خدا کو پہچان لیوین **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاری خدا کو نہین پہچانتے اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر مین خدا کی پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے خدا کو پہچانا اگرچہ عقل اس بات کو جائز رکہتی ہے کہ جو شخص ایک رسول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو شخص خدا کو مشابہ سمجہتا ہے اور مخلوقات کی یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کیطرح یہودیون مین سے یا خدا کو اولاد ہونا جائز جانتا ہے یا اوسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلول اور انتقال اور امتزاج اجسام کیطرح اوسکے لیے جائز سمجہتا ہے نصاری مین سے یا اوسکی اوصاف ایسی بیان کرتا ہے جو اسکو لائق نہین یا اوس کے لیے شریک یا مخالف برابر والا ثابت کرتا ہے مجوس اور بت پرستون مین سے ان سب کا معبود درحقیقت خدا نہین ہے اگرچہ وہ اسکا نام خدا رکہین تو درحقیقت انہون نے سچے خدا کو نہین پہچانا اس نکتے کو سمجہ کر یاد رکہنا چاہیے (نووی) **ف** تو انکو بتلا کہ اللہ نے اونپر پانچ نمازین فرض کی ہین ہر رات اور دن مین جب وہ یہ کرنے لگین تو انکو بتلا کہ اللہ نے اونپر زکوۃ فرض کی ہے جو لی جاویگی اونکے مال مین سے پہر دی جاویگی اونہی مین کے فقیرون کو جب وہ یہ بہی مان لین تو زکوۃ لے اون سے اور بچ اونکے عمدہ مالون سے **ف** یہ جو فرمایا زکوۃ لی جاویگی اون کے مال مین سے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی مسلمان زکوۃ نہ دیوے تو جبرا اوسکے مال مین سے وصول کیجاوے گی اس مین خلاف نہین ہے مگر اختلاف اسمین ہے کہ آیا وہ باطنا بینہ وبین اللہ زکوۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا اوس مین ہماری اصحاب کے دو قول ہین (نووی) **باب** الْاَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ باب بیان مین اس بات کے کہ لوگون

سے لڑنا چاہیے یہانتک کہ وہ کہہ لیں کوئی معبود سچا نہیں سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اسکے رسول ہیں

عن ابی ھریرۃ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف ابو بکر الصدیق بعدہ وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ فقد عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابو بکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عقالا کانوا یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ فقال عمر بن الخطاب فواللہ ما ھو الا ان رایت اللہ قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق **ترجمہ**

ابوہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابو بکر صدیق رضہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہوگئے کافر ہو گئے **ف** خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کیطرف پھر لوٹ گئے تھے اور ابوہریرہ نے جو کہا کافر ہو گئے عرب کے لوگ جو کافر ہو گئے اس سے مراد اسی قسم کے لوگ ہیں اور ایسے لوگوں میں بھی دو گروہ تھے ایک گروہ تو مسیلمہ کذاب کا جو اسکو پیغمبر جانتے تھے اور اسود عنسی کا اور اس کے قبول کرنیوالے یمن کے لوگوں میں سے یہ فرقہ تو بالکل ہمارے پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور مسیلمہ یا اسود کو پیغمبر سمجھتا ابو بکر صدیق نے ان سے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ مسیلمہ یمامہ میں اور اسود عنسی صنعا میں مارا گیا اور انکی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور اکثر ان میں کے مارے گئے دوسرا گروہ وہ تھا جو دین سے پھر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزے کو چھوڑ دیا تھا اور پھر اسی جاہلیت کے طریق پر چلنے لگا تھا اسوقت خدا کو سجدہ صرف تین مسجدوں میں ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد بحرین میں دوسری طرح کے لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوۃ میں فرق نکالا تو نماز پڑھتے تھے لیکن زکوۃ دینے سے انکار کیا یہ لوگ درحقیقت ایکقسم کے باغی تھے انہی لوگوں کے بارے حضرت عمر کو شبہ ہوا (السراج الوہاج) **ف** تو حضرت عمر نے ابو بکر سے کہا تم کیونکر لڑو گے ان لوگوں سے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے تو پکڑا جاویگا) پھر حساب اسکا اللہ پر ہے (اگر اسکے دل میں کفر ہو اور ظاہر میں ڈر کے مارے مسلمان

ہو گیا ہو تو قیامت مین اللہ اوس سے سمجھ لیگا پر دنیا مین اس سے کوئی مواخذہ نہو گا **ف** تو حضرت عمر کا اعتراض نظر ظاہر حدیث کے تہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اوس نے بچا لیا اپنے مال اور جان کو اور یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہین صرف زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین پہر ان سے لڑنا اور اُنکی مال اور جان لینا کیونکر درست ہوگا **ف** حضرت ابوبکر نے کہا قسم خدا کی مین تو لڑون گا اوس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوۃ مین اس لیے کہ زکوۃ مال کا حق ہے **ف** مطلب حضرت ابوبکر کا یہ تہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت معلق کی ہے دو شرطون پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطون پر وہ ایک شرط کے ہونے سے حاصل نہین ہوتا جب دوسری شرط نہو پہر قیاس کیا اوسکا نماز سے بعد اوسکے زکوۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث مین دلیل ہے اس بات کی کہ جو شخص نماز چہوڑ دے اوس سے لڑائی درست ہے باجماع صحابہ جب ابوبکر نے زکوۃ کو جو مختلف فیہ تہی نماز کی مثل قرار دیا جو متفق علیہ تہی تو اس معاملہ مین حضرت عمر رضہ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابوبکر نے قیاس سے اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے **ف** قسم خدا کی اگر وہ ایک عقال کو روکین گے جو دیا کرتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مین لڑون گا اون سے اوسکے نہ دینے پر **ف** مسلم مین عقالا مروی ہے اور ایسا ہی بخاری مین اور بعضی روایتون مین عقال کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہین بکری کے بچے کو اور دونون صحیح ہین اور محمول ہین اس امر پر کہ ابوبکر نے دو مرتبہ یہ کلام کہا ہوگا ایک بار عقال کہا اور ایکبار عناق تو روایت کیے گئے اون سے دونون لفظ تو عناق سے مراد بکریون کے بچے ہین جنکی مائین مر گئی ہون اور عقال سے مراد ایک سال کی زکوۃ ہے اور بعضون نے کہا کہ عقال وہ رسی ہے جس سے اونٹ کو باندہتے ہین اور نووی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور مبالغہ کا ہے تو جہانتک عقال کی تحقیر ہو مناسب ہے اور جب ایک سال کی زکوۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہین ہوتا (السراج الوہاج) **ف** حضرت عمر نے کہا قسم خدا کی پہر وہ کچہ نہ تہا مگر مین نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابوبکر کا سینہ کہولدیا ہے لڑائی کے لیے (یعنی اُن کے دل مین یہ بات ڈالدی تب مین نے جانا کہ یہی حق ہے **ف** نووی نے کہا حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید نہین کی اسواسطے کہ عمر خود مجتہد تہے اور مجتہد کو درست نہین دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت عمر نے ابوبکر کی تقلید کی اور بنا اسکی اون کے خیال فاسد پر ہے کہ امام کو معصوم ہونا ضرور ہے یہ اُنکی کہلی ہوئی جہالت ہے (السراج الوہاج) نووی نے کہا بعض رافضیون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابوبکر رضہ نے سب سے پہلے مسلمانون کو قید اور قتل کیا حالانکہ وہ لوگ زکوۃ کے باب مین تاویل کرتے تہے اور کہتے تہے قرآن مین

ہودیا ظاہر ہے

یہ جو حکم ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً الآیۃ تو یہ خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس واسطے کہ تطہیر یعنے
پاک کرنا گناہوں سے اور تزکیہ اور صلاۃ دوسرے سے نہیں ہو سکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین
سے ذرا بہرہ نہیں اور اُن کے عمدہ مقاصد افترا اور بہتان اور سلف کی برائی ہیں اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ
اسلام کے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں بعضے تو بالکل دین سے پھر گئے تھے اور مسلیمہ وغیرہ کو پیغمبر جاننے لگے
تھے اور بعضوں نے نماز اور زکوۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پھر انہی لوگوں کو صحابہ نے کافر سمجھا اور ابو بکر نے ان سے
لڑائی کی اور اُنکی عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور اکثر صحابہ نے اس بات میں ابو بکر کی موافقت کی خود
حضرت علی نے بنی حنیفہ کے قیدیوں میں سے ایک عورت کو لونڈی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پھر صحابہ
کا زمانہ گذرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہوں
نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پر قائم تھے پر باغی تھے اور اگرچہ اُن میں کے بعض زکوۃ دینے پر راضی
ہوئے تھے پر اون کے سرداروں نے اونکو زکوۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور
مال زکوۃ جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے اونکو روکا پھر ان لوگوں کو خاص کر کے کافر
نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں کے شریک ہو گئے تھے دین کی بعض باتیں موقوف
کرنے میں اسلیے کہ ردۃ کا اطلاق ہر گمراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک کام کیطرف توجہ رکھتا ہو
پھر اوس سے پھر جاوے اور یہ لوگ بہی اطاعت سے پھر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب مرتد کا
اون کے ساتھ بہی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے
کہ قرآن میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ میں خطاب خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو قرآن کے خطاب تین طرح
کے ہیں ایک خطاب عام جیسے یَآ اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنے ایمان والو جب تم کھڑے ہو نماز کے
لیے یا ایہا الذین آمنو کتب علیکم الصیام اے ایمان والو فرض ہیں تمپر روزے اور ایک خطاب خاص حضرت کے
لیے جسمیں دوسرا شریک نہیں ہو سکتا وہ جب ہے کہ آیت میں صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم پیغمبر کے ساتھ خاص ہے جیسے
وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ اور جیسے فرمایا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ایک خطاب وہ ہے جو اللہ تعالے
اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس میں پیغمبر اور سب امت کے لوگ برابر ہیں جیسے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ
قائم کر نماز کو آفتاب کے ڈہلتے ہی اور جیسے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنے جب تو قرآن
پڑھنے لگے تو پناہ مانگ شیطان مردود سے اور جیسے وَاِذَا کُنْتَ فِیْہِمْ فَاَقَمْتَ لَہُمُ الصَّلٰوۃَ اور یہ سب خطاب موجہ

مین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نہین بلکہ سب امت اوس مین شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بہی ہے خُذ مِن اَموالِہِم صَدَقَۃً الآیۃ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا قائم مقام ہو وہ اسپر عمل کر سکتا ہے اور یہی کی مثل ہے یہ آیت یَاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقتُمُ النِّسَاءَ کہ خطاب ہے نبی کیطرف اور حکم ہے سب مسلمانون کو بلکہ بعض مقامون مین خطاب ہے پیغمبر کیطرف اور مراد اور لوگ ہین جیسے فَاِن کُنتَ فِی شَکٍّ مِمَّا اَنزَلنَا اِلَیکَ اسلیے کہ حضرت کو شک نہ تہی اوس مین جو آپ پر اوترتا تہا رہا تطہیر اور تزکیہ اور دعا تو یہ ہر ایک امام کر سکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو ثواب جس عمل پہ وارد ہوا ہے وہ قائم ہے آپ کی وفات سے موقوف نہین ہو گیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور امید ہے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کو قبول کریگا اور اوسکی سوال کو رد نہ کریگا اگر کوئی یہ کہے کہ جن لوگون نے اوس زمانے مین زکوۃ نہ دینے کے لیے تاویل کی تہی وہ باغی قرار پائے اب اگر اس زمانے مین بہی کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور اسکو ادا نکرے تو کیا اسکا حکم مثل باغیون کے ہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ نہین اس زمانے مین جو کوئی زکوۃ کی فرضیت کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ لوگ معذور تہے کئی وجہون سے ایک تو یہ کہ زمانہ نبوت کا اون سے قریب تہا جب احکام منسوخ ہوتے رہتے دوسرے یہ کہ وے لوگ نادان تہے اور نئے مسلمان ہوئے تہے اسلیے شبہ مین پڑ گئے اب تو دین اسلام شائع اور مشہور ہو گیا اور دین کی باتین خاص اور عام سب کو معلوم ہو گئین اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوۃ اسلام کا ایک رکن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اوسکے انکار مین اسیطرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے امت کے اجماعی کامون مین سے کسی کام کا جو مشہور ہو جیسے پانچون نمازونکا یا رمضان کے روزون کا یا جنابت سے غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شراب کے حرام ہونیکا یا محرم عورتون سے نکاح حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے مین بہی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اچہی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے نادانستہ تو کافر نہوگا اور اسلام کا اطلاق اسپر باقی رہیگا اور جو باتین امت کی اجماعی ہین پر خاص و عام مین شائع نہین اون کا انکار کفر نہوگا جیسے پہوپہی اور بہتیجی مین جمع کرنا یا خالہ اور بہانجی مین یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا دادی کو چہٹا حصہ ملنا (انتہی باختصار) السراج الوہاج مین ہے کہ ابو بکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جو اعتراض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو دوسری روایت کی خبر نہین ہوئی جسکو ابو ہریرۃ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا مجہے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین

سوا خدا کے اور یقین لاوین میری اوپر اور اسپر جو مین لایا جب ایسا کرین گے تو بچا لیا انہون نے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے پھر حساب اونکا اللہ پر ہے اور ابن عمر کی روایت مین ہے گواہی دین اسبات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور محمد اوسکے رسول ہین اور ادا کرین نماز کو اور دیوین زکوۃ کو اور انس کی روایت مین ہے کہ منہ کرین نماز مین ہمارے قبلے کی طرف اور کہاوین ہمارا ذبح کیا ہوا جانور اور ہماری سی نماز پڑھین اسلیے کہ اگر حضرت عمر کو ان روایتون کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض ہی نکرتے اور ابو بکر کو اگر خبر ہوتی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے قیاس کیون کرتے اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوئین ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور اسپر عمل کرنا دوسرے نماز یا زکوۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا نکرنے والون سے لڑنا تیسرے باغیون سے لڑنے کی اجازت چوتھی امام کو اجتہاد درست ہونا ضرورت کے وقت اور بحث کرنا امام سے نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا کہ لا اله الا الله کہنے پر جان اور مال محفوظ رہنا عرب کے مشرک اور بت پرستون کے لیے ہے اور اُن کے سوا اور کافر جو توحید کا اقرار کرتے ہین جیسے اہل کتاب وغیرہ وہ صرف توحید کی وجہ سے بچ نہین سکتے اسلیے دوسری حدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ مجھکو رسول جانین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین اور اسکے ساتھہ یہ بہی ضرور ہے کہ جتنے احکام اور مسائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین اون سب کو مانین پھر نووی نے کہا کہ علماء نے اختلاف کیا ہے زندیق کی توبہ قبول کرنے مین یعنی جو بالکل بعثت اور دین کا منکر ہو (جیسے ہمارے اس حالی زمانے مین ایک فرقہ نکلا ہے جسکو نیچری یعنے طبعی کہتے ہین) تو اس مین پانچ قول ہین سب مین صحیح اور صواب یہ ہے کہ توبہ اُسکی قبول ہے بسبب احادیث صحیحہ مطلقہ کے اور ایک قول یہ ہے کہ اوس کی توبہ ہرگز قبول نہین بلکہ اُسکو قتل کرنا چاہیے پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت مین اسکو نجات ہوگی ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی توبہ مقبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو مقبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود توبہ کرے تو قبول ہے اور جو تلوار کے ڈر سے کرے تو قبول نہین ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسرون کو بہی گمراہی کی طرف بلاتا ہو تو اوس کی توبہ قبول نہین ورنہ قبول ہے انتہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہانتک کہ وہ لا اله الا الله کہین پھر جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اوس نے بچا لیا مجھ سے اپنے مال اور جان کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب اُسکا اللہ پر ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیُؤْمِنُوْا بِیْ وَ

بِمَا جِئْتُ بِهٖ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ رض سی روایت ہی رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہی حکم ہوا لوگون سی لڑنیکا یہانتک کہ وہ گواہی دین اس بات کی کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور ایمان لاوین مجہپر (کہ مین اسد کا بہیجا ہوا ہون) اور اسپر جسکو مین لیکر آیا (یعنی قرآن پر اور شریعت کی تمام احکام پر جسکو مین لایا) جب وہ ایسا کرین تو انہون نے بچا لیا اپنی جانون اور مالون کو مگر کسی حق کے بدلے اور حساب انکا اسد پر ہے ف نووی نے کہا اس حدیث مین بیان ہی اوس بات کا جو دوسری روایتون مین اختصار کیا گیا صرف لا اله الا الله کہنے سے یعنی اس حدیث سی صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی روایتین جنمین صرف لا اله الا الله کہنی کا بیان ہے مختصر اور مجمل مین جان اور مال بچنے کے لیے جیسی لا اله الا الله کا اقرار ضرور ہے ویسے ہی محمد رسول اسد کا بہی بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام احکام شریعت کا ماننا جنکا ثبوت بتواتر یقین کو پہونچ گیا ہے ضرور ہی اور اسکا بیان بتفصیل سی اوپر گذر چکا اور اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی دین اسلام پر مضبوط عقیدہ رکہے اور شک نکرے تو وہ مومن ہے اور موحد اور یہ ضرور نہین کہ اہل کلام کے دلائل کو دریافت کرے اور خدا کو ان دلیلون سی پہچانے یہی قول ہی محققین اور جمہور سلف کا اور بعض لوگون کے نزدیک ایمان پورے ہونیکے لیے دلائل کا پہچاننا ضرور ہے اور یہ قول ہے معتزلہ اور بعض اشاعرہ کا اور یہ خطا ہی اس لیے کہ مقصود یقین ہے اور وہ حاصل ہو گیا تقلید سی بہی دوسرے یہ کہ رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی صرف یقین کو کافی سمجہا اور دلائل دریافت کرنیکی شرط نہین کی عَنْ جَابِرٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ترجمہ جابر اور ابوہریرہ رض سی روایت ہی رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہی حکم ہوا لوگون سی لڑنیکا یہانتک کہ وہ لا اله الا الله کہین پہر جب انہون نے لا اله الا الله کہا تو بچا لیا مجہ سی اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب انکا اسد پر ہے پہر آپ نے یہ آیت پڑہی اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یعنی تو تو نصیحت کرنیوالا ہے لوگون کو تیرا کچہ زور اونپر نہین (یہ آیت اسوقت کی ہی جب جہاد فرض نہوا تہا) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ترجمہ عبد اسد بن عمر رض سی روایت

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنے کا یہان تک کہ گواہی دین اس بات کی کہ کوئی معبود برحق نہین سوا خدا کے اور بیشک محمد اوسکے رسول ہین اور قائم کرین نماز کو اور دیوین زکوٰۃ کو پہر جب کرین تو بچا لیا انہون نے مجہسے اپنی جانون اور مالون کو مگر حق کے بدلے اور حساب اون کا اللہ پر ہے **ف** سراج الوہاج مین ہے کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جو جنگل مین رہتے ہین اور کوئی حکم شرعی بجا نہین لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف زبان سے کلمہ شہادت پڑہتے ہین وہ کافر ہین یا مسلمان اور آیا مسلمانون کو اُن سے جہاد کرنا چاہیے یا نہین تو جواب دیا انہون نے ارشاد السائل مین کہ جو شخص ارکان اسلام اور فرائض اسلام کو بالکل ترک کرے اور اسکے پاس کچھ نہو سوا زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک وہ کافر ہے اور شدید الکفر اوسکا جان اور مال حلال ہے اس لیے کہ صحیح حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ جان اور مال اوسوقت بچیگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو ایسے کافرون کے قریب جو مسلمان رہتے ہون اونپر واجب ہے کہ اون کافرون کو اسلام کے احکام بتلاوین اور اُنکے بجا لانیکے لیے اون کو دعوت کرین اور پہلے نرمی اور سہولت سے ثواب کی رغبت دلاکر اور عذاب سے ڈراکر اونکو سمجہا دین اگر وہ مان لین اور ارکان اسلام ادا کرنے لگین تو خیر اور جو انکار کرین اور نہ مانین تو مسلمانون کو جہاد کرنا چاہیے اون پر اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لاوین اُنکا خون اور مال حلال ہے اور اُن کا حکم ایسا ہے جیسے جاہلیت کے لوگون کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہولکے بیان کر دیا ہے ان باتونکو جو کافرون کے ساتھ لڑنے سے متعلق ہین اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب مین بہت ہین ہر شخص کو معلوم ہین بلکہ خاص اسی امر کے لیے اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بہیجا اور کتابین اتارین اور زیادہ اس کا بیان کرنا بیفائدہ طول ہے حاصل کلام یہ ہے کہ جب اون لوگون نے اصرار کیا کفر پر تو وہ ملک دار الحرب ہے بلا شک اور بلا شبہ اور جو احکام دار الحرب کے ہین وہی احکام اون کے ملک کے ہونگے اور اختلاف کیا ہے مسلمانون نے کہ کافرون کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا ضرور ہے یا نہین لیکن حق یہ ہے کہ ضرور نہین اور یہ جہاد واجب ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی مطلق ہین اون مین کوئی قید نہین انتہے عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَحِسَابُهٗ عَلَی اللّٰهِ ترجمہ ابو مالک سے روایت ہے اُسنے سنا اپنے باپ سے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تہے جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور انکار کیا اون چیزونکو جنکو لوگ پوجتے ہین سوا خدا کے (آدمی ہو یا جن اوتار یا جہاڑ پہاڑ یا بت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اسکا اور خون اسکا اور حساب اسکا اللہ

عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** ابو مالک سے روایت ہے اوس نے سنا اپنے باپ سے اُس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو ایک جانے اللہ کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى صِحَّةِ إِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ مَا لَمْ يَشْرَعْ فِي النَّزْعِ وَهُوَ الْغَرْغَرَةُ وَنَسْخِ جَوَازِ الِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ وَالدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الشِّرْكِ فَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ وَلَا يُنْقِذُهُ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ مِنَ الْوَسَائِلِ

باب بیان مین اس بات کے کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اسکا صحیح ہے جب تک حالت نزع نہو یعنی جان کنی شروع ہو اور مشرکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جو مرجاویگا شرک پر وہ جہنمی ہے کوئی وسیلہ اوسکو کام نہ آویگا

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُ لَهُ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَ وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ **ترجمہ** سعید بن مسیب (جو مشہور تابعین مین سے ہین ابن مدینی نے کہا مین نے اون سے زیادہ علم مین کوئی تابعی نہین پایا فقیہ ہین امام ہین) روایت کرتے ہین اپنے باپ سے (مسیب بن حزن بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہین **ف** اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونون نے روایت کیا حالانکہ مسیب سے اسکا راوی کوئی نہین سوا اون کے بیٹے سعید کے تو رد ہو گیا حاکم کے قول کا کہ بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث ایسی روایت نہین کی جسکا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہو کہ سوا صحابہ کے اور شخصون سے روایت کرنیوالے کم سے کم دو چاہییں (نووی) **ف** انہون نے کہا جب ابو طالب بن عبد المطلب (رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور پرورش کرنیوالے) مرنے لگے ف یعنی بیماری کی شدت ہوئی اور موت کا یقین ہوگیا یہ نہیں مراد ہے کہ سکرات شروع ہوگئی کیونکہ نزع اور سکرات کیوقت توبہ قبول نہیں فرمایا اللہ جل جلالہ نے وَلَیسَتِ التَّوبَةُ لِلَّذِینَ یَعمَلُونَ السَّیِّئَاتِ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ المَوتُ قَالَ اِنِّی تُبتُ الاٰنَ یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگون کے لیے جو گناہ کرتے ہیں پھر جب موت سامنے آگئی تو کہنے لگے ہم نے اب توبہ کی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ ابوطالب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی اور مشرکون نے آپکے خلاف انکو سمجھایا آخر ابوطالب نے مشرکون کا کہنا مانا تو معلوم ہوا کہ نزع کیحالت نہ تھی قاضی عیاض نے کہا بعضی متکلمین نے یہان یہ معنے کیے ہیں کہ نزع کیحالت ابوطالب پر طاری ہوئی اور یہ صحیح نہیں ہے ف تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون کے پاس تشریف لائے اور وہان ابوجہل (عمرو بن ہشام) اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای چچا میرے تم کہہ لو لا الہ الا اللہ ایک کلمہ ہے میں اللہ کے پاس اسکا گواہ رہونگا تمہارے لیے (یعنی خدا ای عزوجل سے قیامت کے روز عرض کرونگا کہ ابوطالب موحد تھے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہون نے آخر وقت میں کلمہ توحید کا اقرار کیا تھا ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے ای ابوطالب تم اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہیں چاہتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر یہی بات اون سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لیے) (ادھر ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہانتک کہ ابوطالب نے اخیر بات جو کی وہ یہ تھی میں عبدالمطلب کے دین پر ہون ف تو ابوطالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا السراج الوہاج میں ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبدالمطلب بھی کفر پر مرے تھے جیسے ابوطالب امام ابوحنیفہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا ہے کہ ابوطالب کفر پر مرے ف اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں تو تمہارے لیے دعا کرونگا (بخشش کی) جب تک مجھکو منع نہ ہو ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کھانا خود بخود بغیر اس کے کہ دوسرا قسم کھلاوے درست ہے اور اس جگہہ قسم سے تاکید مقصود ہے کہ میں ضرور استغفار کرونگا تمہارے لیے اور یہ ابوطالب کو خوش کرنیکے لیے آپنے فرمایا اور انکی وفات مکے میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف انچاس برس کی تھی آٹھ مہینے گیارہ دن اوپر اور ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ام المومنین خدیجہ کا انتقال ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسی لیے اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں ف تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِینَ آمَنُوا اخیر تک یعنی نبی کو اور مسلمانون کو درست نہیں

کہ دعا کرین مشرکون کے لیے اگرچہ وہ ناتے والے ہون جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہین پہر اللہ تعالی نے ابوطالب کی شان مین یہ آیت اتاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ اخیر تک یعنے تم راہ پر نہین لا سکتے جسکو چاہو لیکن اللہ راہ پر لا سکتا ہے جسکو چاہے **ف** نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ یہ آیت ابوطالب کے باب مین اتری ہے زجاج نے بھی اسپر اجماع نقل کیا ہے **ف** اور وہ جانتا ہے ان لوگون کو جن کی قسمت مین ہدایت ہے عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ صَالِحٍ انْتَهٰى عِنْدَ قَوْلِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَتَيْنِ وَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَعْمَرٍ مَكَانَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ الْكَلِمَةُ فَلَمْ يَزَالَا بِهٖ ترجمہ دوسری روایت بھی اسیطرح ہے مگر چند لفظون کا فرق ہے پر مطلب ایک ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ عِنْدَ الْمَوْتِ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَبٰى قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ الْاٰيَةَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے مرتے وقت کہا تم لا اله الا الله کہو مین اسکا گواہ ہونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہون نے انکار کیا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اِنَّکَ لا تہدی من احببت اخیر تک عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهٖ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ بِذٰلِكَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا حَمَلَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَاَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ترجمہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہو لا اله الا الله مین اس بات کی گواہی دونگا تمہارے لیے قیامت کے دن انہون نے کہا اگر قریش میرے اوپر عیب نہ کہتے وہ کہین گے ابوطالب ڈر گیا یا دہشت مین آگیا البتہ مین ٹہنڈی کرتا تمہاری آنکہہ یہ کہکر یعنے تمکو خوش کر دیتا اور لا اله الا الله کا اقرار کر لیتا پر قریش کے لوگون سے مجہے شرم آتی ہے وہ کہین گے ابوطالب ایسا دل کا بودا اور کچا تہا کہ مرتے وقت ڈر کے مارے (اپنا دین بدل ڈالا) تب اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری اِنَّکَ لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشآء

باب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَّاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَطْعًا **باب** بیان مین اس بات کے کہ جو کوئی توحید کے اوپر مریگا یعنے مشرک نہوگا اور خدا کو ایک جانتا ہوگا اور کسی کو اسکے ساتہہ شریک نکرتا ہوگا) تو جنت مین جاویگا **ف** ایک نہ ایک روز اگرچہ تہوڑے دنون عذاب پاوے اپنی

اور گناہوں پر پر ہمیشہ وہ جہنم میں نہیں رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت اور اہل حق کا سلف اور خلف میں یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہر حال میں جنت میں جاویگا پھر اگر گناہوں سے پاک ہو جیسے نابالغ یا مجنون جو بالغ ہوتے ہی مجنون ہو گیا ہو یا اوس نے توبہ صحیح کی ہو تمام گناہوں سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نکیا ہو یا خدا کیطرف سے اوس کو توفیق ہوئی ہو گناہوں سے بچنے کی وہ تو جنت میں جاویگا اور جہنم میں بالکل نجاویگا اور یہ جو آیت میں ہے کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر جہنم پر اوسکا ورود ہوگا تو ورود سے مراد مرور ہے یعنے گذرنا اوپر سے اور یہ گذرنا تو سب کے لیے ہے کیونکہ صراط یعنی پل جہنم کی اوپر ہے اسی ہے اللہ ہمسکو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچاوے اور اگر اوس نے گناہ کبیرہ کیے ہوں گے اور بغیر توبہ کے مرا ہے تو وہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر چاہے اسکا قصور معاف کر دیوے اور اسکو جنت میں لیجاوے اور اگر چاہے تو پہلے تھوڑے دنوں اسکو قصور کے لائق عذاب دیکر پھر جنت میں لیجاوے پر وہ ہمیشہ جہنم میں نرہیگا تو جو شخص توحید پر مرے وہ کیسے ہی گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں نرہیگا جیسے وہ شخص جو کفر پر مرے ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور جنت میں نجاویگا اگرچہ کیسی ہی نیکیاں کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس مسئلے میں اور کتاب اور سنت اور اجماع امت دلیل ہیں اس اعتقاد کی اور نصوص متواتر ہیں اس باب میں جن سے یقین حاصل ہو سکتا ہے پھر جب یہ قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جتنی حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدے کے خلاف ہوں پر انکو حمل کرنا چاہیے اسی قاعدے پر تاکہ نصوص شرعیہ میں تناقض اور مخالفت نہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کرینگے جن سے اور حدیثوں کی تاویل بھی معلوم ہوجاویگی انتہے عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجاوے اور اسکو یقین ہو اس بات کا کہ کوئی لائق نہیں عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت میں جاویگا فـ نووی نے کہا قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے لوگوں نے اوس شخص کے باب میں جو شہادتین کا قائل ہو یعنے توحید اور رسالت کا لیکن گنہگار ہو کر مرے تو مرجئہ ایک گمراہ فرقہ ہے وہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور خوارج کہتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ اگر اسکا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا اور نہ اسکو مومن کہیں گے نہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور اشاعرہ کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مومن ہے اب اگر اسکا گناہ نہ بخشا جاوے اور اسکو عذاب ہو تو ہمیشہ نہوگا ایک نہ ایک دن وہ جنت میں جاویگا تو اس حدیث سے رد ہو گیا خوارج اور معتزلہ کا اور مرجئہ جو دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے اون کا جواب یہ ہے کہ تمہارا مطلب اس حدیث سے کہاں نکلتا ہے اس حدیث میں تو یہ ہے کہ موحد جنت میں جاویگا پھر ہو سکتا

سبب ہو اوسکے گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے قدر عذاب پاکر جنت مین چلا جاوے پس یہ دلیل معتزلہ اس لیے کہ بہت سی آیات اور احادیث گناہ گارون کے لیے عذاب نکلتا ہے پھر نصوص شریعت کو ایک دوسرے کے مطابق کرنا لازم ہے اور یہ جو فرمایا اس حدیث مین کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رد ہو گیا بعض کا جو یہ کہتے ہین صرف شہادتین کو زبان سے کہنے والا جنت مین جاویگا گو دل سے اوسپر اعتقاد نہ ہو اور دوسری حدیث مین اوسکی تاکید مروی ہے یعنی اسکو شک نہ ہو اور یہ موید ہے ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے حجت لاتا ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان سے کہنا ضرور نہین مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا اور زبان سے اقرار کرنا دونون ضرور ہین اور جہنم سے نجات پانے کے لیے صرف ایک کافی نہین البتہ جب زبان مین کوئی آفت ہو جیسے گونگا ہو یا نزع ہو یا مہلت نہ ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور حدیث مین حجت نہین اوس شخص کی جسنے خلاف کیا اہل سنت و جماعت کا اس لیے کہ دوسری حدیث مین صاف وارد ہے جس نے کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ اور معاذ کی روایت مین ہے جسکی اخیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت مین جاویگا اور ایک روایت مین ہے جو اللہ سے ملیگا اوسکے ساتھ کسی کو شریک نکیا ہو تو جنت مین جاویگا اور ایک روایت مین ہے کوئی بندہ ایسا نہین جو گواہی دے اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہین اور محمد اللہ کے رسول ہین مگر اللہ حرام کردیگا اسکو جہنم پر اور ایسا ہی ہے عبادہ بن صامت اور عتبان بن مالک کی روایت مین عبادہ کی حدیث مین اتنا زیادہ ہے کہ اوسکے اعمال جیسے ہون اور ابی ہریرہ کی روایت مین ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور اسکو شک نہو شہادتین مین تو جنت مین جاویگا اگرچہ زنا کرے یا چوری کرے ان سب احادیث کو مسلم نے اپنی کتاب مین نقل کیا ہے تو ایک جماعت سلف سے اون مین سعید بن المسیب بھی ہین یہ منقول ہے کہ یہ حدیثین اوسوقت کی ہین جب اللہ فرائض اور اوامر اور نواہی نہ تھی اور بعضون نے کہا یہ حدیثین مجمل ہین شرح کی محتاج ہین اور مطلب انکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور اون کے حقوق اور فرائض سبکو ادا کرے اور یہ قول ہے حسن بصری کا اور بعضون نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے ہے جو کفر اور شرک سے شرمندہ ہوکر اسکا اقرار کرے پھر مر جاوے یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب تاویلات کی ضرورت اوسوقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر رکھین لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر لیجاوین تو تاویل مشکل نہین جیسے محققین علما نے بیان کیا ہے تو پہلے یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ تمام اہلسنت سلف صالحین اور محدثین اور فقہا اور متکلمین کا یہ مذہب ہے کہ گنہگار اللہ کی مشیت پر ہین اور جو شخص ایمان پر مرے اور دل سے یقین رکھتا ہو شہادتین کا وہ جنت مین جاویگا پھر اگر اوس نے گناہون سے توبہ کرلی ہو یا گناہون سے پاک ہو وہ تو جنت مین جاویگا اپنے پروردگار کی رحمت سے اور

پر جبر کرینگے اور احکام قبول کرنے کے لیے اس لیے کہ اوسکا حاصل یہ نکلتا ہے کہ اسلام کے پورا کرنے کے لیے اوسپر جبر کرینگے اور اوسکا حکم مثل مرتد کے ہوگا اگر وہ باقی احکام کو بجا نہ لاوے اور نفس الامر مین اور آخرت کے احکام مین وہ مسلمان نہوگا حالانکہ ہم نے جسکو بیان کیا وہ نفس الامر اور آخرت کے احکام مین مسلمان ہین واللہ اعلم (نووی) ۔

عَنْ عُثْمَانَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً **ترجمہ** حضرت عثمان سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابٌ مِنْهُ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضـ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ قَالَ فَنَفِدَتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ قَالَ حَتّٰى هَمَّ بِنَحْرِ بَعْضِ حَمَائِلِهِمْ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ جَمَعْتَ مَا بَقِيَ مِنْ اَزْوَادِ الْقَوْمِ فَدَعَوْتَ اللّٰهَ عَلَيْهَا قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَجَاءَ ذُو الْبُرِّ بِبُرِّهٖ وَذُو التَّمْرِ بِتَمْرِهٖ قَالَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَذُو النَّوَاةِ بِنَوَاهُ قُلْتُ وَمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ بِالنَّوَاةِ قَالَ كَانُوْا يَمُصُّوْنَهٗ وَيَشْرَبُوْنَ عَلَيْهِ الْمَاءَ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهَا قَالَ حَتّٰى مَلَاَ الْقَوْمُ اَزْوِدَتَهُمْ قَالَ فَقَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ **ترجمہ** ابوہریرہ رضـ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر مین (جنگ تبوک مین) تو لوگون کے توشے تمام ہو گئے اور آپ نے قصد کیا لوگون کے بعض اونٹ کاٹ ڈالنے کا **ف** حدیث مین حمائلہم ہے حامی حطی سے یا جمائلہم جیم سے دونون منقول ہین صاحب تحریر اور ابن الصلاح نے دونون کو ذکر کیا ہے لیکن صاحب تحریر نے جمائلہم جیم کو اختیار کیا ہے اور قاضی عیاض نے حمائلہم حاے حطی سے شیخ ابوعمرو نے کہا دونون صحیح ہین تو جب حاے حطی سے ہو تو حمائل جمع ہے حمولہ کی یعنے وہ اونٹ جنپر لادا جاوے اسباب و سامان وغیرہ اور جب جیم سے ہے تو جمع ہے جمالہ کی اور جمالہ جمع ہے جمل کی جمل اونٹ کو کہتے ہین **ف** حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ جمع کیجیے لوگون کے سب توشے کو پھر دعا کیجیے اللہ سے اوسپر (تاکہ برکت ہو ہمین اور کافی ہو جاوے سب کے لیے) آپ نے ایسا ہی کیا تو جس کے پاس گیہون تھی وہ اپنی گیہون لیکر آیا اور جسکے پاس کھجور تھی وہ کھجور لیکر آیا اور جسکے پاس گٹھلی تھی وہ گٹھلی لیکر آیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ مسافرون کو اپنے اپنے توشے ملا دینا اور ساتھ ملکر کھانا درست ہے اگرچہ کوئی زیادہ کھاوے کوئی کم اور ہمارے اصحاب نے کہا یہ سنت ہے ، **ف** مین نے کہا گٹھلی کو کیا کرتے تھے انہون نے کہا اوسکو چوستے تھے پھر اوسپر پانی پی لیتے تھے راوی نے کہا آپ نے دعا کی اون سب توشون پر تو لوگون نے اپنے اپنے توشہ کے برتنون کو بھر لیا **ف** تو توشے مین آپ کی دعا کی برکت سے ایسی افزایش ہو گئی کہ یا تو

تمام ہونے کے قریب تہا سب کے برتن پھر خوب بھر گئے اور اطمینان حاصل ہوا یہ ایک معجزہ تہا آپ کے معجزوں میں سے **ت** اس وقت آپ نے فرمایا گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کوئی برحق معبود نہیں سوا خدا کے (وہی سچا خدا ہے اور سب جہوٹے خدا ہیں) اور میں اسکا بھیجا ہوا ہوں جو بندہ اللہ سے ملے اور ان دونوں باتوں میں اسکو شک نہ ہو تو وہ جنت میں جاویگا **عن** ابی ھریرۃ او عن ابی سعید شک الاعمش قال لما کان یوم غزوۃ تبوک اصاب الناس مجاعۃ قالوا یا رسول اللہ لو اذنت لنا فنحرنا نواضحنا فاکلنا وادھنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعلوا قال فجاء عمر فقال یا رسول اللہ ان فعلت قل الظھر ولکن ادعھم بفضل ازوادھم ثم ادع اللہ لھم علیھا بالبرکۃ لعل اللہ ان یجعل فی ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم قال فدعا بنطع فبسطہ ثم دعا بفضل ازوادھم قال فجعل الرجل یجیء بکف ذرۃ قال ویجیء الآخر بکف تمر قال ویجیء الآخر بکسرۃ حتی اجتمع علی النطع من ذلک شیء یسیر قال فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکۃ ثم قال لھم خذوا فی اوعیتکم فاخذوا فی اوعیتھم حتی ما ترکوا فی العسکر وعاء الا ملؤوہ قال فاکلوا حتی شبعوا وفضلت فضلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ لا یلقی اللہ بھما عبد غیر شاک فیحجب عن الجنۃ **ترجمہ** ابو ہریرہ یا ابو سعید سے روایت ہے (یہ شک ہے اعمش کو جو راوی ہے اس حدیث کا) **ف** دارقطنی نے اس حدیث کے اسناد میں طعن کیا کہ اس میں اختلاف ہے اعمش سے کبھی وہ عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کہتا ہے اور کبھی عن ابی صالح عن ابی سعید اور کبھی عن ابی صالح عن جابر یہ طعن حدیث کی صحت میں کچھ قدح نہیں کرتا اس لیے کہ اعمش کو شک صحابی کے نام میں ہے اور صحابہ سب ثقہ ہیں علاوہ اسکے جب کوئی راوی دو اماموں سے کوئی حدیث بیان کرے کبھی ایک کا نام لے کبھی دوسرے کا اور وہ دونوں ثقہ ہوں تو روایت ہر طرح درست ہے اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے اس قاعدہ کو خطیب بغدادی نے کفایہ میں اور اور لوگوں نے بیان کیا ہے اور غیر صحابہ میں ہے تو صحابہ میں بطریق اولی ہوگا اس لیے کہ صحابہ سب عادل ہیں پھر راوی کی تعیین نہ کرنے سے مقصود فوت نہیں ہوتا **ت** جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک ایک مقام کا نام ہے شام میں) تو لوگوں کو سخت بھوک لگی انہوں نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ ہمکو اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے **ف** یہ ایک عمدہ طریقہ ہے ادب کی جگہ پر سوال

کرنیکا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگون کو اپنے جانور جو لڑائی مین مدد دیتی ہین کاٹنا درست نہین جب تک امام اجازت نہ دے (السراج الوہاج) **ف** آپ نے فرمایا اچھا کاٹو اتنے مین حضرت عمر آئے اور انہون نے کہا یا رسول اللہ اگر ایسا کیجیے گا تو سواریان کم ہو جاوینگی **ف** اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم مین اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجے والے کو یہ پہونچتا ہے کہ بالادست کو عمدہ مشورہ دیوے جب کوئی مصلحت ہو اور اوسکی حکم کو منسوخ کرنے کے لیے کہے (نووی) **ف** لیکن سب لوگون کو بلا بھیجیے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر آوین پہر خدا سے دعا کیجیے توشے مین برکت دیوے شاید اللہ اسمین کوئی رستہ نکالدے (یعنے برکت اور بہتری عطا فرمادے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پہر ایک دستر منگایا اوسکو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگوایا کوئی مٹھی بھر جوار لایا کوئی مٹھی بھر کھجور لایا کوئی ٹکڑا روٹی یہانتک کہ سب ملکر تھوڑا سا دستر پر اکٹھا ہوا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکے فرمایا اپنی اپنے برتنون مین توشہ بہر لو تو سبھون نے اپنے برتن بہر لیے یہانتک کہ لشکر مین کوئی برتن نچھوڑا جسکو نہ بہرا ہو پہر سب نے کہانا شروع کیا اور سیر ہو گئے اوسپر بہی کچھ بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا بہیجا ہوا ہون جو شخص ان دونون باتون پر یقین کرکے اللہ سے ملے وہ جنت سے محروم نہوگا **عن** عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَأَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَابْنُ أَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَآءَ **ترجمہ** عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور بیشک حضرت محمد اوسکے بندے ہین اور بہیجے ہوئے ہین اور بیشک حضرت عیسی اللہ کے بندے ہین اور اوسکی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہین اور اوسکی بات سے پیدا ہوئے جو اوس نے مریم مین ڈالدی (یعنی حکم کردیا کن کے ساتھ پہر وہ ہوگئے بن باپ کے) اور رحمت ہین خدا کی یا روح ہین خدا کی (یعنے حضرت عیسی کو روح اللہ کہتے ہین اسلیے کہ اللہ جل جلالہ نے اونکی روح کو پیدا کیا اگرچہ سب روحون کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسے کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اسلیے خدا کیطرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہین) اور بیشک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجاویگا

ادسکو اسنے جنت مین آٹھہ دروازون مین سی جسمین سے چاہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد مین جو جامع ہے تمام ضروری باتون کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتون کا اختصار کے ساتھ بعضے لوگ ہمارے زمانے مین یہ شبہ کرتے ہین کہ حضرت عیسی بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہوے حالانکہ فطرت کے قاعدے سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اونکا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر حادث مانتے ہو تو ابتدائی آفرینش مین نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تہا نہ مان پہر جب خدا نے بغیر مان اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اوس کے نزدیک کیا دشوار ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہین کہ عالم اسیطرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار مین ہمیشہ تغیر ہوا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات کی کرات متفرق اور پریشان ہو سکتی ہین اور انکے اجزا پہر دوبارہ ملکر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہین اسی وجہ سے ابی قورس اور دیوجانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تہے یہ لکہا ہے کہ اوائل ترکیب مین ہین زمین سے اعلی اعلی قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تہے آخر زمانہ دراز کے بعد مین توگہٹتی گہٹتی اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسے جوئے گہونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہین ہوتے پہر جس خدا نے زمین مین یہ استعداد رکہی ہے کہ آدمی سب طرح کے جانور اوسمین سے پیدا کر دیوے اوسکے نزدیک خود انسان مین سے ایک دوسرا انسان پیدا کر دینا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسی کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفی کا دم بہرتے ہین اور حکیمون اور فیلسوفون کے لغوبات کو بہی تسلیم کر لیتے ہین اور قرآن و حدیث کی سچی قرین قیاس باتون مین شک کرتے ہین خود حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش مین اسقدر اختلاف رکہتے ہین کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجہتا ہے **عن** عُمَیرِ بنِ هانئٍ فی هٰذا الاِسنادِ بِمِثلِه غَیرَ اَنَّه قالَ اَدخَلَهُ اللهُ الجَنَّةَ عَلٰی ما کانَ مِن عَمَلٍ وَلَم یَذکُر مِن اَیِّ اَبوابِ الجَنَّةِ الثَّمانِیَةِ شاءَ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے مگر اوسمین اتنا زیادہ ہے کہ اللہ اوسکو جنت مین لے جاویگا چاہے جیسے اوسکے اعمال ہون (یعنے اگرچہ گناہ اوسنے کیے ہون یہ مراد وہی گناہ ہے جو کفر تک نہ پہونچا دے) اور یہ اسمین نہین ہے کہ جنت کے آٹھہ دروازون مین سے جا ہے **عن** عُبادَةَ بنِ الصّامِتِ اَنَّه قالَ دَخَلتُ عَلَیهِ وَهُوَ فِی المَوتِ فَبَکَیتُ فَقالَ لِی مَهلًا لِمَ تَبکِی فَوَاللهِ لَئِن استُشهِدتُ لَاَشهَدَنَّ لَکَ وَلَئِن شُفِّعتُ لَاَشفَعَنَّ لَکَ وَلَئِنِ استَطَعتُ لَاَنفَعَنَّکَ

ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ **ترجمہ** صنابحی سے روایت ہے **ف** صنابحی نسبت ہے صنابح کیطرف جو ایک شاخ ہے قبیلہ مراد کی اور نام انکا ابوعبداللہ عبدالرحمن بن عسیلہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہین جلیل القدر چلے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پھر وفات ہو گئی آپ کی اور یہ راہ مین تھے جحفہ مین آپ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد یہ مدینے مین آئے اور ابوبکر صدیق اور بہت صحابہ سے ملے اور روایتین کین تقریب مین ہے کہ عبدالملک کی خلافت مین انہون نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث مین اشتغال نہین ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا ہے حالانکہ صنابح بن اعسر صحابی ہین **ف** مین عبادہ بن صامت پاس گیا وہ مرنے کے قریب تھے مین رونے لگا انہون نے کہا مہلت دو مجھکو (یعنے بات کرنے دے مجھکو) کیون روتا ہے قسم خدا کی اگر مین گواہ بنایا جاؤن گا تو گواہی دونگا تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کام آویگی تو سفارش کرونگا تیری اور اگر مجھے طاقت ہوگی تو فائدہ دونگا تجھکو پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث مین نے نہین سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمین تمہاری بھلائی تھی مگر مین نے اسکو بیان کر دیا تم سے **ف** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے چھپایا تھا وہ حدیثین جنکے بیان کرنے مین انکو نقصان معلوم ہوا یا فتنہ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہین جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور جسمین کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہوگی نہ کوئی حد ہوگی شریعت کے حدود مین سے اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہین کیا یا اس حدیث کو جس سے خوف تھا لوگون مین فساد پھیلنے کا اس وجہ سے کہ انکی عقل قاصر تھی اوس کے سمجھنے سے ایسی ہی وہ حدیثین جو منافقون کے بیان مین تھین اور قیامت کی علامات مین اور کسی قوم کی بری اوصاف مین یا اونکی مذمت اور لعنت مین (نووی) **ف** البتہ ایک حدیث مین نے بیان نہین کی اب اوسکو آج بیان کر دیتا ہون کس لیے کہ میری جان جانیکو ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنے دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہین تو حرام کر دیگا اللہ اوسپر جہنم کو (یعنے ہمیشہ رہنے کو جہنم مین یا جہنم کے اوس طبقے کو جسمین کافر ہمیشہ رہنے والے ڈالے جاوینگے) **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ

وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ قال **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ پیچھے بیٹھا تھا سواری پر پھیرے اور آپکے بیچ مین کچھ نتھا مگر لکڑی پچھلی پالان کی آپنے فرمایا ای معاذ مین نے عرض کیا حاضر ہون آپ کی خدمت مین اور فرمان بردار ہون آپکا یا رسول اللہ پھر آپ چلے تھوڑی دیر پھر اوسکے فرمایا ای معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون اور فرمان بردار ہون خدمت مین یا رسول اللہ پھر چلے تھوڑی دیر پھر مجکو فرمایا اے معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون اور فرمانبردار ہون خدمتمین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسیکو پوجین اور اوسکے ساتھہ کسیکو شریک نکرین پھر آپ چلے تھوڑی دیر اور فرمایا ای معاذ بن جبل مین نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہون آپکا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندون کا حق اللہ پر کیا ہے **ف** صاحب تحریر نے کہا حق کہتے ہین ہر موجود کو جو پایا جاوے یا جسکا پایا جانا آیندہ ضرور ہو اور اللہ سبحانہ حق ہے موجود ہے ازلی ہے باقی ہے ابدی ہے اور موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہین کیا معنے وہ ضرور پائی جاوینگی اور رہون گی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہین یعنے وہ پائی گئی ہے اور اسکا وجود ہے اسیطرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہین جسمین تسیار نہو جیسے فرائض اللہ کے جنکا کرنا لازم ہے یا کسی کا قرض جسکا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق مین سے تو جب یون کہین اللہ کا حق بندے پر تو اوسکے معنے یہ ہین جو بندی پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یون کہین بندون کا حق اللہ پر تو وہان حق سے مراد اوس کا تحقق ہے یعنے وہ ضرور پایا جاوے گا یہ نہین کہ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی کام واجب اور لازم نہین اور نہ کوئی اوسپر کسیکام کو واجب کر سکتا ہے وہ خود بادشاہ ہے مالک ہے صاحب ہے سارے جہان کا جو چاہے کرے جو چاہے نکرے پر اپنے وعدے اور قول کا سچا ہے اوسکی بات ٹلنے والی نہین اوس نے جیسا فرمایا اوسکے نیک بندے جنت مین ضرور جاوینگے لیکن اگر وہ چاہے تو نیکون کو بھی دوزخ مین ڈالدے کسی کی کیا مجال جو اوسکو کچھ بھی کہہ سکے **ت** جب بندے یہ کام کرین یعنے اوسی کی عبادت کرین کسی کو

اوسکے ساتھ شریک نکرین مین نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ اون کو عذاب نہ کرے **عن** معاذ بن جبل قال كنت ردف رسول الله صلى الله عليه وسلم على حمار يقال له عفير قال فقال يا معاذ تدري ما حق الله على العباد وما حق العباد على الله قال قلت الله ورسوله اعلم قال فان حق الله على العباد ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا وحق العباد على الله ان لا يعذب من لا يشرك به قال قلت يا رسول الله افلا ابشر الناس قال لا تبشرهم فيتكلوا **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا گدہے پر جسکا نام عفیر تھا **ف** بضم عین مہملہ اور فتح فا موحدہ یہی صحیح ہے اور یہی ہے معتبر نسخون مین اور قاضی عیاض نے جو اسکو غین معجمہ سے کہا ہے وہ متروک ہے نووی نے کہا یہ وہ گدہا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تھا بعضون نے کہا وہ مرگیا حجۃ الوداع مین اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث مین جو مذکور ہے وہ اور بار کا اسلیے کہ پہلی حدیث مین پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ میرے اور آپکے بیچ مین صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی **ف** آپ نے فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق اللہ پر کیا ہے مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اللہ کا حق بندون پر یہ ہے کہ اوسیکی عبادت کرین اور اوسکے ساتھ کسیکو شریک نکرین اور بندون کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نکرے اللہ اوسکو عذاب نہ دیوے مین نے کہا یا رسول اللہ مین خوش کر دون لوگون کو یہ سنا کر آپ نے فرمایا مت سنا انکو ایسا نہو وہ اسی پر بھروسا کر بیٹھین **ف** پھر اور نیک کام کرنا اور گناہون سے بچنا چھوڑ دین اگرچہ توحید نجات کو لیے کافی ہے پر بالکل جہنم سے محفوظ رہنے کے لیے اور جنت مین عالی درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کامون سے بچنا ضرور ہے **عن** معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاذ اتدري ما حق الله على العباد قال الله ورسوله اعلم قال ان يعبد الله ولا يشرك به شيء قال اتدري ما حقهم عليه اذا فعلوا ذلك قلت الله ورسوله اعلم قال ان لا يعذبهم **ترجمہ** معاذ بن جبل سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای معاذ تو جانتا ہے اللہ کا حق بندون پر کیا ہے اونہون نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ پوجا جاوے خدا اور شریک کیا جاوے اوسکے ساتھ کوئی **ف** اور بعض نسخون مین شیئا ہے منصوب تو ترجمہ یہ ہوگا پوجے بندہ اللہ کو اور اسکے ساتھ شریک نکرے کسی کو **ف**

پھر آپ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا حق کیا ہے اللہ پر جب وے ایسا کریں میں نے کہا اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ انکو عذاب نکرے (یعنے ہمیشہ کا عذاب جیسے مشرکوں کو ہوگا) **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ دَعَانِي رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجَبْتُہٗ فَقَالَ ھَلْ تَدْرِی مَا حَقُّ اللّٰہِ عَلَی النَّاسِ نَحْوَ حَدِیْثِھِمْ **ترجمہ** معاذ سے روایت ہے مجھکو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے جواب دیا آپ نے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **عَنْ** اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَنَا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ اَظْھُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَیْنَا وَخَشِیْنَا اَنْ یُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَتَیْتُ حَائِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِہٖ ھَلْ اَجِدُ لَہٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِیْعٌ یَّدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَۃٍ وَالرَّبِیْعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَقُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا شَاْنُکَ قُلْتُ کُنْتَ بَیْنَ اَظْھُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَیْنَا فَخَشِیْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَیْتُ ھٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ کَمَا یَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَھٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِیْ فَقَالَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ وَاَعْطَانِیْ نَعْلَیْہِ فَقَالَ اذْھَبْ بِنَعْلَیَّ ھَاتَیْنِ فَمَنْ لَقِیْتَ مِنْ وَّرَاءِ ھٰذَا الْحَائِطِ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَکَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِیْتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا ھَاتَانِ النَّعْلَانِ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قُلْتُ ھَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِیْ بِھِمَا مَنْ لَّقِیْتُ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ بَشَّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ فَضَرَبَ عُمَرُ بِیَدِہٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَجْھَشْتُ بُکَاءً وَّرَکِبَنِیْ عُمَرُ وَاِذَا ھُوَ عَلٰی اَثَرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ قُلْتُ لَقِیْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِالَّذِیْ بَعَثْتَنِیْ بِہٖ فَضَرَبَ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ضَرْبَۃً خَرَرْتُ لِاسْتِیْ فَقَالَ ارْجِعْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَبَعَثْتَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ بِنَعْلَیْکَ مَنْ لَّقِیَ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ بَشَّرَہٗ بِالْجَنَّۃِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْھَا فَخَلِّھِمْ یَعْمَلُوْنَ قَالَ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَلِّهِمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم بیٹھے تھے گرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر بھی تھے اور آدمیوں میں یا تنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھے (اور تشریف لے گئے باہر) پھر دیر لگائی آپنے ہمارے پاس پھر آنے میں تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپکو نہ ستاوین اکیلا پاکر ہم گھبرا گئے اور اوٹھ کھڑے ہوئے سب سے پہلے میں گھبرایا تو میں نکلا آپ کو ڈھونڈھنے کے لیے اور بنی نجار کے باغ پر پہنچا (بنی نجار انصار میں سے ایک قبیلہ تھا) اوس کے چاروں طرف پھرا دروازہ کو دیکھتا ہوا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن (کیونکہ گمان ہوا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے اندر تشریف لے گئے ہون) دروازہ ملا ہی نہین (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ میں یا ہوگا پر ابوہریرہ کو گھبراہٹ میں نظر نہ آیا) دیکھا تو ایک نالی باغ کے اندر جاتی ہے باہر کے کنوئیں سے **ف** تو خارجہ صفت ہی کنوے کی اور بعضوں نے کہا کہ خارجہ ایک شخص کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوے سے یعنی وہ نالی پانی کی خارجہ کے کنوئین سے آتی تھی **ق** میں گھسا اوسمیں سمٹ کر جیسے لومڑی گھستی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا آپنے فرمایا ابوہریرہ میں نے کہا جی ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم لوگون میں تشریف رکھتے تھے پھر آپ تشریف لے گئے اور آپنے دیر لگائی آنے میں تو ہمکو ڈر ہوا کہیں دشمن آپ کو نہ ستاوین ہم سے جدا دیکھکر ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے میں گھبرا کر اوٹھا اور اس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اسی طرح سمٹ کر گھس آیا جیسے لومڑی اپنے بدن کو سمیٹ کر گھس جاتی ہے اور یہ سب لوگ آتے ہین میرے پیچھے آپنے فرمایا اے ابا ہریرہ اور عنایت کین مجھکو اپنی جوتیان (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوہریرہ کی بات کو سچ سمجھین) اور فرمایا یہ دونون جوتیان میری لیکر جا اور جو کوئی تجھے ملے اس باغ کے پیچھے اور وہ گواہی دیتا ہو اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہین سوا خدا کے دل سے یقین کرتا ہو اس بات پر تو خوش کر اسکو یہ سنا کر کہ اوس کے لیے جنت ہے (ابوہریرہ نے کہا میں جوتیان لیکر چلا) تو سب سے پہلے میں ملا عمر سے انہون نے پوچھا یہ جوتیان کیسی ہین اے ابا ہریرہ میں نے کہا یہ جوتیان ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپنے یہ مجھکو دیکر بھیجا ہے کہ میں جس سے ملون اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کر کے تو خوشخبری دون اوسکو جنت کی یہ سنکر حضرت عمر نے ایک ہاتھ میرے چھاتیون کے بیچ میں مارا میں سرین کے بل گرا **ف** حضرت عمر کا یہ قصد نہ تھا کہ ابوہریرہ کو گرا دین یا ایذا دین بلکہ انکو باز رکھنا مقصود تھا اس کام سے اور ہاتھ سینہ پر اس لیے مارا کہ اونکو تنبیہ ہو اور وہ اس کہنے سے باز رہین قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ حضرت عمر کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام مین سوا امت کو خوش کرنیکے اور کوئی بری بات نتھی مگر حضرت عمر نے ایسے پیام کو فاش کر دینا خلاف مصلحت کی جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تہا دین مین اور بجالانا تمام احکام آلہی علی الخصوص جہاد وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اوسوقت نہایت ضرور تہا اور اگر یہ خوش خبری سبکو پہونچ جاتی تو احتمال تہا کہ بہت لوگ تن آسانی کرنے اور اسی پہروسا کر کے سست ہوجاتے اور اسیوجہ سے حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتھہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مصلحت بیان کی آپنے انکی رای کو ٹہیک سمجہا اور اوسی پر عمل کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا پہونچتا ہے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اوس اعتراض کا معقول جواب دیکر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو موقوف رکہے (نووی) **ف** پہر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اے ابا ہریرہ مین لوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور تیار تہا رونے پر میرے ساتھہ ہی عمر بہی پیچہے آئے پہونچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجہکو اے ابوہریرہ مینے کہا مین عمر سے ملا اور جو پیام آپ نے مجہے دیکر بہیجا تہا پہونچایا انہون نے میرے چہاتیون کے بیچ مین مارا ایسا کہ مین سرین کے بہل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کہا تو نے ایسا کیون کیا انہون نے عرض کیا یا رسول اللہ قربان ہو آپ پر مان باپ میرے آپنے بہیجا تہا ابوہریرہ کو اپنی جوتیان دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دیتا ہو لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین کہکر تو خوش خبری دو اوسکو جنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجیے صدقہ ہون آپ پر مان باپ میرے کیونکہ مین ڈرتا ہون لوگ اس پر تکیہ کر بیٹہین گے اونکو عمل کرنے دیجیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچہا اون کو عمل کرنے دے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فائدون پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹہنا لوگون کو سمجہانے اور دین کی باتین بتانے کے لیے دوسرے غیر کے ملک کے اندر جانا بغیر اوسکی اجازت کی درست ہے جب یقین ہو اسبات کا کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ ابوہریرہ باغ کے اندر چلے گیے اور حضرت نے بہی منع نہین کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے تہیار سے فائدہ اٹہانا اور دوسرے کا کہانا کہا لینا اور اوسکی جانور پر سواری کرنا اور کہانا اپنے گہر لے جانا اور اسکے مثل اور باتین جو اوسکو ناگوار نہ ہون لیکن روپیہ لینا درست نہین بالاجماع نووی نے کہا روپیہ پیسہ بہت لینا درست نہین جو ناگوار ہو یہ سب اوس صورت مین ہے کہ یقین ہو اوسکی رضامندی کا اور جو شک ہو تو بغیر اذن کے تصرف درست نہین تیسرے امام کو نشانی دیکر کسی کو بہیجنا چوتہے بعضی دین کی باتین چہپانا بنظر مصلحت یا خوف فساد پانچوین تابع کا اعتراض کرنا متبوع پر اور تابع کی رائے قبول کرنا جب وہ ٹہیک ہے چہٹے یہ قول درست ہونا فدا ہون آپ پر مان باپ میرے اور بعضے سلف نے

اسکو مکروہ رکھا ہے مگر وہ صحیح نہیں عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهَا فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے معاذ بن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹہے تہے سواری پر آپنے فرمایا اے معاذ انہون نے کہا حاضر ہون آپکی خدمت میں اور فرمانبردار ہون آپکا یا رسول اللہ پہر آپنے فرمایا اے معاذ انہون نے کہا حاضر ہون یا رسول اللہ اور فرمانبردار ہون آپکا آپنے فرمایا جو بندہ گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد اوسکے بندے اور رسول ہین تو اللہ حرام کرے گا اوسکو جہنم پر معاذ نے کہا یا رسول اللہ مین اسکی خبر کر دون لوگون کو وہ خوش ہو جاوین آپنے فرمایا تب تو وہ تکیہ کر لینگے اسپر پہر معاذ نے یہ حدیث بیان کر دی مرتے وقت گناہ سے بچنے کے لیے **ف** کیونکہ علم کا چہپانا اس طرح کہ وہ ضائع ہو جاوے منع ہے معاذ جب تک زندہ تہے تو یہ حدیث ضائع نہین ہو سکتی تہی اور جب مرنے لگے تو ڈر ہوا کہ یہ حدیث بالکل تلف ہو جاویگی اس لیے انہون نے بیان کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیان کرنے سے منع کیا تہا وہ بطور تحریم کے نہ تہا بلکہ بطور مصلحت کے تہا یا ممانعت مشہور کرنے سے تہی نہ خاص لوگون سے بیان کرنے کی ورنہ آپ معاذ کو کیون بتلاتے شیخ ابن الصلاح نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو عام خوشخبری دینے سے منع کیا تہا اس ڈر سے کہ کہین جاہل اور بے خبر آدمی اسکو سنکر دہوکا نکہاوین اور تکیہ کر بیٹہے اور خود آپنے یہ حدیث اون لوگون کو بتلائی جنکے دہوکے مین پڑنیکا ڈر نہ تہا اور وہ صاحب علم اور معرفت تہے جیسے معاذ بن جبل تو معاذ بہی اوسی راہ پر چلے اونہون نے بہی خاص آدمیون کو جنکو اس لائق پایا یہ حدیث بتلائی اور ابو ہریرہ کی روایت مین جو یہ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عام خوشخبری دینے کے لیے فرمایا تہا تو یہ پہلی بات تہی جسکے بعد رائے بدل گئی اور رد ہو گیا یعنے اجتہاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہی درست تہا جیسے اور مجتہدون کو درست ہے پر آپکو اور مجتہدون پر یہ فضیلت ہے کہ آپ خطا پر قائم نہین رہتے تہے فی الفور وحی سے اوسکی اصلاح ہو جاتی برخلاف اور مجتہدون کے وہ خطا پر قائم رہتے ہین اور جس شخص نے دین کی باتون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجتہاد جائز نہین کہا وہ یہ کہتا ہے کہ شاید ابو ہریرہ کو عام خوشخبری دینے کا حکم پہلے اوترا ہو پہر حضرت عمر رضہ کے سوال کے وقت

دوسرا حکم اترا ہو جس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا نووی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد میں تفصیل ہے جو مشہور ہے لیکن دنیاوی امور میں تو آپ بالاتفاق اجتہاد کرتے تھے اور دین کی باتوں میں علماء کا اختلاف ہے اکثر جائز کہتے ہیں اجتہاد کو دین کی باتوں میں بھی کیونکہ جب دین میں اجتہاد اوروں کو درست ہے تو آپ کو درست ہونا کیا معنے اور بعضوں نے کہا جائز نہیں کیونکہ آپ یقین حاصل کر سکتے تھے خدا سے پوچھ کر اور بعضوں نے کہا لڑائی کے کاموں میں اجتہاد جائز تھا اور باتوں میں نہیں پھر جن علماء نے اجتہاد دین کی باتوں میں جائز کہا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ آیا اجتہاد آپ نے کیا بھی یا نہیں اکثر نے کہا کہ کیا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں کیا اور بعضوں نے توقف کیا ہے مسئلہ میں پھر جن لوگوں نے کہا کہ اجتہاد کیا ہے انہوں نے اختلاف کیا ہے کہ خطا آپ سے ہو سکتی تھی یا نہیں محققین کا یہ قول ہے کہ خطا آپ سے نہیں ہو سکتی تھی اور اکثر لوگوں کا یہ قول ہے کہ خطا ہوتی تھی پر آپ اس خطا پر قائم نہیں رہتے تھے اور یہ مقام اسکی تفصیل کا نہیں ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ اَصَابَنِي فِي بَصَرِي بَعْضُ الشَّيْءِ فَبَعَثْتُ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اُحِبُّ اَنْ تَأْتِيَنِي تُصَلِّيَ فِي مَنْزِلِي فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهِ فَدَخَلَ وَهُوَ يُصَلِّي فِي مَنْزِلِي وَاَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُونَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوا عُظْمَ ذٰلِكَ وَكِبْرَهُ اِلَى مَالِكِ بْنِ دُخْشُمٍ قَالُوا وَدُّوا اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَكَ وَدُّوا اَنَّهُ اَصَابَهُ شَيٌّ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ قَالُوا اِنَّهُ يَقُولُ ذٰلِكَ وَمَا هُوَ فِي قَلْبِهِ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَيَدْخُلَ النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهُ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِي هٰذَا الْحَدِيثُ فَقُلْتُ لِابْنِي اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهُ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی محمود بن ربیع نے انہوں نے سنا عتبان بن مالک سے ۔

ف نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد میں دو عجیب باتیں ہیں ایک تو .... یہ کہ تین صحابی برابر ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں وہ انس ہیں اور محمود اور عتبان دوسرے یہ کہ بڑے نے چھوٹے سے روایت کی انس بڑے ہیں محمود سے سن اور علم اور رتبے میں **ف** محمود نے کہا میں مدینے میں آیا تو عتبان سے ملا اور میں نے کہا ایک حدیث ہے جو مجھ کو پہونچی تم سے (تو بیان کرو اسکو) عتبان نے کہا میری نگاہ میں فتور ہو گیا (دوسری روایت میں ہے وہ اندھے ہو گئے اور شاید ضعف بصارت مراد ہو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بھیجا میں چاہتا ہوں

آپ میرے مکان پر تشریف لاوین اور نماز پڑہین کسی جا سے پر تو مین اُس جاۓ کو مُصلّی بنالون (یعنے ہمیشہ وہین نماز پڑہا کرون اور یہ درخواست اس لیے کی کہ آنکہہ مین فتور ہوجانے سی مسجد نبوی مین اون کا آنا دشوار تہا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی اور جسکو خدا نے چاہا اپنے اصحاب مین سی ساتہہ لائے آپ اندر آئے اور نماز پڑہنے لگے اور اصحاب آپکے آپس مین باتین کر رہے تہے (منافقون کا ذکر چہڑ گیا تو اُن کا حال بیان کرنے لگے اور اُنکی بری باتین اور بری عادتین ذکر کرتے تہے) پہر اونہون نے سب مین بڑا منافق مالک بن دُخشم کو کہا یا مالک بن دُخیشم یا مالک بن دخشن یا دخیشن) **ف** صحابہ نے نفاق مین اول درجہ کا اس شخص کو قرار دیا حالانکہ یہ بدر مین شریک تہا اور اور لڑائیون مین اور نفاق اسکا ثابت نہین ہوا بلکہ خود حضرت نے اسکو مومن قرار دیا بخاری کی روایت مین ہے وہ لا الہ الا اللہ کہتا محض خدا کے واسطے **ف** اور چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے لیے بددعا کرین وہ مرجاوے یا اوسپر کوئی آفت اوترے (تو معلوم ہوا کہ بدکارون کے تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہین) اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنے مالک بن دخشم) گواہی نہین دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور مین اللہ کا رسول ہون صحابہ نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان سے کہتا ہے پر دل مین اوسکے یقین نہین آپنے فرمایا جو کوئی گواہی دیوے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی پہر وہ جہنم مین نہ جاویگا یا اوسکو انگار نہ کہاویگی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجکو بہت اچہی معلوم ہوئی تو مین نے اپنے بیٹے سے کہا اسکو لکہہ لے اوس نے لکہہ لیا

عَنْ أَنَسٍ حَدَّثَنِیْ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ عَمِيَ فَأَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَ فَخُطَّ لِی مَسْجِدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ قَوْمُهُ وَتَغَيَّبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِمِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ

ترجمہ انس سے روایت ہے حدیث بیان کی مجہسے عتبان بن مالک نے وہ اندہے ہوگئے تو اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس کہلا بہیجا میرے مکان پر تشریف لائیے اور ایک جگہہ مقرر کر دیجیے مسجد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کی لوگ آئے پر ایک شخص غائب تہا جسکو مالک بن دخشم کہتے تہے پہر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین معلوم ہوئین کچہہ اوپر گذرین ایک بات یہ ہے کہ آثار صالحین کے ساتہہ تبرک کرنا درست ہے دوسرے یہ کہ علمار اور فضلا اور مشائخ کو اپنے مریدون اور شاگردون کے گہر جانا اور اُن سے ملنا بہتر ہے تیسرے مفضول کو فاضل سے کچہہ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے چوتہی نماز پڑہنے والے کے سامنے باتین کرنا درست

ہے اگر نمازی کو حرج نہ ہو پانچوین جو شخص ملاقات کو جاوے اسکو امامت درست ہے اگر صاحب خانہ رضامند ہو چھٹی حاکم اور امام سے کسی شخص کا حال بیان کر دینا جب اوس کے ضرر کا خوف ہو درست ہے ساتوین حدیث کا لکھنا درست ہے کیونکہ انس نے اپنے بیٹے سے کہا لکھ لے اسکو لکھ لینا مستحب ہے اور حدیث لکھنے سے ممانعت بھی آئی ہے اور اجازت بھی ممانعت تو اس کے لیے ہے جو یاد نکرے صرف لکھنے پر بھروسا رکھے حالانکہ اوسکو یاد کرنیکی طاقت ہو اور اجازت اوس کے لیے ہے جو یاد نرکھ سکے اور بعضون نے کہا ممانعت اسوقت تھی جب حدیث کے ملجانے کا ڈر تھا قرآن کے ساتھ پھر اجازت ہوئی اور پہلے سلف صحابہ اور تابعین مین اختلاف تھا حدیث کی کتابت مین لیکن بعد اجماع ہو گیا ہے کتابت کے درست ہونے پر آٹھوین امام یا عالم کو اپنے لوگ ساتھ لیجانا درست ہے ملاقات کے لیے جاوے یا دعوت مین انتہی باختصار

باب الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّاِنِ ارْتَکَبَ الْمَعَاصِیَ الْکَبَائِرَ **باب** بیان مین اس کے کہ جو شخص راضی ہو اللہ کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر وہ مومن ہے اگرچہ کبیرہ گناہ کر بیٹھے **عَنِ** الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا **ترجمہ** عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ایمان کا مزہ چکھا اوس نے جو راضی ہو گیا خدا کی خدائی پر اور اسلام کے دین پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری پر **ف** نووی نے نقل کیا صاحب تحریر سے راضی ہو یعنی قناعت کرنا اور کافی جاننا اور کچھ نہ چاہنا تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے اور کسی کو طلب نکرے اور سوا اسلام کے دوسرے کفر کے رستون پر نہ چلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق رہے پھر جسمین یہ صفات ہونگے بیشک ایمان کی حلاوت اوسکے دل مین معلوم ہوگی اور اسکا مزہ وہ چکھیگا قاضی عیاض نے کہا مزہ چکھنے سے یہ مراد ہے کہ اسکا ایمان صحیح ہوگا اور اس کے دلکو اطمینان ہوگا اسواسطے کہ جب وہ راضی ہوا ان چیزون سے تو یہ دلیل ہے اوس کے کمال معرفت اور نفاذ بصیرت کی اور اسکی ساتھ اسکا دل بھی خوش ہوگا اس لیے کہ جو شخص کسی چیز سے راضی ہوتا ہے تو وہ اسپر سہل ہوتی ہے اسیطرح جب مومن کے دل مین ایمان بیٹھ جاتا ہے تو تمام عبادتین اور اطاعتین اوسپر آسان ہو جاتی ہین اور لذت دیتی ہین تحفۃ الاخیار مین ہے خدا کی خدائی پر راضی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ اسکی قضا اور قدر پر راضی رہے رنج اور تکلیف اور مصیبت مین اسکا گلہ شکوہ نکرے اور دین اسلام پر بھی

کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہوجاوے کفر کے رسومات کے گرد نہ پہٹکے اور حضرت کی پیغمبری پر راضی ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکہے اور جس کو یہ بات حاصل نہین اوسکو ایمان کے مزے سے خبر نہین انتہے مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑے مرتبے کیطرف اشارہ کیا جو عام مومنون اور مسلمانون کو حاصل نہین پہر دنیا مین انکو ایمان کی حلاوت اور لذت کچہ نہین ہے تو تمام عبادتین اور طاعتین جو کرتے ہین تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈالکر کرتے ہین اور دین کے احکام بجالانا اون کے نزدیک ایسے ہی دشوار ہین جیسے پہاڑ کے پہاڑ پتہر ڈہونا یا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو پر پیٹ کی خاطر یا کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے قہر درویش بر جان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح ریاضت اور محنت کرکے نفس کی بری خواہشون کو اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتونکا مزہ بہت آگے چلکر کتنے دنون کے بعد حاصل ہوگا جب اسکا نفس تکرار عمل سے یعنی بار بار نیک کام کرنے سے اون کامونکا عادی ہوجاویگا تو اوسکو ان کامون مین ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلی کثرت ڈنڈ یا مگدر کرتا ہے تو چند روز تک کیسے ناگوار گذرتے ہین پہر اون مین ایسا مزہ آنے لگتا ہے کہ انکا چہوڑنا دشوار گذرتا ہے اور بے کثرت کیے چین نہین پڑتا یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہے جو علت ہونیکے بعد چہٹ نہین سکتی پہر ایمان جو روحانی لذت ہے اوسکا مزہ اور ذائقہ کس قدر ہوگا قیاس کرنا چاہیے پر اوسکا بیان کیونکر ہوسکتا ہے اوسکو وہی جانے جسنے اوسکا مزہ چکہا ہو۔ آدمی جب دنیا مین مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات اور حرکات اور تغیرات مین غور کرتا رہتا ہے تو اوسکو ایک خلجان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اسباب خیر اور راحت اور خوشی کو جمع کرنا چاہتا ہے پر اون اسباب کی تشخیص اور شناخت مین غلطی کرتا ہے تو ہر مرتبہ اوسکی کوشش رائگان اور اوسکی سعی برباد ہونے سے اوسکو وحشت پیدا ہوتی جاتی ہے اخیر مین ایک ایسا تشتت اور اضطراب اوسکی دلکو ہوجاتا ہے کہ معاذ اللہ اکثر دنیادار اسی عارضے مین گرفتار ہین اونکو دم بہر چین نہین اون کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی مین وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص کا یہ حال ہو تو سمجہ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے توتے کیطرح کہتا ہے پر دل مین اوسکے نور ایمان بالکل نہین اور رضا بالقضا کا مرتبہ اوسکو حاصل نہین جسنے خداوند کریم کو اپنا مالک پروردگار مربی سرپرست ہر طرح کی حاجتین برلانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا رب اور اچہے کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کرنیوالا تمام ایذاؤن اور تکلیفون سے بچانے والا سمجہا اور

دل سے اوسپر یقین کیا اور سب مقاصد اور مطالب کو اوسکی مرضی پر چھوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی سے راضی اور خوش ہوا اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اوسکو رتی برابر رنج یا اضطراب پیدا ہو تو اپنے مالک کے ارادون پر اور اوسکے کامون پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اسکا عین مطلب اور مقصد ہے پھر اوسکو کیا تکلیف اور رنج کیسا خفقان کیسا۔ کارساز ما بفکر کار ما۔ فکر ما در کار ما آزار ما

باب بیان عَدَدِ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَاَفْضَلِهَا وَاَدْنَاهَا وَفَضِیْلَةِ الْحَیَاءِ وَكَوْنِهٖ مِنَ الْاِیْمَانِ

باب بیان مین ایمان کی شاخون کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کونسی ادنیٰ ہے اور شرم اور حیا کی فضیلت اور اسکا داخل ہونا ایمان مین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً وَّالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی شاخین ہین اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت مین ساٹھہ پر کئی شاخین ہین مگر اوسمین راوی کو شک ہے کہ ستر پر کئی شاخین کہین یا ساٹھہ پر کئی شاخین اور بخاری نے بغیر شک کے ساٹھہ پر کئی روایت کین اور ابوداؤد اور ترمذی نے ستر پر کئی بغیر شک کے اور ایک روایت مین ترمذی کے چونسٹھہ دروازے ایمان کے منقول ہین اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ صحیح کونسی روایت ہے قاضی عیاض نے کہا صحیح ساٹھہ پر کئی شاخین ہین شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک سہیل راوی کیطرف سے واقع ہوا ایسا ہی کہا بیہقی نے اور سہیل سے ستر پر کئی شاخین بغیر شک کے بھی منقول ہین اور راجح کونسی روایت ہے یہ مختلف فیہ ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث مین بضع کا جو لفظ آیا ہے تو اوسکے معنون مین بھی علماء کا اختلاف ہے کسینے کہا بضع تین سے دس تک کو کہتے ہین کسی نے کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بضع سات کو کہتے ہین کسینے کہا دو سے دس تک کو اور بارہ سے بیس تک کو اور شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہین کہ ایمان ستر پر کئی خصلتون کا نام ہے قاضی عیاض نے کہا اوپر یہ بات گزر چکی کہ ایمان لغت مین یقین کرنے کو کہتے ہین اور شرع مین دل سے یقین کرنیکو اور زبان سے اقرار کرنیکو اور شرع کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ سب سے افضل خصلت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنا ہے اور سب سے کمتر راہ مین سے ایذا دینے والی چیز ہٹا دینا اور اوپر ہم کہہ چکے ہین کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور اتمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور ان شاخون کا ملانا تصدیق کا تتمہ ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور یہ خصلتین اونھی کی ہین جو تصدیق رکھتے ہین

تو وہ ایمان سی خارج نہین ہین نہ ایمان شرعی سی نہ لغوی سی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو بتلایا کہ افضل ان سب خصلتون مین توحید ہی جو ہر شخص پر واجب ہی اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہین ہو سکتی گویا یہ جڑ ہے اور سب سے کمتر خصلت یہ ہی کہ جس چیز سے مسلمانون کو ضرر پہونچنے کا گمان ہو جیسے کانٹا وغیرہ وہ راہ سے ہٹا دینا اور ان دونون کے بیچ مین بہت سی خصلتین ہین جو کوشش کرنے سی معلوم ہو سکتی ہین اور بعضون نے اسمین کوشش کی ہے مگر اونپر یقین نہین ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین تھین اور انکا نہ پہچاننا ایمان مین کچھ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ اصول اور فروع ایمان کے سب معلوم اور محقق ہو چکی ہین البتہ اجمالا یقین کرنا کہ ایمان کے فضائل اسقدر ہین ضرور ہی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا حافظ ابن حبان نے کہا ہے مین نے اس حدیث مین ایک مدت تک غور کیا اور عبادات اور طاعات کا شمار کیا تو وہ ستر پر کئی سے بہت زیادہ ہین پھر مین نے حدیثون کیطرف رجوع کیا اور جس عبادتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان مین شمار کیا ہی اونکو جوڑا تو وہ ستر پر کئی سے کم ہوتی ہین آخر مین رجوع ہوا اللہ کی کتاب کیطرف اور اوسکو غور سے پڑھا اور جس عبادتون کو اللہ نے ایمان مین داخل کیا ہے اونکو جوڑا تو وہ بھی ستر پر کئی سے کم ہوتی ہین پھر مین نے قرآن اور حدیث کو ملایا اور جو عبادتین مکرر ملین اونکو نکال ڈالا تو اللہ اور اوسکے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتین ملاکر ستر پر کئی ہوئین نہ زیادہ نہ کم جب مین نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتین ہین اور ابن حبان نے ان سب عبادتون کو اپنی کتاب شعب الایمان مین بیان کیا ہے اور اس فن مین سب سے عمدہ کتاب منہاج ہی ابو عبد اللہ حلیمی کی اور کتاب شعب الایمان ہی امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساٹھ پر کئی کی روایت بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہین اور اس سے یہ غرض نہین ہوتی کہ اس سے بڑھ کر اور نہین ہین (انتہے کلام النووی) السراج الوہاج مین مولانا سید محمد صدیق حسن خان صاحب بہادر فرماتے ہین کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر مین نے قزوینی کی خلاصہ کا خلاصہ کیا ہے اور اوسکا نام الروض الخصیب رکھا عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کئی یا ساٹھ پر کئی شاخین ہین افضل اون سب مین لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ادنی اون سب مین راہ مین سے موذی چیز کو ہٹانا ہے اور حیا ایک شاخ ہی ایمان کی ف اور ایک روایت مین ہے کہ حیا ایمان مین سے ہے اور دوسری

روایت مین ہے کہ حیا سے نہین ہوتی مگر بہلائی۔ ایک روایت مین ہے کہ حیا بالکل خیر ہے واحدی نے کہا کہ حیا اور استحیا دونون حیاۃ سے نکلے ہین اور حیا انسان کی قوۃ حیات ہی تو جس شخص کا احساس لطیف ہو اور حیاۃ قوی ہے اسکی حیا ہوتی ہے جنید بغدادی رہ نے کہا حیا نعمتون کا دیکھنا اور اپنی تقصیرون پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور اپنی تقصیرات پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جسکو حیا کہتے ہین اخلاق مین فضائل نفس تین رکہے ہین عفت اور شجاعت اور عدالت پہر حیا عفت کا ایک شعبہ ہی ابو علی بن مسکویہ نے کتاب الطہارۃ مین کہا کہ حیا رک جانا ہے نفس کا بری باتین کرنے سے اور پرہیز کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہی پہر اسکو ایمان مین داخل کیا اس لیے کہ کبہی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور کسب سے جیسے اور اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل ہوتے ہین اور کبہی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال قانون شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسب اور نیت اور علم کی طرف تو وہ ایمان مین ہے اور دوسرے یہ کہ حیا نیک کام کراتی ہے اور گناہون سے باز رکہتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا بالکل خیر ہے اور نہین ہوتی اوس سے مگر خیر تو اسمین یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان حق بات کہنے سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبہی حیا کی وجہ سے اوس کے حقوق تلف ہو جاتی ہین تو خیر محض کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہین ہے یہ تو عجز اور ناتوانی ہے اسکو حیا بعضون نے مجازاً کہا ہے لیکن حقیقۃً حیا اوس خلق کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچہی بات کیطرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے کسی حقدار کے حق مین قصور کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نووی) **عَنْ** سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَعِظُ اَخَاہُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ الْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ **ترجمہ** سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کر رہا تہا اپنے بہائی کو حیا کے باب مین **ف** یعنی منع کر رہا تہا حیا سے اور کہتا تہا حیا بری بات ہی **ف** آپ نے فرمایا (جانے دے یعنی مت منع کر حیا سے بخاری) حیا ایمان مین داخل ہی دوسری روایت مین ہے مَرَّ بِرَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ یَعِظُ اَخَاہُ یعنی آپ گذرے ایک انصاری پر جو نصیحت کر رہا تہا اپنے بہائی کو **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ الْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَقَالَ بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ اِنَّہٗ مَکْتُوْبٌ فِی الْحِکْمَۃِ اَنَّ مِنْہُ وَقَارًا وَّمِنْہُ سَکِیْنَۃً فَقَالَ عِمْرَانُ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِیْ عَنْ صُحُفِکَ **ترجمہ** عمران بن حصین حدیث بیان کر رہے تہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہین ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتابون مین لکھا ہے کہ حیا ہی سے وقار ہوتا ہے اور حیا سے سکینہ ہوتا ہے **ف** وقار کہتے ہین سوچ سمجھ کر ایک کام کرنیکو اور اسکے خلاف چھچھورا پن ہے کہ جلدی سے جو خیال مین آوے کرنے لگے اور اسکا انجام نہ سوچے جیسے جانورون کا حال ہے اور سکینہ بھی وہی وقار کو کہتے ہین یعنے سکون نفس اور ثبات حرکات کیوقت اور اسکے خلاف مین ہے اضطراب اور عجلت **ف** عمران نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھسے بیان کرتا ہون اور تو اپنی کتابون کی باتین بیان کرتا ہے **ف** یعنے حدیث اور قرآن کے سامنے حکیمون کے اقوال بیان کرنا بیموقع ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیل تھے مگر پھر بھی اون سے ہزارون طرح کی غلطیان ہوئین ہین حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کمتر ہے پھر پیغمبر کا قول جب ملجاوے تو اب حکیمون کی بات ڈھونڈھنا بیکار ہے **عَنْ** اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ فِیْ رَھْطٍ وَّ فِیْنَا بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ یَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ قَالَ اَوْ قَالَ الْحَیَاءُ کُلُّہٗ خَیْرٌ فَقَالَ بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ اِنَّا لَنَجِدُ فِیْ بَعْضِ الْکُتُبِ اَوِ الْحِکْمَۃِ اَنَّ مِنْہُ سَکِیْنَۃً وَّوَقَارًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَمِنْہُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتّٰی احْمَرَّتَا عَیْنَاہُ وَقَالَ اَلَا اَرَانِیْ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُ فِیْہِ قَالَ فَاَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِیْثَ قَالَ فَاَعَادَ بُشَیْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَا زِلْنَا نَقُوْلُ اِنَّہٗ مِنَّا یَا اَبَا نُجَیْدٍ اِنَّہٗ لَا بَاْسَ بِہٖ **ترجمہ**

ابو قتادہ سے روایت ہے ہم عمران بن حصین پاس ایک رہط مین تھے ہمارے لوگون مین سے (رہط کہتے ہین دس سے کم مردون کی جماعت کو) اور ہمارے لوگون مین بشیر بن کعب (بن ابی الحمیری عدوی ابو ایوب بصری) بھی تھے عمران نے ایک دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا خیر ہے بالکل یا حیا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم نے بعضی کتابون مین یا حکمت مین دیکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالی کے لیے اور ایک حیا ضعف نفس ہے **ف** یعنے بودا پن اور ڈرپوک پنا بے جرائی جسکے دل مین طاقت نہین ہوتی خون اُسمین کم ہوتا ہے اوسکو یہ صفت اکثر لاحق ہوتی ہے اوسکو عربی مین عجز اور خور اور مہانت بھی کہتے ہین اس صفت کیوجہ سے انسان مین دنائت اور لئامت پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہین کر سکتا ڈرتا ہے آخر جو ملجاتا ہے اُسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہین مارتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے مین کوشش بھی نہین کرتا اکثر ہندوستان کے لوگ اس بری صفت مین مبتلا ہین اور یہ ایک اخلاق ذمیمہ مین سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے چلے آئے ہین اور درحقیقت یہ حیا نہین ہے جو صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ مین سے ہے یہ بعضون نے اسپر حیا کا اطلاق

مغالطہ سے یا مجازاً کیا ہے دیوجانس حکیم جو یونان مین تہا اوس نے بہی کہا ہے کہ حیا شفقت نفس سے پیدا ہوتی ہے اور اوسکو ترک کرنا چاہیئے مراد اوسکی حیا سے یہی صفت رذیلہ ہے ورنہ حیا جو انسان کو بری باتون سے روکتی ہے وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ف** یہ سنکر عمران کو غصہ آیا انکی آنکھین لال ہو گئین اور انہون نے کہا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہون اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** ہر چند حدیث مین جو مطلب ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ مین سے ہے جسکا بیان ابہی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور مراد بشیر ہے اور حکمت کی رو سے جو اثر ثابت ہے وہ بہی صحیح ہے اس لیے کہ حکیمون نے اس حیا کو برا نہین کہا ہے بلکہ ضعف نفس کو جو درحقیقت حیا مین داخل نہین ہے اور دونون قولون مین کسی قسم کا تعارض یا خلاف نہین ہے گرچہ بشیر نے حیا کا اطلاق اس بری صفت پر بہی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسمون پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کے خلاف مین ایک بات کہی اور حکمت کی بات کو حدیث کے مقابلے مین بیان کیا اسلیے عمران غصے ہو گئے السراج الوہاج مین ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کے صلحا نے ایسا ہی غصہ اور انکار کیا ہے اوس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے مین کسی اور کا قول بیان کرے اگرچہ وہ کیسے ہی بلند درجے کا شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہین ہو سکتا پہر اونکی بات بہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف مین محض بے وقعت اور بے اعتبار ہے اور حاصل یہ ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہین سب کے اقوال مین سے کچہ لینے کے قابل ہین اور کچہ چہوڑنے کے قابل بقول خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ اور مجہے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے جو ایمان لاوے اللہ پہ اور اوسکے رسول پہ اور قیامت پہ کہ اوسکا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث سن لیوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر اور کسی کی امت مین سے بات ماننے یا سننے اور مقدم کرے اوسکی بات کو جناب رسالت مآب کی بات پر جنکی شان مین یہ آیت اوتری وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى **ف** ابو قتادہ نے کہا عمران نے پہر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا بشیر نے پہر دوبارہ وہی بات کہی جب تو عمران غصے ہو گئے (اور انہون نے قصد کیا بشیر کو سزا دینے کا) ہم سب کہنے لگے اے ابا نجید (یہ کنیت ہے عمران بن حصین کی) بشیر ہم مین سے ہے (یعنی مسلمان ہے) اسمین کوئی عیب نہین (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہین ہے جیسے تم نے خیال کیا) **عَنْ** عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ترجمہ

دوسری روایت بھی عمران کی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **باب** جامع اوصاف الاسلام یہ باب جامع ہے اوصاف اسلام کا **عن** سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْ لِیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَکَ وَفِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ اُسَامَۃَ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ **ترجمہ** سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو اسلام میں ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں اسکو نہ پوچھوں کسی سے آپکے بعد آپ نے فرمایا کہہ ایمان لایا میں اللہ پر پھر جما رہ اسپر ابو اسامہ کی روایت میں ہے کسی سے آپکے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور یہ مطابق ہے اللہ تعالے کے قول کے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنے جن لوگوں نے کہا پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر جم رہے اسپر یعنی توحید کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے اسپر پھر جمے رہے یعنی ڈگے نہیں توحید سے اور شرک میں نہ پھنسے اور لازم کرلی انہوں نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی یہانتک کہ مرے اسی حال پر اور یہی تفسیر ہے اس آیت کی موافق اکثر مفسرین صحابہ کرام و من بعدہم کے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالی کے اس قول میں فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اترے اور اسی واسطے جب صحابہ نے آپ سے کہا آپ جلدی بوڑھے ہوگئے تو آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا استاذ ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالے میں لکھا ہے استقامت وہ درجہ ہے جس سے سب کام پورے اور کامل ہوتے ہیں اور اسی صفت سے تمام بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقلال نہو اوسکی کوشش سب اکارت ہے اور اسکی سعی بے نتیجہ ہے بعضوں نے کہا استقامت ایسی صفت ہے کہ اسکو بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کے چھوڑنے سے اور خلوص اور صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرو اور تم ہرگز سب نیکیاں نکر سکوگے واسطی نے کہا استقامت خصلت ہے جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اسکی نہونے سے سب نیکیاں بری ہوجاتی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے صرف یہی حدیث روایت کی ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اس حدیث کو اور اتنا زیادہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجھے کس چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور اکثر فتنے اور بلائیں انسان پر زبان سے آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکماء میں یہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

زبان کو قابو میں کرے اور دیکھتا رہے کہ اوسکی زبان سے جو باتیں نکل رہی ہیں وہ مناسب ہیں یا غیر مناسب اور لازم ہے کہ خلاف مصلحت کوئی بات زبان سے نہ نکالے

باب بَيَانِ تَفَاضُلِ الْاِسْلَامِ وَاَيِّ اُمُوْرِهٖ اَفْضَلُ اسلام کی فضیلت دوسرے اسلام پر اور بیان اس بات کا کہ کون سے کام اسلام کے افضل ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو کھانا کھلا دے (بھوکے کو اور مہمان کو) اور سلام علیک کرے ہر شخص سے خواہ تو اسکو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو **ف** کون سا اسلام بہتر ہے یعنی کون سی خصلت اسلام کی بہتر ہے اور سنت اسلام یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوئی کہ ہر مسلمان سے سلام علیک کرے خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور یہ عادت جو بعض لوگوں نے اختیار کی ہے اہ اوسی شخص کو سلام کرتے ہیں جس کو پہچانتے ہوں اچھی نہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقَالَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو بن العاص کہتے تھے ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان بہتر ہے آپ نے فرمایا وہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتھ سے بچے رہیں (یعنے نہ زبان سے کسی کی برائی کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ایذا دیوے)

عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ **ترجمہ** ابو موسی اشعری سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ اَفْضَلُ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ **ترجمہ** ابو بردہ برید بن عبد اللہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اس میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا مسلمان افضل ہے **ف** نووی نے کہا کبھی حضرت نے افضل اُس مسلمان کو قرار دیا جو کھانا کھلاوے سلام کرے ہر شخص کو اور کبھی اوسکو جس کی زبان اور ہاتھ سے اور مسلمان بچے رہیں یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال سائلین اور حاضرین کے تھا تو ایک مقام میں سلام اور اطعام

ن بَابُ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْهُ

نقال

یعنے کہانا کہلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپنے اوسی کو بیان فرمایا اور ایک موقع مین ایذا دہی سے روکنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اوسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتہہ سے دوسرے مسلمان بچے رہین تو مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جسمین یہ صفت ہو اور یہ غرض نہین کہ جس مین یہ صفت نہ ہو وہ مسلمان ہی نہین ہے اور ان حدیثون مین بہت سی فوائد ہین ایک تو یہ کہ کہانا کہلانا اور سخاوت کرنا اور مسلمانون کو فائدہ پہونچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانون کو ایذا دینے سے بچنا چاہیے خواہ زبان سے ایذا ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت نکرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے اسمین مسلمانون کو یک دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت رکہنے کی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت رکہنا اور اتفاق کرنا دین کے فرضون مین سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے انتظام ہے اسلام کا چوتہی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اوس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور مراد ہر شخص سے ہر مسلمان ہے تو یہ عام خاص کیا گیا ہے اور کافر کا سلام کرنا ضرور نہین پانچوین ہدایت ہے اخلاص عمل کیواسطے اللہ تعالی کی چہٹی ارشاد ہے تواضع اور انکسار کیطرف جو شعار ہے اسلام کا

باب بَیَانِ خِصَالٍ مَنِ اتَّصَفَ بِھِنَّ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ

بیان اون خصلتون کا جن سے ایمان کا مزہ ملتا ہے

عن اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جسمین ہونگی وہ انکی وجہ سے ایمان کی مٹہاس اور حلاوت پاویگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اوس کے رسول سے دوسرے سب لوگون سے زیادہ محبت رکہے دوسری یہ دوستی رکہے کسی آدمی سے صرف خدا کے واسطے (یعنی دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اوس سے ڈر ہو) تیسری یہ کفر کو پہر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اوسکو نجات دی اوس سے اتنا برا جانے جیسے انگار مین پڑنا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت بڑی ہے اور ایک اصل ہے اسلام کی اصول مین سے علما نے کہا ہے حلاوة ایمان کے معنی یہ ہین کہ عبادت مین اور تکلیف اوٹہانے مین خدا اور رسول کی رضامندی کے لیے لذت اور مزہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضامندی کو مقدم رکہے اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اوسکا حکم مانے اور اوسکی مخالفت کو ترک کرے ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اوسی مطلب کی ہے جیسے اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

کا مزہ چکھا اوس نے جو خدا کی خدائی کے ساتھ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھ اور اسلام کے دین کے ساتھ راضی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دوسرے مسلمان کی محبت اسی طرح کفر کو پھر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اوس شخص کو جسکا ایمان اور یقین زور دار ہو اور اوسکے دل کو اطمینان ہے اور اوسکا سینہ کشادہ ہو اور ایمان اوسکے گوشت اور خون میں اثر کر گیا ہے یہی وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کی مٹھاس پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت رکھنا پہل ہے خدا کی محبت کا اور بعضون نے کہا خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دیوے خدا کی مرضی کے تو جو خدا کو پسند ہو وہی اوسکو پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند وہی اوسکو ناپسند ہو اور اس باب میں متکلمین کی عبارتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ ہے کہ محبت ایک میل اور خواہش ہے پھر یہ میل کبھی تو اون چیزون کیطرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب ہیں جیسے خوبصورتی خوش آوازی کہانیکا ذائقہ اور کبھی اون چیزون کیطرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کبھی یہ میل اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کسی نے اوسپر احسان کیا ہو یا مصیبت سے بچایا ہو اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن اخلاق آپ میں موجود تھے اور آپکا احسان اور فیض تو اتنا عام ہے کہ سب مسلمانون کی گردن پر ہے اونکو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوایا جہنم کے عذاب سے بچایا پھر خداوند کریم کا احسان تو سب سے زیادہ ہے کیونکہ اوسی نے حضرت کو پیدا کیا پھر پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا پس درحقیقت اصل الاصول محبت ہے اللہ جل جلالہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء اللہ اور ائمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کیطرف تو اللہ کی محبت بالذات ہے باقی سب بالعرض یعنی خدا کی محبت کے ذیل میں اب جو کوئی سوا خدا کے کسی اور شی سے بالذات محبت رکھے وہ اہل اللہ کے نزدیک مشرک ہے یُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰہِ یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنون کی یہ صفت ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ (مومنوں کو سب سے زیادہ)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ كَانَ اللّٰہُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللّٰہُ مِنْهُ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں جسمیں ہونگی وہ ایمان کا مزہ پاویگا جو شخص دوستی رکھے کسی سے پھر نہ رکھے ہو دوستی اوس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سمجھ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھے دوسرے

اور سب لوگون یا چیزون سے زیادہ اور جو انگار مین ڈالا جانا پسند کرے مگر پہر کفر اختیار کرنا پسند نکرے جب خدا نے اوسکو نجات دی کفر سے **ف** مراد اس سے وہ لوگ ہین جو پہلے کافر یا مشرک تہے پہر خدا نے انکو اسلام سے مشرف فرمایا تو انکا اسلام انکو جب ہی مزہ دیگا جب وہ کفر کے دین سے اسقدر بیزار ہون کہ انگار مین گرنا قبول کرین پر کفر قبول نکرین **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِیْثِہِمْ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ مِنْ اَنْ یَّرْجِعَ یَہُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی مگر اوس مین یہ ہے کہ انگار مین گرنا اوسکو پسند ہے پر یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہو

باب وُجُوْبِ مَحَبَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرَ مِنَ الْاَہْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَاِطْلَاقُ عَدَمِ الْاِیْمَانِ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُحِبَّہٗ ہٰذِہِ الْمَحَبَّۃَ

ترجمہ باب اس بات کے بیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکہنا بی بی اور اولاد اور ماں باپ اور سب لوگون سے زیادہ واجب ہے اور جسکو ایسی محبت نہو وہ مومن نہین **عن** اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ وَفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ الرَّجُلُ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَہْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہین ہوتا جب تک اوسکو میری محبت گہر والون اور مال اور سب لوگون سے زیادہ نہو

ف خطابی نے کہا مراد وہ محبت نہین ہے جو طبعی ہوتی ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہے تو مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپکے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزون پر مقدم رکہے ماں باپ بی بی اولاد دوست آشنا یہ سب اگر ناراض ہو جاوین تو قبول کرے پر خدا اور اوسکے رسول کی نافرمانی ہرگز اختیار نکرے یہی محبت صادقہ ہے جسپر مدار ہے ایمان کا ابن بطال اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو اوستاد سے دوسری محبت شفقت اور پیار کی جیسے باپ کو یا ماں کو اولاد سے ہوتی ہے تیسرے محبت ہمشکل اور ہم خیال ہونیکی جیسے دوست آشناؤن سے ہوتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتون کو اپنی محبت مین جمع کر دیا ہے ابن بطال نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ اسبات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوس سے زیادہ ہے اوسکے باپ اور بیٹے کے حق سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہمکو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکلکر ہدایت پائی ہے قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین سے یہ بات بہی ہے کہ آپکی سنت کی مدد کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اوسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہو جاوی اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پوری نہیں ہوتی بغیر اس محبت کے ... ایمان صحیح نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ماں باپ بزرگ محسن سب سے زیادہ دل میں نہو اور جس کو یہ اعتقاد نہو وہ مومن نہیں ہے (نووی) **عَن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک اوسکو میری محبت اولاد اور ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ نہو

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مِنْ خِصَالِ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ الْمُسْلِمِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مِنَ الْخَيْرِ ایمان کی خصلت یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے (یعنے بھلائی) **عَن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ اَوْ قَالَ لِجَارِهٖ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن نہیں ہوتا جب تک وہ نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسایہ کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علما نے کہا مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا ورنہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کے بھی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی مباح چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے نسائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خوبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضوں نے اس صفت حاصل کرنیکو دشوار اور محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مراد یہ ہے تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے یعنی اُس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود کا کوئی نقصان نہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنے جسکا دل صاف ہو البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد بھرا ہوا ہو اوسپر بہت دشوار ہے خدا بچاوے ہمکو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نووی) حاصل یہ ہے کہ جب کسی بھائی مسلمان کی بھلائی ہوتی ہو اور اپنا اسمیں کچھ ضرر نہو تو اُسے خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے **عَن** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِجَارِهٖ اَوْ قَالَ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جبتک کہ اپنے ہمسایہ یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

بَابُ بَيَانِ تَحْرِيمِ إِيذَاءِ الْجَارِ ہمسایہ کو ایذا دینا حرام ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ **ترجمہ**
ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکا ہمسایہ اوسکے مکر و
فساد سے محفوظ نہین ہے **ف** یعنی اوسکی بدی اور ظلم سے اسکو امن نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ کہین مجھکو
صدمہ نہ پہونچے اُس کیطرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ جو ہمسایہ کو ستانا درست سمجھے حالانکہ وہ جانتا
ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کبھی جنت مین نہ جاویگا یا یہ غرض ہے کہ اسکو جنت مین جانا جنت کھلتے ہی نصیب
نہ ہوگا بلکہ روکا جاوے گا یہانتک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلون کی یہ ہے
جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص توحید پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین نہین
رہیگا بلکہ چند روز عذاب دیا جاوے گا۔ یا معاف کیا جاویگا پھر جنت مین جاویگا۔ بہرحال ہمسایہ کو رنج دینا اور ناحق اوسکو
ستانا ایسا حرام ہے کہ بہشت سے محروم رکھتا ہے **بَابُ** الْحَثِّ عَلَى إِكْرَامِ الْجَارِ وَالضَّيْفِ وَلُزُوْمِ
الصَّمْتِ إِلَّا عَنِ الْخَيْرِ وَكَوْنِ ذٰلِكَ كُلِّهِ مِنَ الْإِيْمَانِ ہمسائے اور مہمان کی خاطرداری کی ترغیب اور چپ
رہنے کی فضیلت اور یہ باتین ایمان مین داخل ہونا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ
ضَيْفَهُ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن
(قیامت پر) اوسکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ رہے **ف** سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے کہا
غرض یہ ہے کہ جب بات کرنیکا ارادہ کرے تو سوچ لیوے کہ جو بات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات واجب ہو
یا مستحب اوسوقت کہے اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہین تو چپ رہے پھر چاہے وہ بات حرام ہو یا مکروہ
ہو یا مباح ہو جس مین نہ ثواب ہے نہ عذاب ہر حال مین خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولی ہے کیونکہ
مباح باتین لیجاتی ہین انسان کو حرام اور مکروہ کیطرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اللہ جل جلالہ نے فرمایا مَا
يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ یعنی جو بات انسان مونہہ سے نکالتا ہے اوسکے پاس ایک شخص ہے جو
راہ دیکھتا ہے طیار رہے (اوسکے لکھنے کو) اور اختلاف کیا ہے سلف اور خلف نے اس مسئلے مین کہ انسان کے
سب قسم کی باتین اگرچہ مباح ہون لکھی جاتی ہین یا صرف وہی باتین جنمین عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

قول ہے کہ صرف وہی باتین لکھی جاتی ہین جنکا بدلہ ملیگا ثواب یا عذاب اس صورت مین آیت کو خاص کرنا پڑیگا اور شرع نے ترغیب دی ہے اس طرف کہ مباح باتین بہت کرنا اچھا نہین کیونکہ انسان اکثر بہت باتین کرنے سے گو مباح ہون حرام یا مکروہ باتون مین مبتلا ہو جاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کہا ہے کہ انسان کو بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اسکو یہ امر متحقق ہو کہ اُس بات سے کچھ نقصان نہین تو اُس بات کو کہے اور اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا شک ہو ضرر اور عدم ضرر مین تو چپ رہے امام ابن ابی زید مالکی نے کہا تمام آداب اور اخلاق حسنہ چار حدیثون سے نکلتی ہین ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام یہ ہی کہ چھوڑ دے اُس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سے پرہیز کرے) تیسری حدیث لاتغضب یعنی غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گذری کہ انسان کو چاہیے اپنے بھائی کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے خاص چاہتا ہے اور استاذ ابوالقاسم قشیری رح نے فرمایا کہ چپ رہنا موقع پر صفت ہے مردون کی جیسے بولنا موقع پر نہایت عمدہ خصلت ہے اور مین نے سنا ابو علی دقاق سے وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو رہے حق بات سے (یعنی جہان موقع ہو حق بات بیان کریگا) وہ گونگا شیطان ہے لیکن اہل باب مجاہدہ اور ریاضت نے جو سکوت اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ باتین کرنے مین طرح طرح کی آفتین ہین اور اُسمین نفس کو حظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہے اور کبھی اپنی فصاحت اور شیرین بیانی لوگون پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکن ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال مین سے ایک عمل سمجھے گا وہ بے فائدہ بات کم کریگا اور ذوالنون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنی نفس کی حفاظت کرنیوالا "وہ شخص ہے جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے اپنے ہمسائے کی اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے اوسکو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین ہمسائے کے ساتھ سلوک کرنیکا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام مجھکو وصیت کرتے تھے ہمسائے کے ساتھ سلوک کرنیکے لیے یہانتک کہ مین سمجھا جبرئیل اوسکو ترکہ بھی دلا دینگے اسیطرح مہمانداری کرنا بھی اسلام کا طریقہ ہے اور خصلت ہے پیغمبرون اور صالحون کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمانداری کرنا واجب ہے اور دلیل اونکی وہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم اترو

کسی قوم پر پھر وہ دیوین تمکو کچھ بطور مہمانی کے تو قبول کرلو اسکو اور جو نہ دیوین تو لے لو ان سے مہمانی کا حق اور اکثر فقہا اس بات پر ہین کہ مہمانی کرنا اخلاق مین داخل ہے پر واجب نہین اور دلیل انکی وہ حدیث ہے کہ جائزہ ضیافت کا ایک رات ہے اور جائزہ کہتے ہین عطا اور صلہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہین نہ وجوبی اور یہی حضرت نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی واجب نہین کیونکہ ایسے الفاظ کا استعمال واجب مین نہین ہوتا دوسرے یہ کہ مہمان اور ہمسایہ کو ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ ہمسایہ کے ساتھ سلوک واجب نہین اور اگلی حدیثون کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اوائل اسلام کی حدیثین ہین جب دلداری اور خاطر داری واجب تھی پھر اختلاف کیا ہے علما نے کہ مہمانداری بستی والون پر اور جنگل والون پر دونون پر واجب ہے یا صرف جنگل مین رہنے والون پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ ہے کہ دونون پر واجب ہے اور مالک اور سحنون نے کہا کہ صرف جنگل والون پر واجب ہے اس لیے کہ بستی یا شہر مین مسافر کو ٹھہرنے کی جگہ مل جاتی ہے سرا وغیرہ مین اور کھانے پینے کی چیزین بھی سب بازار مین ملتی ہین اور ایک حدیث مین آیا ہے کہ ضیافت جنگل کے رہنے والون پر ہے نہ بستی والون پر لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے (نووی) **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نہ ستاوے اپنے ہمسایے کو اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ خاطر داری کرے اپنے مہمان کی اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے **عن** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ حَصِیْنٍ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے مگر اسمین یہ ہے کہ احسان کرے اپنے ہمسایے کے ساتھ **عن** اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ **ترجمہ** ابو شریح خزاعی (خویلد بن عمرو یا عبد الرحمن یا عمرو بن خویلد یا ہانی بن عمرو یا کعب) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نیکی کرے اپنے ہمسایے کے ساتھ اور جو شخص

یمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ احسان کرے مہمان کے ساتہ اور جو شخص ایمان رکہتا ہو اللہ پر اور پچہلے دن پر وہ اچہی بات کہے (جس میں بہلائی ہو یا ثواب ہو) یا چپ رہے

بَاب بَیَانِ کَوْنِ النَّهْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَاَنَّ الْاِیْمَانَ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بری بات سے منع کرنا ایمان میں داخل ہے اور ایمان گہٹتا بڑہتا ہے

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ بَدَاَ بِالْخُطْبَةِ یَوْمَ الْعِیْدِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ مَرْوَانُ فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَقَالَ قَدْ تُرِکَ مَا هُنَالِکَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ

ترجمہ طارق بن شہاب سے روایت ہے سب سے پہلے جس نے شروع کیا خطبہ عید کے دن نماز سے پہلے وہ مروان تہا (بیٹا حکم کا جو پہلا خلیفہ ہے خلفاے بنی امیہ میں سے) **ف** قاضی عیاض نے کہا اختلاف ہے اس باب میں بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے خطبہ نماز سے پہلے حضرت عثمان نے پڑہا ہے اور بعضوں نے کہا حضرت عمر نے اور اسکی وجہ یہ تہی کہ لوگ نماز تمام ہوتے ہی چلدیتے تہے اور خطبے کے تمام ہونیکا انتظار نکرتے اور بعضوں نے کہا اسمیں یہ مصلحت تہی کہ دور رہنے والوں کو بہی نماز ملجاوے اور جو لوگ دیر میں آویں اون کو بہی نماز ملے اور بعضوں نے کہا یہ فعل سب سے پہلے معاویہ رض نے کیا اور بعضوں نے کہا عبداللہ بن زبیر نے کیا (پر یہ سب روایتیں ثابت نہیں ہیں) اور جو ثابت ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے وہ یہ ہے کہ پہلے نماز پڑہی عید کی پہر خطبہ شروع کیا اور یہی قول ہے تمام ملکوں کے فقہا کا اور بعضوں نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور یہ اجماع بعد اختلاف کے ہوا یا یہ کہ التفات نہیں کیا گیا بنی امیہ کے خلاف کیطرف کیونکہ تمام خلفاے راشدین اور صدر اول کا اتفاق ہوچکا تہا اور یہی وہ باتین ابو سعید نے جو کہا کہ اس شخص نے اپنا حق ادا کردیا سب لوگوں کے سامنے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ لوگوں کے نزدیک سنت ثابت ہوچکی تہی برخلاف اُسکے جو مروان نے کیا تہا اور یہی ابو سعید نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو شخص تم میں سے کوئی کام خلاف شرع دیکہے تو اوسکو میٹے اور خلاف شرع وہی کام ہوگا جو سنت کے خلاف ہوگا اور اوسپر عمل نہوا ہوگا زمانہ سابق میں اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ سوا مروان کے اور کسی خلیفہ نے ایسا نہیں کیا تہا اور عثمان اور عمر اور معاویہ سے جو منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے (نووی) **ف** اوسوقت ایکشخص کہڑا ہوا اور کہنے لگا نماز پڑہنا چاہیے خطبے سے پہلے مروان نے کہا یہ بات موقوف کردی گئی **ف** اس مقام

پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابوسعید خدری نے خود کیون نہین منع کیا اس برے کام سے یہانتک کہ ایک دوسرا شخص اوٹہا اور اوس نے کہا اوسکا جواب یہ ہی کہ شاید ابوسعید خطبہ شروع ہوتے وقت نہ ہونگے تو اس شخص نے اعتراض کیا پہر ابوسعید آگئے ہون گے اور احتمال ہے کہ ابوسعید پہلے سے موجود ہون لیکن انہون نے خوف کیا ہو ضرر کا اپنے لیے یا کسی اور کے لیے یا فتنے کا تو ساقط ہو گیا اون سے انکار جو واجب تہا اور اس شخص نے خوف نکیا کسی قوت کی وجہ سے یا خوف کیا ہو صرف اپنی نفس پر اور یہ جائز ہے ایسی صورت مین بلکہ مستحب ہی اور احتمال ہے کہ ابوسعید نے انکار کا قصد کیا ہو اتنے مین اس شخص نے جلدی سے کہدیا پہر ابوسعید نے اوسکی تایید کی اور دوسری روایت مین جسکو بخاری اور مسلم دونون نے نکالا باب صلوۃ العیدین مین یہ ہے کہ ابوسعید نے خود مروان کا ہاتہ کہینچا جب اوسکو منبر پر جاتے دیکہا اور مروان اور ابوسعید ساتہ آئے تہے پہر مروان نے ابوسعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہی کہ یہ موقع دوبارہ ہوا ہو۔

ف ابوسعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو شخص تم مین سے کسی منکر (یعنے خلاف شرع کام) کو دیکہے تو اوسکو مٹا دیوے اپنے ہاتہ سے اگر اتنی طاقت نہو تو زبان سے اگر اتنی بہی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (یعنے دلمین اوسکو برا جانے اور اوس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجہ ہے ایمان کا اگر یہ بہی نہ ہو اور دلمین بہی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجہنا چاہیے کہ ایمان رخصت ہو گیا اور کفر جم گیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ نووی نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو مٹاوے اور بگاڑے ہاتہ یا زبان سے یہ امر وجوب کے لیے ہی باجماع امت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب ہونے پر دلیل ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور یہ نصیحت مین داخل ہے جو خود دین ہے اور نہین خلاف کیا اسمین کسی نے سوا چند رافضیون کے اور اون کے خلاف کا اعتبار نہین امام الحرمین نے بہی کہا کہ اون کے خلاف کا اس مسئلے مین اعتبار نکرنا چاہیے اس لیے کہ مسلمانون کا اتفاق ہو چکا تہا اس کے وجوب پر رافضیون کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اسکا شرع سے ہی نہ عقل سے اور معتزلہ کے نزدیک عقل سے ہی اور یہ جو فرمایا اللہ تعالی نے لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ یعنی اے ایمان والو تم اپنے تئین سمہالو تمہین دوسرے کی گمراہ ہونے سے کچہ نقصان نہوگا جب تم ہدایت پاؤگے یہ ہمارے مذہب کے خلاف نہین کیونکہ آیت کے معنے مذہب صحیح پر یہ ہین کہ جب تم سب احکام کو جو تم پر واجب ہین بجا لاؤگے تو دوسرون کی تقصیر سے تمکو ضرر نہوگا جیسے دوسری جگہہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک کا بوجہہ دوسرا نہ اوٹہاوے گا پہر جب کسی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر دیا تو اوس پر سے مواخذہ جاتا رہا اب گناہ اوسی پر رہیگا جس نے برا کام کیا۔ یہ بہی جاننا چاہیے کہ اچہی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہی اگر بعضون نے کر دیا تو سب کے

دوسرے سے یہ فرض ادا ہو گیا ورنہ سب گنہگار ہونگے اور بعض مقاموں مین یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جیسے اُس مقام مین کوئی نہ ہو سوا اُس کے یا اوسی کے حکم سے وہ کام مٹتا ہو یا جیسے کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھے۔ علما نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گمان ہو کہ میرے منع کیے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جب بھی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ نہ کچھ فائدہ مسلمانون کو ضرور ہوگا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا کام حکم کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے برے کام سے اب چاہے وہ مانے یا نہ مانے منوانا اس کا فرض نہین ہے جیسے اللہ جل جلالہ نے فرمایا رسول پر کچھ نہین ہے مگر پہونچا دینا۔ علما نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین یہ شرط نہین ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور بری باتون سے بچتا ہو بلکہ اگر وہ خود تقصیروار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے پھر ایک مین خلل ہونے سے دوسرے کو بھی ضائع کرنا ضرور نہین اور یہ کام کچھ حاکمون سے خاص نہین ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کر سکتا ہے امام الحرمین نے کہا دلیل اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اس لیے کہ صدر اول مین اور اوس کے قریب کے زمانے مین ماوراے اونکے مسلمان خود حاکمون کو بری باتون سے منع کرتے اور اچھے کامون کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان اُنکو اس کام سے نہ روکتے اور اُسپر جبر نکرتے پھر اگر حکومت شرط ہوتی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان اونکو سمجھا دیتے کہ تمہارا یہ عہدہ نہین ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اُس مسئلے کو جانتا ہو اگر وہ بات مشہور واجبات یا محرمات سے ہو جیسے نماز روزہ زنا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتون کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا ہے اور جو کوئی دقیق مسئلہ ہو تو عوام کو اُسمین مداخلت نہین پہونچتی اور نہ اُنکو انکار پہونچتا ہے بلکہ یہ منصب علماء کا ہے پھر علماء کو بھی اُس کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو اُسمین کسی فریق کو دوسرے فریق سے جھگڑا کرنا درست نہین اسلیے کہ ہر مجتہد مصیب ہے بعضون کے نزدیک اور یہی مختار ہے اور بعضون کے نزدیک ایک مصیب ہے اور باقی مخطی لیکن مخطی معین نہین ہو سکتا اور جو معین بھی ہو تو اُسپر گناہ نہین بوجہ خطاے اجتہادی کے پر اگر نصیحت کے طور پر اوسکو نرمی سے سمجھاوے تو وہ بہتر ہے اسلیے کہ علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے نکل جانا چاہیے حتی المقدور جب کسی سنت مین خلل نہ آوے یا اور کسی دوسرے اختلاف مین نہ پڑ جاوے قاضی القضاۃ ابو الحسن ماوردی البصری شافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانیہ مین لکھا ہے کہ علماء کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ اگر بادشاہ کسی کو محتسب بناوے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگون کو اپنے مذہب کیطرف لا سکتا ہے اختلافی مسائل مین یا نہین لیکن صحیح یہ ہے کہ محتسب نہین لا سکتا (اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ فقہا کے اختلافی مسائل مین جس فقیہ کا چاہے

مذہب اختیار کرے) اور ہمیشہ فروعات مین صحابہ اور تابعین اور من بعدہم کا اختلاف رہا تو محتسب پر کوئی انکار کری نہ محتسب دوسرے پر نہ اور کوئی دوسرے پر اسیطرح علما نے کہا ہی کہ مفتی اور قاضی کو نہین پہونچتا کہ اپنے مخالف پہ اعتراض کرے جب وہ نص یا اجماع یا قیاس جلی کی مخالفت نہ کرے اور جان تو کہ یہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت ضائع ہوگیا مدت دراز سی اور اس زمانے مین جو کچھ باقی ہے وہ نہایت کم ہے حالانکہ یہ ایک بڑا باب تہا جس پر مدار تہا دین کا اور جب برایان بہت پہیلین گی تو عذاب الٰہی عام ہوگا نیک اور بد پر اور جب لوگ ظالم کو ظلم سے نہ روکین گے تو خدا تعالی سبکو عذاب مین مبتلا کریگا اللہ تعالی نے فرمایا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ الآیۃ یعنی بچین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اللہ کے حکم سے پہونچیگا انکو ایک فتنہ یا دکہہ کا عذاب تو جو شخص آخرت کا طالب ہو اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اس باب کا خیال رکہے یعنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اس لیے کہ فائدہ اسکا بڑا ہے خاص کر اوس حالت مین جب وہ موقوف ہوگیا ہے اور اپنی نیت خالص رکہے اور جس شخص کو حکم کرے یا منع اوس سے خوف نکرے اس خیال سی کہ وہ بڑا آدمی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا البتہ خدا مدد کرے گا اوسکی جس نے خدا کی مدد کی اور فرمایا جو شخص بہروسا کرے اللہ پر اوسکو بس ہی اللہ اور فرمایا جن لوگون نے کوشش کی ہماری راہ مین ہم انکو اپنی راہ بتلاوین گے اور فرمایا لوگ خیال کرتے ہین کہ وہ چہوڑ دیے جاوینگے اتنی بات پر کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمایش نہ ہوگی اور ان سے پہلے جو لوگ گذر گئے اونکو بہی ہم نے آزمایا تو البتہ اللہ تعالی جانیگا ان لوگون کو جو سچے ہین اور ان لوگون کو جو جہوٹے ہین اور یہ بات خیال کرلینا چاہیے کہ ہمیشہ ثواب اوتنا ہی زیادہ ملتا ہی جتنی تکلیف زیادہ ہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے خوف سے ترک نکرنا چاہیے ویسے ہی دوستی اور محبت اور دوستی کی وجہ سے بہی ترک نہ کرنا چاہیے اور اپنی سرخروئی اور مرتبہ بڑہانیکے لیے بہی نہین اسلیے کہ دوستی اور محبت سے تو اوسکا حق اسپر ہوگیا اور وہ حق یہ ہے کہ اوسکو نصیحت کرے اور آخرت کی بہلائی بتلادے اور مضر اور مہلک باتون سے بچاوے اور دوست اور عزیز آدمی کا وہی ہے جو اوسکے آخرت کی بہلائی مین کوشش کرے اگرچہ دنیا مین اوس کی وجہ سے نقصان واقع ہو اور دشمن وہ ہے جو اوسکی آخرت کو تباہ کرے اگرچہ دنیا کا فائدہ اوس سے حاصل ہو اور شیطان جو ہم لوگون کا دشمن گنا جاتا ہے وہ اسی وجہ سے اور پیغمبر جو مومنون کے دوست سمجھے جاتے ہین وہ اسی سبب سے کہ وہ کوشش کرتے ہین اونکے آخرت کو درست کرنے مین یا اللہ تو ہمکو اور ہمارے دوستون کو اور سب مسلمانون کو توفیق دے کہ وہ تیری خوشی حاصل کرنے مین کوشش کرین اور اپنی رحمت اور عنایت ہم سب پر عام کردے اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اسکو چاہیے کہ نرمی کرے تاکہ لوگ جلدی اوسپر عمل کرین امام شافعی رح نے فرمایا جس شخص نے اپنے بہائی کو پوشیدہ نصیحت کی اوس نے

اوسکو درست کیا اور آراستہ کیا اور جس نے کہلم کہلا نصیحت کی اوس نے اپنے بہائی کو رسوا کیا اور اس باب مین ایک کام وہ ہے جسمین اکثر لوگ سستی کرتے ہین وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکہتے ہین عیب دار چیز بیچتے ہوئے پہر اوسکو منع نہین کرتے اور خریدار کو آگاہ نہین کرتے اوس عیب سے اور یہ ایک بڑی خطا ہے اور علما نے صاف تصریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو جانتا ہے کہ اوس چیز مین یہ عیب ہے اوس پر واجب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اوس عیب سے آگاہ کر دے لیکن طریقہ منع کرنیکا تو وہ خود حضرت نے بتا دیا کہ اوسکو یعنی برے کام کو ہاتہہ سے بگاڑے اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے اگر یہ نہ ہو سکے تو دل سے دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہین ہو سکتا مگر کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار اسیقدر ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا سب سے کم درجہ ایمان کا یہ ہے یعنی یہ ایک ادنی ثمرہ ہے ایمان کا کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اوس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث صحیح آئی ہے بری کام کے بگاڑنے مین تو بگاڑنیوالے پر واجب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے قول سے یا فعل سے تو جو حرام کام کے آلات اور اسباب ہون انکو ہاتہہ سے توڑے اور شراب اور مسکرات کو بہا دیوے یا دوسرے سے کہے وہ بہا دے اور زبردستی سے جو چہینی ہوئی چیز ہے چہین کر خود اوسکے مالک کو واپس کر دیوے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑنے مین نرمی کرے جاہل پر اور اوس ظالم پر جس سے شر کا خوف ہو مگر یہ مستحب ہے کہ اوسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو جیسے مستحب ہے یہ بات کہ بگاڑنیوالا خود صالح اور صاحب فضیلت ہو اور جو شخص انتہا درجے پر گمراہ ہو یا اپنے کام مین اصرار کرتا ہو اوس پر سختی بہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی سختی سے فائدہ ہوگا اور خوف نہ ہو دوسرے مفسدہ کا اگر اوسکو گمان غالب ہو کہ ہاتہہ سے بگاڑنے مین اور کوئی بڑا مفسدہ پیدا ہوگا جیسے کسیکا خون ہوگا خود بگاڑنیوالے کا یا اور کسی کا تو باز رہے اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور ڈراوے خدا کے عذاب سے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے مین بہی اسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سے اوسکو برا سمجہے اور چپکا ہو رہے اور یہی مقصود ہے حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اوسکو کوئی مددگار ملے تو اوس سے مدد لیوے پر ہتہیار نہ اوٹہاوے اور لڑائی شروع نکرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے اوسکی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرتا ہو یا صرف دل سے اوسکو برا سمجہے یہی مسئلہ ہے اور یہی ثواب ہے محققین علما کے نزدیک اور بعضون نے کہا کہ ہر حال مین زبان سے کہدیوے پہر اگر قتل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام الحرمین نے کہا شریعت مین ہر شخص کو یہ بات پہونچتی ہے کہ کبیرہ گناہ کرنیوالے کو روکے اوس گناہ سے پر لڑائی شروع نکرے اور ہتہیار نہ اوٹہاوے اگر وہ نہ مانے تو بادشاہ وقت کو اطلاع کرے پہر اگر بادشاہ بہی ظالم بدمست ہو اور شریعت کی مخالفت سے باز نہ آوے اور سمجہانے سے نہ سمجہے تو سب مسلمان جو صاحب الرائے ہون ملکر اوس بادشاہ کو تخت سے اوتار دین اگرچہ

اسمین ہتھیار اوٹھانیکی ضرورت پڑی اور خون ریزی اور لڑائی ہو یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور اتارنا بادشاہ کا عجیب ہے اور محمول ہے اُس صورت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے دوسرے کسی فساد کا ڈر نہو جو اُس سے بھی بڑا ہو اور امر بالمعروف کرنیوالی کو تجسس اور خانہ تلاشی کا اختیار نہین بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھے تو اسکو بگاڑے یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا محتسب کو بحث کرنا نہین چاہیے اون گناہون سے جو ظاہر نہ ہون پھر اگر گمان غالب ہو کہ بعضے لوگ ایسے کام کو پوشیدہ کیا کرتے ہین تو اسمین دو قسمین ہین ایک قسم تو یہ جسکا تدارک بعد وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتسب کو خبر کرے کہ فلان شخص فلان عورت کے ساتھہ تنہائی مین زنا کرنا چاہتا ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محتسب کو تجسس کرنا چاہیے اور اوس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اسی طرح اگر محتسب کے سوا اور لوگون کو خبر ہو اُنکو بھی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس سے کم ہے اسمین تجسس اور کھوج جائز نہین جیسے کسی مکان سے باجے بجانیکی آواز آوے تو باہر سے پکار کر منع کردے اور گھر کے اندر + نہ گھسے اور ماوردی نے احکام سلطانیہ کے آخر مین ایک عمدہ باب احتساب کے باب مین لکھا ہے جو مشتمل ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قاعدون پر اور ہم نے اس مقام مین اوسکے مطالب بیان کر دیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مفید ہے اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ قِصَّةِ مَرْوَانَ وَحَدِیْثِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ شُعْبَةَ وَسُفْیَانَ **ترجمہ** ابو سعید سے دوسری روایت بھی ایسی ہے **ف** السراج الوہاج مین ہے کہ مسلمانون نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونون دین کے بڑے ستون ہین اور یہ واجب ہین ہر مسلمان پر قول الجمیل مین ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملایمت کے ساتھہ ہو اور سختی اور شدت بادشاہون کو زیبا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ بحث کر اون سے اچھی طور سے وضو اور نماز مین امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو دیکھے وہ پاؤن اچھی طرح نہین دہوتا تو یہ حدیث سنادے خرابی ہے کونچون کی جہنم کے عذاب سے یا نماز اچھی طرح نہین پڑہتا تو یہ حدیث سنادے پھر نماز پڑہ کیونکہ تو نے نہین پڑہی اور لباس اور کلام وغیرہ مین اسیطرح سے اللہ تعالی نے فرمایا وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تم مین ہونا چاہیے کچھ لوگ جو بلاوین نیکی کیطرف حکم کرین اچھی بات کا اور منع کرین بری بات سے اور وہی لوگ ہین چھٹکارا پانے والے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ
وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا
لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ
بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ
خَرْدَلٍ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَأَنْكَرَهُ عَلَيَّ فَقَدِمَ ابْنُ مَسْعُودٍ
فَنَزَلَ بِقَنَاةَ فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُهُ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا سَأَلْتُ ابْنَ
مَسْعُودٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثْتُهُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ صَالِحٌ وَقَدْ تُحُدِّثَ
بِنَحْوِ ذٰلِكَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مجھ
سے آگے اللہ تعالی نے ایسا نہین بھیجا جسکے حواری نہون اسکی امت مین سے ف حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ
لوگ جو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ہون یا مددگار یا جہاد کرنیوالے یا جو مستحق ہون خلافت کے پیغمبر کے بعد ت اور
اصحاب جو اسکی طریقہ پر چلتے ہین اور اوس کے حکم کی پیروی کرتے ہین پھر اون لوگون کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوتے
ہین جو زبان سے کہتے ہین اور کرتے نہین اور کرتے ہین اُن کامون کو جنکا حکم نہین پھر جو کوئی ان نالائقون سے
لڑے ہاتھ سے وہ مومن ہے اور جو کوئی لڑے زبان سے (انکو برا کہے انکی باتون کا رد کرے) وہ بھی مومن ہے اور جو
کوئی اُن سے لڑے دل سے (اُنکو برا جانے) وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہین (یعنی
اگر دل سے بھی برا نجانے تو اُس مین ذرّہ برابر بھی ایمان نہین) ابو رافع (جنہون نے روایت کیا اس حدیث کو ابن
مسعود سے اور نام ان کا اسلم یا ابراہیم یا ہرمز یا ثابت یا یزید تھا مولی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) نے کہا
مین نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمر سے بیان کی اُنہون نے نہ مانا اور انکار کیا پھر اتفاق سے عبد اللہ بن مسعود آئے
اور قناۃ (ایک وادی کا نام ہے مدینہ کے وادیون مین سے) ف نووی نے کہا قناۃ بفتح قاف ایسا ہی ذکر
کیا اوسکو حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین اور اکثر نسخون مین یہی ہے اور مسلم کے اکثر روایت کرنیوالون نے
بفنائہ روایت کیا ہے فا موحدہ سے اور فنا کہتے ہین اوس میدان کو جو گھر کے سامنے ہوتا ہے ایسا ہی روایت کیا ابو عوانہ
اسفرائنی نے قاضی عیاض نے کہا سمرقندی کی روایت قناۃ قاف سے ٹھیک ہے اور جمہور کی روایت بفنائہ خطا ہے اور تصحیف
ت مین اترے تو عبد اللہ بن عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے عبد اللہ بن مسعود کی عیادت کو مین اون کے ساتھ گیا
جب ہم بیٹھے تو مین نے عبد اللہ بن مسعود سے اس حدیث کو پوچھا انہون نے اسیطرح بیان کیا جیسے مین نے ابن عمر سے بیان کیا تھا

کیا تہا صالح بن کیسان نے کہا اسی طرح یہ حدیث ابو رافع سے روایت کی گئی ہے **ف** یعنی صالح بن کیسان نے کہا
کہ یہ حدیث ابو رافع سے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اوس مین عبد اللہ بن مسعود
کا ذکر نہین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اسیطرح باختصار ابو رافع سے اونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث
کو نقل کیا ہے ابو علی جیانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث محفوظ نہین ہے اور یہ کلام ابن مسعود کی کلام
سے نہین ملتا وہ تو یہ روایت کرتے ہین کہ صبر کرو ایسے وقت مین یہانتک کہ مجہہ سے ملو یہ کلام ہے قاضی عیاض کا اور
شیخ ابو عمرو نے کہا کہ اس حدیث کا انکار کیا ہے امام احمد نے اور اوسکی اسناد مین حارث بن فضیل انصاری ہے
ابو عبد اللہ مدنی یحیی بن معین نے کہا وہ ثقہ ہے اور روایت کیا اوس سے ایک جماعت ثقات نے اور ہم نے اوسکا ذکر ضعفا
کی کتابون مین نہین پایا علاوہ اسکے حارث متفرد نہین ہے اس حدیث کے ساتھ بلکہ متابعت کی ہے اوسکی دوسرے نے جیسے صالح
بن کیسان کی کلام سے معلوم ہوتا ہے دارقطنی نے کتاب العلل مین کہا کہ یہ حدیث اور طریقون سے بھی مروی ہے انہین
سے ایک روایت ہے ابو واقد لیثی کی ابن مسعود سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ جو ابن مسعود سے مروی
ہے کہ صبر کرو تم یہانتک کہ ملو مجہسے تو یہ اوس موقع پر ہے جہان قتل اور خونریزی اور فتنون کا ڈر ہو اور اس حدیث مین
جو حکم ہے نالائقون سے جہاد کرنیکا ہاتہہ سے اور زبان سے وہ اوس موقع پر ہے جہان کسی فتنہ کے اوٹھ کہڑے ہونے
کا ڈر نہ ہو علاوہ اسکے اس حدیث مین اگلی امتون کا بیان ہے اور اس امت کا ذکر نہین ہے تمام ہوا کلام ابو عمرو کا
اور وہی ظاہر ہے اور امام احمد کا قدح اس حدیث مین بہت عجیب ہے (انتہی ما قال النووی) السراج الوہاج مین ہے
کہ اگرچہ اس حدیث مین اس امت کا ذکر نہین لیکن حضرت نے اشارہ کیا کہ ایسا ہی آپ کی امت مین بھی ہوگا
اس قول سے فمن جاہدہم یعنی جو کوئی اون سے جہاد کرے تو کوئی وجہ نہین کہ یہ امت شامل نہو اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا
ہے دوسرے یہ کہ مطلب اس حدیث کا دوسری حدیثون مین بہی منقول ہے آپ نے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اخیر حدیث تک —
نووی نے کہا اس حدیث کی اسناد مین چار تابعی ہین ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے صالح اور حارث اور جعفر اور
عبد الرحمن اور ایسا ہی ایک اسناد پہلے گذر چکا ہے اور مین نے ایک رسالہ بنایا ہے اسی قسم کے رباعی اسنادون
مین اون مین بعضے اسناد ایسے بھی ہین جنمین چار صحابی ایک دوسرے سے روایت کرتے ہین اور چار تابعی ایک دوسرے
سے ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا
وَقَدْ كَانَ لَهُ حَوَارِيُّوْنَ يَهْتَدُوْنَ بِهَدْيِهٖ وَيَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِهٖ مِثْلَ حَدِيْثِ صَالِحٍ وَلَمْ يَذْكُرْ
قُدُوْمَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاجْتِمَاعَ ابْنِ عُمَرَ مَعَهُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہین گذرا جس کے حواری نہون جو چلتے ہین اوسکی راہ پر اور عمل کرتے ہین اوسکی سنت پر پہر بیان کیا روایت کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری مگر نہین ابن مسعود کے آنیکا اور ابن عمر کے ملنے کا اون سے ذکر نہین ہے

باب تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِيْهِ وَرُجْحَانِ اَهْلِ الْيَمَنِ فِيْهِ ایمانداروں کا ایمان ایکدوسرے سے کم زیادہ ہونا اور یمن کے لوگون کا ایمان زیادہ ہونا عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِيْمَانَ هٰهُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ **ترجمہ** ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھہ سے یمن کیطرف (جو ایک ملک ہے جزیرہ عرب مین جنوبی مشرقی جانب مدینہ سے اوسمین بہت سے شہر اور بستیان ہین صنعا وہان کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ ایمان ادہر ہے اور کڑاپن اور دلون کی سختی اون لوگون مین ہے جو چلایا کرتے ہین اور اونٹون کی دم کی جڑ کے پاس جدہر سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہین یعنی قوم ربیعہ اور مضر مین **ف** غیاث اللغات مین ہے کہ یمن ایک ملک ہے مشہور اقلیم اول اور دوم مین اور یہ ملک مکہ معظمہ سے داہنی طرف واقع ہے اسواسطے اسکو یمن کہتے ہین کیونکہ کعبہ کو عربون نے بشخص قرار دیا ہے جسکا مونہ پورب کیطرف ہے اور پیٹہ اوسکی پچہان کیطرف اور حضرت نے یمن کیطرف اشارہ کرکے اون کی تعریف کی اسواسطے کہ وہان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کیطرف اشارہ کیا اور اونکی مذمت کی یعنی قوم ربیعہ اور مضر جنکے پاس اونٹ بہت تہے اسواسطے کہ وے اسلام کے بہت مخالف ہے شیطان کے دو سینگ سے مراد سورج ہے اسواسطے کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونون سینگ (یعنی سر کے دونون کونے) اوس پر رکہدیتا ہے تاکہ کافرون کا سجدہ اوسکو ہو (تحفۃ الاخیار) نووی نے کہا شیطان کے دونون قرن سے مراد اوسکے سر کے دونون کونے ہین اور بعضون نے کہا اوسکی دونون جماعتین جنکو وہ بہیجتا ہے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعضون نے کہا اوسکے دونون گروہ کافرون مین سے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کیطرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے جیسے دوسری حدیث مین ہے کفر کا سر مشرق کیطرف ہے اور حضرت کے زمانے مین یہی حال تہا کیونکہ اوسوقت پورب کی جانب جو ملک واقع تہے جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک مین سے نجد وغیرہ وہان ایمان بالکل نہ تہا اور نرا کفر ہی کفر تہا اور جسوقت دجال نکلے گا تو وہ بہی مشرق سے نکلے گا اوسوقت بہی کفر کا زور مشرق ہی کیطرف ہوگا اور بڑے بڑے فتنے اور فساد اسیطرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے جاہل وحشی ترکون کا جو انتہا کے جنگی اور فسادی تہے ہین اور فتنہ ان ترکون کا ہلاکو کے زمانے مین اور غارت کرنا اونکا بغداد کو اور اولٹ دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہونا لاکھون مسلمانون کا اون کے ہاتھ سے تاریخ مین مشہور ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تہا جسکی مثل اسلام مین بہت کم ہوا ہے پہر فتنہ تیمور لنگ کا اور ان فتنون کی خبر دوسری حدیثون مین بہی حضرت نے دی ہے عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْاِيْمَانُ وَالْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے لوگ آئے (خود مسلمان ہونے کو) وہ لوگ نرم دل ہین ایمان بہی یمن کا ہے اور فقہ بہی یمن کی اور حکمت بہی یمن کی **ف** نووی نے کہا یہ جو فرمایا ایمان یمن کا ہے اسکو علما نے ظاہر سے پہیر دیا ہے اس لیے کہ ایمان کا شروع مکے سے ہوا پہر مدینہ سے ابو عبید معرب کے امام نے اس باب مین چند قول بیان کیے ہین ایک تو یہ کہ یمن سے مراد مکہ ہے کیونکہ تہامہ مین ہے اور تہامہ ملک یمن مین داخل ہے دوسرے یہ کہ یمن سے مراد مکہ اور مدینہ دونون ہین اس لیے کہ یہ حدیث آپنے تبوک مین فرمائی اور مکہ اور مدینہ تبوک اور یمن کے درمیان ہین تو اشارہ کیا آپنے یمن کیطرف یعنی یمن کے سمت کیطرف اور مراد اپکی مکہ اور مدینہ سے تہی اس لیے آپنے فرمایا ایمان یمن کا ہے کیونکہ اسوقت مکہ اور مدینہ دونون یمن کے سمت مین تہے اور اس کی نظیر یہ ہی کہ رکن یمانی مکہ مین واقع ہے اور اوسکو یمانی کہتے ہین اسلیے کہ وہ یمن کیجانب واقع ہے تیسرے یہ کہ یمن سے مراد انصار کے لوگ ہین اسلیے کہ انصار اصل مین یمن کے رہنے والے تہے پہر ایمان نسبت دیا گیا انصار کیطرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تہے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگون نے اور یہی قول اچہا ہے سب سے شیخ ابو عمرو نے کہا اگر ابو عبید اور جو اوس کے تابع ہو گئے حدیث کے الفاظ کو دیکہتے اور اسمین تامل کرتے اور ظاہر حدیث کو نہ چہوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہین اسلیے کہ ایک روایت مین ہے تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے اور یہ خطاب ہے انصار کیطرف تو ضرور یمن والون سے انصار کے سوا اور لوگ مراد ہون گے اسیطرح پر اس روایت مین جو ہے کہ یمن کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت انصار نہین آئے تہے دوسرے یہ کہ حضرت نے پہلے انکی عمدہ صفات بیان کیے کہ وہ نرم دل ہین پہر اوس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بہی یمن کا ہے تو یہ اشارہ ہے اون لوگون کیطرف جو یمن سے آئے تہے نہ مکہ اور مدینہ کیطرف اور حدیث کو ظاہر پر رکہنے سے کوئی مانع نہین ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی وصف سے موصوف ہوتا ہے اور اچہی طرح اوسپر قائم ہوتا ہے اور اوسکو نسبت دیتے ہین اوس شخص کیطرف اور یمن والون کا ایسا ہی حال تہا اوس وقت ایمان مین اور اُن لوگون کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تہے یمن والون مین سے اور آپکی وفات کے بعد بہی بعض یمن والے ایمان مین ایسے ہی کامل گذرے ہین جیسے اویس قرنی اور ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہما اور ان کی مانند اور لوگ جن کے قلب سلیم تہے اور ایمان قوی تہا تو ایمان کی نسبت اون کیطرف

اس معنی کرے کہ وہ کامل تھے ایمان میں اور اس سے یہ غرض نہیں ہے کہ اون کے سوا اور لوگ مومن نہیں ہیں اس صورت میں اس حدیث میں اس حدیث میں کہ ایمان حجاز میں ہے منافاۃ نہ ہوگی پھر مراد اس حدیث میں یمن والوں سے وہی یمن والے ہیں جو اسوقت میں موجود تھے نہ ہر زمانے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہیں نکلتا اور یہی حق ہے اور ہم اس کا شکر کرتے ہیں کہ اوس نے ہمکو سیدھی راہ بتلائی انتہی۔ سراج الوہاج میں ہے کہ لفظ سے نہ نکلنا کچھ یمن والوں سے خاص نہیں بلکہ یہ حکم ہر حدیث میں چل سکتا ہے جسمین کسی ملک والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایتیں جو یمن والوں کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت میں آئی ہیں اون روایتوں سے اب تک لوگ اوس ملک والوں کی فضیلت نکالتے ہیں اس لیے کہ اصل کی تاثیر فروع میں ضرور ہوتی ہے پھر تجربے سے بھی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جیسے ایمان اور حکمت اور فقہ یمن میں رہا ہے ہر زمانے میں ویسا اور کسی ملک میں نہیں رہا جیسے اس کی طرف آئندہ اشارہ ہوگا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مضمون کی صحت کے لیے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسکو چاہتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیث کو خاص کریں اون لوگون سے جو موجود تھے اوس زمانے میں اور اسکی رحمت اس سے زیادہ وسیع ہے انتہی۔ یہ جو فرمایا فقہ بھی یمن کے ہے تو فقہ سے مراد یہاں دین کی سمجھ اور بوجھ ہے پھر اصطلاح شرع میں اہل اصول نے فقہ کے معنے یہ قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ عملیہ کا اون کے دلائل کے ساتھ پھر فرمایا کہ حکمت بھی یمن کی ہے حکمت کے باب میں کئی قول ہیں لیکن عمدہ قول یہ ہے کہ حکمت عبارت ہے اُس علم سے جو مشتمل ہے اللہ کی معرفت پر اور اُسکی وجہ سے بصیرت کھل جاتی ہے اور نفس درست ہوجاتا ہے اور حق معلوم ہوجاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے اور خواہش نفسانی سے بچاؤ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جسمین یہ سب باتیں موجود ہوں ابوبکر بن درید نے کہا جو کلمہ نصیحت کا ہو یا زجر کا اور جو بات بہتری کی طرف لیجاوے اور برائی سے بچاوے وہ حکمت ہے اور حکم ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث میں ان الشعر لحکمۃ یعنے بعضے شعر حکمت ہوتی ہے کذا قال النووی اور سراج الوہاج میں ہے کہ حکمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتے ہیں جو اللہ کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کی تفسیر یوں ہی کی ہے اسیطرح اس آیہ کی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ کی تو صاف حدیث کے معنوں میں بھی ہے کہ حکمت سے حدیث نبوی مراد ہے جسپر حدیث کی کتابیں مشتمل ہیں اور یہ جو فرمایا کہ بعضے شعر حکمت ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ بعضے شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچھی ہے اور حدیث کے خلاف ہو وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن الصلاح وغیرہ نے حکمت کے معنے بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتی ہے اور اوس کے قریب ہیں اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اُسکو ساتھ وصف کے بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشانی ہے نبوت کی نشانیو

یمن سے اور اس مین شہادت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یمن اور اہل یمن پر کہ اون مین ایمان ہے اور حکمت ہے اور فقہ ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہی کہ اس سے بڑھ کر دوسری فضیلت نہین اور کئی ایک آیتین اور حدیثین اون کی شان مین اور اونکے ایمان کی صفت مین وارد ہوئی ہین اونکو علامہ شوکانی نے اپنی تصانیف مین بیان کیا ہے اور مین نے اونکو سلسلۃ العسجد وغیرہ مین ذکر کیا ہے اور یمن اور صنعا کا بیان کئی کتابون مین لکہا ہے اون مین سے حظیرۃ القدس ہے اور ریاض المرتاض اور مین نے اہل یمن مین سے چند علما کا حال جو کتاب اور سنت پر چلنے والے تہے کتاب اتحاف النبلاء اور التاج المکلل مین ذکر کیا ہے اور شکر ہے خدا کا اس بات پر جو قرآن اور حدیث اور فقہ کے علم سے ہمکو اہل یمن سے توسل ہے انتہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ یَمَانٍ وَّالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئے تمہارے پاس یمن والے اونکے قلب ضعیف ہین اور فؤاد نرم ہین ف فؤاد اور قلب دونون ایک ہین بنا بر مشہور کے اور بعضون نے کہا فؤاد مغایر ہے قلب کے اور عین ہے قلب کے اور بعضون نے کہا فؤاد باطن قلب ہی اور بعضون نے کہا پردہ ہی قلب کا اور قلب ضعیف ہونے سے یہ مراد ہے کہ اوسمین خوف ہی خدا کا اور تواضع ہے اور وہ قابل ہے نصیحت پانیکے اور سالم ہے سختی اور قساوت سے جیسے اور لوگون کے دلمین ہے اور وہ ضعف قلب مراد نہین ہے جو عیب ہے حکیمون کے نزدیک ف فقہ یمنی ہے اور حکمت بہی یمنی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْکُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَهْلِ الْخَیْلِ وَالْاِبِلِ الْفَدَّادِیْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّکِیْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوٹی کفر کی مشرق کیطرف ہی اور بڑائی مارنا اور گہمنڈ کرنا گہوڑے والون اور اونٹ والون مین ہے جو چلاتے ہین ف حدیث مین فدادین کا لفظ ہے اسکے معنون مین اختلاف ہی ابوعمرو شیبانی نے کہا یہ جمع ہے فدّاد کی بتشدید دال اور فداد گائے بیل کو کہتے ہین جن سے کہیتی کیجاتی ہے تو مراد کاشتکار اور زمیندار اور ملکی لوگ ہین لیکن انکار کیا ہے اسکا اوروں نے اور کہا فدادین فدید سے ہی جسکے معنے ہی چلانا اور شور کرنا اور مراد وہی لوگ ہین جو اونٹون اور گہوڑون اور کہیتون مین چلایا کرتے ہین اور حد درجہ کے بدخلق اور سخت ہوتے ہین ابوعبیدہ نے کہا فدادین سے مراد وہ لوگ ہین جنکے پاس بہت اونٹ ہین دوسو سے لیکر ہزار تک (نووی) تحفۃ الاخیار مین ہے کہ جانورون

کی صحبت کی بھی تاثیر ہوتی ہے سائیس اور شتربان اکثر بدخلق ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے بیشتر مسکین ہوتے ہیں اسی واسطے پیغمبروں نے بکریوں کو چرایا **ت** اور وبر والے ہیں **ف** وبر کہتے ہیں اونٹ کے بالوں کو اور یہ اونٹ والوں پاس ہوں گے نہ گھوڑے والوں پاس اور شاید مراد وہ لوگ ہوں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ دونوں ہوں **ت** اور غریبی اور نرمی بکری والوں میں ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْوَبَرِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمن میں ہے اور کفر پورب کی طرف ہے اور غریبی اور اطمینان بکری والوں میں ہے اور گھمنڈ اور دکھانا شور کرنیوالوں میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بڑائی کرنا اور گھمنڈ شور کرنیوالوں میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور سکینی بکری والوں میں ہے **عَنِ** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ **ترجمہ** زہری سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اتنا زیادہ ہے کہ ایمان بھی یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَضْعَفُ قُلُوْبًا الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالسَّكِيْنَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ قِبَلَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ **ترجمہ** اوپر گذر چکا **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَلْيَنُ قُلُوْبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ **عَنِ** الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ رَأْسُ الْكُفْرِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ **عَنِ** الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَزَادَ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَصْحَابِ الشَّاءِ **ترجمہ** ان سب حدیثوں کا اوپر گذرا اخیر کی روایت میں یوں ہے کہ گھمنڈ اور بڑائی کرنا اونٹ والوں میں ہے اور سکینہ اور وقار بکری والوں میں ہے **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيْمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ **ترجمہ**

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلون کی سختی اور کہر کہراپن پورب والون مین ہے اور ایمان حجاز والون مین ف مدینہ سے مشرق کیطرف مضر کے کافر رہتے تہے جو نہایت سخت لوگ تہے اور حضرت کے پاس آنے والے لوگون کو ستاتے تہے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جسمین مکہ اور مدینہ اور طائف واقع ہین سراج الوہاج مین ہے کہ اس حدیث مین مذمت ہے مشرق کی اور تعریف ہے حجاز کے اور یمن حجاز مین داخل ہے اور ہندوستان مشرق مین ہے اور یہ حکایت ہے ایک گذشتہ زمانے کی پہر اللہ تعالی نے اپنا فضل کیا ہندوستان پہ اور اوسمین اسلام اور مسلمانون کو پہیلایا اور بہت سے ہند کے لوگ اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ جسکو چاہے دیتا ہے اور ہندوستان مین بہت بڑے بڑے علما اور فضلا گذرے ہین اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تہے کتاب اور سنت پہ اور وہ جو بعضے بدبختی ہند کے رہنے والے اس حدیث سے یہ بات نکالتے ہین کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہین اور یہ حدیث نجد والون پر صادق آتی ہے اور اسی بنا پر تکفیر کرتے ہین شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جو نجد سے نکلکر حجاز مین آئے تہے اور انہون نے توحید کو پہیلایا تہا اور شرک کو مٹایا تہا تو یہ اونکا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پورب مین ہے اور نجد کو خاص نہین کیا اور مشرق عام ہے تمام اون ممالک کو شامل ہے جو پورب کی جانب مدینہ منورہ سے واقع ہین ہند ہو یا سند اور شیخ محمد بن عبد الوہاب مسلمان تہے عالم تہے حق بات کی دعوت کرتے تہے وہ نہ کافر تہے نہ اسلام سے خارج تہے پہر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہوگئے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ مین نجد والون کی فضیلت موجود ہے ایک شخص کے باب مین آپنے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تہا کہ نجات پائی اوس نے اگر وہ سچا ہے اور حدیث سے مراد وہی شخص ہے جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس مین یہ صفت نہین وہ حدیث مین داخل نہین ہے خواہ مشرقی نجدی یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا انتہی مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب مرحوم قنوجی سے سنا فرماتے تہے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے پورب کی جانب واقع ہے اور وہان سے قرن شیطان کا نکلا جس نے دنیا مین بدعت کا رواج دیا اور علما موحدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالی اوسکے شر سے تمام مسلمانون کو بچاوے آمین یا رب العالمین **باب** بَیَانِ اَنَّهٗ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَنَّ مَحَبَّةَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ الْاِیْمَانِ وَاَنَّ اِفْشَاءَ السَّلَامِ سَبَبٌ لِحُصُوْلِهَا جنت مین وہی جاوینگے جو مومن ہین اور مومنون سے محبت رکہنا ایمان مین داخل ہے اور سلام کا رواج دینا سبب ہے محبت کا **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا

اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت مین نہ جاؤگے جب تک ایمان نہ لاؤگے اور ایمان دار نہوگے جب تک آپسمین ایک دوسرے سے محبت نہ رکہوگے اور مین بتلادون تمکو وہ چیز جب تم اوسکو کرو تو آپس مین محبت ہوجاوے رائج کرو سلام کو آپسمین **ف** ایمان دار نہوگے یعنی پورے ایماندار نہ ہوگے جب تک محبت نہ رکہوگے ایکدوسرے سے اور سلام کے رائج کرنے سے یہ معنی ہین کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اُس سے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سبب ہے الفت کا اور کنجی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے مین الفت مسلمانون کے دلون مین جمتی ہے اور اُنکی علامت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانون کی جو تمیز دیتی ہے اونکو اور قومون سے اور اُسمین ریاضت ہے نفس کی اور تواضع ہے اور تعظیم ہے دوسرے مسلمانون کی بخاری نے اپنی صحیح مین عمار بن یاسر سے روایت کیا انہون نے کہا تین باتین ہین جس نے اُنکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا سبکو تیسری خرچ کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگون نے اس قول کو مرفوعًا روایت کیا اور سلام مین ایک اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اُس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو مٹنے والا ہے نیکیون کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے نہ کسی خواہش نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنے دوستون اور احباب کو ذکر النووی تحفة الاخیار مین ہے کہ بہشت کا ملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت محبت پر موقوف ہے پہر حضرت نے محبت حاصل کرنیکا آسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے اسواسطے محبت حاصل ہوتی ہے کہ دعای خیر ہے یعنی خدا تمکو ہر بلا سے سلامت رکہے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگنے والیکو اپنا دوست جانتا ہے تو آپ بہی اُس سے محبت کرتا ہے ہرچند سخاوت اور احسان بہی محبت کا سبب ہے لیکن احسان اور سخاوت تمام عالم کے مسلمانون سے نہین ہوسکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہوسکتا ہے اسواسطے حضرت نے اسی کو خاص کرکے بتلایا لیکن افسوس عجب الٹا زمانہ ہوگیا ہے کہ جہالت اور غرور کے سبب سے اب بعضے لوگ سلام علیک کرنے سے ناخوش ہوتے ہین اور عداوت پر کمر باندہتے ہین محبت اور خیر خواہی کی چیز اون الٹون کے نزدیک عداوت کا سبب ہوگئی انتہے مترجم کہتا ہے مین نے جن لوگون کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکہا ہے وہ لوگ ہین جو نہایت کے جاہل اور وحشی ہین جنکو یہ بہی نہین معلوم کہ سلام علیک کے معنے کیا ہین اگر اوہنی لوگون سے کوئی ہندی زبان مین کہے خدا آپ کو سلامت رکہے جو بعینہ سلام علیک کے معنی ہین تو خوش ہوتے ہین پس ایسے جاہلون کا علاج یہ ہے کہ اون کو سلام علیک کے معنے بتلادیے جاوین اور یہ سمجہادیا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونون کے

بادشاہ تھے سلام علیک کہا کرتے تھے اور یہ شعار ہے اسلام کا پھر تمہاری حقیقت کیا ہے جو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ناراض ہوتے ہو اور تمہارا درجہ ہی کیا ہے اور تمکو کون پوچھتا ہے اگر اس بدخیال کو ترک نکروگے تو اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور اس غرور اور جہالت کی بدولت دین اور دنیا دونون تباہ ہون گے **عَنِ الْاَعْمَشِ** بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعٰوِيَةَ وَوَكِيْعٍ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اور مین یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اوس کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے کہ بہشت مین نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اخیر تک **باب** بَيَانِ اَنَّ الدِّيْنَ النَّصِيْحَةُ دین خیر خواہی کو کہتے ہین اور سچائے اور خلوص کو **عَنْ** تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ ترجمہ تمیم داری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین خلوص اور خیر خواہی کا نام ہے ہمنے کہا کس کی خیر خواہی آپنے فرمایا اللہ کی اور اوس کی کتاب کی اور اوسکی رسول کی اور حاکمون کی مسلمانون کی اور سب مسلمانون کی **ف** نووی نے کہا یہ حدیث عظیم الشان ہی اور اسپر مدار ہی اسلام کا اور وہ جو بعضون نے کہا ہی کہ یہ اون چار حدیثون مین سی ایک حدیث ہے جو جامع ہین اسلام کی تمام باتون کو تو یہ صحیح نہین بلکہ صرف اسی حدیث پر مدار ہے اسلام کا اور یہ حدیث مسلم کے افراد مین سی ہے اور تمیم داری سے صحیح بخاری مین کوئی روایت نہین اور نہ مسلم مین کوئی اور روایت ہی اوس کے سوا اس روایت کی امام ابو سلیمان خطابی نے کہا نصیحت ایک ایسا جامع لفظ ہی جسکی مثل دوسرا لفظ زبان عرب مین نہایت کم ہے اور معنی اوسکے یہ ہین کہ اکٹھا کرنا سب بھلائیون کا جس کے لیے نصیحت کی جاوے ایسا ہی فلاح کا لفظ ہی عربی زبان مین جو جامع ہے دنیا اور آخرت سب قسم کی بھلائیونکو بعضون نے کہا نصیحت ماخوذ ہی نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهٗ سے یعنی سیا فلانے نے کپڑا اپنا تو نصیحت کرنیوالی کے فعل کو مشابہت دی سینے سے جیسے سینے سے کپڑا درست ہوتا ہے ایسی ہی نصیحت سی دوسرے کے خلل رفع ہوتے ہین اور وہ درست ہوتا ہے اور بعضون نے کہا وہ ماخوذ ہے نَصَحْتُ الْعَسَلَ سے یعنی صاف کیا مین نے شہد کو موم سی تو مشابہت دی صاف باتکو جس مین کھوٹا پن نہ ہو اوس شہد کے ساتھ جو موم اور چرک سی صاف کیا جاوے لیکن نصیحت کی تفسیر تو خطابی اور اور علما نے اوس باب مین ایک تفسیر کلام کہا ہی اور مین سب کو ملاکر مختصر طور پر بیان کرتا ہون اللہ کے لیے نصیحت یہ ہی کہ اوس پر ایمان لاوی اوس کے ساتھ کسی کو شریک نکرے اوسکی صفات مین بیدینی اختیار نکرے جتنی صفات کمال اور جلال کی ہین وہ سب اوس

لیے ثابت کرے اور اسکو پاک سمجھے تمام عیبون اور نقصانات سے اوسکی عبادت کے لیے مستعد رہے اوسکی نافرمانی سے بچتا رہے اُسکے لیے دوستی رکھے اور اُسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اوس سے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اُس سے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اُس سے جہاد کرے اوسکی احسان کا اقرار کرے اوسکا شکر گذار رہے تمام کامون مین سچا اور مخلص رہے لوگون کو بلاوے ان باتون کیطرف اور ترغیب دیوے (یعنی خیر کی ۱۲) اُنکی سب لوگون کو یا جن پر اوسے قدرت ہے خطابی نے کہا ان صفات سے بندے کو نفع حاصل ہوتا ہے نہ اللہ تعالی کو کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے ہر ناصح کی نصح سے ۔ خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اوس نے اوتارا ہے کسی مخلوق کا کلام اوسکی مثل نہین ہوسکتا اور نہ کوئی مخلوق اُسکی مثل بنا سکتا ہے پھر اوس کی بڑائی دلمین رکھے اوسکی تلاوت کرے جسطرح تلاوت کا حق ہے اوسکو خوش آوازی سے پڑھے درد اور رقت کے ساتھ اوسکے حروف اچھی طرح سے ادا کرے جو لوگ اُسمین تحریف کرنا چاہتے ہین تاویلات سے اون کا رد کرے جو اوسپر اعتراض اور طعنہ کرتے ہین اون کا جواب دیوے جو مضمون اوسمین ہین اون کی تصدیق کرے اوسکے احکام سے خبردار ہو اوسکے علوم اور مثالون کو سمجھے اُسکی نصیحتون پر غور کرے اوسکے عجائب اور غرائب مین فکر اور خوض کرے اوسمین جو آیتین محکم ہین اون پر عمل کرے (یعنی حلال حرام کی آیتین اور احکام کی آیتین) اور جو آیتین متشابہ ہین (یعنی اعتقاد کی آیتین) اونکو تسلیم کرے (یعنی ان کے ظاہری معنی پر یقین کرکے اوسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اوسمین تاویل یا تحریف یا انکار نکرے) اوس کے عام اور خاص اور ناسخ اور منسوخ کو پہچانے اوسکے علوم کو پھیلاوے اوس طرف دعوت کرے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا بھیجا ہوا سمجھے اور اوسپر یقین رکھے اور جتنی باتین آپ لیکر آئے ہین اون سب پر ایمان لاوے آپ کے حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اوس سے باز رہے آپ کی مدد کرے گو آپ وفات پاچکے ہین (جیسے زندگی مین آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا مین تشریف رکھتے ہوتے) جو شخص آپ کا دشمن ہو اوس سے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اوس سے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا سمجھے آپ کے حق کی توقیر کرے آپ کے طریقے کو زندہ کرے آپ کی سنت کو چلاوے آپ کی دعوت کو پھیلاوے آپ کی شریعت کو مشہور کرے آپ کی شریعت پر جو کوئی تہمت کرے اوسکی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم پھیلاوے آپکی شریعت کے مضامین مین غور کرے اوس طرف لوگون کو بلاوے اوسکے سیکھنے اور سکھانے مین کوشش اور نرمی کرے اوسکی عظمت اور بزرگی کرے اوسکے پڑھتے وقت ادب سے پڑھے لغو باتین نکرے بغیر جانے بوجھے اوسمین گفتگو نکرے جو لوگ شریعت کا علم رکھتے ہون یعنی قرآن اور حدیث کا اونکی عظمت اور بزرگی کرے آپکے اخلاق و عادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چلے آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت رکھے جو شخص آپ کی شریعت مین بدعت نکالے اوس سے علیحدہ رہے (یعنی اوس کا شریک نہ ہو اوسکی مدد نکرے) جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اوس سے جدا رہے مسلمان حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ حق بات مین اونکی مدد کرے اور اونکی اطاعت کرے اور انکو حکم کرے حق بات کا اور یاد دلاوے اور نصیحت کرے نرمی اور ملائمت سے اور جب بات سے وہ غافل ہون انکو بتا دے اور مسلمانون کے کسی حق کی اُن کو خبر نہو تو اوس سے جتا دے اور اُن سے بغاوت اور سرکشی نکرے اور لوگون کا دل اون کی اطاعت کیطرف مائل کرے خطابی نے کہا یہ بھی اون کے لیے نصیحت ہے کہ اون کے پیچھے نماز پڑھے اون کے ساتھ کافرون سے جہاد کرے زکوۃ انکو ادا کرے تلوار اونپر نہ اٹھاوے جب وہ کچھ ظلم کرین یا بدخلقی کرین اور جھوٹی خوشامد سے اونکو مغرور نکرے اور انکے واسطے دعا کرے نیکی کی اور یہ سب اوس صورت مین ہے کہ مسلمانون کے امامون سے خلفا وغیرہ مراد ہون جو مسلمانون کے کامون کا انتظام کرتے ہین حکومت والون مین سے اور یہی مشہور ہے اور خطابی نے اسکو نقل کیا پھر کہا کبھی مراد لی جاتی ہے امامون سے دین کے علما اور اُن کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اُنکی اُن باتون کو مانین جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہون لیکن عام مسلمانون کے لیے نصیحت وہ یہ ہے کہ اُنکو بتلاوے وہ بات جسمین اون کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور انکو ایذا نہ دیوے اور سکھلاوے اُنکو وہ بات دین کی جو وہ نہین جانتے اور مدد کرے اُنکی زبان سے اور ہاتھ سے اور اُنکے عیبون کو چھپاوے اور اُن کے ضرر کو دور کرے اور اُنکی منفعت کے لیے کوشش کرے اور اُنکو حکم کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سے نرمی اور ملائمت اور شفقت سے اور اُن مین جو بزرگ بوڑھا ہو اوسکی بزرگی کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اوسپر شفقت کرے اور اُنکو جو پسند کرتا ہے اور اُن سے فریب نکرے نہ اون سے حسد کرے اور اُن کیواسطے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور بُرا جانے اون کے لیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور اُنکی مال یا عزت کی محافظت کرے اسی طرح جتنی باتین ہم نے نصیحت کی بیان کین اُن سب کی اُنکو دعوت دیوے اونکی ہمت کو عبادت کیطرف لگاوے اور سلف صالحین مین بعضے ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کے لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہے اُسکا جو بیان کیا گیا نصیحت کی تفسیر مین ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہین اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعضے کرینگے تو کافی ہے باقی لوگون کے اوپر مواخذہ نہ رہیگا اور نصیحت لازم ہے اپنی طاقت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اوسکی نصیحت قبول کیجاویگی اور اُسکے حکم کی اطاعت کیجاویگی اور اُسکی جان پر کوئی آفت نہ آویگی اگر کسی آفت یا

سیبت کا خوف ہو تو مختار ہی چاہے تو نصیحت چھوڑ دیوی **عَنْ** تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ تمیم داری سی دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عَنْ** تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ تمیم داری سی تیسری روایت بہی ایسی ہی ہے **عَنْ** جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سی روایت ہی مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی نماز پڑہنی پر اور زکوۃ دینے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر **ف** خاص کیا نماز اور زکوۃ کو کیونکہ یہ دونون بڑے رکن ہین دین کے بعد شہادتین کے اور روزے کو ذکر نہین کیا اس لیے کہ دوسری روایت مین ہی بیعت کی سُننے اور مان لینے پر اور روزہ اسمین داخل ہی بلکہ دین کے تمام احکام اوسمین آگئے **عَنْ** جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ سی روایت ہی مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے **عَنْ** جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ترجمہ جریر سی روایت ہے مینے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن لینے اور مان لینے کی (یعنی جو حکم آپ فرماوینگے اوسکو سنون گا اور بجالاؤن گا) پہر آپنے مجھے سکہلا دیا اتنا اور کہہ جہان تک مجہہ قدرت ہی (یہ آپکی کمال شفقت تہی اپنی اُمت پر کہ شاید کوئی حکم دشوار ہو اور نہ ہو سکی تو بیعت مین خلل آوے اسلیے اتنا اور بڑہا دیا کہ جہانتک مجہسی ہو سکی) اور بیعت کی اس بات پر کہ خیر خواہ رہون گا ہر مسلمان کا **ف** پہر جریر نے اپنی بیعت پر ایسا عمل کیا کہ ایک بار اپنے غلام کو بہیجا گہوڑا خریدنے کو وہ تین سو درہم کو ایک گہوڑا چکا لایا اوسکا مالک بہی ساتہہ آیا دام لینے کو جریر نے گہوڑے کے مالک سی کہا تیرا گہوڑا تین سو درہم سے زیادہ کا مال ہے تو چار سو درہم کو بیچ اوسنے کہا مینے تمکو اختیار دیا جو دام مناسب ہون دیدو جریر نے کہا وہ چار سو درم سی بہی زیادہ کا مال ہے پانسو درم کو بیچ اسیطرح سو سو درم بڑہاتے گئے اور مالک راضی تہا مگر یہانتک کہ آٹہہ سو درم تک لگائے اور خریدا آٹہہ سو درم کو لوگون نے کہا تم نے یہ کیا کیا جریر نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیعت کی تہی ہر مسلمان کی خیر خواہی پر تو گہوڑیکا بیچنے والا بہی مسلمان تہا اور یہ بات خیر خواہی کی نتھی کہ مین اُسکا مال کم کو خرید لون اور اوسی نقصان دون روایت کیا اسکو طبرانی نے **بَابُ** بَيَانِ نُقْصَانِ الْإِيمَانِ بِالْمَعَاصِي وَنَفْيِهِ عَنِ الْمُتَلَبِّسِ بِالْمَعْصِيَةِ عَلَى إِرَادَةِ نَفْيِ كَمَالِهِ ترجمہ ایمان کا گہٹ جانا گناہون سی اور ایمان جدا

ہو جاتا اوس شخص سے جو گناہ کر رہا ہے یعنی کمال ایمان کا نہیں رہتا گناہ کرتے وقت **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ یُحَدِّثُهُمْ هٰؤُلَاءِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ثُمَّ یَقُوْلُ وَكَانَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ یُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں زنا کرتا زنا کرنے والا اگر زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اور نہ چور چوراتے وقت مومن ہوتا ہے اور نہ شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہوتا ہے ابن شہاب نے کہا مجھسے عبد الملک بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث اس حدیث کو روایت کرتے تھے ابو ہریرہ سے پھر کہتے تھے کہ ابو ہریرہ انہیں اتنا اور ملا دیتے تھے۔ نہ لوٹنے والا ایسی لوٹ جو بڑی ہو (یعنی کسی حقیر چیز کی نہو) جسطرف لوگوں کے نظر اوٹھی لوٹتے وقت مومن ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا محققین علما نے اس حدیث کے معنے یوں بیان کیے ہیں کہ ان افعال کو کرتے وقت اوسکا ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایسا محاورہ بہت ہی کہ ایک شئے کی نفی کرتے ہیں اور مراد اوس کے کمال کی نفی ہوتی ہے جیسے یہ کہتے ہیں علم نہیں مگر وہ جو فائدہ دیوے مال نہیں مگر اونٹ عیش نہیں مگر آخرت کا عیش اور ہم نے یہ تاویل اس لیے کی کہ ابو ذر وغیرہ کی حدیث یوں آئی ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جاویگا اگرچہ زنا یا چوری کرے اور عبادہ بن صامت کی حدیث میں ہے کہ صحابہ نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر کہ چوری نکرینگے نہ زنا کرینگے نہ اور کوئی گناہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تم میں سے پورا کرے اپنی بیعت کو اوس کا تو ثواب اللہ پر ہے اور جس سے کوئی خطا ان خطاؤں میں سے ہو جاوے پھر اوسکو دنیا ہی میں سزا ملجاوے تو یہی اوسکا کفارہ ہے اور جو دنیا میں سزا نہ ملے تو آخرت میں خدا کو اختیار ہے چاہے اوسکو معاف کرے چاہے عذاب دیوے تو یہ دونوں حدیثیں مع اپنی نظائر کے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ تعالیٰ نہیں بخشیگا شرک کو اور سوا شرک کے اور گناہ بخشدیگا جسکو چاہے اور اجماع اہل حق کے اس بات پر کہ زانی اور چور اور قاتل اور سوا ان کے اصحاب کبائر جو شرک اور کفر میں مبتلا نہوں مومن ہیں مگر ایمان انکا ناقص ہے اگر توبہ کرینگے تو گناہ معاف ہو جاوے گا اور جو گناہ کرتے کرتے مرینگے تو خدا اُنکے اختیار پر ہے

چاہے انکو بخش دیوے اور جنت میں لیجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر پھر جنت میں لیجاوے لاچار کرتے ہیں ہم اس حدیث کی تاویل پر اور جو حدیث اسکے مشابہ آئی ہے یہی تاویل ظاہر ہے لغت سے بعید نہیں شرع استعمال سے اور جب دو حدیثیں ایسی وارد ہوں کہ بظاہر ان میں اختلاف ہو تو انکی تاویل کرنا ضرور ہے اور جمع کرنا واجب ہے اور بعضے علماء نے اس حدیث کے معنے یوں بیان کیے ہیں کہ جو شخص زنا کرے اسکو حلال جانکر یا چوری کرے اسکو حلال جانکر تو وہ مومن نہیں کیونکہ حلال جاننا شرعی حرام کو باتفاق علماء کفر ہے اور حسن اور ابوجعفر طبری نے کہا مومن نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ تعریف کے قابل نہیں رہتا کہ مومن اللہ کا دوست اسے کہیں اور مستحق ہوتا ہے برے لقب کا جیسے زانی یا چور یا لٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اسکے دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے اور اسباب میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور مہلب نے کہا اسکی بصیرت اللہ کی عبادت میں جاتی رہتی ہے اور زہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثیں اسکی مثل آئی ہیں انپر ایمان لانا چاہیے اور جس مطلب پر آئی ہیں اسی پر رواں کرنا چاہیے اور اسکے معنے میں زیادہ غور نکرنا چاہیے کیونکہ ہمیں اسکے معنے معلوم نہیں اور کہا انہوں نے چلاؤ ان حدیثوں کو اسیطرح جیسے اگلے لوگوں نے چلایا انکو اور بعضوں نے اس حدیث کے معنے میں اور اقوال بیان کیے ہیں جو ظاہر نہیں ہیں بلکہ بعضے غلط ہیں اس لیے میں نے انکو نقل نہیں کیا اور یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل ہیں اور صحیح وہی معنے ہے جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کے معنے یہی بیان کیے ہیں کہ وہ مومن کامل نہیں ہوتا اور اسمیں ایمان کا نور نہیں رہتا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ وَاقْتَصَّ الْحَدِیْثَ یَذْکُرُ مَعَ ذِکْرِ النُّهْبَةِ وَلَمْ یَذْکُرْ ذَاتَ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرٍ هٰذَا اِلَّا ذِکْرَ النُّهْبَةِ **ترجمہ** یہ روایت ہے ابی ہریرہ سے ایسی ہی جیسے اوپر گزری اس میں یہ نہیں کہ وہ لوٹ عمدہ یعنی بھاری ہو اور دوسری روایت میں ابن شہاب کی لوٹ کا بالکل ذکر نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عُقَیْلٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَذَکَرَ النُّهْبَةَ وَلَمْ یَقُلْ ذَاتَ شَرَفٍ **ترجمہ** اس روایت میں بھی لوٹ کا ذکر ہے پر عمدہ اور بھاری کا لفظ نہیں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ هٰؤُلَاءِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الزُّهْرِیِّ غَیْرَ اَنَّ الْعَلَاءَ وَصَفْوَانَ بْنَ سُلَیْمٍ

لَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَفِي حَدِيثِ هَمَّامٍ يَرْفَعُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ أَعْيُنَهُمْ فِيهَا وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ وَزَادَ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ ترجمہ اس روایت مین یہ نہین کہ لوگ اپنی آنکھین اٹھاوین اوس لوٹ کی طرف اور ہمام کی روایت مین ہے مومن اپنی آنکھین اٹھاوین جسوقت وہ لوٹ رہا ہو اوس لوٹ کیطرف تو وہ مومن نہین ہے اور اتنا زیادہ ہے کہ نہ چراوے کوئی تم مین سے غنیمت کے مال مین اور جسوقت چراوے تو وہ مومن نہین تو بچو تم بچو تم اس چوری سے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنیوالا جسوقت زنا کرتا ہے وہ مومن نہین ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہین ہوتا اور توبہ قبول ہوگی بعد اسکے **ف** نووی نے کہا اجماع کیا علما نے کہ توبہ قبول ہوتی ہے جب تک جان کنی نہ شروع ہو اور توبہ کے تین رکن ہین ایک توبہ گناہ سے جدا ہوجاوے دوسرے اس کے کرنے پر شرمندہ ہو تیسرے قصد کرے کہ پھر کبھی نہ کرونگا پھر اگر توبہ کی ایک گناہ سے اور دوبارہ کیا اوسکو تو توبہ باطل نہ ہوگی اور جو توبہ کی ایک گناہ سے پھر دوسری قسم کا گناہ کیا تو پہلی توبہ صحیح ہے یہی مذہب ہے اہل حق کا اور معتزلہ نے دونون مسئلون مین خلاف کیا ہے قاضی عیاض نے کہا کہ بعض علما نے یہ کہا ہے کہ اس حدیث مین اشارہ ہے تمام گناہون کیطرف اور ڈرایا گیا ہے سب سے تو زنا اشارہ ہے اُن تمام گناہون کیطرف جو خواہش نفسانی سے ہوتے ہین اور چوری اُن تمام گناہون کیطرف جو دنیا کے طمع سے ہوتے ہین اور حرام کی حرص سے اور شراب اون تمام گناہون کیطرف جو خدا کی یاد سے روکتے ہین اور اوسکے حقوق سے غافل کرتے ہین اور لوٹ ان تمام گناہون کیطرف جسمین اللہ کے بندون پر ظلم ہوتا ہے اور اُنکی بے عزتی ہوتی ہے اور دنیا اکھٹا کی جاتی ہے ناجائز طریقون سے

باب بَيَانِ خِصَالِ الْمُنَافِقِ منافق کی خصلتون کا بیان عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَإِنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ ترجمہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتین جسمین ہونگی وہ تو نرا منافق ہے اور جسمین ایک خصلت ہوگی ان
چارون مین سے تو اسمین ایک بات نفاق کی خو رہیگی یہانتک کہ اسکو چھوڑ دیوے ایک تو یہ کہ جب بات کرے تو جھوٹھ
بولے دوسرے جب اقرار کرے تو اوس کے خلاف کرے تیسرے جب وعدہ کرے تو پورا نکرے چوتھے جب جھگڑا کرے
تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے ف اور بعضی روایتون مین یہ ہے جب اسکے پاس امانت رکھی جاوے
تو خیانت کرے نووی نے کہا اس حدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ کبھی یہ خصلتین اوس مسلمان مین
پائی جاتی ہین جو یقین کہتا ہے ارکان ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
یقین کہے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پھر یہ چارون کام کرے تو وہ کافر نہین نہ منافق ہے
جو ہمیشہ جہنم مین رہیگا کس لیے کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کے بھائیون مین یہ چارون خصلتین
موجود تھین تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ خصلتین نفاق کی ہین اور حدیث کا
مطلب یہ ہے کہ جس شخص مین یہ خصلتین ہون وہ مشابہ ہے منافقون کے ان خصائل مین اور اخلاق مین کیونکہ
نفاق یہی ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص مین یہ خصلتین ہونگی اوسکا ظاہر باطن کے خلاف
ہوگا اور اسکا نفاق انہی لوگون کے حق مین اثر کرے گا جن سے وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کرے گا یا جھگڑیگا
یا امانت لیگا اور اسلام کے حق مین یہ نفاق اثر نہ کرے گا کیونکہ اسلام مین اسکا ظاہر باطن کے خلاف مین
نہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہین ہے کہ ان خصلتون کا رکھنے والا ایسا منافق ہے جو
کافر ہوتا ہے جس کی سزا ہمیشہ جہنم مین رہنا ہے اور جو فرمایا کہ وہ نرا منافق ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
ہوگا منافق کے ان خصلتون کے سبب سے بعضے علما نے کہا ہے یہ حدیث اوس شخص کے باب مین ہے جس سے اکثر یہ خصلتین
وقوع مین آئی ہون لیکن جس سے شاذ و نادر یہ باتین ہوجاوین وہ اسمین داخل نہین ہے اور یہی مختار ہے حدیث کے
معنے مین اور امام ابو عیسیٰ ترمذی نے علما سے اسکے یہ معنے نقل کیے ہین کہ مراد حدیث مین عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
مین تھے اور انہون نے جھوٹھ موٹھ اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت مین خیانت کی تھی اور وعدہ کیا تھا دین
کی مدد کا پھر خلاف وعدگی کی اور لڑائی جھگڑے مین ناحق کی پیروی کی اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور عطا
بن ابی رباح کا اور رجوع کیا اسی طرف حسن بصری نے اگرچہ پہلے اس کے خلاف پر تھے اور یہی منقول ہے ابن عباس اور
ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور انہون نے روایت کیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی عیاض نے کہا

ہماری بہت سی امام اسی قول کیطرف گئے ہین اور خطابی نے ایک اور قول نقل کیا وہ یہ ہے کہ مقصود اس حدیث سے ڈرانا ہے مسلمان کو کہ وہ ان خصلتون کی عادت نڈالے ورنہ خوف ہے کہ حقیقۃً منافق ہوجاویگا اور حکایت کی خطابی نے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب مین اور حضرت کا قاعدہ تہا کہ آپ صاف یون نفرماتے فلان منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے جیسے آپنے فرمایا کیا حال ہے لوگون کا ایسا کرتے ہین **مترجم** کہتا ہے اللہ جل جلالہ نے مجہے الہام کیا کہ حدیث مین کوئی اشکال نہین ہے اور نہ اسمین تاویل کی ضرورت ہے بیشک جس شخص مین یہ چارون باتین جمع ہونگی اور وہ ہمیشہ یہی کرتا ہو کہ بات کہتے وقت جہوٹ بولے عہد کرکے توڑ ڈالے لڑتے وقت ناحق چلے امانت مین خیانت کرے تو وہ پکا منافق ہوگا کس لیے کہ دین کی باتون مین بہی وہ یہی کریگا زبان سے اقرار کریگا پر دلمین خلاف ہوگا دین کے احکام مین بہی خیانت کریگا اس لیے کہ اوسکا تو یہ قاعدہ ہوگیا ہے یہ نہین کہ کبہی کبہی اوس سے یہ باتین سرزد ہون اور وہ انپر شرمندہ ہو اس صورت مین اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وغیرہ یہ سب قضایا کلیہ ہونگے نہ جزئیہ اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جسکا ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہین ہوسکتا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ منافق دو قسم ہین ایک یہ کہ دلمین کفر ہو صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرے حضرت کیوقت مین جو منافق تہے اسیطرح کے تہے دوسرے یہ کہ دلمین کفر نہین بلکہ اسلام ہے لیکن سست اعتقاد اور فسق و فجور مین گرفتار سو اس حدیث مین دوسری قسم کا نفاق مراد ہے یعنی ایمان کے لائق تو یہ تہا کہ آدمی ان بدکامون سے بچتا پہر جب ان کامون مین گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اوس مین کچہ ظاہر نہوا اسواسطے اوسکو منافق فرمایا انتہی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کرے تو جہوٹ جب وعدہ کرے تو خلاف جب امانت لیوے تو خیانت کرے اوسمین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ ترجمہ یہی ہے جو گذرا

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ یُحَدِّثُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ **ترجمہ** اس روایت مین یہ ہے کہ منافق کی نشانیان تین ہین اگرچہ روزہ رکہے اور نماز پڑہے اور اپنے تئین مسلمان کہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ یَحْیَی بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَذَكَرَ فِیْهِ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ **ترجمہ** وہی جو اوپر

گذرا **باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر** ترجمہ جس نے اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہا اسکے ایمان کا بیان **عن** ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکفر الرجل اخاہ فقد باء بہا احدہما ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مرد نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ بات دونون مین سے کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنی اگر وہ کافر ہی حقیقت مین جسکو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہین تو اسوقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنی زبان کو روکی رکھے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اسی پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب مین گرفتار ہو ہان یون کہنا مضایقہ نہین کہ فلان شخص کافرون کے سے کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہون اور اگر کسیکا کفر بدلیل قطعی ثابت ہوگیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اسکو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی اسکی راہ پر نہ چلے اور شریعت محمدی مین خلل نہ پڑے جیسے کہ اس زمانے مین ملحد نقیر ظاہر ہوئے ہین کہ شریعت محمدی پر ہنستے ہین بیشک وہ کافر ہین انتہی **مترجم** کہتا ہے ہمارے زمانے مین ایک نیا فرقہ مسلمانون مین پھر پیدا ہوا ہے جنکو نیچری کہتے ہین وہ گو عقل کے تابع اپنے تئین کہتے ہین پر عقل سلیم سے بہرہ نہین رکھتے وہ تمام ضروریات دین جیسے فرشتون کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہین نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہین وہ بلاشبہ کافر ہین اور کافر بھی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اون کے کفر مین شبہ کرے تو مین ڈرتا ہون کہین وہ خود بھی کافر نہ ہو جاوے - امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علمانے مشکلات مین سے خیال کیا ہے اس لیے کہ اسکے ظاہری معنی مراد نہین کیونکہ اہل حق کا مذہب ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے جیسے قتل یا زنا کرنے سے کافر نہین ہوتا پس اسیطرح اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہوگا جب تک دین اسلام کے بطلان کا اعتقاد نکرے اور جب یہ معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کئی صورتون سے کی گئی ہے ایک یہ مراد وہ شخص ہے جو اس بات کو درست جانے اس صورت مین کفر پلٹنے سے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہنے والا خود کافر ہو جاویگا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہے دوسرے یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اسکا گناہ اور عیب کہنے والے پر لوٹ جاویگا تیسرے یہ کہ حدیث محمول ہے اون خوارج پر جو مسلمانون کی تکفیر کرتے ہین اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بدعت کیطرح کافر نہین ہین یہی مذہب صحیح اور مختار ہے چوتھی تاویل یہ ہے کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اوسکا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ گویا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت کرے ڈر ہے کہ گناہون کی نحوست اوسکو کفر تک پہنچا دے اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عوانہ اسفرائنی

نے اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم مین نکالی کہ پہر اگر وہ شخص جسکو اسنے کافر کہا حقیقت مین کافر ہو تو خیر ورنہ کفر لوٹ آویگا اسپر اور ایک روایت مین ہی جب اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونون مین سے ایک پر کفر واجب ہو گیا پانچوین تاویل یہ ہی کہ مراد اسسے اوسکی تکفیر کا لوٹنا ہے یعنے اوسنے جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہین تو گویا اسنے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنے والا بہی مثل اسکی ایک مسلمان ہی انتہی ما قال النووی ؏ عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا اِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی کو کافر کہکر پکارے تو کفر آجاویگا دونون مین سے ایک پر اگر وہ شخص جسکو اسنے پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوسپر رہیگا) ورنہ لوٹ آویگا پکارنے والے پر ؏ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ ترجمہ ابوذر غفاری (جندب بن جنادہ یا بریر) سے روایت ہی انہون نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو شخص اپنے تئین بیٹا کہے کسی کا اور جانتا ہو کہ اسکا بیٹا نہین ہی (یعنے اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بتلاوے جان بوجہکر) تو وہ کافر ہوگیا ف نووی نے کہا اسکی تاویل دو طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہین ہے جو مقابل ہی اسلام کے بلکہ کفر سے مقصود کفران ہی یعنے ناشکری اور احسان فراموشی اس لیے کہ باپ کا حق اوسنے فراموش کیا اور غیر کو باپ بنایا اور اسکی نظیر دوسری حدیث مین ہی آپنے فرمایا عورتون کو وہ کفر کرتی ہین یعنے ناشکری کرتی ہین خاوند کی انتہی ف اور جس شخص نے دعوی کیا اوس چیز کا جو اوسکی نہین ہی وہ ہم مین سے نہین ہے اور بنا لیوے وہ ٹہکانا اپنا جہنم مین ف اوسکی نہین ہے یعنے وہ جانتا ہے کہ یہ شی میری نہین ہی خواہ دوسری کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعوی کرے کہ میری ہے تو وہ ہم مین سے نہین ہی یعنے ہماری راہ اور طریقے پر نہین ہے کیونکہ اسلام کی شان سے جہوٹا دعوی کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹے سے کہتا ہے تو میرا نہین ہے یعنے میری وضع اور چال پر نہین ہے اور جہنم مین ٹہکانا بنانے سے یہ غرض ہے کہ سزا اس قصور کی جہنم ہے پہر اگر خدا چاہے تو معاف کردیوے اور توبہ سے بہی معاف ہو سکتا ہے (نووی) ف اور جو شخص کسیکو کافر کہکر بلاوے یا خدا دشمن کہکر پہر وہ (جسکو اس نام سے پکارا) ایسا نہ ہو (یعنے کافر نہ ہو) تو وہ کفر پلٹ آویگا پکارنیوالے پر **باب** بیان

بَابُ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ

حَالُ اِیْمَانِ مَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ **ترجمہ** جو شخص اپنے باپ سے پہر جاوے اور نفرت کرے اور دوسرے کو باپ بناوے جان بوجھکر اوس کے ایمان کا حال **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت نفرت کرو اپنے باپوں سے (یعنے اپنے باپ کو باپ کہو دوسرے کو باپ مت بناؤ) جو شخص نفرت کرے اپنے باپ سے وہ کافر ہو گیا (اسکے معنے اوپر گذر چکے) **عن** اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ لَمَّا اُدُّعِیَ زِیَادٌ لَقِیْتُ اَبَا بَکْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا الَّذِیْ صَنَعْتُمْ اِنِّیْ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ سَمِعَ اُذُنَایَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی اَبًا فِی الْاِسْلَامِ غَیْرَ اَبِیْهِ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرَةَ وَاَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ابو عثمان (نہدی عبد الرحمن بن مُل) سے روایت ہے جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا **ف** اصل میں زیاد بیٹا تہا عبید ثقفی کا اور یاروں میں سے تہا حضرت علی کے پہر معاویہ نے اُسکو اپنے باپ ابو سفیان کا نطفہ قرار دیا اور زیاد نے قبول کر لیا اور معاویہ کا بہائی بن بیٹہا **ف** تو میں ابوبکرہ سے ملا (زیاد اُن کا مادری بہائی تہا) اور میں نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہارے بہائی نے) میں نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا وہ کہتے تہے میرے کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تہے جس نے اسلام میں آنکر اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنایا تو جنت اوسپر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانکر کرے یا اوس کے فعل کی جزا یہ ہے کہ جنت حرام ہوگی اوسپر اوسوقت جب اچہے لوگ جنت میں داخل ہونگے پہر خدا چاہے تو یہ جزا اوسکو دیوے یا معاف کر دیوے (نووی) **ف** ابوبکرہ نے کہا میں نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پہر ابوبکرہ نے اس گناہ کی وجہ سے زیاد سے ملنا چہوڑ دیا اور قسم کہالی کہ زیاد سے کبہی بات نکرونگا (نووی) سراج الوہاج میں ہے کہ لوگوں نے اس باب میں بڑی ڈہیل کی ہے یہانتک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد میں بن بیٹہے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ہم اونکی اولاد میں نہیں اور بادشاہوں اور امیروں اور نوابوں میں حرام کی نسل بہت پہیلی ہے اور باوجود اسکے وہ اپنے تئیں نسبت دیتے ہیں باپوں کیطرف حالانکہ وہ اولاد ہیں اپنی ماؤں کی اور باپ کی اولاد نہیں ہیں اور بعضوں نے اپنے تئیں سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہ نہیں ہیں اور وہ جانتے ہیں اس بات کو لیکن دنیا کی وجاہت اور عزت کے خیال سے یہ طوفان جوڑتے ہیں اور اکثر ایسی ہلاکت اور تباہی میں امیر اور مفلس پڑ جاتی ہیں امیر تو اپنی شان بڑہانے کے لیے اور مفلس پیسہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلون کو میٹ دیا ہے اور گمراہ کر دیا ہے خدا نیک راہ کی ہدایت کرے **عن** سَعْدٍ وَاَبِی بَکْرَةَ كِلَاهُمَا يَقُولُ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ **ترجمہ** سعد اور ابو بکرہ دونون سے روایت ہے ہمنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کانون نے سنا اور دل نے یاد رکھا آپ فرماتے تھے جو شخص باپ بناوے کسی اور کو اپنے باپ کے سوا تو جنت اسپر حرام ہے یعنی روکا جاوے گا وہ جنت سے) **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا نسبی باپ یا دوسرے کو بناوے بغیر اس کے نطفے سے اپنے تئین کہے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **باب** بیان قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور اُس سے لڑنا کفر ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ قَالَ زُبَيْدٌ فَقُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَرْوِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ قَوْلُ زُبَيْدٍ لِأَبِي وَائِلٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا (یا اوسکا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنے گناہ ہے اور ایسا کرنیوالا فاسق ہو جاتا ہے) اور اُس سے لڑنا کفر ہے **ف** نووی نے کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع امت اور اسکا مرتکب فاسق ہے لیکن مسلمان سے لڑنا کفر نہین ہے اہل حق کے نزدیک جیسے ہم اوپر کئی جگہہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کئی طرح پر ہے ایک یہ ہے کہ حلال جانکر لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی تیسرے یہ کہ انجام اوسکا کفر ہے چوتھے یہ کہ یہ فعل ہے کافرون کا السراج الوہاج مین ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے روافض کے فسق کی اور جو اُنکی مثل ہین اہل بدعت اور شرک اور تقلید مین سے جو برا کہتے ہین صحابہ اور علماء سلف اور اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگون کے کفر کی جو مسلمانون سے لڑتے ہین جیسے خوارج اور نواصب اور شیعہ اور مقلدین اپنے اپنے مذہب کی حمایت مین **مترجم** کہتا ہے اس حدیث پر مسلمانون کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانون سے لڑائی پر مستعد ہو جاتے ہین تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی اونکا درجہ کہانتک پہونچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کے لیے لڑکر اپنے تئین کافر بنانا انتہا کا جہل اور غلو ہے خدا بچاوے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ **ترجمہ** دوسری روایت بھی عبد اللہ بن مسعود سے ایسی ہی ہے **عن** جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا

ن بَابُ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنے آخری حج میں وداع کا حج اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ آپنے لوگوں کو رخصت کیا اس حج میں اور دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی) چپ کرو لوگوں کو (تاکہ وہ سنیں اس ضروری بات کو) پھر فرمایا میرے بعد (یعنے اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر نہ بن جانا ایک دوسرے کی گردنیں مار کر **ف** یعنے اتفاق سے رہنا اور سب ملکر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کو ترقی ہو اور جو پھوٹ کرو گے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مارو گے تو خود کافر ہو جاؤ گے امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں سات قول ہیں ایک یہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑنا درست جانیں ناحق وہ تو بلاشبہ کافر ہیں دوسرے یہ کہ مراد کفر سے ناشکری ہے اسلام کے حق کی تیسرے یہ کہ وہ کفر سے قریب ہو جاوینگے اور یہ فعل انکو کفر تک پہونچا دیگا چوتھے یہ کہ یہ فعل کافروں کا سا ہے پانچویں یہ کہ مراد کفر ہے حقیقۃً اور غرض آپ کی یہ ہے کہ میرے بعد کافر نہو جانا اسلام پر قائم رہنا چھٹے وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلح پوش ہیں یعنے ہتیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوش کو بھی کہتے ہیں ساتویں یہ کہ مت کافر کہنا ایک دوسرے کو پھر گردنیں مارو کفر کے بہانے سے اور سب میں ظاہر چوتھی تاویل ہے اور اسکو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ عبداللہ بن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَيْحَكُمْ أَوْ قَالَ وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع میں ویحکم یا ویلکم **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلمے عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے ہیں سیبویہ نے کہا ویل اسکے لیے کہتے ہیں جو تباہی میں پڑ جاوے اور ویح رحم کے لیے اور منقول ہے اُن سے کہ ویح زجر ہے اس شخص کے لیے جو ہلاکت کے قریب ہو اور ان کلموں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ ویح رحمت کا کلمہ ہے اور ہروی نے کہا کہ ویح اُس شخص کے لیے کہتے ہیں جو آفت میں پڑ جاوے اور اُس کے سزاوار نہو اور ویل اُس کے لیے جو سزاوار ہو تو ویح سے رحم مقصود ہوتا ہے اور ویل سے نہیں (نووی) **ت** مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنیں مارنے لگو ایک دوسرے کی **عَنِ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدٍ ترجمہ ابن عمر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ إِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ

نسب مین طعنہ کرنے والے پر اور میت پر چلا کر رونے والے پر کفر کا اطلاق **عن** اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو باتین لوگون مین موجود ہین اور وہ کفر ہین ایک طعنہ کرنا نسب مین **ف** یعنی کسی کی ذات پر تہمت لگانا کہ وہ شریف نہین ہین یا اون کا خاندان برا ہے یا لونڈی کے جنے ہین یہ سب کافرون کی تقلید ہے کیونکہ عرب کے کفار زمانہ جاہلیت مین اپنی حسب نسب پر بڑا فخر کیا کرتے تھے اور دوسرون کی نسب پر طعن تشنیع کرتے تھے مسلمانون کو ہرگز یہ بات سزاوار نہین اسلیے کہ سب بنی آدم ہین اور فضیلت اور بزرگی علم اور اعمال صالحہ سے ہے اور قیامت مین بھی ہر شخص کو اسکی عمل کام آوینگے ذات اور نسب کچھ کام نہ آویگا جیسے دوسری حدیث مین صاف مصرح ہے **ل** دوسری چلا کر رونا میت پر (اسکے اوصاف بیان کرکے جسکو نوحہ کہتے ہین) **ف** نووی نے کہا ان دونون کے کفر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ کافرون کے فعل ہین اور جاہلیت کی عادات ہین یا وہ مؤدی ہوتے ہین طرف کفر کی یا مراد کفران نعمت ہے اور ناشکری یا حلال جانکر کرنا ان کامون کو وہ تو بلاشبہ کفر ہے اور اس حدیث سے بڑی برائی نکلی نوحہ کی اور نسب مین طعن کرنیکی اور ہر ایک کے باب مین مشہور حدیثین آئی ہین

ل
اثنتان

ف
تقلید

باب تَسْمِيَةِ الْعَبْدِ الْآبِقِ كَافِرًا غلام اپنے مولی کے پاس سے بھاگ جاوے اوسکو کافر کہنا **عن** مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَنْصُوْرٌ قَدْ وَاللّٰهِ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يُّرْوٰى عَنِّيْ هٰهُنَا بِالْبَصْرَةِ **ترجمہ** منصور بن عبد الرحمن (اشل غدانی بصری ثقہ کہا اوسکو احمد بن حنبل اور یحیی بن معین نے اور ضعیف کیا اوسکو ابوحاتم نے) سنا شعبی سے انہون نے سنا جریر سے وہ کہتے تھے جو غلام اپنے مالکون کے پاس سے بھاگ جاوے وہ کافر ہوگیا (یہان کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اس نے اپنے مالک کا حق ادا نکیا) جبتک لوٹ کر نہ آوے اون کے پاس منصور نے کہا قسم خدا کی یہ حدیث تو مرفوعاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے (پر مین نے یہان موقوفاً بیان کی جریر کا قول) لیکن مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مجھ سے روایت کی جاوے اس جگہ بصری مین **ف** یہ منصور نے خاص خاص لوگون سے کہدیا اور مرفوعاً روایت کرنا انہون نے اسلیے برا جانا کہ بصرے مین اس زمانے مین خوارج کا زور تھا جو گناہ کبیرہ کرنیوالے کو کافر کہتے اور ہمیشہ کے جہنم کا مستحق کرتے تو منصور کو ڈر ہوا کہین خوارج اس حدیث سے سند نہ پکڑین اور اوپر ہم خوارج کا مذہب اور

نسخہ
ب
رواۃ عن رسول اللہ

اوسکا بطلان بیان کر چکے ہین (نووی) **عَنْ** جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام بھاگ جاوے اوس کے ذمہ اتر گیا (یعنے اسلام کی پناہ جاتی رہی یا پہلے جو اوسکی رعایت ہوتی تہی وہ نہ ہوگی اور مالک کو اختیار دیا جاویگا اوسکی ضرب اور حبس کا) **عَنْ** جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةٌ **ترجمہ** جریر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام بھاگ جاوے تو اوسکی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازری نے اسکی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض نے انکی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اُس غلام پر جو بھاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اوسکی توبہ قبول نہین اور شیخ ابو عمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اوسکی نماز قبول نہین اور قبول نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح نہ ہونا باعث ہے وجوب قضا کا نووی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہمارے جمہور علما نے کہا ہے کہ مغصوب گہر مین نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاوی ابی النصر مین مین نے دیکہا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے کہ مغصوب گہر مین نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جاویگی پر ثواب نہ ہوگا ابو منصور نے کہا کہ خراسان کے علما نے اسمین اختلاف کیا بعضوں نے کہا نماز ہی صحیح نہ ہوگی انتہے

بَابُ بَيَانِ كُفْرِ مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِالنَّوْءِ کافر ہونا اُس شخص کا جو کہے پانی پڑا تاروں کی گردش سے

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ **ترجمہ** زید بن خالد جہنی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہائی صبح کی ہمارے ساتہ حدیبیہ مین (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے) اور رات کو پانی پڑ چکا تہا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگون کیطرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا اونہون نے کہا اللہ اور اوسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندون مین سے بعضون کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضون کی کفر پر تو جس نے کہا پانی پڑا

اللہ کی فضل اور رحمت سی وہ ایمان لایا مجھپر اور کافر ہوا تارون سی اور جس نے کہا پانی پڑا تارون کی گردش سی وہ کافر ہوا میرے ساتھہ اور ایمان لایا تارون پر **ف** نووی نے کہا اختلاف کیا علما نے اوس شخص کے باب مین جو کہی پانی پڑا تارون کی حرکت سی بعضون نے کہا وہ درحقیقت کافر ہو گیا اور اسلام سی نکل گیا اور یہ اوس صورت مین ہی جب کہنے والا تارون کو فاعل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسانے کے لیے جیسے جاہلیت کے لوگون کا اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اوسکے کفر مین کچھ شک نہین اور یہی قول کیطرف جمہور علما گئے ہین اور ان مین سے ہین امام شافعی رح اور یہی ظاہر ہی حدیث سی اور ان لوگون نے کہا ہی اگر کوئی کہے کہ تارون کی گردش سے پانی پڑا لیکن اوسکا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانیوالا اللہ ہی اور اُسی کی رحمت سی پانی پڑتا ہی اور تارہ اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑنیکی تو وہ کافر نہوگا گو ایسا کہنا مکروہ تنزیہی ہے پر گناہ نہین نہین اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ یہ کلمہ مشابہ ہی کافرون کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضون نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہی اور مطلب یہ ہی کہ اوس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اُسی صورت مین ہے جب کہنے والا تاری کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت مین ہی کہ صبح کی بعضون نے شکر پر اور بعضون نے کفر پر اور ایک روایت مین ہی کہ مین نے کوئی نعمت اپنے بندون کو نہین دی پر بعضے ان مین کے صبح کو کافر ہوگئے اور ایک روایت مین ہی کہ آسمان سے کوئی برکت اللہ نے نہین اوتاری پر بعضے کافر ہوئے اوسکے ساتھہ تو مراد اس سے کفران نعمت ہی ہے اور نوء کا لفظ جو حدیث مین آیا ہے اس مین بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہی اُسکا شیخ ابو عمرو بن الصلاح نے انہون نے کہا نوء تاری کو نہین کہتے بلکہ نوء کے معنے ڈوبنا یا نکلنا اور اصل یہ ہی کہ اٹھائیس تارے ایسے ہین جنکا نکلنا تمام سال مین معین اور معروف ہی اور وہی اٹھائیس منازل ہین قمر کی یعنے چاند کی ہر تیرہ رات کے بعد ایک تارہ ان مین سے مغرب کیطرف ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اوسکے اوسیوقت مشرق مین نکلتا ہے تو جاہلیت کے لوگ یہ اعتقاد رکہتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اُس تارے کیطرف نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور اصمعی نے کہا کہ اوس تاری کیطرف جو نکلتا مشرق سے ابو عبید نے کہا نوء سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے پھر کبھی نوء خود تاری کو کہتے ہین زجاج نے کہا جو تارے مغرب کیطرف ڈوبین انکو نوء کہتے ہین اور جو مشرق کیطرف نکلین انکو بارح کہتے ہین انتہے ما قال النووی **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی مَاقَالَ رَبُّکُمْ قَالَ مَا اَنْعَمْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ

مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الْكَوَاكِبُ وَبِالْكَوَاكِبِ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تمہارے رب نے فرمایا اس نے میں نے کوئی نعمت نہیں دی اپنے بندون کو مگر ایک فرقے نے ان میں سے صبح کو اوسکا انکار کیا اور کہنے لگے تارے ہیں **ف** یعنی تارون کے پھیرنے کو اس نعمت کی علت قرار دی ابتک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد ناسمجھ لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بھلائی برائی کو اوس کے ستارے کیطرف منسوب کرتے ہیں اور قمر اور شمس اور سبعہ سیارہ کی حرکات کو خاص انسان اور آدمیون کے لیے مفید اور مضر سمجھتے ہیں اسمین شک نہیں کہ اللہ تعالی نے ان بڑے بڑے جسمون کو بیکار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے منجملہ ہزارون فائدون کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون سے نباتات اور حیوانات کی پرورش ہوتی ہے یہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم ہے جیسے انگار یا پانی کی تاثیر انگار اور پانی کیطرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے کچھ آفتاب یا چاند انسان کیطرح عقل نہیں رکھتے نہ جان کہ بعضون کو نفع پہونچاوین اور بعضون کو نقصان اور جو اجرام علویہ کو طاقت دار اور صاحب قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہونچا سکتی حالانکہ بنا بر ہیأت جدیدہ کے زمین اور اور سیارون میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب آلات اور دوربینین ایسی نہ تہین تو لوگون نے صرف آنکھون سے کام لیا تہا اور جہانتک اونکی آنکھون نے کام کیا وہ یہ تہا کہ انہون نے سات تارے سیارے نکالے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو بھی ایک ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور یعنی عطارد اور زہرہ اور مشتری اور مریخ اور زحل اور چونکہ یہ اجسام نہایت بلند اور اونچے اور چمکتے ہوئے نظر آئے اور انکی دورات ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پائی گئے اس لیے عوام نے کیا بہت سے خواص فلاسفہ اور حکما کو بھی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتے ہیں اونہون نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکی اسباب پوشیدہ تہے ان سیارون کیطرف منسوب کیا پھر یہ خیال بڑہتے بڑہتے یہانتک بڑہا کہ صابئین اور کلدانی اور مصری لوگون نے چاند اور سورج اور اور سیارون کی پرستش شروع کر دی اور شرک میں گرفتار ہوگئے اللہ تعالی نے جب اسلام کی روشنی دنیا میں پھیلائی اور یہ اعتقاد مٹنا شروع ہوا اور حضرت نے صاف فرمایا کہ منجمین جھوٹے ہیں بعد اوس کے جب ہیأت کی زیادہ تحقیقات ہوئی اور بڑے بڑے آلات اور دوربینین ایجاد ہوئین تب سے تو اس اعتقاد کی جڑ اوکھڑ گئی کیونکہ سوا ان سیارون کے اور کئی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جیسے سیرس اور پالس اور جونو اور وسٹا اور

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان سیارون کیطرح ایک سیارہ قرار پاے اور چاند زمین کے
تابع قرار پایا پھر سارا کارخانہ جو ہزارون برس سے منجمین نے قائم کیا تھا اولٹ پلٹ اور چوپٹ ہوگیا اور محال ہی کہ
مشتری اور مریخ اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیون پر ہوتی ہو اور سیریز اور پالس اور یورانس وغیرہ کی
نہ ہوتی تو حالانکہ وہ بھی اون کیطرح سیارے ہین پھر محال ہی کہ زمین جسپر ہم سب بستے ہین اور وہ بھی ایک سیارہ
ہے اسکی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیارون کی باوصف اسقدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور
کے ڈھول سہاونے زمین بیچاری گھر کی مرغی ہے اوس کی کوئی قدر اور منزلت نہین اوسکو کھودتے ہین کوٹتے
ہین مارتے ہین اوسپر چلتے ہین پاؤن سے روندتے ہین پھر دور کے تارے چمکتے اور اونچے دیکھکر مقدس اور پاکیزہ
خیال کیے جاتے ہین حالانکہ ان سیارون پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہوجاوے کہ بعضے ان مین سے
زمین سے بھی میلے اور کیچیلے اور غارہ اور پہاڑ دار ہین خود چاند مین دوربین سے اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے
کہ ہزارہا صدہا میل کی اونچی گہرائی ہے معاذ اللہ وہ کیسی مہیب اور تاریک ہونگی اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے
کہ معشوقون کے منہ کو اس سے تشبیہ دیتے ہین یہی حال ہے انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہوئے اور بغیر اپنے فکر
کو میزان مقررہ سے جانچے ہوئے ایک خیال کو جما لیتا ہے اور اسکا پیرو ہو جاتا ہے خیر یہ تارے تو بڑے بڑے اجسام مین اور
چمکتے اور روشن مین خدائی مار ان لوگون کی عقل پر جو پتھرون اور دریاؤن اور پہاڑون اور درختون اور جانورون
کو پوجتے ہین اور انکو اپنا معبود و مالک اور متصرف خیال کرتے ہین بلکہ اپنے ہاتھ سے ایک بیجان پتلہ مٹی یا تانبے
یا چاندی یا سونیکا بنا کر اوسکو پوجتے ہین خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑھا کرتے ہین أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ
اور بعضے جو انکی نسبت ذرا عاقل ہین وہ آدمیون اور جنون کو پوجتے ہین اور آدمی کی سی بے ثبات اور ناپائدار
ہستی کو معاذ اللہ خدا بنا دیتے ہین آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کرکے اوسکو مقدس اور لائق عبادت کے جانتے
ہین حالانکہ وہی آدمی جب زندہ تھے تو دنیا کی کثیفات مین اور آدمیون سے ممتاز نہ تھے کھاتے وہ تھے پیتے وہ تھے
ہگتے موتتے وہ تھے جیسے اور آدمی مرے وہ بھی مرگئے یا مرنیوالے ہین پھر انکو خدائی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح
خدا کی ایک مخلوق ہین اور اصل یہ ہے کہ ان لوگون نے اب تک سچے خدا کو نہین پہچانا اور نہ اوسکی عظمت اور بڑائی اور
تقدس پر غور نہین کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہتے ہوئے انکو شرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ
مین ایسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اسکی مخلوقات مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین اسکی ایک
ادنی مخلوق ہے جسکا محیط چوبیس ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی مین ایک سیارہ ہی وہ ہماری اس زمین سے ہزار حصے بڑا ہے اور اسکا قطر نو لاکہہ میل ہے اسی طرح زحل مین جو قریب چہ سو درجہ کے بڑا ہے اوسکا قطر اناسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچہ زمین سے بڑے کچہ چہوٹے کچہ زمین کے برابر ہین ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا ہی وہ بہی اس قدر بڑا ہی کہ اوسکا قطر دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورنس کو چہ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب سے بہت دور ہین عنایت ہوئی ہین پہر آفتاب جو ان سب سیارون کا مرکز ہے اوسکی بڑائی اسقدر ہی کہ وہ اکیلا ہماری زمین سے تیرہ لاکہہ حصے بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ پچیس لاکہہ میل بعد رکہتا ہی اگر آفتاب کی قدر کو برابر ایک کہڑے کی سمجہو تو زمین کی قدر ایک مٹر کے برابر ہوگی اگر آفتاب کی قریب سے توپ چہوڑی جاوے تو زمین تک اسکا گولہ اونیس برس مین بہی نہین پہونچیگا اب یہ سب سیارے اس آفتاب کے گرد پہرتے ہین اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہین زمین کی حرکت اسقدر تیز ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کے گولے سے پہر رہی ہے اور اٹہاون ہزار میل ایک گہنٹے مین طی کرتی ہے اسی طرح اور تارے بہی اپنی اپنی مدار پر بڑے سرعت اور تیزی سے گہوم رہے ہین پہر آفتاب ان سب بڑی بڑے جسمون کو لیے ہوئے معلوم نہین کسکے گرد گہوم رہا ہے اسوا ان سیارون کے خود ہمارے نظام مین بڑے بڑے دمدار تارے ہین جنکی عظمت پر خیال کرنے سے خدا کا خوف دلمین آجاتا ہے ایک دمدار تارے کی دم دس کروڑ میل سے بہی زیادہ لنبی حساب کی گئی تہی اور یہ دمدار تارے ایسے تیز رو ہین کہ انکی تیز روی خیال سے باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہین اور چکر کہاتے ہین پہر اپنے کجرو رستون مین نہایت جلد چلے جاتے ہین ۱۸۵۴ع مین ایک دمدار تارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تہا کہ چاند اور زمین کے بیچ مین ہوگیا تہا اور چاند کو نظر سے چہپا دیا تہا وہ دمدار جو ۱۸۶۱ع مین نمودار ہوا تہا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جاذبہ نے اوسکی چلنے پر اثر کیا تہا اگر وہ دمدار ہماری اس زمین سے رگڑا کہا کر ایک صدمہ پہونچاتا تو زمین مع تمام سمندرون اور پہاڑون کے پانی کی ایک بوند کیطرح یا پتہر کی ایک ٹہیکری کیطرح کسی زبردست اور بڑے تارے پر جا پڑتی لیکن وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندون کے بیچ مین سے ہوکر نکل گیا اگر ان چاندون مین سے کوئی آپ نہایت تیز رو ہین کسیکو اس تیز رو دمدار سے ٹکر لگ جاتی تو ایک یا دونون ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر اپنی سب مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارا ہمارا نظام شمسی مع اپنے سب سیارون اور دمدار ستارون وغیرہ کے خدا کے اون مصنوعات کے مقابلے مین جو آسمان پر بکثرت معلوم ہوتی ہین

بیقدر ہو اسلیے کہ یہ جو ستارے صدہا ہزارہا آسمان پر چمکتے نظر آتے ہین ہر ایک ان مین سے بمنزلہ ایک ایک آفتاب
کے ہے اور اُسی طور پر ہر ایک کو ان مین سے سیارے عنایت ہوئے ہین پس کیا کیا عجیب قدرت خدا کی ہے رات
کو آسمان کیطرف دیکھکر غور کرو کہ جتنے ستارے دوربین سے نظر آتے ہین وہ آٹھ کروڑ ہین ان مین سے ایک ایک ایسا
آفتاب کی مانند روشن ہے اور خیال مین یون آتا ہے کہ ایک ایک ان مین سے اس آفتاب کے موافق اپنے اپنے
جلو مین سیارون کو رکہتا ہے اور انکو گرمی اور روشنی دیتا ہے اسلیے شہنشاہ بے پرواہ قادر مطلق سچے خداوند
کی قدرت انسان کے فہم اور ادراک اور قیاس کو پریشان کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر لحظہ مین اور دم دم ہزارون
اور سیارون اور لاکھون کروڑون آفتابون اور سیارون کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی بے انتہا قدرت اور
اختیار سے ان بیشمار عالمون کو اپنے مقررہ راہون پر چلاتا ہے اور ایک سے دوسرے کو لڑنے اور ٹکر کہانے نہین دیتا
پہر ان ثوابت کا بعد زمین سے اس قدر دور ہے کہ سمجہ مین نہین آتا کوئی آدمی انکے بعد کا حساب نہین کرسکتا
ستر لاکھ برس مین جتنی دور توپ کا گولہ جاویگا نزدیک ترین ستارہ اس سے بہی زیادہ دور ہے پہر کون جستجو کرکے
اسکی قدرت کو پاسکتا ہے اور کون خدا کے کمالات کو دریافت کرسکتا ہے اب ایسے خداوند عظیم الشان کی جلال
اور بزرگی کے سامنے انسان کا کیا رتبہ ہے جو اسکی ایک ادنی مخلوق یعنی زمین کا کیڑا ہے اور وہ کس کیے سے خدائی
کا دعوی کرتا ہے یا جہاڑ یا پہاڑ یا دریا چاند یا سورج یا آدمی یا جن یا قبر ولی یا نبی کی پرستش کرتا ہے اور ایسے
ایسے خداوند عظیم الشان کیطرف اپنے دلکو متوجہ نہین کرتا اور اُسکو چہوڑکر اورون سے مدد چاہتا ہے اور اورون
سے اپنی حاجتین مانگتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **ش** عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ بَرَکَۃٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِھَا
وینزل — کَافِرِیْنَ یُنَزِّلُ اللّٰہُ الْغَیْثَ فَیَقُوْلُوْنَ الْکَوْکَبُ کَذَا وَکَذَا وَفِیْ حَدِیْثِ الْمُرَادِیِّ بِکَوْکَبِ
کَذَا وَکَذَا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے آسمان سے کوئی برکت
نہین اوتاری مگر صبح کو ایک فرقہ اُسکا انکار کرنے لگا اللہ پانی برساتا ہے لوگ کہتے ہین فلان فلان تارہ (نکلا
یا ڈوبا اوس کی وجہ سے پانی برسا) یا فلان تارے فلان تارے کے سبب سے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
رسول اللہ — مُطِرَ النَّاسُ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ
مِنَ النَّاسِ شَاکِرٌ وَّمِنْھُمْ کَافِرٌ قَالُوْا ھٰذِہٖ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ کَذَا
وَکَذَا قَالَ فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ حَتّٰی بَلَغَ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَکُمْ اَنَّکُمْ تُکَذِّبُوْنَ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے پانی پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو آپ نے فرمایا صبح کی لوگوں نے بعضوں نے شکر کیا اور بعضوں نے کفر کیا تو جنہوں نے شکر کی انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں نے کہا فلانی فلانی نوء سچ ہوئی پھر یہ آیت اتری فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ اخیر تک ف یعنی میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی یا نکلنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہانتک کہ فرمایا تم اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو شیخ ابو عمرو نے کہا یہ مقصود نہیں کہ یہ سب آیتیں نوء کے باب میں اتریں کیونکہ تفسیر اسکا انکار کرتی ہے بلکہ یہ آیت وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ نوء کے باب میں اتری اور باقی اور باب میں اور ابن عباس سے ایک روایت میں صرف یہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ جھٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرتے ہو روزی کی تاروں کیطرف

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ حُبَّ الْاَنْصَارِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مِنَ الْاِيْمَانِ وَعَلَامَاتِهِ وَبُغْضَهُمْ مِنْ عَلَامَاتِ النِّفَاقِ انصار سے اور حضرت علی رضی سے محبت رکھنا ایمان میں داخل ہے اور اُن سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْاَنْصَارِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی نشانی یہ ہے کہ انصار سے دشمنی رکھے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت رکھے ف کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے میں بلوایا پھر ہر طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو جمانے والے اور قائم کرنے والے انصار ہی ہیں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ حُبُّ الْاَنْصَارِ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ وَبُغْضُهُمْ اٰيَةُ النِّفَاقِ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور اُن سے دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي الْاَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ مَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِعَدِيٍّ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ قَالَ اِيَّايَ حَدَّثَ ترجمہ عدی بن ثابت سے روایت ہے میں نے براء بن عازب سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ اُنکا دوست مومن ہے اور اُن کا دشمن منافق ہے اور جس نے اون سے محبت کی اللہ اس سے محبت کریگا اور جس نے اون سے دشمنی کی اللہ اوس سے دشمنی کریگا شعبہ نے کہا میں نے عدی سے

پوچھا تم نے یہ حدیث براء سے سنی انہوں نے کہا براء نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
ترجمہ ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے کبھی دشمنی نہ رکھیگا وہ شخص جو
ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ
سَلَّمَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ رَجُلٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا یہ روایت
ابوسعید سے ہے عَنْ زِرٍّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رضؓ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِیِّ
الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ ترجمہ زر بن
حبیش (اسدی کوفی جو ایک سو بیس یا تیس یا ستائیس برس کا ہو کر مرا اور اُس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے
کہا حضرت علی نے فرمایا قسم ہے اوسکی جس نے دانہ چیرا (پھر اوسمیں سے گھانس اوگائی) اور جان بنائی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت رکھیگا مجھ سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھیگا مجھ سے
مگر منافق **ف** حضرت علی رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپکے داماد تھے اور بچپن ہی سے
ایمان لائے تھے اور آپ اُن سے بہت محبت رکھتے تھے جب بڑے ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ کی اور
لڑائیوں میں بڑی بہادری اور جانبازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو اُن کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے
اور ہر ایک مسلمان کو ان سے محبت رکھنا ضرور ہے **باب** بَیَانِ نُقْصَانِ الْاِیْمَانِ بِنَقْصِ الطَّاعَاتِ
وَبَیَانِ اِطْلَاقِ لَفْظِ الْکُفْرِ عَلٰی غَیْرِ الْکُفْرِ بِاللّٰهِ کَکُفْرِ النِّعْمَةِ وَالْحُقُوْقِ ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے
اور ناشکری اور احسان فراموشی کو کفر کہنا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَاَکْثِرْنَ الْاِسْتِغْفَارَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ
اَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ جَزْلَةٌ وَّمَا لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ قَالَ تُکْثِرْنَ
اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَغْلَبَ لِذِیْ لُبٍّ مِّنْکُنَّ
قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ قَالَ اَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَاَتَیْنِ
تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْکُثُ اللَّیَالِیَ مَا تُصَلِّیْ وَتُفْطِرُ فِیْ رَمَضَانَ
فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّیْنِ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عورتوں
کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا اکثر جہنم میں عورتیں ہیں ایک عقلمند عورت

بولی یا رسول اللہ کیا سبب عورتین کیون زیادہ ہین جہنم مین آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور خاوند کی ناشکری کرتی ہین مین نے عقل اور دین مین کم اور عقلمند کو بیعقل کرنے والی تم سے زیادہ کسیکو نہ دیکھا وہ عورت بولی ہمارے عقل اور دین مین کیا کمی ہے آپنے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کئی دن تک (ہر مہینے مین) نماز نہین پڑہتی (حیض کیوجہ سے) اور رمضان مین روزہ نہین رکہتی (حیض کے دنون مین) **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین معلوم ہوتی ہین ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کامون کی اور استغفار بہت کرنیکی دوسرے یہ کہ نیکیون سے گناہ مٹ جاتے ہین جیسے قرآن سے ثابت ہی تیسری یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جہنم کا وعدہ اوسی گناہ مین ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوتھی یہ کہ لعنت کرنا بہی ایک گناہ ہی مگر کبیرہ نہین کیونکہ آپنے فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہین اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اوسکو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے لعنت کے حرام ہونے پر اور لعنت کہتے ہین لغت مین دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شرع مین اللہ کی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہین ہے یہ بات کہ دور کرین اللہ کی رحمت سے کسی کو جب تک اوسکا حال اور اوسکے خاتمہ کا حال یقیناً معلوم نہو اسلیے علماء نے کہا ہی کہ کسی شخص خاص پر لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہین یہانتک کہ جانور پر بھی جب تک نص شرعی سے یہ بات معلوم نہو کہ وہ کفر پر مرا ہے یا کفر پر مریگا جیسے ابوجہل یا ابلیس لیکن لعنت کرنا اوصاف کے ساتھہ تو حرام نہین ہے خود حدیث مین لعنت آئی ہے اوس عورت پر جو بال جوڑے یا جوڑاوے گودنا گودے یا گداوے سود کہانیوالے پر کہلانیوالے پر تصویر بنانے والون پر ظالمین پر فاسقون پر کافرون پر جو زمین کی نشانی مٹاوے اوس پر جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسیکو مالک بناوے جو اپنے باپ کے سوا اور کسی کو باپ بناوے جو اسلام مین بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے وغیرہ وغیرہ بہت لوگون پر پانچوین یہ کہ کفر کا اطلاق سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان فراموشی پر بہی ہوتا ہے چہٹی یہ کہ ایمان مین زیادتی اور کمی ہوتی ہے ساتوین یہ کہ امام اور حاکم کو نصیحت کرنا اپنی رعایا کو اور اون کو ڈرانا گناہون سے اور رغبت دلانا عبادتون کی درست ہی آٹہوین یہ کہ شاگرد کو استاد سے اور رعیت کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہی جب اوسکی سمجھ مین کوئی بات نہ آوے نوین یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہی ماہ رمضان یا شہر رمضان کہنا ضرور نہین امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ جو عورتون کی عقل کی کمی اونکی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہی اوس آیت

كيطرف اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا اخير تک يعنی اگر ايک عورت بہول جاوے تو دوسری اسکو ياد دلاوے اس سے معلوم ہوا کہ عورتون مين ضبط اور حفظ کم ہے اور اختلاف کيا ہی لوگون نے عقل مين بعضون نے کہا عقل علم کو کہتے ہين اور بعضون نے کہا علوم ضروريہ کو اور بعضون نے کہا عقل ايک قوت ہی جس کی وجہ سی تميز ہوتی ہے معلومات کی حقائق مين اور عقل کی حقيقت اور اوسکے اقسام مين بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اوسکے بيان کرنے کی اس مقام پر نہين ہے پہر اختلاف کيا ہی لوگون نے عقل کی جگہہ مين متکلمين نے کہا کہ عقل کی جگہہ دل ہے اور بعضے علما نے کہا ہے کہ عقل کی جگہہ دماغ ہے **مترجم** کہتا ہی کہ حال کے حکيمون نے بہت دلائل سے يہ بات ثابت کی ہی کہ عقل اور تمام قوی مدرکہ کا ظرف دماغ ہے اور جس شخص کو يہ دلائل ديکھنا ہو وہ حکمت کی کتابون کيطرف رجوع کرے اور عمدہ معنی عقل کا يہ ہی کہ بوجہ مختلف تجارب اور واقعات کی جو قوت مدرکہ کو ايک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سی وہ تميز کرليتا ہی برے اور بہلے صحيح اور فاسد مين پہر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ عليہ وسلم نے جو عورتون کے دين کی کمی حيض کے دنون مين نماز نہ پڑہنی اور روزہ نہ رکہنے سی بيان کی اسکو بعض لوگون نے مشکل سمجہا ہے حالانکہ يہ مشکل نہين کيونکہ دين اور اسلام اور ايمان کا ايک ہی معنی ہے اور عبادات کو ايمان اور دين کہتے ہين اور جب يہ ثابت ہوا تو جسکے عبادات زيادہ ہين اوسکا ايمان اور دين بہی زيادہ ہی اور جس کی عبادات کم ہين اوسکا دين اور ايمان بہی کم ہے پہر نقصان دين کا کبہی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اوسکی وجہ سی گنہگار ہوتا ہے جيسے کوئی نماز يا روزہ ترک کرے بغير عذر کے اور کبہی اس طرح ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سی گنہگار نہو جيسے کوئی جہاد يا جمعہ ترک کرے کسی عذر سی اور کبہی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ مکلف ہو اوسکی ساتہہ جيسے حائضہ روزہ يا نماز ترک کرے اگر کوئی کہے کہ حائضہ جب معذور ہی تو چاہيے کہ حيض کی حالت مين اسکو نماز کا ثواب ہو اگر وہ اوسکو قضا نہين کرتے جيسے مريض يا مسافر کو نوافل کا جنکو وہ حالت صحت اور اقامت مين ادا کرتے تہے ثواب ہوتا ہے تو جواب اسکا يہ ہی کہ ظاہر حديث سی يہ معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کو ثواب نہ ہوگا اور فرق يہ ہی کہ مريض اور مسافر نوافل کو بہ نيت دوام ادا کرتے تہے اور ان کے اہل ہين برخلاف حائضہ کے اوسکی تو نيت بہی يہی ہے ہی کہ حيض کی حالت مين نماز ترک کريگی بلکہ نماز کی نيت حيض کی حالت مين حرام ہے تو حائضہ کی نظير وہ مريض يا مسافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تہا اور بعض وقت نہين ايسے مريض يا مسافر کو نوافل کا ثواب نہ مليگا اپنی مرض يا سفر مين جب وہ ان کو ادا نکرے انتہے ما قال النووی عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ**

ابوسعید خدری اور ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے جیسے ابن عمر سے

باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ جو شخص نماز ترک کرے اُس کے کفر کا بیان

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا قرأ ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی یقول یا ویلہ وفی روایۃ ابی کریب یا ویلی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت بالسجود فابیت فلی النار وفی روایۃ فعصیت فلی النار **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی سجدے کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف چلا جاتا ہے اور کہتا ہے خرابی ہو اس کی یا خرابی ہو میری آدمی کو سجدے کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا اب اسکو جنت ملیگی اور مجھے سجدے کا حکم ہوا مین نے انکار کیا یا نافرمانی کی میرے لیے جہنم ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کا مقصود احادیث کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ بعضے افعال کی ترک سے کفر ہو جاتا ہے یا حقیقۃً یا برائے نام اور شیطان کا کفر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہے اس آیت سے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ یعنی یاد کر اس وقت کو جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو پھر سجدہ کیا انہوں نے پر ابلیس نے نہ مانا اور غرور کیا اور وہ تھا کافرون مین سے جمہور علماء نے یہ کہا ہے معنی اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین وہ کافر تھا اور بعضون نے کہا کہ کان بمعنی صار ہے یعنی ہو گیا کافرون مین سے جیسے وَحَالَ بَیْنَہُمَا الْمَوْجُ فَکَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ

عن جابر یقول سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے آدمی اور شرک اور کفر کے بیچ مین نماز کا ترک ہے

عن جابر بن عبد اللّٰہ یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا **ف** نووی نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر سے مانع نماز کا ترک نہ کرنا ہے پھر جب نماز کو ترک کیا تو بندے اور شرک و کفر کے بیچ مین کوئی روک نہ رہی اور شرک کفر ایک سا ہے اور کبھی شرک خاص کیا جاتی ہے بت پرستون سے تو کفر عام ہوگا شرک سے اور جو شخص نماز کو ترک کرے اسکی فرضیت کا انکار کر کے وہ تو کافر ہے باجماع اہل اسلام اور ملت اسلام سے خارج ہے لیکن اُس صورت مین جب وہ نو مسلم ہو اور اسکو اسلام سے واقفیت نہ ہو تو کافر نہوگا اور جو شخص نماز کو ترک کرے سستی اور کاہلی سے اسکو فرض جانکر تو اس کے باب مین علما کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی اور جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہوگا لیکن فاسق ہوگا اور اسے توبہ کرائی جاویگی پھر اگر وہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے تو خیر ورنہ اسکو قتل کرین گے حدًا جیسے زانی محصن کو سنگسار کرتے ہین پر تارک صلوٰۃ کو تلوار سے قتل کرین گے اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اور یہی منقول ہے حضرت علی سے اور یہی مروی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو

اور اسی طرف گئے ہین عبداللہ بن مبارک اور اسحاق بن راہویہ سراج الوہاج مین ہے کہ ظاہر حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے اور یہی کو ثابت کیا ہے علماء حدیث نے اور علامہ ابن قیم کی ایک جدا کتاب ہے اس باب مین جسمین انہون نے مخالفون کی سب دلیلون کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے سیل الجرار مین اسی کو اختیار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گیا اور مسلمانون کے حاکم پر واجب ہے اُس کو قتل کرنا اور اُس سے کہا جاویگا کہ نماز پڑھ پھر اگر اوس نے انکار کیا تو قتل کیا جاویگا فوراً اور کوئی ضرورت نہین کہ مہلت دی جاوی اوسکو تین روز کی بلکہ انکار کرتی ہے اوسکو قتل کرینگے اور مین نے اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل مین انتہی نووی نے کہا ابو حنیفہ اور ایک جماعت اہل کوفہ مین سے یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوسکو سزا دینگے اور قید کرینگے یہانتک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر کا قائل ہوا ہے اوسکی دلیل ظاہر حدیث ہے اور جس نے کہا کہ اُسکو قتل کرینگے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ نہین حلال ہے مسلمان کا خون مگر ایک بات سے تین باتون مین سے اور اُنمین نماز کا ترک نہین ہے اور جمہور نے جو کہا وہ کافر نہ ہوگا تو دلیل لائے ہین اس آیت سے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ یعنے اللہ نہین بخشیگا شرک کو اور بخشدیگا اوسکے سوا جسکو چاہے اور اس حدیث سے کہ جس نے لآ الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص مر جاوی لآ الہ الا اللہ پر یقین رکھکر وہ جنت مین جاویگا اور اُسکو قتل کرنا چاہیے اوسکی دلیل یہ آیت ہے فَإِنْ تَابُوْا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ یعنے اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اون کو چھوڑ دو یعنے جان بخشی کرو اور یہ حدیث ہے کہ مجھے حکم ہوا لوگون سے لڑنیکا یہانتک کہ وہ لآ الہ الا اللہ کہین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین پھر جب وہ ایسا کرین تو بچا لیا اونہون نے اپنا خون اور مال — اور اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ بندہ نماز کی ترک سے مستحق ہوگا اُس سزا کا جو کافر کو ہوتی ہے یعنی قتل کا یا حدیث محمول ہے اُس پر جو نماز کو ترک کرنا درست سمجھے یا اوسکا انجام کفر ہے یا اوسکا فعل کافرون کا سا ہے انتہی

بَابُ

بَيَانُ كَوْنِ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ ایمان لانا اللہ پر سب کامون سے بڑھکر ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑھکر) آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا پھر پوچھا گیا اُسکے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر پوچھا گیا اُس کے بعد کیا ہے آپ نے فرمایا حج مبرور **ف** نووی نے کہا حج مبرور وہ ہے

جسمین کوئی گناہ نہو اور بعضون نے کہا حج حج مقبول ہو جاوے خدا کے ہان جو صادق ہو خالصاً یشوبہ ہو پہر قبول ہونے کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہون سے بچتا رہے عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِہٖ قَالَ قُلْتُ اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْفَسُھَا عِنْدَ اَھْلِھَا وَاَکْثَرُھَا ثَمَنًا قَالَ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ تَکُفُّ شَرَّکَ عَنِ النَّاسِ فَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ مِّنْکَ عَلٰی نَفْسِکَ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر **ف** اس سے معلوم ہوا کہ عمل کا اطلاق ایمان پر بہی ہوتا ہے اور مراد اس سے وہ ایمان ہے جس کے سبب سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل سے تصدیق کرنا ہے اور زبان سے کہنا ہے شہادتین کا تو یقین دل کا ہے اور کہنا زبان کا عمل اور یہان ایمان مین اور اعمال داخل نہین ہین جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ انکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اون اعمال کو ایمان نہ کہین (السراج الوہاج) **ف** اور جہاد کرنا اوسکی راہ مین مین نے کہا کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اوس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بہاری ہو **ف** یہ جب ہے کہ ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اوسکے پاس کچھ روپیہ ہون اور اون کے بدلے دو بردے ایسے ملسکتے ہون یا اعلی بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کرنے سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی مین ایک موٹی تازی بکری دو دبلی بکریون سے بہتر ہے (السراج الوہاج) **ف** مین نے کہا اگر مین یہ نہ کرسکون آپ نے فرمایا تو مدد کر کسی صانع کی السراج الوہاج مین ہے کہ بعضے نسخون مین بجای صانع کے صائغ ہے یعنے گلانے والا اور بعضے نسخون مین ضائع ہے مگر صحیح صانع ہے صاد مہملہ سے جس صورت مین صانع ہو صاد مہملہ اور نون سے تو معنے یہ ہونگے کہ مدد کر کسی کاریگر کی جو ہاتھ سے محنت اور مزدوری کرتا ہو جیسے بڑہئی یا لوہار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کمائیان حلال ہین اور مراد وہ پیشہ والا ہے جسکو اوسکی کمائی بسر نہوتی ہو اور اوس کے بچے بالے بہت ہون جنکی پرورش اوس کی کمائی مین دشوار ہو تو اوسکی مدد کرنا بڑا ثواب ہے اور جس صورت مین ضائع ہو ضاد معجمہ سے تو وہ ضیاع سے ہے جس کے معنے عیال کے ہین یعنے جو عیالدار ہو اور مفلس ہو اوسکی مدد کر اور جس صورت مین صائغ ہو صاد مہملہ اور غین معجمہ سے تو معنے نہین بنتے کیونکہ صائغ سونے چاندی کے گلانے والے کو کہین گے پہر اوسکی خصوصیت کی کوئی وجہ نہین ہے اور امام نووی نے اس مقام پر دو

ہی لفظون کو نقل کیا ہے ایک صانع صاد مہملہ اور نون سے اور دوسرے ضائع ضاد معجمہ اور عین مہملہ سے پھر یہ کہا کہ صحیح علماء کے نزدیک صانع ہے صاد مہملہ اور نون سے اور قرینہ اسپر یہی ہے کہ مقابلہ کیا اسکا اخرق سے اور اخرق اوسکو کہتے ہین جسکو کوئی ہنر اور پیشہ نہ آتا ہو اور ابن طاہر نے مجمع البحار مین بھی صرف دو لفظون کو نقل کیا ہے پھر یہ کہا ہے کہ بعضون نے صانع صاد مہملہ اور نون سے صحیح کہا ہے اور بعضون نے دونون کو صحیح کہا ہے تو معلوم نہین کہ سراج الوہاج مین تیسرا لفظ صایغ صاد مہملہ اور غین معجمہ سے کہان سے نقل کیا ہے اور شاید یہ سہو ہو واللہ اعلم **ف** یا مزدوری کر اوس کے لیے جو بے ہنر ہو (یعنی کوئی کام اور پیشہ نہ جانتا ہو اور روٹی کا محتاج ہو) مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مین خود ناتوان ہون یعنی کام نکرسکون یا کوئی سبب نکرسکون آپنے فرمایا تو کسی سے برائی نکر یہی تیرا صدقہ ہے اپنے نفس پر **ف** جیسے صدقہ دینے سے دوسرے کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اسیطرح برائی نکرنے سے نفس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے دنیا مین آرام ملتا ہے اور آخرت مین ثواب ملیگا **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ قَالَ فَتُعِیْنُ الصَّانِعَ اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ **ترجمہ** ابوذر سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمَا تَرَکْتُ اَسْتَزِیْدُہٗ اِلَّا اِرْعَاءً عَلَیْہِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا کام افضل ہے (یعنی سب سے بڑھکر ہے ثواب مین) آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کون سا آپنے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے (یعنی انکو خوش اور راضی رکھنا اور اون کے ساتھ احسان کرنا اور اونکے دوستون کے ساتھ بھی سلوک کرنا) مین نے کہا پھر کون سا آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین پھر مین نے زیادہ پوچھنا چھوڑ دیا آپ کی رعایت کرکے (تاکہ آپ پر بار نگذرے) **عَنْ** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَقْرَبُ اِلَی الْجَنَّۃِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مَوَاقِیْتِہَا قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ وَمَاذَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے مین نے کہا اے نبی اللہ کے کون سا کام زیادہ نزدیک کرتا ہے جنت کے آپ نے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر (یعنے اول وقت) مین نے کہا اور کیا اے نبی اللہ کے آپنے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے مین نے کہا اور اے نبی اللہ کے آپنے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین **عَنْ** اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَاحِبُ ہٰذِہِ الدَّ

وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى قَالَ الصَّلٰوةُ عَلَى وَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي ترجمہ ابو عمرو شیبانی سے روایت ہے مجھسے بیان کیا اس گھر والے نے اور اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کیطرف کہا پوچھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا کام بہت پسند ہے اللہ تعالی کو آپنے فرمایا نماز پڑھنا اپنے وقت پر مین نے کہا پھر کونسا آپ نے فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے مین نے کہا پھر کون سا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ کی راہ مین بیان کیا آپنے انہی کامون کو اور جو مین زیادہ پوچھتا تو آپ اور زیادہ بتلاتے

عن شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَا سَمَّاهُ لَنَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے کہ ابوعمرو شیبانی نے اشارہ کیا عبد اللہ بن مسعود کے گھر کیطرف اور اُن کا نام نہ لیا

عن عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَوِ الْعَمَلِ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کامون مین بڑھ کر یا سب سے بڑھکر کام نماز پڑھنا ہے اپنے وقت پر اور نیکی کرنا ہے ماں باپ سے

ف نووی نے کہا اس مقام پر ایک اشکال ہے وہ یہ ہے کہ بعضی روایتون مین سب سے افضل ایمان کو قرار دیا پھر جہاد کو پھر حج کو اور بعض مین ایمان اور جہاد کو اور بعض مین نماز کو پھر ماں باپ سے سلوک کرنے کو پھر جہاد کو اور بعض مین کھانا کھلانیکو اور ہر ایک کو سلام کرنیکو اور بعض مین اپنی زبان اور ہاتھ سے مسلمانون کو بچانے کو اور بعض مین قرآن سیکھنے اور سکھانے کو اور اسکی مثل بہت سی صحیح حدیثون مین مذکور ہے تو اختلاف کیا ہے علما نے کہ کیونکر جمع ہوگا ان اختلافون کا حلیمی نے قفال شاشی کبیر سے نقل کیا کہ دو طرح سے جمع ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال اور اشخاص کے ہے اور کبھی کہتے ہین یہ بات سب سے بہتر ہے اور یہ مراد نہین ہوتی کہ ہر طرح یا ہر شخص کے لیے بہتر ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج نہین کیا اوس کے لیے حج چالیس جہاد سے بہتر ہے اور جس نے جہاد نہین کیا اُسکے لیے ایک جہاد چالیس حج سے بہتر ہے دوسرے یہ کہ افضل الاعمال کے پہلے من کا لفظ محذوف ہو تو ترجمہ یہ ہوگا کہ افضل کامون مین سے ایمان ہے اور جہاد ہے اس صورت مین کوئی اشکال نہین جیسے کہتے ہین فلان شخص اون مین کا عاقل ہے یا افضل ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اُن کے عاقلون یا افضلون مین سے ہے اور ایسے ہی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر تم مین کا وہ ہے جو بہتر ہو اپنے گھر کے لوگون کے لیے اور

معلوم ہے یہ بات کہ گھر والوں کے لیے بہتر ہونے سے سب لوگوں سے بہتر نہیں ہو سکتا اور ایسی ہی لوگ کہتے ہیں سب سے زیادہ عالم سے نفرت کرنیوالے اوسکی ہمسائے ہوتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ اور کوئی شخص اوسکے ہمسایوں سے بھی زیادہ اوسکی پرواہ نہ رکھتا ہو یہ کلام ہے قفال کا   اس صورت میں ایمان سب سے افضل ہوگا اور باقی اعمال اوسکے ہونگے فضیلت میں پر بعضی خاص صورتوں میں یا خاص شخصوں میں ایک عمل دوسرے سے زیادہ فضیلت رکھیگا اور ثم کا لفظ جو بعضی روایتوں میں ہے اوس سے کمی ایک عمل کی دوسرے سے فضیلت میں مقصود نہیں بلکہ محض ترتیب ذکری کے لیے ہے جیسے ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا اور قاضی عیاض نے جمع کے لیے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہی وجہ جو پہلے مذکور ہوئی انہوں نے کہا کہ جواب میں اختلاف بوجہ اختلاف احوال کے ہے تو بتلایا آپنے ہر ایک قوم کو وہ کام جو بہت ضروری تھا اون کے لیے یا جسکو انہوں نے حاصل نہیں کیا تھا یا پہچانا نہ تھا دوسرے یہ کہ آپنے مقدم کیا جہاد کو حج پر اسلیے کہ جہاد کی بہت ضرورت تھی اوس زمانے میں بوجہ شروع زمانہ اسلام کے اور صاحب تحریر نے ایک تیسری وجہ بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ ثم کلام عرب میں ترتیب کو مقتضی نہیں اور یہ قول شاذ ہے اہل عربیت اور اصول کے نزدیک پھر صاحب تحریر نے کہا صحیح یہ ہے کہ جہاد کو آپنے مقدم کیا اس لیے کہ مراد آپکی وہ زمانہ ہے جب جہاد کی بہت ضرورت ہو اور کافروں کا ہجوم ہو جاوے اوس وقت تو جہاد سب پر فرض ہو جاتا ہے اور جہاد میں فائدہ ہے تمام مسلمانوں کا اور حج تو دوسرے وقت میں بھی ادا ہو سکتا ہے انتہی ما قال النووی ملخصا

باب بَيَانِ كَوْنِ الشِّرْكِ أَقْبَحَ الذُّنُوْبِ وَبَيَانِ أَعْظَمِهَا بَعْدَهٗ شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور پھر اوسکے بعد کون سا گناہ ہے اوس کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ ترجمہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک یا برابر والا کسی اور کو بنادے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا (پھر تو اپنے صاحب پیدا کرنیوالے کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک بنادے یہ کتنا بڑا اندھیر ہے اور مالک اس کام سے کیسا ناراض ہوگا) میں نے کہا یہ تو بڑا گناہ ہے اب اس کے بعد کون سا گناہ ہے آپ نے فرمایا تو اپنی اولاد (لڑکا یا لڑکی) کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ روٹی کھاویگا **ف** یعنے تو مفلس ہو اور تجھے خود اپنی اور اپنی بی بی کے کھانے کی تکلیف ہو پھر تو یہ خیال کرکے کہ

اولاد کو کہان سے کہلاؤنگا اسکو مار ڈالے تو یہ بڑا گناہ ہے جو شرک کے بعد ہے اور سب گناہون سے بڑھکر ہے کس لیے کہ یہ گناہ کیا ہے مجموعہ ہے گناہون کا اول تو ناحق خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بداعتقاد ہونا وہ جسکو پیدا کرتا ہے اسکا رزق بھی اوتارتا ہے تیسرے حرص کہانے کی چوتھی بخیلی پانچوین بے رحمی چھٹی کمینہ پن اور باجی پن اور بہتیری خدا بچاوے ایسے خیالون سے **ف** مین نے کہا پھر کونسا گناہ آپنے فرمایا تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے **ف** اوسکی بی بی یا لونڈی سے ہرچند زنا کرنا مطلقاً کسی عورت کے ساتھ ہو بڑا گناہ ہے پر ہمسایہ کی بی بی کے ساتھ بڑا اور بہی بڑا گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کو توقع ہوتی ہے کہ اوسکا ہمسایہ اوسکی مدد کرے گا اوس کے بال بچون کی ضرورت کیوقت حفاظت کرے گا پہر ایسے موقع مین اوسی کی بی بی کے ساتھ زنا کرنا کتنی بڑی بیحیائی اور خیانت ہے خدا بچاوے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا **ترجمہ** عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ایک شخص نے کہا یارسول اللہ کون سا گناہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے اوس نے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو اس ڈر سے کہ وہ کہاویگی تیرے ساتھ اوس نے کہا پھر کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو زنا کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے پہر اللہ تعالی نے قرآن مین اسکو موافق اوتارا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اخیر تک یعنی اللہ کے خاص بندے وہ ہین جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو اور نہین قتل کرتے اوس جان کو جسکا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہین زنا کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا پاویگا

بَابُ الْكَبَائِرِ وَاَكْبَرِهَا یہ باب بیان مین اون گناہون کے جو کبیرہ ہین پہر اُن مین بڑے کون کون گناہ ہین اونکا بیان **عن** اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَوْ قَوْلُ الزُّوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ **ترجمہ** ابوبکرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تہے آپنے فرمایا کیا نہ بتلاؤن مین تم کو بڑا کبیرہ گناہ تین بار آپ نے یہ فرمایا **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے کبیرہ گناہ کی تعریف مین ابن عباس

سے مروی ہے جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے اوسکا کرنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے استاذ ابو اسحق نے اور قاضی عیاض نے یہ مذہب محققین کا لکھا ہے اور دلیل اُن کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے کبیرہ ہے اور جمہور سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلیں ہیں امام غزالی نے البسیط میں لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں جو فرق ہے اوسکا انکار کرنا فقہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے معنا میں سے یہ امر ثابت ہے اور اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کیسی چھوٹی ہو نہایت بری ہے بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے پر بعضی مخالفت بعض سے بڑھکر ہے اور اسیوجہ سے بعضی گناہ ایسے ہیں جو معاف ہو جاتے ہیں نماز اور روزے اور حج اور عمرے اور وضو وغیرہ عبادات سے جیسے احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور بعض ایسے ہیں جو معاف نہیں ہوتے پہر اول قسم کے گناہ صغائر ہیں اور دوسرے قسم کے کبائر اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے اونکے ضبط میں بڑا اختلاف ابن عباس رضہ سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے جہنم یا غضب یا لعنت یا عذاب یا اور کوئی لفظ مانند اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا کبیرہ وہ گناہ ہے جسپر اللہ نے آخرت میں جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا میں کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے البسیط میں کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اوسکو ہلکا سمجھکر اور اوس سے ڈرتا نہیں نہ شرمندہ ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس پر اوسکو ندامت ہوتی اور آیندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہیں ابن الصلاح نے کہا کبیرہ کہتے ہیں بڑے گناہ کو اور اسکی کئی نشانیاں ہیں ایک یہ اوس میں حد ہو (جیسے زنا یا چوری یا شراب خواری یا تہمت زنا یا راہزنی) دوسرے یہ کہ اوسپر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوسکے کرنے والے کو فاسق کہا ہو چوتھی یہ کہ اوسپر لعنت کی ہو جیسے لعنت کی ہے اللہ نے اوسپر جو زمین کی نشانیاں مٹاوے۔ امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچاننا چاہے تو اوس گناہ کی برائی میں غور کر اگر اوس کی برائی اون گناہوں کی برائی سے جنکو حدیث میں کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ کبیرہ ہے ورنہ وہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا یا اوسکے رسول کو برا کہا یا توہین کی کسی پیغمبر کی یا جھٹلایا کسی پیغمبر کو یا کعبے میں نجاست لگائی یا قرآن کو اٹھا کر نجس جگہہ میں پھینک دیا تو اوس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا حالانکہ شرع نے ان افعال کو کبیرہ نہیں کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاکدامن عورت کو پکڑا زنا کرنے

کے لیے یا کسی مسلمان کو پکڑا خون کرنے کے لیے تو کچھہ شک نہین کہ اوسکی برائی یتیم کے مال کہا جانے سے بڑہ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوئے اسی طرح اگر کافرون کو مسلمانون کے بال بچے عورتین بتلا دین اور وہ جانتا ہے کہ کافر انکو ستاوینگے اور عورتون کو بیعزت کرینگے تو اوسکی برائی میدان جنگ مین بہاگنے سے زیادہ ہے پس یہ بہی کبیرہ ہوا اسیطرح اگر کسی آدمی پر ایسا جہوٹ باندہا جس کی وجہ سے جانتا ہے کہ وہ مارا جاویگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اوسکی وجہ سے ایک کہجور اُس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہین ہے اور شرع نے تصریح کر دی کہ جہوٹی گواہی اور یتیم کا مال کہا جانا دونون کبیرہ گناہ ہین پہر اگر ان دونون کامون سے بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہین اور جو نقصان بہت قلیل ہو جب بہی وہ کبیرہ ہین تاکہ ان گناہون کی جڑ کٹ جاوے اور لوگ باز آوین جیسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اُس سے کوئی نشہ نہین ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بہی کبیرہ ہے کیونکہ جہوٹی گواہی سبب ہے ناحق فیصلہ کی پہر جب جہوٹی گواہی کبیرہ گناہ ہے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعضے علما نے یہ تعریف کی ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جسکے ساتہہ کوئی وعید یا حد یا لعنت مذکور ہو پہر جو گناہ برائی مین ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بہی کبیرہ ہوگا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تعریف نہین بلکہ بعضے گناہون کو شرع نے کبیرہ کہا اور بعضون کو صغیرہ اور بعض گناہون کا ذکر شرع نے نہین کیا اون مین کبیرہ بہی ہین اور صغیرہ بہی اور حکمت بیان نکرنیکی یہ ہی کہ آدمی اون سب گناہون سے بچے اس ڈر سے کہ کہین کبیرہ نہ ہون اور یہ ایسا ہی ہے جیسے شرع نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو چہپایا۔ علما نے کہا ہے کہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہی کہ توبہ اور استغفار کے ساتہہ کوئی گناہ کبیرہ نہین اور اصرار (یعنے بار بار کرنا) کے ساتہہ کوئی گناہ صغیرہ نہین اسکا مطلب یہ ہی کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف ہوجاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہی کہ اتنی بار اوس گناہ کو کرے جس سے اوسکی بے پرواہی معلوم ہو اسیطرح جب کئی صغیرہ گناہ ہون کہ وہ سب ملاکر کبیرہ کی برائی کو پہونچ جاوین ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہی کہ گناہ کو کرکے اوس سے باز آنیکا قصد نکرے بلکہ پہر کرنے کا یا ہمیشہ اوسکو کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تعریف یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہین اگر بار بار توبہ یا ندامت ہوگیا حدیث مین ہے کہ جس نے استغفار کیا اوس نے اصرار نہین کیا اگرچہ دن مین ستر بار وہی گناہ کرے ٭

ت شرک کرنا اللہ کے ساتہہ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے) دوسرا نافرمانی کرنا ماں باپ کی **ف**

حدیث مین عقوق کا لفظ ہی جس کے معنے کاٹنا اور نہ ماننا اور عاق اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کی اطاعت چہوڑ دے نووی نے کہا جو عقوق شرع مین حرام ہے اوسکی تعریف کم لوگون نے کی ہے شیخ امام ابن عبد السلام نے کہا مین نے عقوق والدین اور اُن کے حقوق مین کوئی عمدہ قاعدہ نہین پایا اسلیے کہ باتفاق علما ہر ایک امر اور نہی مین والدین کی اطاعت ضرور اور وجب نہین البتہ جہاد بغیر مان باپ کی اجازت کے درست نہین کیونکہ ماں باپ پر جہاد بہت گران گذرتا ہے وہ ڈرتے ہین لڑکے کے زخمی ہونے یا مارے جانے سی اور اس سے اُنکو بہت رنج ہوتا ہے اسی پر ہر ایک سفر کو قیاس کر لینا چاہیے جسمین جان جانیکا یا اور کسی صدمے کا خوف ہو ابن الصلاح نے کہا جو عقوق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے والدین کو رنج ہو اور رنج بہی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام ایسا شرع کے روسے واجب اور فرض نہ ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر مین واجب ہے بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور اُن کا خلاف کرنا عقوق ہے اور مشتبہ کامون مین بہی اون کی اطاعت بعضی علما نے وجب کی ہے اور ہمارے علما نے جو طلب علم یا تجارت کے لیے سفر جائز رکہا ہے بغیر مان باپ کی اجازت کے وہ ہمارے اوس کلام کے خلاف نہین ہی جو ہم نے بیان کیا ۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور فرائض کی مگر خدا کی اطاعت اونکی اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا اُن کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے مباح اور مسنون اور مستحب کیونکہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاد کو جانا فرض عین نہین ہی اسلیے بے مان باپ کی اجازت کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین ہے اسی طرح کسب معیشت واسطے پرورش اہل وعیال کے تو اُس مین اجازت اونکی ضرور نہین پر جہانتک ہو سکے اگر اون کی خوشی کے ساتہہ علم حاصل کرے اور روٹی کماوے تو بہتر ہے **ت** تیسری جہوٹی گواہی دینا یا جہوٹ بولنا **ف** نووی نے کہا ہر چند والدین کی نافرمانی اور جہوٹی گواہی دونون کبیرہ گناہ ہین پر وہ شرک کے برابر نہین ہو سکتی اس صورت مین تاویل کرنا ہوگی کہ مراد وہ جہوٹا گواہ ہے جو کافر بہی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھکر کرے یا من کا لفظ محذوف ہی یعنے یہ چیزین کبیرہ گناہون مین سے ہین اور یہی تیسری تاویل ٹہیک ہے اس لیے کہ جہوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہی کہ لوگ اس سے باز رہین اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم تہی پہر حدیث کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہوٹی گواہی ہر طرح سے کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے لیے ہو یا چہوٹے حق کے لیے انتہی **ت** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے تہے آپ بیٹہ گئے اور بار

بار یہ فرمانے لگے (تا کہ لوگ خوب آگاہ ہو جاوین اور ان کامون سے باز رہین) انہو اپنے دل مین کہا کاش آپ چپ ہو رہین (تا کہ آپ کو زیادہ رنج نہ ہو ان گناہون کا خیال کر کے کہ لوگ انکو کیا کرتے ہین) عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکبائر قال الشرک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس وقول الزور ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہون کے باب مین وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھ اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور جھوٹ بولنا عن انس بن مالک قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر او سئل عن الکبائر فقال الشرک باللہ وقتل النفس وعقوق الوالدین وقال الا انبئکم باکبر الکبائر قال قول الزور او شہادۃ الزور قال شعبۃ واکبر ظنی انہ قال شہادۃ الزور ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کبیرہ گناہون کا یا آپ سے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہون کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور ناحق خون کرنا اور نافرمانی ماں باپ کی اور آپ نے فرمایا مین تمکو بتلاؤن سب کبائر مین بڑا کبیرہ وہ جھوٹھ بولنا ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا ف امام نووی سے جو فائدہ اوپر مفصل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جھوٹی گواہی کو شرک سے کیونکر بڑھایا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اوس محل پر جھوٹی گواہی سے ڈرانا زیادہ منظور تھا کیونکہ خوف ہوگا لوگون کے پڑ جانے کا اس گناہ مین اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹھ بولنا شرک کے برابر نہین کیونکہ شرک سب گناہون سے بڑا گناہ ہے اور ایک یہ بھی ہے کہ شرک درحقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی ہے اللہ پر یا جھوٹ ہے جیسے ایک جھوٹ ہوتا ہے بندون پر ویسے ہی شرک ایک جھوٹ ہے اللہ پر پھر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکھا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرنے مین بھی باک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہین جنکے دل مین اللہ کی عظمت مطلق نہین ہوتی تب تو اسکا نام لیکر معاذ اللہ جھوٹ بولتے ہین اور جھوٹی قسم کہاتے ہین دو پیسے کی طمع مین ایمان کھوتے ہین پس ایسے شخص شرک کرنے مین یا شرک کی بات کہنے مین کب رکینگے اگر انکو ایسی ذرا سی بھی طمع دیجاوے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قیل یا رسول اللہ وما ہن قال الشرک باللہ

وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ
وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ **ترجمہ** ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا بچو تم سات گناہون سے جو ایمان کو ہلاک کر ڈالتے ہین اصحاب نے کہا یا رسول اللہ وے کون سے گناہ
ہین آپنے فرمایا خدا کے ساتھہ شرک کرنا اور جادو **ف** نووی نے کہا یہ دلیل ہے اوس ہمارے مذہب
کی جو صحیح اور مشہور ہے کہ جادو حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے یعنی جادو کا کرنا اور چلانا اور سیکہنا اور سکہانا
حرام ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ جادو کا سیکہنا حرام نہین ہے بلکہ جائز ہے تا کہ جادوگر کی شناخت
ہو اور جادو کو توڑنے کے لیے اور جادوگر کو اولیا اللہ سے تمیز دینے کے لیے اور ان لوگون کے نزدیک حدیث محمول
ہے جادو کی چلانے پر **ف** اور اس جان کو مارنا جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست
ہے اور بیاج کہانا اور یتیم کا مال کہا جانا اور لڑائی دن کافرون کے سامنے سے بہاگنا اور خاوند والی ایمان دار
پاک دامن عورتون کو جو بدکاری سے واقف نہین عیب لگانا **ف** یعنی اوپر تہمت کرنا زنا کی نووی نے
کہا اس حدیث مین سات گناہ مذکور ہین اور ایک روایت مین تین اور ایک روایت مین چار اس لیے کہ یہ
بڑے سخت گناہ ہین اور اکثر واقع ہوتے ہین خاصکر جاہلیت کے زمانے مین یہ گناہ بہت واقع ہوتے تہے
اور اسکے بعد کی حدیث مین ایک اور گناہ مذکور ہے اپنے ماں باپ کو گالی دینا اور ایک حدیث مین چغل خوری اور
پیشاب سے پاکی نہ کرنا مذکور ہے اور مسلم کے سوا اور کتابون مین جہوٹی قسم کہانا اور بیت اللہ کی حرمت توڑنا
بہی آیا ہے اور علما نے کہا ہے کہ کبیرہ گناہ ان مین منحصر نہین ہین بلکہ اور بہت گناہ کبیرہ ہین ابن عباس سے
منقول ہے ان سے کسی نے پوچہا کبیرہ گناہ سات ہین انہون نے کہا سات سے ستر تک ہین بلکہ سات سو تک اور
اور تحقیق کبیرہ کی گذر چکی **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ
قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمرو بن عاص
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہون مین سے ہے گالی دینا اپنے ماں باپ کو
لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا کوئی گالی دیتا ہے اپنی ماں باپ کو آپنے فرمایا ہان دیتا ہے کوئی گالی دیتا ہے
دوسرے کے باپ کو پہر وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور یہ گالی دیتا ہے اوسکی ماں کو وہ گالی دیتا ہے اسکی
ماں کو **ف** تو جس نے پہلے گالی دی وہی سبب ہوا اپنے ماں باپ کو گالی کہلانیکا تو گویا اوس نے

ن
بَابٌ مِنْہُ

ن
اِنَّ

خود گالی دی اپنی ماں باپ کو انسان کی حرمت اور عزت خود اس کے ہاتھ میں ہے کسی کو گالی دینا پھر آپ گالی کہانا کتنی بڑی حماقت ہے نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سبب ہو کسی کام کا تو وہ کام اس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ بھی بد ہے تو شیرہ انگور کا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو اوس کی شراب بناتا ہے یا ہتھیار بیچنا اوس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا

باب

تَحْرِيْمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ کبر (یعنے غرور اور خود پسندی) کی حرمت اور اسکا بیان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اسکا کپڑا اچھا ہو اوسکا جوتا اچھا ہو (اور اون سے تو کیا یہ بھی غرور اور گھمنڈ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو **ف** یعنی اللہ جل جلالہ سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہے تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستھرائی کو عمدہ کپڑے عمدہ چیزیں جسقدر حلال ہیں وہ پہننا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر شرع کے رو سے حلال بلکہ بہتر ہیں اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں ہیں اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کا وہ دوسروں سے بہتر کپڑا پہننا چاہے یا جوتا پہننا تو یہ برا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستھرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال یہ سب صفات ہیں اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہیں پس انکا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکھنا کسی طرح برا نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ معنی ہیں جو آگے بیان ہونگے نووی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکے معنوں میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اس کے تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات جمال اور کمال اسمیں موجود ہیں ابو القاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنے جلیل یعنے بزرگ اور خطابی نے نقل کیا کہ جمیل کے معنے نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا اور بعضوں نے کہا اوسکے افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے اپنے بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا ہے تھوڑی سے آسان کاموں کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں خدا کے

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسماء حسنی کی حدیث مین بہی یہ اسم موجود ہے لیکن اوسکی اسناد مین گفتگو ہے اور مختار یہی ہے کہ اللہ کو جمیل بول سکتے ہین اور بعض علما نے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ اللہ جل جلالہ کے جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین ہم اون کا اطلاق کرینگے اور جن سے شرع نے منع کیا ہے اون کے اطلاق سے باز رہین گے اور جو اسما اور صفات شرع مین نہین آئے اون کی جواز اور عدم جواز کسی کا ہم حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام نقل سے معلوم ہوتے ہین اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دین تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونیکے لیے یہ ضرور نہین کہ وہ دلیل یقینی ہو (یعنی آیت یا حدیث متواتر) بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (جیسے خبر واحد کافی ہے) البتہ قیاس کو اسمین دخل نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور اون کا درجہ اور رتبہ ہر ایک علم مین خصوصًا اس فن مین یعنے علم کلام مین تو انتہا درجے کا ہے اور یہ جو اونہون نے کہا کہ ہم جواز اور عدم جواز کسیکا حکم نہ کرین گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اوس مذہب پر ہے جو مختار ہے اور صحیح ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا مین یہ ہے کہ کوئی حکم نہ کیا جاوے جب تک شرع وارد نہ ہو نہ حلت نہ حرمت نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علما نے کہا کہ اصل اشیا مین اباحت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضون نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور اہل سنت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالی پر اون اسما اور صفات کا جو شرع مین وارد نہین ہوئے اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ اسما اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور مدح کے ہوں تو بعضون نے اون کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضون نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت یا حدیث متواتر یا اجماع نہ ہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوسکے اطلاق مین اختلاف ہے قاضی نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے انتہی ما قال النووی۔ سراج الوہاج مین ہے کہ اللہ جل جلالہ کے اسماء اور صفات مین توقیف صحیح ہے یعنی جو اسما اور صفات شرع مین وارد ہوئے ہین اونہی کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات تراشنا بہتر نہین گو اون کے معنے عمدہ ہون امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات اس باب مین نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے

ف غرور اور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کے پچ سے یا نفسانیت سے ایک بات جو اچھی ہو اور صحیح ہو اوسکو رد کرے اور نہ مانے) اور لوگون کو حقیر سمجھے ف اور اپنے

اصل اشیا مین اباحت ہی

اللہ جل جلالہ کے اسما اور صفات مین توقیف ہی

نیکین عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروری کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت ذلیل کرتی ہے اور لوگ اُس سے ناراض ہو جاتے ہین اور اُس سے دشمن ہو جاتے ہین اس کم بخت صفت کی وجہ سے کچھ صرف یہی عذاب نہین کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا مین بہی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو شخص گھمنڈ کرتا ہے اور جو دوسرے لوگ اوسکی فکر مین رہتے ہین اور کسی موقع پر اوسکو ایسا ذلیل کرتے ہین کہ اُسکا سارا غرور ناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث مین غمط الناس طا مہملہ سے مروی ہے جسکے معنے لوگون کو حقیر جاننا اور صحیح مسلم کے سب نسخون مین یہ لفظ یون ہی ہے اور ابوداؤد نے بھی اُسکو اسی طرح نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمص صاد مہملہ سے نقل کیا ہے اور معنی اسکا بہی یہی ہے **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ کے لیے) وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت مین نہ جاوے گا وہ شخص جسکے دل مین رائی کے دانے برابر گھمنڈ اور غرور ہو **ف** نووی نے کہا اسکی تاویل مین علما کا اختلاف ہے خطابی نے دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے مین اتنا ذرا سا بہی غرور کرے اور ایمان نہ لاوے وہ تو جنت مین ہرگز نہ جاویگا جب اسی حالت پر مرے دوسرے یہ کہ جب لوگ جنت مین جاوینگے تو اُن کے دلون مین رائی کے دانے کے برابر بہی غرور نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ نے فرمایا ہمنے نکال لیا بہشتیون کے دلون مین سے جو کچھ کھٹک تہی اون مین اور یہ دونون تاویلین بعید ہین اسلیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کبر کی ممانعت مین لوگون کو اس بری بات سے بچانے کے لیے اور ان دونون تاویلون کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاضی عیاض اور اور محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاویگا جب تک اُسکو اس کبر کا بدلہ نہ ملے یا اگر اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت مین نہ جاوے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگارون کے ساتھ پہلی بار مین جنت نہ جاویگا **عن** عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت مین نہ جاویگا وہ شخص جسکے دل مین رتی برابر غرور ہو **باب**

الدَّلِيْلِ عَلٰی اَنَّ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاِنْ مَّاتَ مُشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ

جو شخص شرک سے پاک ہو اور مرے تو وہ بہشت مین جاوے گا اور جو شرک کی حالت مین مرے وہ جہنم مین جاوے گا ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَكِيْعٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت مین ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم مین جاویگا عبداللہ بن مسعود نے کہا مین کہتا ہون جو شخص مر جاوے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت مین جاوے گا **ف** ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخون مین اور صحیح بخاری مین اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور بعض نسخون مین اس کے برعکس ہے یعنے پہلے جملہ کو ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرے جملے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کتاب الجمع بین الصحیحین مین ایسا ہی نقل کیا ہے اور ابو عوانہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونون جملے مرفوعًا جابر سے ثابت ہین پھر ابن مسعود نے جو ایک جملہ حضرت کیطرف نسبت کیا اور ایک اپنی طرف تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہون نے حضرت سے ایک ہی جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن و حدیث سے انہون نے خود نکالا مگر اسمین یہ خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود نے خود دوسری روایت مین دونون جملون کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہ ہوگا اس لیے انہون نے اپنی طرف نسبت دیا واللہ اعلم ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ وہ دو باتین کون سی ہین جو واجب کرتی ہین جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مر جاوے اور وہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک نکرتا ہو تو وہ جنت مین جاویگا اور جو شخص مر جاوے اور وہ اسکے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہو تو وہ جہنم مین جاویگا **ف** نووی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانون کا لیکن مشرک کا جہنم مین جانا وہ ہمیشگی ہے وہ جہنم مین جاویگا اور ہمیشہ اسمین رہیگا اور یہودی اور نصرانی اور بت پرست اور سب قسم کے کافرون کا یہی حکم ہے ان مین کوئی فرق نہین یعنی

ز ، و
قلت

قال

وے سب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اسیطرح جو کافر ہو عناد سے یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام کے یا جو اسلام کیطرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پھر حکم کیا جاوے اوسکے کفر کا کسی امر کے انکار سے اور جو مشرک نہو موحد ہو اوسکا جنت میں جانا بھی یقینی ہے پھر اگر اوس سے کبیرہ گناہ پر اصرار نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی دفعہ میں جنت میں جاویگا اور جو کبیرہ پر اصرار ہوا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر ہی ہے چاہے اوسے معاف کرے اور سیدہا جنت میں لیجاوے اور چاہے چندروز عذاب کرکے پھر جنت میں لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں نرہیگا عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَقِيَ اللهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملے اوس کے ساتھ کسی کو شریک نکرتا ہو وہ جنت میں جاویگا اور جو اُس سے ملے اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک کرتا ہو وہ جہنم میں جاویگا عَنْ أَبِي ذَرٍّ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ترجمہ ابوذر غفاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھکو خوشخبری دی کہ جو شخص تمہاری امت میں سے مریگا اور وہ اللہ کے ساتھ شرک نکرتا ہوگا تو جنت میں جاویگا میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے انہوں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے یا چوری کرے ف نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اہل سنت کے مذہب کی کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نجاویگا یا جاویگا تو چندروز کے بعد وہاں سے نکلکے پھر جنت میں جاویگا اور اوپر اسکا بیان مفصل گذرچکا ہے انتہی زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا حق اللہ ہے اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص موحد ہو اور اُس گناہ میں مبتلا ہو جو حق اللہ ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیگا بلکہ کبھی نہ کبھی وہاں سے نکلکر آخر کو جنت میں ضرور جاویگا عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فَخَرَجَ أَبُوْ ذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ سو رہے تھے ایک سفید کپڑا اوڑھے ہوئے پھر میں آیا تو آپ سو رہے تھے پھر میں آیا

تو آپ جاگتے تھے میں بیٹھا آپ کے پاس آپ نے فرمایا جو بندہ لا اله الا الله کہے پھر مرجاوے اسی اعتقاد پر (یعنے
الله کی توحید پر) تو وہ جنت میں جاویگا میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا
اور چوری کرے میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے تین بار
ایسا ہی فرمایا چوتھی بار میں آپ نے فرمایا اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے **ف** یعنے ابوذر کی ذلت
ہو اس لیے کہ یہ امر اون کی راے اور مرضی کے خلاف تھا وہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور
گنہگاروں کو الله کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ امر اون کی بار بار پوچھنے سے معلوم ہوا کہ زنا اور چوری
کرنے سے بھی وہ جنت میں نہ جاویگا گویا اون کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے بڑے گناہ کرنے پر بھی وسکو
جنت ملے گی **ف** پھر نکلے ابوذر اور وہ کہتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک میں خاک لگے **ف** یعنی
جو لفظ حضرت نے فرمایا تھا وسیکو کہتے جاتے تھے اور یہ انتہا محبت تھی ابوذر کی رسول الله صلی الله علیہ و
سلم کے ساتھ **بَابُ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ قَوْلِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ** جب کافر لا اله الا الله کہے پھر قتل
اوسکا حرام ہے عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ [illegible]
رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ
فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا
أَفَأَقْتُلُهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قال قال
قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ **ترجمہ** مقداد بن اسود سے روایت
ہے انہوں نے کہا یا رسول الله اگر میں ایک کافر سے بھڑوں وہ مجھسے لڑے اور میرا ایک ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالے
پھر مجھ سے بچ کر ایک درخت کی آڑ لیوے اور کہنے لگے میں تابع ہو گیا الله کا کیا میں اوسکو قتل کروں جب وہ
یہ کہہ چکے آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو میں نے کہا یا رسول الله اوس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ایسا کہنے لگا
کیا پھر بھی اوسکو قتل کروں آپ نے فرمایا مت قتل کر اوسکو اگرچہ تجھکو اوس سے صدمہ پہونچا اور زخم لگا)
اگر تو اوسکو قتل کریگا تو اوسکا حال تیرا سا ہوگا قتل سے پہلے اور تیرا حال اوسکا سا ہوگا جبتک اوس نے
یہ کلمہ نہیں کہا تھا **ف** ظاہر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو اوسکو قتل کریگا تو وہ تیری مثل ہو جاوےگا
یعنی مسلمان ہوگا اور تو اوسکی مثل ہو جاویگا یعنی جیسے وہ تھا اسلام لانے سے پہلے یعنی

کافر ہوجاویگا اسمین یہ اشکال ہے کہ مسلمان جہاد کرنے والا اس گناہ سے کافر نہین ہوسکتا خصوصًا اُس صورت مین جب اوسکو احتمال ہو کہ یہ دل سے مسلمان نہین ہوا ہے بلکہ جان بچانے کے لیے بہانہ کرتا ہے اور اُس نے مسلمان کو زخمی بہی کیا ہو نووی نے کہا اُس حدیث کے مطلب مین علما نے اختلاف کیا ہے سب سے عمدہ معنی یہ ہین جو امام شافعی اور ابن القصار سے منقول ہے کہ جب اوس نے لا آلہ الا اللہ کہا اور اسلام قبول کیا تو وہ تیری مثل ہوگیا یعنے جان کی حرمت اور حفاظت مین جیسے تو تہا اوس کے قتل سے پہلے اور تو نے جب اُسکو قتل کیا تو تو اوس کی مثل ہوگیا یعنے تیری جان کی حرمت نرہی اور تیرا خون حلال ہوگیا جیسے اسکا حال تہا اسلام لانے سے پہلے قاضی عیاض نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ تو اسکی مثل ہوگیا حق کی مخالفت مین اور گناہ کے ارتکاب مین اگرچہ تیری مخالفت اور گناہ اور اوسکی مخالفت اور گناہ مین فرق ہے اُسکا گناہ تو کفر تک پہونچا تہا اور تیرا گناہ فسق تک پہونچیگا - پہر علما نے اختلاف کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان جہاد مین ایسا کرے یعنے کسی کافر کو لا آلہ الا اللہ کہنے کے بعد مار ڈالے تو اسکا کیا حکم ہے بعضون نے کہا اوسپر کچہ نہین نہ قصاص ہے نہ دیت نہ کفارہ کیونکہ آگے کی حدیث مین آویگا کہ اسامہ نے یہ فعل کیا تہا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے نہ اون کو قتل کیا نہ دیت لی اون سے نہ کفارہ اونپر واجب کیا اور بعضون کے نزدیک کفارہ واجب ہے لیکن قصاص ساقط ہے بوجہ شبہ کے کیونکہ اُسکو کافر سمجہکر مارا اور یہ خیال کیا کہ وہ کلمہ توحید پڑہنے سے مسلمان نہین ہوسکتا ایسی حالت مین اور دیت کے واجب ہونے مین امام شافعی کے دو قول ہین پہر یہ لوگ اسامہ کی حدیث کا جواب دیتے ہین کہ کفارہ فورًا واجب نہین اور دیت بہی اسواسطے نہ لی گئی کہ اسامہ مفلس ہونگے **عَنِ** الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا الْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ فِي حَدِيثِهِمَا قَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِهِ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لِأَقْتُلَهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ وہ کہے اسلام لایا مین اللہ کے لیے اور معمر کی روایت مین ہے کہ جب مین جہکون اوسکے قتل کے لیے تو وہ کہے لا آلہ الا اللہ **عَنِ** الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْأَسْوَدِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْثِ **ترجمہ** مقداد بن عمرو بن اسود کندی سے روایت ہے وہ حلیف تہے بنی زہرہ کے (یعنی ان کے امان مین آئے تہے اور اُن سے عہد کرچکے تہے) اور بدر

کی لڑائی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے انہون نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین اگر مین بھڑ دون ایک کافر سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّهٰذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَصَبَّحْنَا الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَاَدْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهٗ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهٗ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ قَالَ اَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ حَتّٰى تَعْلَمَ اَقَالَهَا اَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ اَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ وَّاَنَا وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتّٰى يَقْتُلَهٗ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِيْ اُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّاَنْتَ وَاَصْحَابُكَ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک سریہ مین بھیجا (سریہ کہتے ہین لشکر کے ایک ٹکڑے کو جسمین چار سو آدمی تک ہوتے ہین) ہم صبح کو لڑے حرکات سے جو جہینہ مین سے ہے (حرکات بضم حا اور فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر مین نے ایک شخص کو پایا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا مین نے برچھہ سے اوسکو مار دیا بعد اوسکے میرے دل مین وہم ہوا (کہ لا الہ الا اللہ کہنے پر مارنا درست نہ تھا) مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور تو نے اُسے مار ڈالا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے ہتیار سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اُسکا دل چیر کر دیکھا تھا تا تجھے معلوم ہوتا کہ اُس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہین (مطلب یہ ہے کہ دل کا حال تجھے کہان سے معلوم ہوا) پھر آپ بار بار یہی فرماتے یہانتک کہ مین نے آرزو کی کاش مین اُسی دن مسلمان ہوا ہوتا (تو اسلام لانیکے بعد ایسی گناہ مین مبتلا نہ ہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہین) سعد بن ابی وقاص نے کہا قسم خدا کی مین کسی مسلمان کو نہ مارون گا جب تک اُسکو ذو البطین یعنی اسامہ نہ مارے (بطین تصغیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہین پیٹ کو اسامہ کو ذو البطین اس لیے کہتے ہین کہ اون کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالی فرماتا ہے لڑو اُن سے جبتک کہ فساد نہ رہے اور دین سب اللہ کے لیے ہو جاوے سعد نے کہا ہم تو لڑے (کافرون سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

لو اور تیرے ساتھی اس لیے لڑتے ہیں کہ فساد ہو **ف** اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۂ انفال میں وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ لڑو کافروں سے یہانتک کہ فساد نہ رہے یعنے اونکا زور ٹوٹ جاوے اور وہ ایمان میں خلل نہ ڈال سکیں) اور ہوجاوے دین اللہ کا اس شخص کا مطلب اس آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ مسلمان بھی اگر فساد کریں تو اون سے لڑنا جائز ہے سعد نے اوسکو الزام دیا کہ یہ تو اور فساد بڑھانا ہے آپس میں لڑنا اور ہماری لڑائیاں فساد مٹنے کے لیے تھیں

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ فَقَالَ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

ترجمہ اسامۂ زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو حرقہ کیطرف بھیجا جو ایک قبیلہ ہے جہینہ میں سے پھر ہم صبح کو وہاں پہونچے اور اون کو شکست دی میں نے اور ایک انصاری آدمی نے ملکر ایک شخص کو پکڑا جب اوسکو گھیر لیا تو وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اوس سے ہٹ گیا اور میں نے بھالے سے اوسکو مارا یہانتک کہ وہ مرگیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی (اور پہلی روایت میں ہے کہ اسامہ نے خود ذکر کیا تو شاید آپکو پہلے خبر پہونچ گئی ہوگی پھر اسامہ نے بھی ذکر کیا ہوگا اوس وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تو نے اسکو مار ڈالا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا یا رسول اللہ اوس نے اپنے تئیں بچانے کے لیے کہا آپ نے فرمایا تو نے اوسکو مار ڈالا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد پھر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہانتک کہ میں نے آرزو کی کاش میں مسلمان نہوا ہوتا اوس دن سے پہلے (تو یہ گناہ مجھ پر نہوتا)

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهٗ حَدَّثَ اَنَّ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيَّ بَعَثَ اِلٰى عَسْعَسِ بْنِ سَلَامَةَ زَمَنَ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ اجْمَعْ لِيْ نَفَرًا مِّنْ اِخْوَانِكَ حَتّٰى اُحَدِّثَهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلًا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ جُنْدَبٌ وَعَلَيْهِ بُرْنُسٌ اَصْفَرُ فَقَالَ تَحَدَّثُوْا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدَّثُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

دَارَ الْحَدِيْثُ فَلَمَّا دَارَ الْحَدِيْثُ اِلَيْهِ حَسَرَ الْبُرْنُسَ عَنْ رَاْسِهٖ فَقَالَ اُرِيْدُ اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَبِيِّكُمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاِنَّهُمُ الْتَقَوْا فَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِذَا شَاءَ اَنْ يَّقْصِدَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ لَهٗ فَقَتَلَهٗ وَاِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَصَدَ غَفْلَتَهٗ قَالَ وَكُنَّا نُحَدَّثُ اَنَّهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَلَمَّا رَفَعَ عَلَيْهِ السَّيْفَ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَتَلَهٗ فَجَاءَ الْبَشِيْرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ وَاَخْبَرَهٗ حَتّٰى اَخْبَرَهٗ خَبَرَ الرَّجُلِ كَيْفَ صَنَعَ فَدَعَاهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لِمَ قَتَلْتَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ وَقَتَلَ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّسَمّٰى لَهٗ نَفَرًا وَّاِنِّيْ حَمَلْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَى السَّيْفَ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَتَلْتَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُهٗ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ن دبجم

لى

ن فقال

ترجمہ صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ جندب بن عبداللہ بجلی نے عسعس بن سلامہ کو کہلا بہیجا جب عبداللہ بن زبیر کا فتنہ ہوا کہ تم اکٹہا کرو میرے لیے اپنے چند بہائیون کو تا مین اون سے باتین کرون عسعس نے لوگون کو کہلا بہیجا وے اکٹہے ہوئے تو جندب آئے ایک زرد برنس اوڑہے تہے (صراح مین ہے برنس وہ ٹوپی جسکو لوگ شروع زمانہ اسلام مین پہنتے تہے اور نووی نے کہا برنس وہ کپڑا ہے جسکا سر اوسی مین لگا ہوا ہو کرتہ یا جبہ۔ جوہری نے کہا برنس ایک لمبی ٹوپی تہی جسکو لوگ ابتداے اسلام مین پہنتے تہے) انہون نے کہا تم باتین کرو جو کرتے تہے یہانتک کہ جندب کی باری آئی جب جندب کی باری آئی (یعنی اُن کو بات کرنا ضرور پڑا) تو انہون نے برنس کو اپنے سر سے ہٹا دیا اور کہا مین تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی **ف** حدیث مین یون ہے وَلَا اُرِيْدُ اَنْ اُخْبِرَكُمْ عَنْ نَّبِيِّكُمْ جسکا لفظی ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ میرا ارادہ تہا تم سے حدیث بیان کرنے کا تمہارے پیغمبر کی اور یہ معنا نہین نووی نے کہا تمام نسخون مین یہ عبارت اسی طرح ہے اور مین نے بہی جہانتک نسخے میرے پاس موجود تہے اون مین یہی پایا نسخہ مطبوعہ مصر اور مطبوعہ دہلی اور مطبوعہ کلکتہ سب مین ایسا ہی ہے پر نسخہ مطبوعہ کلکتہ کے حاشیہ مین یہ لکہا ہے کہ بعض نسخون مین الا کا لفظ اوپر لکہا ہوا ہے یعنی یون ہے لَا اُرِيْدُ اِلَّا اَنْ

اخبرکم عن نبیکم اس صورت مین تو مطلب صاف ہے یعنے میرا ارادہ کچہ تہا سوا اسکے کہ حدیث بیان کرون تم سے تمہارے پیغمبر کی اور نووی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے مین لا کا لفظ نہین ہے تو شاید مراد اون کی وہ نسخے ہین جو اونکو دمشق مین دستیاب ہوئے - نووی نے کہا یہان پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ جندب نے خود عسعس سے کہلا بہیجا کہ تم لوگون کو جمع کرو - مین اُن سے حدیث بیان کرون گا پہر جب آئے تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا اور اس کا رفع دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت مین ترجمہ یہ ہوگا جو اوپر مذکور ہوا یعنے مین تمہارے پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کرون تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہوجاے گا جیسے قرآن مین لا کا لفظ لِئَلَّا یَعلَمَ اَہلُ الکِتَابِ - اور مَا مَنَعَکَ اَن لَّا تَسجُدَ مین زائد ہے دوسرے یہ کہ لا کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ مین تمہارے پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تہا بلکہ اپنی طرف سے باتین کرنیکا پر مین اب اپنے ارادے سے زیادہ حدیث بہی بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بہیجا اخیر تک خیر جاری مین ہے کہ شاید لا سے پہلے ہمزہ استفہام محذوف ہو یعنے مین تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ ہو (یعنے میرا ارادہ ہے) واللہ اعلم

ت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کا ایک لشکر مشرکون کی ایک قوم پر بہیجا اور وہ دونون ملے (یعنے آمنا سامنا ہوا میدان جنگ مین) تو مشرکون مین ایک شخص تہا وہ جس مسلمان پر چاہتا اوسپر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے اوسکی غفلت کو تاکا اور لوگون نے ہم سے کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تہے پہر جب اونہون نے تلوار اوسپر سیدہی کی تو اوس نے کہا لا الہ الا اللہ لیکن انہون نے مار ڈالا اوسکو بعد اوس کے قاصد خوشخبری لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آپ نے اُس سے حال پوچہا اوس نے سب حال بیان کیا یہانتک کہ اس شخص کا بہی حال کہا یعنی اسامہ بن زید کا) آپ نے اُنکو بلایا اور پوچہا تم نے کیون اسکو مارا اسامہ نے کہا یا رسول اللہ اوس نے بہت تکلیف دی مسلمانون کو تو مارا فلانے اور فلانے کو اور نام لیا کئی آدمیون کا پہر مین اُسپر غالب ہوا جب اوس نے تلوار کو دیکہا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اوسکو قتل کیا اونہون نے کہا ہان آپ نے فرمایا تم کیا جواب دوگے لا الہ الا اللہ کا جب وہ آویگا قیامت کے دن انہون نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے میرے لیے بخشش کی آپ نے فرمایا تم

کیا جواب دوگے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا جب وہ آوے گا قیامت کے دن پھر آپ نے اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دوگے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا جب وہ آوے گا قیامت کے روز

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اُٹھاوے وہ مسلمان نہیں ہے

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اوٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں پر ہتیار اوٹھاوے ناحق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ حدیث محمول ہے حلال جاننے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے پر نہیں ہے انتہے

عَنْ سَلَمَۃَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں ہے

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابو موسےٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** جو شخص مسلمانوں کو فریب دیوے وہ مسلمان نہیں ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اُٹھاوے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص

ہم کو دہوکا دیوے وہ ہم مین سے نہین ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ
عَلٰی صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ
مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ فَقَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَآءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ كَیْ يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّیْ
ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کا راہ مین آپ نے اپنا
ہاتھ اُس کے اندر ڈالا تو انگلیون پر تری آگئی آپ نے پوچھا اے اناج
کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا پانی پڑ گیا تھا اوس پر یا رسول اللہ آپ
نے فرمایا پھر تو نے اوس بھیگی ہوئی اناج کو اوپر کیون نہ رکھا کہ لوگ دیکھ
لیتے جو شخص فریب کرے دھوکا دیوے وہ مجھ سے کچھ علاقہ نہین رکھتا

بَابُ تَحْرِيْمِ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ وَشَقِّ الْجُيُوْبِ وَالدُّعَآءِ بِدَعْوَی الْجَاهِلِيَّةِ

گال پیٹنا اور گریبان پھاڑنا اور جاہلیۃ کی سی
باتین کرنا حرام ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ
اَوْ شَقَّ الْجُيُوْبَ اَوْ دَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِيَّةِ هٰذَا حَدِيْثُ يَحْيٰی
وَاَمَّا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَا وَشَقَّ وَدَعَا بِغَيْرِ اَلِفٍ **ترجمہ** عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو گالون کو پیٹے یا گریبانون
کو پھاڑے یا جاہلیت (کفر) کے زمانے مین کی باتین کرے اور دوسری
روایت مین اَوْ کے بدلے وَ ہے **ف** یعنی یون ہے جو شخص گالون
کو پیٹے اور گریبانون کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتین کرے (یعنی
مصیبت کے وقت ہماری شریعت مین یہ سب کام حرام ہین حٰ اِنَّا لِلّٰهِ

وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہنا چاہیے اور صبر کرنا اگر آنسو بے اختیار نکل
آوین تو مضایقہ نہین جاہلیت کی سے باتین یہ ہین کہ خدا کی ناشکری کرے
پکارے چلاوے نوحہ کرے واویلا کرے زبان سے اور کوئی بے
صبری یا بے ادبی کی بات نکالے **عَنِ** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ
وَتَشُقُّ وَدَعَا ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ
وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰی وَجَعًا فَغُشِیَ عَلَیْهِ وَرَاْسُهٗ فِیْ حَجْرِ امْرَاَۃٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَصَاحَتِ امْرَاَۃٌ
مِّنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْهَا شَیْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّا بَرِیَ مِنْهُ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَرِیْءٌ مِّنَ الصَّالِقَۃِ
وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ ترجمہ ابوبردہ بن ابی موسی سے روایت ہے ابوموسی اشعری بیمار ہوئے اونکو غش آگیا
اون کا سر ایک عورت کی گود مین تھا اون کے گھر والون مین سے تو ایک عورت چلائی اون کے گھر
والون مین سے ابوموسی کو طاقت نہوئی اوسکو منع کرنیکی جب ہوش آیا تو کہا مین بیزار ہون اوس سے
جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہین آپ بیزار ہوئے ہین چلانیوالی سے (یعنی جو عورت مصیبت
مین چلا کر رووے) اور بال منڈانے والی سے (یعنے جو عورت غمی مین بال منڈاوے) اور کپڑا پھاڑنیوالی
سے **ف** نووی نے کہا ظاہر اور مشہور معنے یہی ہے اور قاضی عیاض نے ابن اعرابی سے نقل کیا
کہ صالقہ منہ پیٹنے والی کو کہتے ہین **عَنْ** عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ وَاَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی
قَالَا اُغْمِیَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِیْحُ بِرَنَّۃٍ قَالَا ثُمَّ اَفَاقَ
فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَكَانَ یُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ
ن صَلَقَ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ ترجمہ عبدالرحمن بن یزید اور ابی بردہ سے روایت ہے ابوموسی اشعری بیہوش
ہو گئے تو انکی عورت ام عبداللہ آئی چلا رہی تھی رو رو کر پھر انکو ہوش ہوا تو کہا کیا تو نہین جانتی اور
حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین بیزار ہون اوس شخص سے جو بال منڈاوے
اور چلا کر رووے اور کپڑے پھاڑے (مصیبت مین کیونکہ یہ کافرون کی رسمین ہین) **عَنْ** اَبِیْ مُوْسٰی ۱۰۳۹
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ فِیْ حَدِیْثِ عِیَاضٍ الْاَشْعَرِیِّ
قَالَ لَیْسَ مِنَّا وَلَمْ یَقُلْ بَرِیْءٌ ترجمہ ابوموسی سے دوسری روایت بھی ایسی آئی ہے اوسمین یون ہی

ہم مین سے نہین ہے وہ شخص جو یہ کام کرے

باب بَیَانِ غِلَظِ تَحْرِیْمِ النَّمِیْمَۃِ چغلخوری سخت حرام ہے

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَجُلًا یَنُمُّ الْحَدِیْثَ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ نَمَّامٌ **ترجمہ** حذیفہ کو خبر پہونچی کہ فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کہاتا ہے) انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے چغل خور جنت مین نہ جاویگا **ف** نووی نے کہا چغلی کہتے ہین لوگون کی بات دوسرون کو پہونچانا لڑانے اور فساد کرانے کے لیے امام غزالی نے احیاء العلوم مین کہا اکثر چغلی اُسکو کہتے ہین کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنے اُس شخص سے کہنا کہ فلانا تجھے ایسا کہتا تہا اور حالانکہ چغلی کچہ یہی امر نہین بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی ہے خواہ اُس سے اُس بات کہنے والے کو رنج ہو یا جسکے لیے کہی جاوے اوسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے اور کنائے سے سب چغلی مین داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کہولنا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو ناگوار ہو پہر اگر کسی شخص کو دیکہا اپنا روپیہ گاڑتے ہوئے اور ذکر کیا اسکا دوسرون سے تو چغلی کی پہر امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہاوے اوسکو چہ باتین ضرور ہین ایک تو یہ کہ اُس کی بات سچ نہ جانے کیونکہ چغل خور فاسق ہے دوسرے یہ کہ اسکام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اُوسکو تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جانے کیونکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک بُرا ہے (یعنی چغلی کہانیوالا) چوتہی یہ کہ اپنے بہائی پر جسکی چغلی اوس نے کہائی ہے بدگمانی نکرے پانچوین یہ کہ اُس بات کا زیادہ تجسس نکرے اور اُسکو دریافت نہ کرے چہٹی یہ کہ خود چغلی خور نہ بنے یعنی اوس بات کو کسی اور سے نقل نکرے ورنہ خود اوسی گناہ مین پہنسیگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تہا انتہے۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت مین ہے جب اوس بات مین کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے مین کوئی مصلحت ہو تو منع نہین مثلاً کوئی کسیکو قتل یا عزت ریزی کا ارادہ رکہتا ہو تو اوسکو مطلع کر دیوے یا امام یا حاکم سے کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس مین اور لوگون کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہین ہے بلکہ بعضی صورت مین واجب ہے یا مستحب کبہی صحیح حکم کہتا ہے اُس بات کو دیکہنا چاہیے اگر اوسکے فاش کرنے مین یا امام یا حاکم سے کہنے مین عام کی بہلائی اور منفعت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہین صرف اوس شخص کا ضرر ہے تو اُسکا کہنا ضرور نہین ہے پہر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور جنت مین نہ جاویگا

تو اوس مین وہی دو تاویلین ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو چغلی کو حرام سمجھے دوسرے یہ کہ مراد یہ ہے
کہ چغل خور اوراچھی جنتیون کے ساتھ جنت مین نہ جاویگا عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ
رَجُلٌ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ اِلَى الْاَمِيرِ قَالَ وَكُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ الْقَوْمُ هٰذَا مِمَّنْ يَنْقُلُ الْحَدِيثَ
اِلَى الْاَمِيرِ قَالَ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلَيْنَا فَقَالَ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سو روایت ہے
ایک شخص لوگون کی باتین حاکم سے بیان کیا کرتا ایکبار ہم مسجد مین بیٹھے تھے لوگون نے کہا یہ شخص حاکم
تک بات کو پہونچاتا ہے پھر آیا اور بیٹھا ہمارے پاس حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ فرماتے تھے جنت مین نہ جاویگا چغل خور عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا
مَعَ حُذَيْفَةَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ رَجُلٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَيْنَا فَقِيلَ لِحُذَيْفَةَ اِنَّ هٰذَا يَرْفَعُ
اِلَى السُّلْطَانِ اَشْيَاءَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ اِرَادَةَ اَنْ يُسْمِعَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ترجمہ ہمام بن حارث سی روایت ہی ہم مسجد مین
حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے مین ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آ بیٹھ گیا لوگون نے حذیفہ سو
کہا یہ بادشاہ تک بات لگاتا ہے حذیفہ نے اسکو سنانیکی نیت سو کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے سنا آپ فرماتے تھے جنت مین نہ جاوے گا چغل خور **بَابُ** بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ اِسْبَالِ الْاِزَارِ
وَالْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَتَنْفِيقِ السِّلْعَةِ بِالْحَلْفِ وَبَيَانِ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ تہبند ٹخنون سو زیادہ نیچے رکھنے کی اور احسان کرکر جتانے
کی اور مال کو جھوٹی قسم کہا کر بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور اون تین آدمیون کا بیان جن سے اللہ تعالے
قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ اون کیطرف دیکھیگا نہ ان کو پاک کریگا بلکہ انکو دکھ کا عذاب ہوگا عَنْ
اَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا
يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ قَالَ فَقَرَاَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ اَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ
وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ ترجمہ ابوذر سو روایت ہی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سو اللہ تعالی بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ اون کیطرف دیکھیگا

ت
فقال

ر
مرات

(رحمت کی نگاہ سے) نہ انکو پاک کرے گا گناہون سے اور انکو دکھہ کا عذاب ہوگا آپ نے تین بار یہ فرمایا ابوذر نے کہا برباد ہوگئے وہ لوگ اور نقصان مین پڑے وہ کون ہین یارسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو لٹکانے والا **ف** یعنی تہ بند یا پاجامے کو یا کرتے کو ٹخنون سے نیچے غرور اور تکبر کے راہ سے جیسے دوسری حدیث مین صاف آیا کہ اللہ تعالی نہ دیکھیگا اوس شخص کیطرف جو کپڑا اپنا لٹکا دے غرور سے۔ اور یہ غرور کی قید خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلی ہے کہ وعید اسی کے لیے ہے جو غرور سے لٹکا دے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت دی ہے حضرت ابوبکر کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غرور کی راہ سے نہ تھا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت مین حضرت ص نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اسوقت کا ازار ہی تھا اور قمیص کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث مین صاف آگیا ہے جسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے بسند حسن سالم سے روایت کیا اونہون نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لٹکانا ازار مین ہے اور قمیص مین اور عمامے مین اور جو کوئی ان مین سے کسیکو لٹکا دے غرور سے تو قیامت کے روز اللہ تعالی اوس کیطرف نہ دیکھیگا (نووی) **ف** دوسری احسان کرکے اسکو جتانیوالا **ف** یعنے اوچھا مثل مشہور ہے خدا اوچھے کا احسان نہ کرا دے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک کرے یا احسان تو تہذیب یہ ہے کہ اوس کا ذکر نہ کرے کسی جلسے مین اپنا احسان اوسپر نہ جتاوے ورنہ نیکی برباد گنہ لازم ہوگا۔ **ف** تیسری جھوٹی قسم کھا کر اپنے مال کی نکاسی کرنے والا **ف** جیسے بے ایمان تاجرون کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہین اگر خریدار کو اُس کی قیمت مین یا خرید مین تردد ہو تو قسم کھا بیٹھتے ہین اور خریدار دھوکے مین آکر خرید لیتا ہے **عن** أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ ـ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سے اللہ تعالی بات نہ کرے گا قیامت کے روز ایک تو احسان جتانیوالا جو دیکر احسان جتا دے دوسرے اپنا مال چلانے والا جھوٹی قسم کھا کر تیسرے ازار لٹکانیوالا **عن** سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ **ترجمہ** اس روایت

کہ تین آدمیون سی الله بات نکرے گا نہ اون کیطرف دیکھیگا نہ انکو پاک کریگا اور انکو دکھہ کا عذاب ہے

ب یادرکھنہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیون سی خدا بات نہ کرے گا قیامت کے روز نہ انکو پاک کرے گا نہ انکی طرف دیکھے گا اور انکو دکھہ کا عذاب ہی ایک تو بوڑہا زنا کرنیوالا دوسرے بادشاہ جھوٹا تیسرے محتاج مغرور **ف** ہرچند حرام کاری اور جھوٹھ اور غرور سب کے حق مین برا ہے لیکن ان تینون شخصون کے حقمین نہایت بے موقع ہے کہ باوجود بڑہاپے کے جب عقل کامل ہوتی ہے اور شہوت کم ہوجاتی ہے زنا اور حرام کاری کرنا سراسر شقاوت ہی اور باوجود بادشاہی اور حکومت کے جب کسی کا خوف اور ڈر نہین ہوتا جھوٹھ بولنا بالکل بدبختی ہے اور باوجود کنگالی اور محتاجی کے گھمنڈ کرنا اور فرعون بے سامان بننا نہایت نامناسب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا وجہ انکی تخصیص کی یہ ہے کہ ان لوگون کو ان گناہون کی کوئی ضرورت اور احتیاج نہین اگرچہ گناہ کرنے مین کوئی معذور نہین پر ان لوگون کو تو بالکل کسیطرح کا عذر نہین ہو سکتا تو اب گناہ کرنا گویا عمداً خدا کی نافرمانی کرنا ہے اور ضد اور ہٹ دہرمی ہے اور ذلیل سمجھنا ہے خدا کے احکام کو

ب ثلاث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ یَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُهُ اِلَّا لِدُنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا وَفٰی وَاِنْ لَمْ یُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ یَفِ ترجمہ ابوہریرہ سی روایت ہی رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہین جنسی خدا قیامت مین نہ بولے گا نہ اونکو دیکھیگا نہ انکو گناہ سی پاک کرے گا اور انکے لیے بڑے درد کا عذاب ہی ایک تو وہ جو جنگل مین حاجت سی زیادہ پانی رکھتا ہو پھر مسافر کو اُس پانی سے روکے **ف** اور اور کہین پانی نہو کہ مسافر کے کام آوے نووی نے کہا اس فعل کی حرمت نہایت سخت ہی اور بہت برا کام ہے اس لیے کہ جانور کو اس پانی سے نہ روکنا چاہیے جو ضرورت سی زیادہ ہو پھر آدمیون کو روکنا کیونکر درست ہوگا البتہ اگر کافر مسافر حربی یا مرتد ہو تو اوسکو

یا اپنی دنیا وجب نہین (انتھے) **ف** دوسرے وہ جس نے کسی کے ہاتہہ کوئی مال بیچا عصر کے بعد اور خدا کی قسم کہائی کہ مین نے اتنے کو مول لیا ہے اسکو اور خریدار نے سچ سمجھا اوس کی بات کو حالانکہ اتنے کو اُس نے نہین لیا تہا (یعنے جہوٹی قسم کہائی اور عصر کے بعد کی تخصیص اسوجہ سے ہے کہ وہ متبرک وقت ہے فرشتون کے جمع ہونیکا یا وہ اصل وقت ہے خرید اور فروخت کا) تیسرے وہ جس نے بیعت کی امام سے دنیا کے طمع سے پہر اگر امام نے اوسکو کچہہ دیا دنیا کا مال تو اوس نے اپنی بیعت پوری کی اور جو نہ دیا تو پوری نکی (تو اس شخص نے گویا دہوکا دیا مسلمانون کو بیعت کرکے کہ وہ اس کے عہد کے بہروسے رہے اور یہ دنیا کے فکر مین تہا عہد کی پرواہ نتھی) **عن** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ **ترجمہ** دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے اوسمین یہ ہے جس نے نرخ کیا ایک مال کا **عن** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُرَاهُ مَرْفُوْعًا قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی مَالِ مُسْلِمٍ فَاقْتَطَعَهٗ وَبَاقِیْ حَدِيْثِهٖ نَحْوُ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ **ترجمہ** یہ روایت بہی ایسی ہی ہے اسمین یہ ہے جس نے قسم کہائی عصر کی نماز کی بعد ایک مسلمان کے مال پر پہر مار لیا اوسکو (یعنے جہوٹی قسم کہاکر)

باب بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيْمِ قَتْلِ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ وَاَنَّ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِی النَّارِ وَاَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ خودکشی کی سخت حرمت اور خودکشی کرنے والے کا عذاب جہنم مین اور نہ جانا جنت مین سوا مسلمان کے

عن اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِیْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِیْ بَطْنِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ يَتَرَدّٰی فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئین آپ لوہے کے ہتیار سے مار لیوے تو وہ ہتیار اوس کے ہاتہہ مین ہوگا بہونکتا رہیگا اسکو اپنے پیٹ مین جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ رہیگا اسمین اور جو شخص زہر پیکر اپنی جان لیوے تو وہ چہسکا کریگا اُسی زہر کو جہنم کی آگ مین ہمیشہ ہمیشہ اُسمین رہیگا اور جو شخص پہاڑ سے گراکر اپنے تئین مار ڈالے تو وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ مین سدا اُسکا یہی حال ہوگا (کہ اونچے مقام سے نیچے گریگا) **ف** نووی نے کہا اس مقام پر کئی قول ہین ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جانکر ایسے کامون سے اپنی جان دیوے وہ تو

کافر ہے بیشک ہمیشہ جہنم مین رہیگا دوسرے یہ کہ ہمیشہ رہنے سے مراد بہت مدت تک رہنا ہے تیسرے یہ کہ اوسکی نقل کا بدلہ یہی تہا کہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہے پر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جسکا خاتمہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ جہنم مین نرہیگا **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ اَنَّهٗ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْ شَيْءٍ لَا يَمْلِكُهٗ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے انہون نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ رضوان کے تلے اور آپنے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی بات پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی یون کہے اگر مین ایسا کام کرون تو نصرانی ہون یا یہودی ہون یا ہندو ہون) جہوٹی قسم تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اوس نے کہا **ف** یعنی کافر ہوگیا یہ زجر اور تغلیظ کے طور پر ہے نووی نے کہا اگر اوس کے دلمین اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے وہ تو بلا شبہ کافر ہے اور جو اور دین کی عظمت نہین بلکہ اسلام اوس کے دل مین راسخ ہے تو وہ کافر نہوگا اس صورت مین کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا مقتضی یہ تہا کہ ایسے بد قسم نکہاتا تہا **ت** اور جسنے قتل کیا اپنے تئین کسی چیز سے وہ اسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری کرنا واجب نہین جو اوس کے اختیار مین نہین یا اوس کے ملک مین نہین (جیسے نذر کرے اور کسی کا بردہ آزاد کرنے کی) **عن** ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً وَمَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ فَاجِرَةٍ ترجمہ ثابت بن ضحاک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پورا کرنا واجب نہین جو اوس کے ملک مین نہین اور مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے اسکو قتل کرنا **ف** نووی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہے امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جانور پر لعنت کرنا درست نہین اسیطرح اوس مسلمان پر جو فاسق ہو اسی طرح کسی معین کافر پر خواہ وہ زندہ ہو یا مرگیا ہو مگر اوس کافر پر جسکا کفر پر مرنا نص سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابوجہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافرون

ر
احمد

کے گروہ پر درست ہے جیسے لعنت اسکی کافرون پر یا یہودیون پر یا نصاری پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت اور قتل دونون حرمت مین برابر ہین اگرچہ قتل بہت سخت ہے یہی اختیار کیا ہے مازری نے **ت** اور جو شخص اپنی جان لیوے دنیا مین کسی چیز سے تو وہ اوسی سے عذاب دیا جاویگا قیامت کے دن اور جو شخص جہوٹا دعوی کرے اپنا مال بڑہانے کے لیے تو خدا اوسکا مال اور کم کر دیگا اور جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے جہوٹی **ف** اوسکا مال بہی اللہ تعالی کم کر دیگا نووی نے کہا یہان یہ عبارت محذوف ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے کے مبتدا پر اور یہ مطلب دوسری روایت مین پورا آیا ہے جو شخص قسم کہاوے حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال دبا لینے کو تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اوس پر غصے ہوگا

عن ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى مِلَّةِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَهٰذَا حَدِيْثُ سُفْيَانَ وَاَمَّا شُعْبَةُ فَحَدِيْثُهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوٰى الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ ثابت بن ضحاک انصاری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کہاوے کسی اور دین کی سوا اسلام کے جہوٹہ قصدا تو وہ ویسا ہی ہوگیا اور جو شخص قتل کرے اپنے تئین کسی سے تو خدا عذاب کریگا اوسکو اوسی چیز سے جہنم کی آگ مین یہ روایت ہے سفیان کی اور شعبہ کی روایت مین ہے جو شخص قسم کہاوے کسی دین کی سوا اسلام کے جہوٹہ تو وہ ویسا ہی ہوگیا جیسے اوس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تئین کسی چیز سے تو وہ اوسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کے دن

عن اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعٰى بِالْاِسْلَامِ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ قُلْتَ لَهُ اٰنِفًا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ فَاِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلٰكِنَّ بِهِ جِرَاحًا شَدِيْدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَاُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا

الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جنگ حنین میں (قاضی عیاض نے کہا صحیح خیبر ہے بجای حنین کے) آپ نے فرمایا ایک شخص کو جو دعوی کرتا تھا اسلام کا (یعنے اپنے تئین مسلمان کہتا تھا) یہ جہنم والون مین سے ہے جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا وہ تو آج خوب لڑا اور مرگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم مین گیا بعض مسلمانون کو اسمین شک ہونیکو تھا (کیونکہ ظاہر حال سے اوسکا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) اتنے مین خبر آئی کہ وہ مرا نہین زندہ ہے لیکن بہت سخت زخمی ہے جب رات ہوئی تو وہ زخمون کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اوس نے اپنے تئین آپ مارلیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ مین اللہ کا بندہ اور اوسکا بھیجا ہوا ہون (اسلیے کہ اللہ تعالی نے جو بات آپکو بتلادی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے حکم کیا بلال کو اونہون نے منادی کردی لوگون مین کہ جنت مین نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور اللہ مدد کرے گا اس دین کی برے آدمی سے **ف** یہ شخص منافق تھا ظاہر مین مسلمان ودلمین کافر اگرچہ اوس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور زخمی ہوا پھر ایمان نہونے سے کوئی کوشش اوسکی کام نہ آئی معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتین کرے مسلمانون کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچاوے پر وہ جنتی نہین ہوسکتا **عَنْ** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُوْنَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالُوْا مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ أَبَدًا قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ

نصل

فِى طَلَبِهِ حَتَّى جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکون کا سامنا ہوا جنگ مین تو لڑے پھر جب آپ اپنی لشکر کیطرف جھکے اور وہ لوگ اپنے لشکرون کیطرف گئے تو آپ کے اصحاب مین ایک شخص تھا (اوس کا نام قزمان تھا اور وہ منافقون مین سے تھا) اکے دُکے کو نہ چھوڑتا بلکہ اُسکا پیچھا کر کے تلوار سے مار ڈالتا (یعنی جس کافر سے بھڑتا اُسکو قتل کرتا) تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام جیسے یہ شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے ایک شخص ہم لوگون مین سے بولا مین اوسکے ساتھ رہون گا۔ (اور اسکی خبر رکھون گا کہ وہ کون سا کام کرتا ہے جہنم مین جانیکا کیونکہ ظاہر مین تو وہ بہت عمدہ کام کرتا تھا) پھر وہ شخص اسکے ساتھ نکلا جہان وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جہان وہ دوڑ کر چلتا یہ بھی اُسکے ساتھ دوڑ جاتا آخر وہ شخص (یعنی قزمان) سخت زخمی ہوا اور (زخمون کی تکلیف پر صبر نہ کرسکا) جلدی مرنا چاہا اور تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اوسکی دونون چھاتیون کے بیچ مین پھر اوسپر زور دیا اور اپنے تئین مار ڈالا تب وہ شخص (جو اوسکے ساتھ گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہین آپنے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ نے ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا اور لوگون نے اوسپر تعجب کیا تھا تو مین نے کہا تھا مین تمہارے واسطے اوسکی خبر رکھون گا پھر مین اسکی تلاش مین نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے کے لیے اوس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک اُسکی دونون چھاتیون کے بیچ مین پھر زور دیا اوسپر یہانتک کہ مار ڈالا اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنکر فرمایا کہ آدمی جنتیون کے کام کرتا ہے لوگون کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور جہنمیون کے سے کام کرتا ہے لوگون کے نزدیک اور وہ جنتی ہوتا ہے **ف** تو انسان کو چاہیے کہ اپنے اعمال پر مغرور نکرے اور بھروسا نہ رکھے بلکہ خدا سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسیطرح گنہگار کو نا امید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید خدا اوسکا خاتمہ عمدہ کر دیوے

عَنِ الْحَسَنِ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا

رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ

مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِي وَاللَّهِ لَقَدْ حَدَّثَنِي بِهَذَا جُنْدَبٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگلے لوگون مین ایک شخص کے پہوڑا نکلا اوسکو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش مین سے ایک تیر نکالا اور پہوڑے کو چیر دیا اوس سے پہر خون بند نہ ہوا یہانتک کہ وہ مرگیا تب اللہ تعالی نے فرمایا مین نے حرام کیا اوس پر جنت کو پہر اپنا ہاتھ حسن نے مسجد کیطرف بڑہایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجہہ سے جندب نے بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد مین **ف** قاضی عیاض نے کہا شاید یہ شخص خودکشی کو حلال جانتا ہوگا یا مراد یہ ہے کہ اوس پر جنت حرام ہے اوسوقت جب اچہے اور نیک لوگ جاوینگے یا اوس کے حساب مین طول ہوگا یا وہ رکا رہے گا اعراف مین نووی نے کہا احتمال ہے کہ اوسوقت کی شرع مین کبیرہ گناہ کرنیوالا کافر ہوجاتا ہو اور یہ حدیث محمول ہے اسپر کہ اوس نے جلد مرنے کے لیے یا بغیر کسی مصلحت کے ایسی حرکت کی اسلیے کہ دوا اور علاج کے لیے پہوڑا چیرنا درست ہے جب گمان غالب ہو فائدے کا

عَنْ الْحَسَنِ يَقُولُ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِينَا وَمَا نَخْشَى أَنْ يَكُونَ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِرَجُلٍ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خُرَاجٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ **ترجمہ** حسن سے روایت ہے ہم سے جندب بن عبد اللہ بجلی نے اس مسجد مین حدیث بیان کی پہر ہم اسکو نہین بہولے اور نہ ہمکو ڈر ہے کہ جندب نے جہوٹ باندہا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے پہلے ایک شخص کے پہوڑا نکلا پہر بیان کیا قصہ اوسیطرح جیسے اوپر گزرا

بَابُ غِلَظِ تَحْرِيمِ الْغُلُولِ وَأَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ مال غنیمت مین چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت مین نجاوینگے مگر وہی جو ایماندار ہین

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلَا إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ

الجنة الا المؤمنون ترجمہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے جب خیبر کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلانا شہید ہے اور فلانا شہید ہے یہانتک کہ گذرے ایک شخص پر تو کہا یہ شہید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہین مین نے اسکو جہنم مین دیکھا ایک چادر یا عبا کی چوری مین (یعنے چوری کی وجہ سے) پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے اوٹھ اور پکار دے لوگون مین کہ جنت مین وہی جائینگے جو ایماندار ہین (اور چور نجاوینگے) حضرت عمر نے کہا مین نکلا اور مین نے پکار دیا لوگون مین خبردار ہو جاؤ جنت مین وہی جاوینگے جو ایماندار ہین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَیْبَرَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّیَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا اِلَی الْوَادِیْ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَّهٗ وَهَبَهٗ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ جُذَامٍ یُّدْعٰی رِفَاعَةَ بْنَ زَیْدٍ مِّنْ بَنِی الضُّبَیْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِیَ قَامَ عَبْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحُلُّ رَحْلَهٗ فَرُمِیَ بِسَهْمٍ فَکَانَ فِیْهِ حَتْفُهٗ فَقُلْنَا هَنِیْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَیْهِ نَارًا اَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ یَوْمَ خَیْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاکٍ اَوْ شِرَاکَیْنِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ هٰذَا یَوْمَ خَیْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شِرَاکٌ مِّنْ نَّارٍ اَوْ شِرَاکَانِ مِنْ نَّارٍ

ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے خیبر کیطرف پہر اللہ نے فتح دی ہمکو تو نہین لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہین آیا) بلکہ لوٹا ہم نے اسباب اور اناج اور کپڑے پہر ہم چلے وادی کیطرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک غلام تہا (جسکا نام مدعم تہا) جو بخشا تہا آپ کو ایک شخص نے جذام مین سے جسکا نام رفاعہ بن زید تہا بنی ضبیب مین سے جب ہم وادی مین اوترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپکا کجاوہ کہول رہا تہا اتنے مین ایک (غیبی) تیر اسکو لگا جسمین اوسکی موت تہی ہم لوگون نے کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہین قسم اوس شخص کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے وہ شملہ اوسپر انگار کیطرح سلگ لگا رہا ہے جو اوسنے مال غنیمت مین سے خیبر

کے دن لے لیا تھا اور اُسوقت تک غنیمت تقسیم نہین ہوئی تھی یہ سنکر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لیکر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مین نے خیبر کے دن انکو پایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تسمہ یا تسمے انگارے ہین (یعنی اگر تو انکو داخل نکرتا تو یہ تسمہ انگار ہو کر قیامت کے دن تجھپر لپٹتا یا تجھے عذاب ہوتا ان تسمون کیوجہ سے) **ف** نووی نے کہا ان دونون حدیثون سے یہ احکام نکلتے ہین ایک تو غلول یعنے چوری کا حرام ہونا مال غنیمت مین دوسرے کوئی فرق نہ ہونا قلیل اور کثیر مین یہانتک کہ ایک تسمہ کی چوری بھی اوتنی ہی حرام ہے تیسرے یہہ کہ جسنے غلول کیا اسکو شہید نہ کہین گے چوتھی یہ کہ جو کفر پر مرے وہ جنت مین نہ جاویگا اور اسپر اجماع ہے مسلمانون کا پانچوین یہ کہ بغیر ضرورت کے قسم کھانا درست ہے کیونکہ حضرت نے خود قسم کھائی چھٹی یہ کہ جس نے کچھ چوری کی غنیمت کے مال مین تو اوسکو وہ چیز پھیر دینا اور داخل کر دینا واجب ہے اور جب وہ پھیر دے تو اسکو لے لین اور اُسکا مال نہ جلاوین خواہ وہ پھیرے یا نہ پھیرے کیونکہ حضرت نے شملے کے چور کا اور تسمے کے چور کا مال نجلایا اور جو یہہ واجب ہوتا تو آپ ایسا کرتے اور وہ جو حدیث منقول ہے کہ جو شخص غنیمت کے مال مین چوری کرے اوسکا اسباب جلا دو اور اوسکو مار دو یا اُسکی گردن مارو تو ضعیف ہے اوسکے ضعف کو ابن عبد البر نے بیان کیا ہے طحاوی نے کہا اگر وہ حدیث صحیح بھی ہو تو منسوخ ہوگی اور یہ اوس وقت کا حکم ہے جب مالی سزا جائز تھی (یعنے ابتداء شریعت مین مال کی سزا دینا جیسے جرمانہ ضبطی جایداد وغیرہ نہین رہی) **باب** الدليل على ان قاتل نفسه لا يكفر جو شخص خودکشی کرے وہ کافر نہوگا **عن** جابر ان الطفيل بن عمرو الدوسي اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هل لك في حصن حصين ومنعة قال حصن كان لدوس في الجاهلية فابى ذلك النبي صلى الله عليه وسلم للذي ذخر الله للانصار فلما هاجر النبي صلى الله عليه وسلم الى المدينة هاجر اليه الطفيل بن عمرو وهاجر معه رجل من قومه فاجتووا المدينة فمرض فجزع فاخذ مشاقص له فقطع بها براجمه فشخبت يداه حتى مات فرآه الطفيل بن عمرو في منامه فرآه وهيئته حسنة ورآه مغطيا يديه فقال له ما صنع بك ربك فقال غفر لي بهجرتي الى نبيه صلى الله عليه وسلم فقال ما لي اراك مغطيا يديك فقال قيل لن نصلح منك ما افسدت فقصها الطفيل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہین (اوس قلعے سے مراد دوس کا ہتا جاہلیت کے زمانے مین) آپ نے قبول نکیا اوس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے انصار کے حصے مین یہ بات لکھ دی تہی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس رہین اون کی حمایت اور حفاظت مین) تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو طفیل بن عمرو نے بہی ہجرت کی اور انکے ساتہہ انکی قوم کے ایک شخص نے بہی ہجرت کی پہر مدینہ کی ہوا انکو ناموافق ہوئی (اور انکو پیٹ مین عارضہ پیدا ہوا) وہ شخص جو طفیل کے ساتہہ آیا تہا بیمار ہوا اور تکلیف کے مارے اوس نے چوڑی گانسیان لیکر اپنی انگلیون کے جوڑ کاٹ ڈالے اور خون بہنا شروع ہوا دونون ہاتہہ سے یہانتک کہ وہ مر گیا پہر طفیل بن عمرو نے اوسکو خواب مین دیکہا اور اوسکی شکل اچہی تہی مگر اپنے دونون ہاتہون کو چہپائے ہوئے تہا طفیل نے پوچہا کہ تیرے رب نے تیرے ساتہہ کیا سلوک کیا اوس نے کہا بخشدیا مجہکو اس لیے کہ مین نے ہجرت کی تہی اوسکے پیغمبر کیطرف طفیل نے کہا کیا وجہ ہے مین دیکہتا ہون تو دونون ہاتہہ اپنے چہپائے ہوئے ہے وہ شخص بولا کہ مجہے حکم ہوا ہم اسکو نہین سنوارین گے جسکو تو نے خود بگاڑا پہر یہ خواب طفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اللہ اوسکے دونون ہاتہونکو بہی بخشدے یعنی جیسے تو نے اوسکے سارے بدن پر کرم کیا ہے اوس کے دونون ہاتہون کو بہی درست کر دے

ف نووی نے کہا اس حدیث مین دلیل ہے اوس بڑے قاعدے کی جو اہل سنت نے قرار دیا ہے کہ جو شخص اپنے تئین مار ڈالے یا اور کوئی گناہ کرے پہر بغیر توبہ کے مر جاوے تو وہ کافر نہین ہے اور نہ یہ ضرور ہے کہ وہ جہنم مین جاوے بلکہ وہ خدا کی مشیت پر ہے اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گنہگارون کو عذاب ہوگا اور گناہون سے نقصان پہونچتا ہے اور رد ہے مرجیہ کا جو کہتے ہین ایمان کے ساتہہ گناہون سے ضرر نہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ اس حدیث سے بڑی فضیلت ہجرت کی ثابت ہوئی اوس شخص کو اپنے مارنیکی نیت نہوگی کہ حرام موت ہوتی اضطراب سے یہ حرکت ہوئی ہوگی یا شاید بلا کی نیت ہو مگر ہجرت کی برکت اور حضرت کی دعا سے اوس کی مغفرت ہو گئی

بَابٌ فِي الرِّيْحِ الَّتِي تَكُوْنُ فِي قُرْبِ الْقِيَامَةِ تَقْبِضُ مَنْ فِي قَلْبِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ اوس ہوا کا بیان جو قیامت کے قریب چلے گی اور لے جاویگی ہر ایک شخص کو جس کے دل مین رائی برابر بہی ایمان ہوگا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ رِيْحًا مِّنَ الْيَمَنِ اَلْيَنَ مِنَ الْحَ

فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِیْ قَلْبِہٖ قَالَ اَبُوْ عَلْقَمَۃَ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْہُ **ترجمہ** ابو ہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ خدا بھیجیگا ایک ہوا یمن کے ملک سے جو ریشم سے بھی زیادہ ملائم ہوگی پھر یہ ہوا نہ چھوڑیگی اوس شخص کو جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا یعنے مار ڈالے گی اوسکو **ف** تو کوئی ایماندار دنیا مین باقی نرہے گا اوسوقت قیامت ہوگی نووی نے کہا اس مضمون کی حدیثین اور بھی آئی ہین جیسے قیامت قائم نہوگی مگر اوسوقت جب کوئی اللہ اللہ کہنیوالا بھی نرہیگا یا قیامت قائم نہوگی مگر بدترین خلق پر اور یہہ سب حدیثین اپنے ظاہر پر محمول ہین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہے کہ ایک گروہ میرے امت کا حق پر قائم رہیگا قیامت کے دن تک اس کے مخالف نہین کیونکہ مراد اوس سے یہ ہے کہ وہ گروہ قائم رہیگا یہانتک کہ یہ ہوا اوسکو تمام کر دیگی پھر قیامت قائم ہوگی اور یہ جو فرمایا جس کے دل مین دانے برابر یا رتی برابر بھی ایمان ہوگا تو اس سے وہ مذہب ثابت ہوا جو صحیح ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور ریشم سے زیادہ ملائم ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ ہوا نرم اور لطیف ہوگی اور ایک دوسری حدیث مین یون ہے کہ وہ ہوا شام کیطرف سے چلیگی اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید اوسوقت دو ہوائین چلین ایک یمن کیطرف سے اور دوسری شام کیطرف سے یا ایک ہی ہوا شروع یمن سے پھر پھیل جاوے شام تک واللہ اعلم

باب الْحَثِّ عَلَی الْمُبَادَرَۃِ بِالْاَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ فتنے اور فساد پھیلنے سے پہلے نیک اعمال کو جلد بجا لانے کی ترغیب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ كَافِرًا اَوْ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ كَافِرًا یَبِیْعُ دِیْنَہٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی جلدی نیک کام کر لو ان فتنون سے پہلے جو اندھیری رات کے حصون کیطرح ہونگے صبح کو آدمی ایماندار ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو ایماندار اور صبح کو کافر ہوگا اور اپنے دین کو بیچ ڈالے گا دنیا کے مال کے بدلے **ف** یعنی دنیا کی طمع اوسوقت ایسی غالب ہوگی کہ ایمان کی محبت دل مین نرہیگی ذرا سے دنیاوی فائدے کے لیے انسان ایمان کو چھوڑ دیگا اور کفر اختیار کرے گا یہ بات ہمارے زمانے مین بہت پھیل گئی ہے کہ ایمان کی قدر اور منزلت بالکل نرہی اور جسکو دیکھو دنیا کا طالب ہے ہم نے بہت لوگون کو دیکھا جو پہلے مسلمان دیندار تھے پھر دنیا کے طمع سے بے ایمان ہو گئے اور کفر اختیار کیا کوئی نصرانی بنگیا کوئی دہری خدا محفوظ رکھے نووی نے کہا مراد یہ ہے

کہ اوس زمانے مین ایسے بلی درپے فتنے ہونگے کہ ایمان بچانا مشکل ہوگا ایک ہی دن مین ایسا انقلاب ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن ہو تو شام کو کافر ہوگا تحفۃ الاخیار مین ہے کہ اس حدیث مین ان فسادون کی خبر ہی جو یزید پلید اور سلطنت مروانیہ کے زمانے مین واقعہ ہوئی اس حدیث مین ارشاد ہے کہ فرصت کو آدمی غنیمت جانے اور پریشانی سے پہلے جو نیک عمل ہو سکین سو کر لیوے **باب** مُخَافَةِ الْمُؤْمِنِ اَنْ يُّحْبَطَ عَمَلُهٗ مومن کو اپنے اعمال مٹ جانے سو ڈرنا چاہیے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَ اَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَشْتَكٰى فَقَالَ سَعْدٌ اِنَّهٗ لَجَارِيْ وَمَا عَلِمْتُ لَهٗ بِشَكْوٰى قَالَ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے جب یہ آیت اوتری یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اخیر تک **ف** یعنی اے ایمان والو اونچی نہ کرو اپنی آوازین نبی کی آواز سے اوپر اور نہ بولو اوس سے زور سے جیسے بولتے ہو ایک دوسرے سے کہین اکارت نہو جاوین تمہارے عمل اور تم کو خبر نہو۔ تو ڈرایا مومنون کو بے ادبی سے حضرت کی صحبت مین ایسا نہو کہ یہ بے ادبی تمام نیک عملون کو مٹا دے **ف** تو ثابت بن قیس بن شماس اپنے گھر مین بیٹھ رہے اور کہنے لگے مین جہنمی ہون (کیونکہ اون کی آواز بہت بلند تھی اور وہ خطیب تھے انصار کے اس لیے وہ ڈر گئے) اور نہ آئے رسول اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے سعد بن معاذ سے پوچھا کہ ای ابا عمرو ثابت کا کیا حال ہے کچھ بیمار ہو گیا ہے سعد نے کہا وہ میرا ہمسایہ ہے مین نہین جانتا کہ وہ بیمار ہے پھر سعد ثابت کی پاس آئے اور ان سے یہ بیان کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ثابت نے کہا یہ آیت اوتری اور تم جانتے ہو کہ تم سب مین میری آواز اونچی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو مین جہنمی ہون پھر سعد نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نہین وہ جنتی ہے **ف** کیونکہ آواز بلند ہونا کچھ برا نہین بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز

سے باتین کرنا اور چلانا منع ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت بن قیس کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی کیونکہ اون کا جنتی ہونا ثابت ہوا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ امام یا سردار کو اپنے لوگون کا حال پوچھنا چاہیے جو غائب ہو جاوین **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ حَمَّادٍ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهٖ ذِكْرُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ترجمہ دوسری روایت مین یون ہی کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے پھر جب یہ آیت اتری اخیر تک اور سہین سعد بن معاذ کا ذکر نہین ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيْثِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا **عَنْ** اَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ وَزَادَ فَقَالَ فَكُنَّا نَرَاهُ يَمْشِيْ بَيْنَ اَظْهُرِنَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ترجمہ اس روایت مین بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہین اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا ثابت ہم لوگون کے بیچ مین چلتے تھے ہم اونکو دیکھتے تھے ایک شخص جنتی ہم مین جا رہا ہے

بَابٌ هَلْ يُؤَاخَذُ بِاَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ نہوگا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ اُنَاسٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ اَمَّا مَنْ اَحْسَنَ مِنْكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِهَا وَاَمَّا مَنْ اَسَاءَ اُخِذَ بِعَمَلِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْاِسْلَامِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کچھ لوگون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ کیا ہم سے پوچھ ہوگی اون کامون کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین آپ نے فرمایا تم مین سے جو اچھی طرح اسلام لایا (یعنی سچا مسلمان ہوا دل سے) اوس سے تو پوچھ نہوگی جاہلیت کے کامون کی اور جو برا ہے (یعنی صرف ظاہر مین مسلمان ہوا اور دل مین اوسکے کفر رہا) اوس سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونون وقت کے کامون کی **ف** کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور در حقیقت مسلمان ہی نہین ہوا بلکہ منافق رہا نووی نے کہا دوسری حدیث صحیح مین ہی کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو یعنی کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین اسلام لانے سے اور اسی پر اجماع ہے مسلمانون کا **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَاءَ

فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ہم نے عرض کیا یا رسول
اللہ کیا ہم سے مواخذہ ہوگا اون کاموں کا جو جاہلیت کے وقت میں کیے ہیں آپ نے فرمایا جس نے نیکی کی اسلام
مین اوس سے جاہلیت کی کاموں کا مواخذہ نہوگا اور جس نے برائی کی اسلام مین اوس سے مواخذہ ہوگا اگلے (یعنی
کفر) اور پچھلے (یعنے اسلام) دونون وقت کی کاموں کا **عن** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ
ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** كَوْنِ الْاِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ وَكَذَا
الْحَجُّ وَالْهِجْرَةُ اسلام سے اور حج سے اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہوجانا **عن** ابْنِ شِمَاسَةَ
الْمَهْرِيِّ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِي سِيَاقَةِ الْمَوْتِ يَبْكِي طَوِيلًا وَّحَوَّلَ وَجْهَهٗ
اِلَى الْجِدَارِ فَجَعَلَ ابْنُهٗ يَقُوْلُ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ يَا اَبَتَاهُ اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا اَمَا بَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا قَالَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ
اِنَّ اَفْضَلَ مَا نُعِدُّ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ عَلٰى
اَطْبَاقٍ ثَلَاثٍ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَمَا اَحَدٌ اَشَدَّ بُغْضًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ
وَلَا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ قَدِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَكُنْتُ مِنْ
اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْاِسْلَامَ فِيْ قَلْبِيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلِاُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهٗ قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِيْ قَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو
قَالَ قُلْتُ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ يُّغْفَرَ لِيْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ
الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ
قَبْلَهٗ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِيْ عَيْنِيْ
مِنْهُ وَمَا كُنْتُ اُطِيْقُ اَنْ اَمْلَاَ عَيْنَيَّ مِنْهُ اِجْلَالًا لَّهٗ وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ
لِاَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاُ عَيْنَيَّ مِنْهُ وَلَوْ مُتُّ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ لَرَجَوْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ
الْجَنَّةِ ثُمَّ وَلِيْنَا اَشْيَاءَ مَا اَدْرِيْ مَا حَالِيْ فِيْهَا فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ
وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا
تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَنْظُرَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ
ترجمہ ابن شماسہ (عبدالرحمن بن شماسہ بن ذئب) مہری سے روایت ہے ہم عمرو بن عاص پاس گئے اور

وہ مرنے کے قریب تھے تو روئی بہت دیر تک اور منہ پہیر لیا اپنا دیوار کیطرف انکے بیٹے کہنے لگے باوا تمکو کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری نہیں دی تب انہون نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتون
یہ خوشخبری ۱۲
مین افضل ہم سمجھتے ہین اس بات کی گواہی دینے کو کہ کوئی سچا معبود نہین سوا خدا کے اور محمد اوس
کے بہیجے ہوئے ہین اور میرے اوپر تین حال گذرے ہین ایک حال یہ تہا جو تو نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مین کسیکو برا نہین جانتا تہا اور مجھے آرزو تھی کہ کسیطرح مین قابو پاؤن اور
انکو قتل کرون (معاذ اللہ) پہر اگر مین مرجاتا اس حال مین تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تہا کہ اللہ تعالی
نے اسلام کی محبت میرے دلمین ڈالی اور مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا مین نے کہا اپنا داہنا
ہاتہہ بڑہائیے تاکہ مین بیعت کرون آپ سے آپ نے ہاتہہ بڑہایا مین نے اوسوقت اپنا ہاتہہ کہینچ لیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تجھکو اے عمرو مین نے کہا مین شرط کرنا چاہتا ہون
آپ نے فرمایا کیا شرط مین نے کہا یہ شرط کہ میرے گناہ معاف ہون (جو اب تک کیے ہین) آپ نے فرمایا
اے عمرو تو نہین جانتا کہ اسلام گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو اسیطرح ہجرت گرا دیتی ہے پیشتر کے گناہون
کو اسیطرح حج گرا دیتا ہے پیشتر کے گناہون کو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھکو کسی کی محبت نہ
تہی اور نہ میری نگاہ مین آپ سے زیادہ کسی کی شان تہی اور مین آنکھ بہر کر آپ کو نہ دیکہہ سکتا تہا
آپ کی جلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھسے آپ کی صورت کو پوچہے تو مین بیان نہین کر سکتا کیونکہ مین
آنکہہ بہر کر آپ کو دیکہہ نہین سکتا تہا اور اگر مین مرجاتا اس حال مین تو امید تہی کہ جنتی ہوتا بعد اوس کے
یہ تیسرا حال ہے
چند اور چیزون مین ہم کو پہنسنا پڑا مین نہین جانتا میرا حال کیا ہوگا اونکی وجہ سے تو جب مین مرجاؤن
میرے جنازے کے ساتہہ کوئی رونے چلانے والی نہ ہو اور نہ آگ ہو اور جب مجھے دفن کرنا تو مٹی ڈالدینا
مجھپر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کہڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر مین اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اسکا
گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل بہلے تم سے (اور مین تنہائی سے گہبرا نہ جاؤن) اور دیکھ لون پروردگار
کے وکیلون کو مین کیا جواب دیتا ہون **ف** یعنی منکر نکیر کو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتین
معلوم ہوئین ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہو اوسکو تسلی اور تشفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی
کی آیتین اور حدیثین سنانا چاہیے جیسے عمرو کے بیٹے نے کیا اور یہ مستحب ہے بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عزت اور حرمت کرتے تہے تیسرے یہ کہ جنازے کے ساتہہ رونے

والی اور انگار لیجانا منع ہے اور علما نے اسکو مکروہ رکھا ہے لیکن نوحہ کرنا وہ تو حرام ہی اور انگار لیجانا مکروہ ہی بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہی کہ وہ عادت ہی جاہلیت کے زمانے کی اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ انگار رکھنے مین شگون بد ہے مردے کے لیے چوتھی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر مستحب ہے پانچوین یہ کہ قبر پر بیٹھنا نہین چاہیے جیسے بعضی ملکون مین دستور ہے چھٹی یہ کہ قبر مین مردے کا امتحان ہوتا ہے اور فرشتے اوس سے سوال کرتے ہین اور یہی مذہب ہی اہل حق کا ساتوین یہ کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا چاہیے اور یہہ مستحب ہے آٹھوین یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر ہونیوالون کی آواز سنتا ہے نوین یہ کہ مشترک گوشت کا بانٹ لینا درست ہی اسیطرح ترمیوون کا جیسے انگور وغیرہ اور اسمین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے جو مشہور ہے انتہی مختصراً **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا فَاَكْثَرُوْا ثُمَّ اَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِىْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْ اِلَيْهِ لَحَسَنٌ وَلَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا وَنَزَلَ يَا عِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ **ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہی مشرکون مین چند لوگون نے (شرک کی حالت مین) بہت خون کیے تھے اور بہت زنا کی تھی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہین اور جسطرف بلاتے ہین وہ خوب ہی اور جو آپ ہمکو بتلاوین ہمارے گناہون کا کفارہ تو ہم اسلام لاوین تب یہ آیت اوتری وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اخیر تک یعنی جو لوگ خدا کے ساتھہ اور دوسرے خدا کو نہین پکارتے اور جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اوسکو نہین مارتے مگر کسی حق کے بدلے اور زنا نہین کرتے اور جو کوئی ان کامون کو (یعنے خون اور زنا اور شرک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اوسکو دونا عذاب ہوے گا قیامت کے روز اور ہمیشہ رہے گا عذاب مین ذلت سے مگر جو کوئی ایمان لایا اور اوس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اوسکی برائیان مٹ کر نیکیان ہو جاوین گی اور اللہ تعالے مہربان ہے بخشنے والا اور خدا نے ان لوگون کو بتلا دیا کہ تم اسلام لاؤ تمہارے اگلے سب گناہ شرک کے زمانے کے معاف ہو جاوین گے) اور یہ آیت اوتری يَا عِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اخیر تک یعنی اے بندو میرے جنہون نے گناہ کیے ہین مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے

باب بَيَانِ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ اِذَا اَسْلَمَ بَعْدَهٗ

کافر اگر کفر کی حالت مین

نیک کام کرے پہر مسلمان ہوجاوے **عَن** حَکِیمِ بْنِ حِزَامٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اُمُوْرًا کُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِھَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ ھَلْ لِّیْ فِیْھَا مِنْ شَیْءٍ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَیْرٍ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ **ترجمہ** حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ سمجہتے ہین جاہلیت کے زمانے مین جو مین نے عبادت کے کام کیے (یعنی نیک سمجہ کر گناہ سے نکلنے کے لیے) اُنکا کچہ ثواب مجکو ملیگا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاوینگے) آپنے فرمایا تو اسلام لایا اگلے اون سب نیکیون پر جو کر چکا ہے **ف** یعنی جب تو مسلمان ہوگیا تو تیرے کفر کے زمانے کی نیکیان بہی بیکار نہ جاوینگی بلکہ اُن سب کا ثواب ملیگا البتہ اگر تو مسلمان نہوتا اور کفر ہی پر مرجاتا تو تیری سب نیکیان مٹ جاتین یہی مطلب ظاہر حدیث سے نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن بطال و محققین کا کہ کافر اگر مسلمان ہوجاوے تو اُسکو وہ نیک کام جو کفر کے زمانے مین کیے ہین لغو نہونگے اور خدا اونپر ثواب دیگا بدلیل اس حدیث کے کہ جسکو دارقطنی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہوجاوے پہر اُسکا اسلام اچہا ہو اللہ تعالی اوسکی ہر ایک نیکی کو لکہے گا جو کر چکا ہے اور ہر بُرائی کو مٹا دیگا جو کر چکا ہے اور اسلام کے بعد جو نیکی کرے گا تو ایک کے بدلے دس کا سات سو تک ثواب ملیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی لکہی جاویگی پر جب خدا اوسکو بہی معاف کردے تو ایک بہی نہ لکہی جاویگی۔ امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اوس قاعدے کے جو مقرر ہوچکا ہے کہ کافر کا تقرب صحیح نہین پہر اوسکو نیکی پر ثواب بہی نہ ہوگا اور ایمان لانا اوسکا اطاعت ہے نہ تقرب اسلیے کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرتا ہے اوسکو پہچانے اور وہ کفر کی حالت مین خدا کو برابر پہچانتا نہ تہا اس صورت مین حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہے یعنی مطلب ہے کہ کفر کے زمانے مین جتنی تونے نیکیان کیے تہین اُنکی وجہ سے تیری طبیعت نیک ہوگئی اور تجہکو نیک کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پہر تو اس عادت اور طبیعت سے اسلام مین بہی فائدہ اُٹہاویگا کیونکہ وہ لیجاویگی تجہکو نیک کامون کیطرف یا یہ مطلب ہے کہ اون نیکیون کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت مین بہی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت مین تجہکو نیکیون کا ثواب اورون سے زیادہ ملیگا کیونکہ تو پہلے بہی نیک کام کرچکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کیوجہ سے عذاب مین تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعید نہین تمام ہوا کلام مازری کا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگلی نیکیون ہی کی برکت سے خدا نے تجہے اسلام کی ہدایت کی اور نیکیان اوائل ہین دلیل ہین حسن خاتمت اور

سعادت کی انجام مین انتہی لیکن صحیح وہی ہے جو ابن بطال وغیرہ نے کہا کہ حدیث محمول ہی ظاہر پر ابن بطال
نے کہا اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے بندون پر جتنی چاہے اور جسطرح چاہے عنایت کرے اور کسیکو اوس مین اعتراض
کی مجال نہین اور فقہا نے جو کہا ہے کہ کافر کی عبادت صحیح نہین اور اگر وہ اسلام لاوے تو اُس عبادت کا اعتبار
نہوگا اوسکا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے احکام کے رو سے اوسکی عبادت صحیح نہین اور آخرت کا ثواب اللہ کو اختیار
ہے اب اگر کوئی یون کہنے لگے کہ آخرت مین بھی اوسپر ثواب نہوگا تو اُسکا قول رد کیا جاویگا اس صحیح
حدیث سے اور کفار کے بعض افعال کا تو دنیا مین بھی اعتبار ہوتا ہے خود فقہا نے کہا ہے کہ اگر ذمی حالت کفر مین
کوئی کفارہ جیسے ظہار وغیرہ کا کفارہ واجب ہو پھر وہ اوسکو ادا کر دے کفر کی حالت مین تو کافی ہو جاویگا
اور اسلام لانے کے بعد دوبارہ کفارہ دینا لازم نہوگا اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے کہ اگر حالت کفر مین
جنب ہوا پھر غسل کر لیا کفر ہی کی حالت مین بعد اوسکے مسلمان ہوا تو دوبارہ غسل کرنا ضرور ہے یا نہین
اور ہمارے بعض اصحاب نے اس مین مبالغہ کیا ہے اور کہا ہے کہ کافر کی ہر ایک طہارت صحیح ہے غسل ہو یا وضو
ہو یا تیمم ہو اور اسلام لانے کے بعد اوسی طہارت سے نماز پڑھنا درست ہی انتہی ما قال النووی مترجم
کہتا ہے کہ اسلام لانا ایک ایسی بڑی نعمت ہی خدا کی جسکے مقابلے مین اور کوئی نعمت نہین تو جہان تک
اس نعمت کی وجہ سے فوائد حاصل ہون بعید نہین اور کافر کے نیک اعمال جو مٹ جاتے ہین تو وہ اسی وجہ
سے کہ اُسکی موت کفر پر ہوتی ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے پھر جب خاتمہ نیک ہوا اور انسان کفر کو چھوڑ کر
مسلمان ہو گیا تو اللہ تعالی اوسکی محنت کو ضائع نکرے گا اور اُس کے نیک کامون پر ضرور اوسے ثواب دیگا
دوسرے یہ کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر کی نیکیون کو اسلام لانیکے بعد لغو کر دیتے تو لوگون کو رنج
ہوتا اور اسلام کیطرف رغبت گھٹ جاتی حالانکہ اصلی مقصود آپکا یہ تہا کہ لوگون کو اسلام کا شوق پیدا
ہو اسیوجہ سے آپنے فرمایا کہ اسلام لانے سے کفر کے گناہ تو سب مٹ گئے اور نیکیان باقی ہین وہ ہرگز تلف نہونگی
سبحان اللہ خداوند کریم کی عنایت اور محبت اپنے بندون کے ساتھہ کیسی ہی اللہ تعالی ہر ایک بندے کو ایمان کی
ہدایت دے اور ہمارا اور سب مسلمانون کا خاتمہ بخیر کرے عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیْ رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اُمُوْرًا كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عَتَاقَةٍ اَوْ صِلَةِ رَحِمٍ اَفِيْهَا اَجْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ ترجمہ حکیم بن حزام سے روایت ہے انہون نے کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے یارسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہین جو نیک کام مین نے جاہلیت کے زمانے مین کیے ہین جیسے صدقہ یا بردے کا آزاد کرنا یا ناتا ملانا اون کا ثواب مجھکو ہوگا آپ نے فرمایا تو اسلام لایا اوسی نیکی پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ نیکی قائم ہے اب اسپر اسلام زیادہ ہوا) **عَنْ** حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَشْيَاءُ كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي كُنْتُ أَتَبَرَّرُ بِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ لَكَ مِنَ الْخَيْرِ قُلْتُ فَوَاللهِ لَا أَدَعُ شَيْئًا صَنَعْتُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا فَعَلْتُ فِي الْإِسْلَامِ مِثْلَهُ **ترجمہ** حکیم بن حزام نے کہا یارسول اللہ کئی کام ہین جنکو مین جاہلیت کے زمانے مین کیا کرتا تہا ہشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو اُن نیکیون پر جو تو نے کین مین نے کہا یارسول اللہ تو قسم خدا کی پہر جتنے (نیک) کام مین اوتنا ہی اسلام کی حالت مین بجا لاؤن گا (تا کہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑہ کر نرہے نیکیون کی کثرت مین) **عَنْ** عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ **ترجمہ** عروہ بن الزبیر سے روایت ہے حکیم بن حزام نے جاہلیت کے زمانے مین سو بردے آزاد کیے تہے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ مین دیے تہے پہر انہون نے اسلام کی حالت مین بہی سو بردے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ مین سواری کے لیے دیے بعد اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پہر بیان کیا حدیث کو اوسیطرح جیسے اوپر گزری **ف** نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہین وہ کعبے کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسی کو نہین ملی اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھہ برس تک جاہلیت کی حالت مین جیے پہر ساٹھہ برس تک اسلام کیحالت مین زندہ رہے اور وہ مسلمان ہوئے جس سال مکہ فتح ہوا اور مرے مدینہ مین ۵۴ھ مین تو اسلام کی حالت مین ساٹھہ برس جینے سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے مین ساٹھہ برس جیے

بَابُ صِدْقِ الْإِيمَانِ وَخَلَاصِهِ ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ

لَظُلْمٌ عَظِيمٌ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جب یہ آیت اتری اَلَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اخیر تک یعنی جو لوگ ایمان لائے پھر انہون نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہین کیا (یعنی گناہ مین نہ پھنسے) انکو امن ہے اور وہی ہین راہ پانیوالے تو بہت گران گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہون نے کہا یا رسول اللہ ہم مین سے کون ایسا ہے جو ظلم نہین کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہین کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہین جیسا تم خیال کرتے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا ای بیٹے میرے مت شرک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے **ف** تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت مین آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے پھر انہون نے شرک نہین کیے تو انکو امن ہے اگرچہ وہ اور گناہون مین جو شرک سے کم ہین پھنس گئے ہون صحیح بخاری کی روایت مین یون ہے کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم مین سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نکیا ہو تب اللہ تعالے نے یہ آیت اوتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا تھا اسوجہ سے وہ آیت اون پر بھاری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا کہ مراد ظلم سے مطلق نہین ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے خطابی نے کہا صحابہ پر یہ آیت اسوجہ سے گران گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی یہی ہین کہ لوگون کے حق دبا لینا اور گناہون مین مبتلا ہونا انہون نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنے مراد ہین اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک چیز کو اسکی جگہ سے چھوڑ کر دوسری جگہ مین رکھنا پھر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کی تو وہ بڑھ گیا ظلم مین سب ظالمون سے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کے اور گناہ کرنے سے آدمی کافر نہین ہوتا اور لقمان ایک بڑے حکیم گذرے ہین اور اختلاف کیا علماء نے کہ وہ نبی تھے یا نہین امام ابو اسحاق ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کسی نے انکو نبی نہین کہا اور لقمان کے بیٹے کا نام جسکو انہون نے نصیحت کی تھی انعم تھا اور بعضون نے کہا مشکم واللہ اعلم (نووی)

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنِيهِ أَوَّلًا أَبِي عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْأَعْمَشِ ثُمَّ سَمِعْتُهُ مِنْهُ **ترجمہ** اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

باب بَيَانِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ تَعَالَى عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ وَالْخَوَاطِرِ بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ وَبَيَانِ أَنَّهُ تَعَالَى لَمْ يُكَلِّفْ إِلَّا مَا يُطَاقُ وَبَيَانِ حُكْمِ الْهَمِّ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ دل مین جو وسوسے آتے ہین جب تک وہ جم

نہ چاوین انپر مواخذہ نہوگا اور اللہ تعالی نے اوتنی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہے اور نیکی اور گناہ کا قصد کرنا کیا حکم رکھتا ہے **عن** ابی ھریرۃ قال لما انزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر قال فاشتد ذلک علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم برکوا علی الرکب فقالوا ای رسول اللہ کلفنا من الاعمال ما نطیق الصلاۃ والصیام والجہاد والصدقۃ وقد انزلت علیک ھذہ الآیۃ ولا نطیقھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتریدون ان تقولوا کما قال اھل الکتابین من قبلکم سمعنا وعصینا بل قولوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر قالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر فلما اقترأھا القوم ذلت بھا السنتھم فانزل اللہ فی اثرھا آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر فلما فعلوا ذلک نسخھا اللہ فانزل اللہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا قال نعم ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا قال نعم ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ قال نعم واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین قال نعم **ترجمہ**

ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اوتری للہ ما فی السموات وما فی الارض اخیر تک یعنی اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانون اور زمین مین اور اگر تم کھولو اپنی دل کی بات کو یا چھپاؤ اوسکو اللہ تعالی حساب کریگا اوسکا تم سے پھر بخشیگا جسکو چاہیگا اور عذاب کریگا جسکو چاہیگا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو گران گذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر **ف** امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا یہ آیت ان پر گران گذری کیونکہ وہ سمجھے ہم سے مواخذہ ہوگا ان وسوسون پر جو خود بخود دلمین گذرتے ہین اور ہم کو انکے دور کرنیکی طاقت نہین پھر یہ تکلیف مالا یطاق ٹھہری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن اختلاف ہے کہ آیا شریعت مین اوسکا حکم ہوا یا نہین **ت** اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھ گئے

گہٹنون پر اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمکو حکم ہوا اون کامون کے کرنیکا جنکی طاقت ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اوتری اور اسپر عمل کرنے کی ہمکو طاقت نہین (یعنی اپنے دلپر ہمارا زور نہین چلتا
کہ برے شیطانی وسوسے بالکل نہ آنے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو ایسا کہو جیسے
پہلے دونون کتاب والون (یہود اور نصاری) نے کہا (جب اللہ کا حکم سنا) سنا ہمنے اور نافرمانی کی (یعنے ہمنے
تیرا حکم سنا پر ہم اوسپر عمل نہین کرینگے) بلکہ یون کہو سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہمکو جانا ہے یہ سنکر صحابہ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخشدے ہمکو مالک ہمارے تیری ہی
طرف ہمکو جانا ہے جب لوگون نے یہ کہا اور اپنی زبان سے نکالا اوس کے بعد ہی یہ آیت اوتری اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اخیر تک یعنی ایمان لایا رسول اوسپر جو اترا اوسکی طرف اوسکے مالک کے پاس سے اور
ایمان لائے مومن بہی سب ایمان لائے اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوسکی کتابون پر اور اوس کے
رسولون پر ہم ایسا نہین کرتے کہ ایک رسول کو مانین اور ایک کو نہ مانین (جیسے یہود اور نصاری نے کیا)
اور کہا اونہون نے ہم نے سنا اور مان لیا بخشدے ہمکو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہمکو جانا ہے جب
انہون نے ایسا کیا تو اللہ تعالے نے (اپنے فضل اور کرم سے) اوس آیت کو (یعنی وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ
منسوخ کر دیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اوسکی طاقت کے موافق ہر کسی کو اوسی کے
نیکیان کام آوینگی اور اوسیپر اوسکی برائیون کا بوجھ ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہمکو اگر ہم بہول یا چوک جاوین
مالک نے فرمایا اچہا) اے مالک ہمارے مت لاد ہمپر ایسا بوجھ جیسے لادا تہا تو نے اگلون پر (یہود پر پہر اون سے
نہوسکا انہون نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچہا ای مالک ہمارے مت لاد ہمپر وہ بوجہ جسکی اوٹہانیکی ہمکو طاقت
نہین مالک نے فرمایا اچہا۔ اور معاف کر دے ہماری خطائین اور بخشدے ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا مالک ہے مدد کر
ہماری اون لوگون پر جو کافر ہین۔ پروردگار نے فرمایا اچہا **ف** یعنی خداوند کریم نے اپنے فضل سے
اپنے عاجز بندون کی سب دعائین قبول کین اور سخت احکام جو اون سے نہ ہو سکتے اسلام مین اٹہا دیے اور
دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم بہی اٹہا دیا جو پہلے دیا تہا کہ دل کے خیال پر مواخذہ ہوگا اب اگر کسی کے دل
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اوس گناہ کو کرے نہین وہ لکہا نہ جاویگا امام مازری نے کہا وَاِنْ تُبْدُوْا
مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ الآیۃ کے منسوخ ہونے مین یہ اعتراض ہے کہ نسخ وہان ہوتا ہے جب دوسرے حکم اور پہلے حکم مین جمع
نہ ہوسکے اور یہان جمع ممکن ہے اسطرح سے کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک قسم کے وسوسون اور خیالون کو جو اختیاری مین

ہون یا نہ ہون اور دوسری آیت سے وہ آیت خاص ہوگئی ان خیالون سے جو اختیار مین ہین مگر جس صورت مین صحابہ نے پہلی آیت سے وہی خیال سمجھے ہین جو اختیار مین نہین اس صورت مین البتہ دوسری آیت اوسکی ناسخ ہے قاضی عیاض نے کہا نسخ سے کوئی امر مانع نہین جب راوی نے خود نسخ کو نقل کیا ہو بعضون نے کہا نسخ سے یہان مراد اون کے شبہ کا دور کرنا ہے جو انکو ہوا تھا پہلی آیت سے اور گران گذری تہی وہ اون پر اب دوسری آیت سے انکو اطمینان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام واحدی نے کہا آیت کے منسوخ ہونے مین اختلاف ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے منسوخ نہین ہے (نووی مختصرا) **عن** ابنِ عبّاسٍ قالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ قَالَ دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا قَالَ فَاَلْقَى اللّٰهُ تَعَالَى الْاِيْمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَآ اَنْتَ مَوْلٰىنَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جب یہ آیت اتری وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تو لوگون کے دلون مین وہ بات سما گئی جو کسی چیز سے نہ سمائی تہی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو ہمنے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پہر اللہ نے ایمان انکے دلون مین ڈالدیا اور اتارا اس آیت کو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اخیر تک یعنی اللہ تکلیف نہین دیتا کسیکو مگر اوسکی طاقت کے موافق جو وہ کرے گا اپنے لیے نیک کام اوسکا ثواب اوسیکو ہے اور جو گناہ کرے گا اوسکا پاپ اوسی پر ہوگا اے مالک ہمارے مت پکڑ ہم کو بہول چوک مین (مالک نے فرمایا مین ایسا ہی کرون گا) اے مالک ہمارے مت لاد ہم پر بوجھ جیسے تو نے لادا تہا اگلون پر (مالک نے فرمایا ایسا ہی مین کرون گا) اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے (مالک نے فرمایا مین نے ایسا ہی کیا) **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوْا اَوْ يَعْمَلُوْا بِهٖ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگذر کی میری امت سے اون خیالون پر (گناہ کے) جو دل مین آوین جب تک انکو زبان سے نہ نکالین یا اوس پر عمل نہ کرین **ف** سراج الوہاج

مین ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل مین پیدا ہو وہ معاف ہے کیونکہ ما کا حرف حدیث مین عام ہے ہر ایک خیال ارادے کو برابر ہے کہ وہ خیال و ارادہ دل مین جمگیا ہو یا نہ جما ہو اور تھوڑی دیر تک رہا یا بہت مدت تک ہر صورت وہ معاف کیا گیا ہے اس امت کے لیے اور یہ شرف خاص کیا اللہ نے اس امت سے برخلاف اور اگلی امتون کے کہ اون سے دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور وہ دل ہی مین ہے وہ معاف ہے اور اس خیال کیوجہ سے نہ انسان مرتد ہوگا نہ گنہگار ہوگا نہ کوئی عبادت اوس کیوجہ سے باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا عتاق اوس سے پڑے گا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور دلالت کرتی ہین اسپر وہ حدیثین جو اس باب مین آئی ہین اور انکے الفاظ بہت ہین اب جو بعضے علما سے منقول ہے کہ خیال دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو دل مین آیا اور چلا گیا اوسپر مواخذہ نہین اور یہی خیال اس حدیث سے مقصود ہے اور ایک وہ خیال جو دل مین جمگیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدے کے طور پر ہو گیا اوسپر مواخذہ ہوگا اور وہ مقصود نہین اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہین نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے شامل ہے دونون قسم کے خیالون کو اور اگرچہ خیال دل مین جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج مین اس کا وجود اعمال کیطرح نہ ہوگا پھر اوسکا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہین اور کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی علامت نہین اور کوئی ضرورت نہین کہ اللہ پر وہ بات جوڑین جو اوس نے نہین فرمائی اور بندون پر گناہ لازم کرین اور انپر مواخذہ رکھین اور اس امر سے جو شریعت کی رو سے معاف ہے اور بعضے فرق کرنے والون نے یہ کہا کہ جو خیال دل مین جم جاوے اوسپر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل نہ کیے گئے مین کیونکر داخل ہوگا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور تکلم تو خیال نفسی کے مقابل ہین اور یہ دونون حد ہین عفو کی اور کوئی عرب کا رہنے والا یہ مطلب اس حدیث سے نہ سمجھے گا جو ان لوگون نے سمجھا اور اس سے معلوم ہوگیا کہ جن لوگون نے یہ فرق کیا ہے اونکا قول باطل ہے اور انکے پاس کوئی دلیل نہین بلکہ صرف رائے ہے جس کی کوئی ضرورت نہین اور جب سچے رسول نے ہم سے بیان کر دیا کہ اللہ جل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اوسپر عمل نہ کرے تو قصد اور عزم اور اعتقاد اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہین جب بھی اونپر مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ چیزین عمل نہین ہین اور مواخذہ عمل ہی سے ہوتا ہے اسمین کوئی اہل لسان یا اہل شرع مین سے خلاف نکریگا اور ان حدیثون سے یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہین ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل وہ ہے جو ابن عباس کی حدیث مین ہے کہ اگر

قصد کرے ایک بھلائی کا پھر اوسکو نہ کرے تو اللہ اوس کے لیے ایک نیکی لکھیگا اور ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ اگر برائی کر نہ کرے تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اوس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا قصد کرے اور اوس پر عمل نکرے تو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور یہ امر معلوم ہی کہ جس نے قصد کیا برائی کا یا عزم کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اوس نے اوس برائی پر عمل نہیں کیا پھر اوسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا چہ جائیکہ برائی کا مواخذہ ہو اس صورت میں جن لوگوں نے ارادہ اور عزم اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اوس سے کوئی فائدہ نہیں اور بعضی اہل کلام نے یہ کہا ہی کہ عزم پر مواخذہ اور عتاب ہوگا مثلاً کوئی عزم کرے کسی پیغمبر کی توہین کا یا کسی کتاب آسمانی کی تحقیر کا تو وہ عزم کرتے ہی کافر ہو جاویگا اگرچہ کوئی فعل نکرے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان انکا غلط ہی اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غایت جو مواخذے کے لیے قرار دی گئی ہے عمل یا تکلم ہے اور ایسا عزم کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ تکلم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف ہے دلیل صریح اور واضح کے اور اون لوگون نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے عزم کیا اوس امر کا جو جائز نہیں اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ یہی انکی غلطی ہے اسلیے کہ اوس نے بیشک عزم کیا اوسکا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ وہ کام ہے جسکا اوس نے عزم کیا تھا نہ خود یہ عزم جو ایک شیطانی وسوسہ ہی اس لیے کہ وہ شریعت کی رو سے معاف ہی جب تک اوس پر عمل یا تکلم نہ ہو اور صرف عزم نہ عمل ہے نہ تکلم باتفاق اہل لغت و اہل شرع اور یہی معنی سمجھے ہیں سلف صالحین اس حدیث کی اور رحم کرے اللہ امام شافعی پر کیونکہ انہون نے اپنی کتاب میں جسکا نام ام ہے لکھا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان نکرے وہ دل کا وسوسہ ہی جو معاف کیا گیا ہے آدمیون سے اور جس نے تاویل کی ہے اس میں وہ صواب پر نہیں جیسے احادیث میں تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سب تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس امت کو وہ حرج معاف ہے جو اگلی امتون پر تھا یعنے دل کے عزم پر اون سے مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالون پر خواہ وہ جم گئی ہون یا نہ جمی ہون اور مدت تک رہین یا تھوڑی دیر رہین یہ سب قسم کے خیالات ہمکو معاف کیے گئے اور اگلون پر اون کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ میں ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پوری بحث اوسکی کتاب دلیل الطالب علی ارجح المطالب میں ہے اور ویسی کسی دوسری کی کتابون میں تجھکو نہ ملے گی انتہے نووی نے کہا امام مازری نے کہا قاضی ابوبکر بن الطیب کا مذہب یہ ہی کہ جو شخص کسی گناہ کا ارادہ دل سے کرے اور اپنے نفس کو اوس پر مضبوط اور مستعد کرلے تو گنہگار ہوگا اور یہ حدیث اور اس

قسم کی دوسری حدیثین محمول ہین اون ہی خیالون پر جو دل مین گذرین اور چلے جاوین اور جمی نہین اسکو ہم کہتے ہین اور ہم اور عزم مین فرق ہے اور حدیث مین ہم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہے قاضی ابو بکر کا اور مخالف ہین اس کے اکثر فقہا اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہے قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور اہل علم فقہا اور محدثین قاضی ابو بکر کے مذہب کیطرف گئے ہین کیونکہ دوسری حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب پر مواخذہ ہوگا لیکن انہون نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اوس برائی پر نہ ہوگا جسکا قصد کیا تہا کیونکہ وہ برائی تو اوس نے کی ہی نہین بلکہ خود اس عزم پر ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے پہر اگر وہ اس برائی کو کرتا تو دوسرا گناہ اور لکہا جاتا اب اگر برائی کو چہوڑ دیا تو ایک نیکی لکہی جاویگی جیسے حدیث مین وارد ہے کیونکہ اوس نے چہوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور یہ نیکی ہے لیکن وہ ہم جو معاف ہے اور جسمین برائی نہین لکہی جاتی ہے وہ وہ وسوسہ ہے جو بے اختیار دل مین گذرتا ہے نہ اوسکا عزم ہوتا ہے نہ نفس مین وہ جمتا ہے اور بعض متکلمین نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چہوڑ دیا لوگون سے شرم کرکے نہ خدا کے خوف سے تو اوسکو نیکی کا ثواب نہین ملیگا کیونکہ اوس نے برائی کو چہوڑا حیا سے نہ خوف خدا سے اور یہ ضعیف ہے اسکی کوئی دلیل نہین تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا کلام بہت اچہا ہے کیونکہ شرع کے اور نصوص دلالت کرتے ہین اسپر کہ جو عزم دل مین جم جاوے اوسپر مواخذہ ہوگا اللہ تعالی فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہین برائی پہیلنا مسلمانون مین انکو دکہ کی مار ہے اور فرماتا ہے بچو بہت گمان سے کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتا ہے اور اس باب مین بہت سی آیات ہین اور نصوص شرعیہ اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حسد کرنا اور مسلمانون کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا خواہان ہونا حرام ہے حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہین **مترجم** کہتا ہے مولانا ابو الطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے ظاہر حدیث کے اور ایک جماعت سلف کی اوسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا خلاف کیا ہے بدلیل دوسری آیات اور احادیث کے اور مین پناہ مانگتا ہون اللہ کی غلط اور باطل خیال سے اور دعا کرتا ہون کہ اللہ عزوجل توفیق دیوے اس مسئلہ مین جواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خیال دو قسم کے ہین ایک تو خیال اوس برائی کا جسکا کہنا زبان سے یا کرنا ہاتہ یا پاون سے شرع مین منع ہوا ہے جیسے غیبت۔ چوری۔ یا زنا۔ یا شراب خمر ان گناہون کا اگر کوئی قصد کرے پہر خواہ وہ قصد دل مین جم جاوے یا نہ جمے ہر طرح اوس سے مواخذہ نہوگا جب تک وہ گناہ نکرے اور جو نکرے گا اللہ کے ڈر سے اوس سے باز رہیگا

تو اوسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے گی اور یہی منطوق ہے ابوہریرہ کی حدیث کا جو آگے آتی ہے اور ایک وہ خیال جو خود شرع مین ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جیسے شرک کا اعتقاد حسد۔ بغض۔ مسلمانون کی بدخواہی کبر نخوت حرص ظلم۔ اس قسم کے خیال جب دل مین جم جاوین اور عقیدہ کیطرح ہوجاوین تو وہ گناہ ہین اون پر مواخذہ ہوگا البتہ اگر دل مین گذرین اور گذر کر چلے جاوین تو خداوند کریم سے امید ہے کہ وہ مواخذہ نکرے گا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون سے پناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک کرنے کی دعا نفرماتے اور ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہون اور انپر مواخذہ نہ ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا منافق جسنے زبان سے کوئی بات نہین نکالی مواخذہ دار نہوگا اگرچہ اسکا خاتمہ بھی شرک اور کفر اور نفاق پر ہو حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہوا اور سرّ اسمین یہ ہے کہ ایک تو وسوسہ ہی جو دل مین گذرے اور چلا جاوے یہ ایسا ہی جیسے بہتے پانی پر نجاست پڑی اور بہ گئی اس سے پانی کی صفت نہین بدلی اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف ہے اور ایک اعتقاد ہی کہ ایک خیال دل مین آوے اور مضبوط ہوجاوے اور جم جاوے خواہ انسان اوسکو منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہوجاتا ہے اور اعمال قلبیہ مین گنا جاتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے تھہرے پانی مین نجاست گرے اور اوسکو ناپاک بدبودار کردے اور یہ خیال درحقیقت جوارح کے اور اعمال کیطرح خارج مین موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہی نفس کی اور نفس خارج مین موجود ہے اور آخر قلب بھی زبان کیطرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج مین موجود ہو اور قلب کی صفت موجود نہو یہ کیسے ہوسکتا ہے پس حدیث مین جو لَمۡ تَعۡمَل کا لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ یہ عمل قلب ہی اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت مین چوری یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی نفس کی صفت ہوجاویگا پھر چاہیے کہ اوسپر بھی مواخذہ ہو حالانکہ اوپر تم کہہ چکے کہ ان گناہون کے خیال پر مواخذہ نہین تو ہم یہ جواب دینگے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس مین جم جاوے تو نفس کی ایک صفت ہوگا پر شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہین رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہین انکو زنا اور چوری کہا برخلاف بداعتقادی اور بدبینی اور غرور اور نفاق اور حسد اور بخل کے کہ انکا مفہوم نفس کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل جارح ہوا اس صورت مین اس عمل کا انتساب نفس کیطرف نہوگا کیونکہ ایک عمل دو عاملون کے ساتھ قائم نہین ہوسکتا نہ ایک عرض دو موضوع (محل) مین پائے

جا سکتی ہے پس ان گناہوں مین مَا لَمْ تَعْمَلْ سے انکا عمل مراد ہوگا یعنے عمل جارحہ اور جبتک وہ گناہ جوارح سے نہ کریگا اون کے خیال پر خواہ وہ کسی طرح کا ہو مواخذہ نہوگا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام لانے کے بعد گونگا ہوگیا اور اُس نے اپنا دل اسلام کے عقیدون سے پھیر کر کفر کے عقیدون پر جما دیا لیکن کوئی عمل کفر کا نکیا اور زبان تو کام ہی کی نرہی کہ اُس سے کفر کا کلمہ نکالتا تو کیا اوس سے مواخذہ نہ ہوگا اور اُسکو کفر کے اعتقاد پر عذاب نہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو معنے نکلتے ہین اوس کے بموجب چاہیے مواخذہ نہو مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اسبات پر ناطق ہے کہ اوس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ اُسکا کلام نکرنا خوف خدا کی وجہ سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ زبان اوسکی گونگی ہوگئی اور جو وہ بولتا ہوتا تو کفر کی بات زبان سے نکالتا اللہ تعالی بچاوے ہمکو ہر ایک قسم کے باطل وسوسون اور خیالون سے اور پاک کردے ہمارے نفس کو برے اعتقاد اور بری صفات سے آمین یا رب العلمین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَكَلَّمْ بِهٖ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے بخشدیا میری امت کو دل کی باتون کو جبتک اونپر عمل نکرے یا زبان سے نہ نکالے عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ ترجمہ قتادہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِسَیِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا سَیِّئَةً وَاِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا عَشْرًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل مین) تو مت لکھو اُسکو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی لکھ لو اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہین تو ایک نیکی اوسکے لیے لکھ لو اور اگر کرے تو دس نیکیان لکھو۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا هَمَّ عَبْدِیْ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا كَتَبْتُهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَاِذَا هَمَّ بِسَیِّئَةٍ وَلَمْ یَعْمَلْهَا لَمْ اَكْتُبْهَا عَلَیْهِ فَاِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَیِّئَةً وَاحِدَةً ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ قصد کرتا ہے نیکی کرنیکا پھر کرتا نہین اوسکو تو مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھتا ہون اور جو کرتا ہے اوسکو

نیکی کو تو ایک کے بدلے دس نیکیون سے سات سو نیکیون تک لکھتا ہون اور جب قصد کرتا ہے برائی کا لیکن کرتا نہین اوسکو تو وہ برائی مین نہین لکھتا اگر کرتا ہے تو ایک برائی لکھتا ہون **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَحَدَّثَ عَبْدِي بِأَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ حَسَنَةً مَا لَمْ يَعْمَلْ فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا مَا لَمْ يَعْمَلْهَا فَإِذَا عَمِلَهَا فَأَنَا أَكْتُبُهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبِّ ذَاكَ عَبْدُكَ يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً وَهُوَ أَبْصَرُ بِهِ فَقَالَ ارْقُبُوهُ فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا فَاكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً إِنَّمَا تَرَكَهَا مِنْ جَرَّايَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتَّى يَلْقَى اللهَ عَزَّ وَجَلَّ **ترجمہ** ابوہریرہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی حدیثین بیان کین اون مین سے ایک یہ بہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ نے فرمایا جب میرا بندہ دل مین نیت کرتا ہے نیک کام کرنیکا تو مین اوسکے لیے ایک نیکی لکھہ لیتا ہون جب تک وہ اوس نیکی کی نہین پہر اگر کیا اوسکو تو مین اوس کے لیے دس نیکیان (ایک کے بدلے) لکھتا ہون اور جب دل مین نیت کرتا ہے برائی کرنے کی تو مین اوسکو بخشدیتا ہون جب تک وہ برائی نکرے جب کرے تو ایک ہی برائی لکھتا ہون اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے کہتے ہین اے پروردگار یہ تیرا بندہ ہے برائی کرنا چاہتا ہے (حالانکہ پروردگار اون سے زیادہ دیکھہ رہا ہے اپنے بندے کو) اللہ تعالی فرماتا ہے دیکھتے رہو اوسکو اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی ویسی ہی لکھہ لو اور اگر نہ کرے (اور باز آوے اوس ارادے سے) تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھو کیونکہ اوسنے چہوڑ دیا برائی کو میرے ڈر سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم مین کسی کا اسلام بہتر ہوتا ہے (یعنی خالص اور سچا نفاق سے خالی) پہر وہ جو نیکی کرتا ہے اوسکے لیے ایک کے بدلے دس نیکیان سات سو تک لکھی جاتی ہین اور جو برائی کرتا ہے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہانتک کہ ملجاتا ہے اللہ جل جلالہ سے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ

وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ وَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قصد کرے نیکی کا اور نہ کرے اسکو تو اوس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص قصد کرے نیکی کا اور کرے اسکو تو اوس کے لیے دس سے سات سو نیکیون تک لکھی جاتی ہین اور جو شخص قصد کرے برائی کا پھر نہ کرے اوسکو تو وہ نہین لکھی جاتی اور جب کرے تو لکھی جاتی ہے

عن ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّاٰتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَاِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً وَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً

ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے اپنے پروردگار سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھہ لیا نیکیون اور برائیون کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قصد کرے نیکی کا پھر کرے نہین اوسکو تو اللہ اوسکے لیے پوری ایک نیکی لکھیگا اگر قصد کرے نیکی کا اور کرے اوسکو تو اوسکے لیے دس نیکیون تک اور زیادہ لکھی جاوینگی اور اگر قصد کرے برائی کا پھر اوسکو نکرے تو اللہ اوس کے لیے ایک پوری نیکی لکھیگا اور جو کرے تو اللہ اُس کے لیے ایک ہی برائی لکھیگا **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی کے دو چند ہونیکی کوئی انتہا نہین سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دو چند ہوتی ہے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے اور ماوردی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دو چند ہونا سات سو سے زیادہ نہین ہے تو اس حدیث سے اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نووی)

عن الْجَعْدِ اَبِيْ عُثْمَانَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَزَادَ وَمَحَاهَا اللّٰهُ وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا هَالِكٌ **ترجمہ** دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اُس برائی کو کرے تو ایک برائی لکھی جاوے گی یا اوسکو بھی اللہ تعالی مٹا دیگا اور کوئی تباہ نہوگا خدا کے پاس مگر جس کی قسمت مین تباہی ہے

باب بَيَانِ الْوَسْوَسَةِ فِي الْاِيْمَانِ وَمَا يَقُوْلُهٗ مَنْ وَّجَدَهَا وسوسے کا بیان اور جب وسوسہ آوے تو کیا کہے

عن اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ

اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ وَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے کچھ لوگ صحابہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور آپ سے پوچھا کہ ہمارے دلوں میں وہ وہ خیال گذرتے ہیں جنکا بیان کرنا ہم میں سے ایک کو بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے (یعنی اُس خیال کو کہہ نہیں سکتے کیونکہ معاذ اللہ وہ خیال کفر یا فسق کا خیال ہے جسکا منہ سے نکالنا مشکل معلوم ہوتا ہے) آپ نے فرمایا کیا تم کو ایسے وسوسے ہوتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں آپنے فرمایا یہ تو عین ایمان ہے **ف** یعنی جب تم اوس وسوسے کو برا جانتے ہو اور ایسا برا کہ زبان سے اُسکا نکالنا پسند نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کامل ہے اور شیطان کا زور تم پر نہیں چلتا ورنہ اُس وسوسے کو دل میں جما دیتا اور رفتہ رفتہ زبان سے بھی تمکو نکالنے لگتے اور شیطان وسوسہ آدمی کے دل میں ڈالتا ہے جسکو گمراہ کرنے سے ناامید ہو جاتا ہے اور کافر کے دلمیں وسوسہ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو اوسکے قابو میں ہے جسطرح چاہتا ہے اُس سے کھیلتا ہے تو مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وسوسے کا سبب ایمان ہے یا وسوسہ نشانی ہے خالص ایمان کی اور اسی قول کو اختیار کیا ہے قاضی عیاض نے (نووی) **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ترجمہ ابوہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَسْوَسَةِ فَقَالَ تِلْكَ مَحْضُ الْاِيْمَانِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا وسوسے کو آپنے فرمایا یہ تو نرا ایمان ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ پوچھتے رہینگے یہانتک کہ کہیگا کوئی اللہ نے تو سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا پھر جو کوئی اس قسم کا شبہ دل میں پاوے تو کہے ایمان لایا میں اللہ پر **ف** اور دوسری روایت میں ہے پناہ مانگے اللہ سے اور باز رہے مطلب یہ ہے کہ اس وسواس اور شبہ کو دل سے نکالڈالے اور اُسکا خیال چھوڑ دے اور اللہ سے دعا کرے اُسکے دور ہونے کے لیے امام مازری نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایسے وسوسوں کو دور کر دیوے اون کیطرف خیال چھوڑ کر اور اللہ سے پناہ مانگ کر اور یہ ضرور نہیں کہ اُس وسوسے کو غور اور فکر اور دلیلوں سے باطل کرے اصل یہ ہے کہ خیالات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں جمے نہیں یونہی یکایک آگئے اون کا علاج

تو یہی ہے جو حدیث مین مذکور ہوا اور یہی خیال کو وسوسہ کہتے ہین اور ایک وجود دل مین جم جاوین تو دفع نہین ہوتے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نووی) مترجم کہتا ہے کہ جو علاج حدیث مین مذکور ہوا وہی دونون قسم کے وسوسون کا علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال مین پڑین تو اور زیادہ وسوسے پیدا ہوجاتے ہین جنکا دور کرنا اخیر مین محال ہوجاتا ہے اور اس کلام کی وہ شخص تصدیق کریگا جسنے فلسفہ الٰہی اور حکمت اور کلام کا فی الجملہ اچھی طرح سے چکھا ہو اور اسکے دقائق اور حقائق مین ایک مدت تک نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو مین نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اسمین صرف کیا اور بعد اسکے معلوم ہوا کہ جسقدر نظر اور استدلال کو وسعت دو اسیقدر حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل کسی دعوی پر نقض یا معارضہ سے خالی نہین ہوتی الا ماشاء اللہ اسیواسطے بڑے بڑے متکلمین کے امامون نے جیسے امام غزالی اور امام آمدی اور ابن فورک اور امام فخر الدین رازی وغیرہم نے اپنی آخر عمر مین رجوع کیا طرف کتاب و سنت کی اور اعراض کیا ان وساوس اور خیالات عقلی سے جنمین شیطان نے پھنسا دیا تھا پھر بچا دیا خدا نے جسکو چاہا اپنے بندون مین سے اور اللہ قادر ہے ہر شے پر اور اوسی کی پناہ مانگنا چاہیے شیطان کے شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ انتہا عقل دوڑانے کی یہ ہے کہ اخیر مین عقل تھک جاتی ہے اور اوسکو حیرت ہوجاتی ہے اور بہت لوگون نے جو اس مین کوشش کی وہ آخر گمراہ ہوگئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث مین مذکور ہوا کہ اللہ نے سب کو پیدا کیا پھر اللہ کو معاذ اللہ کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی واجب ہے یا ممکن اگر ممکن ہے تو اوسکے واسطے بھی ایک خالق ضرور ہے اور جو واجب ہے تو اوسکے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے پھر جب اسکا وجوب ثابت ہوا تو اوسکی توحید کو ثابت کرنا چاہیے اب حکما اور متکلمین کو جو جو دقتین خدا کے وجوب اور وحدت کے ثابت کرنے مین پیش آئین ہین وہ حکمت اور کلام کی کتابون کو دیکھنے سے معلوم ہوسکتی ہین اور جب انکو دیکھو اور اون مین خوب غور کرو تو یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل مین نہین جمتی اور چارون طرف سے شبہات اور شکوک گھیر لیتے ہین آخر یہی عمدہ طریقہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو اون فطری دلائل سے ثابت کرین جو خدا نے بمحض عنایت ہر آدمی کے دلمین رکھی ہین اور اُن بے بنیاد دلائل کو جو متکلمین اور حکما نے قائم کین ہین یک قلم چھوڑ دین حکما اور متکلمین کے دلائل ایسے ہین جیسے مصنوعی پھول کو ظاہر مین خوشنما پر تاثیر پھول کی نہین بعوض اوس تفریح اور بے انتہا خوشی کے جو پھول سونگھنے

سی حاصل ہوتی ہے اس تشکیک بہول سی ایکطرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل خدا کے پہچاننے کے ہین جنہین ذرا سی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہوجاتا ہے اور اس کے تمام صفات کا ثبوت بہی اچہی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل مخدوشہ عقلیہ کی احتیاج نہین رہتی جنکو فلاسفہ اور متکلمین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل مین سی کچہ دلیلون کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا چاہے تو ہم اس باب مین ایک جداگانہ مفصل رسالہ لکھینگے بڑی عمدہ دلیل خدا کے پہچاننے کی یہ ہے کہ کسی کارخانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام بہی بدون ایک منتظم کے نہین ہوتا پہر اتنی بڑی دنیا کا انتظام جسمین ہزارون عالم مثل ہماری زمین کے ہین اور ان سب کی حرکات اور سکنات اور پیداوار اور لیل ونہار کا بدون ایک حاکم زبردست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکر ہوسکتا ہے اور جو شخص یہ سمجہتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سی کام نہین لیتا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوْرًا فَمَا لَهُ مِنْ نُّوْرٍ **عن** هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَرُسُلِهِ **ترجمہ** ہشام بن عروہ سی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین سی ایک کے پاس آتا ہے پہر کہتا ہے کس نے آسمان پیدا کیا کس نے زمین پیدا کی تو وہ کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پہر شیطان کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب ایسا شبہ تم مین سی کسیکو ہو تو کہے مین ایمان لایا اللہ پر اور اوسکے رسولون پر **ف** اس کہنے سی شیطان مایوس ہوکر چلا جاویگا کیونکہ اوسکے بہکانے سی کچہ نقصان نہین ہوا اگر یہ شبہ دل مین آوے تو اسکا ایک علاج اور ہے وہ یہ ہے کہ اوس مردود شیطان سی کہے کہ خدا تو سبکا پیدا کرنیوالا ہے اور خدا اوسی کو کہتے ہین جسکا پیدا کرنے والا اور کوئی نہ ہو پہر تیرا یہ پوچہنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے **عن** أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ لَهُ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ **ترجمہ** ابوہریرہ سی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم مین سی ایک کے پاس آتا ہے پہر کہتا ہے کس نے یہ پیدا کیا کس نے یہ پیدا کیا یہانتک کہ یون کہتا ہے کہ اچہا تیرے خدا کو کس نے پیدا کیا جب تم مین سی کسی کو ایسا شبہ ہو تو پناہ مانگے اللہ کی شیطان سے اور باز رہے ایسے خیال سی **ف**

یعنی یہ خیال چھوڑ دے اور کسی کام میں مصروف ہو جاوے اور سمجھ لے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور وہ گمراہ کرنا چاہتا ہے (نووی) عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتي العبد الشيطان فيقول من خلق كذا وكذا بمثل حديث ابن اخي ابن شهاب ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کس نے پیدا کیا یہ کس نے پیدا کیا اخیر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يزال الناس يسألونكم عن العلم حتى يقولوا هذا الله خلقنا فمن خلق الله قال وهو آخذ بيد رجل فقال صدق الله ورسوله قد سألني اثنان وهذا الثالث او قال سألني واحد وهذا الثاني ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے علم کی باتیں پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہم کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابوہریرہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی پوچھ چکے ہیں اور یہ تیسرا ہے یا یوں کہا ایک آدمی پوچھ چکا ہے اور یہ دوسرا ہے عن محمد قال قال ابو هريرة لا يزال الناس بمثل حديث عبد الوارث غير انه لم يذكر النبي صلى الله عليه وسلم في الاسناد ولكن قد قال في آخر الحديث صدق الله ورسوله ترجمہ محمد سے یہ حدیث موقوفاً ابوہریرہ پر مروی ہے اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے لیکن اخیر حدیث میں یوں ہے کہ سچ کہا اللہ اور اوس کے رسول نے عن ابي هريرة قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزالون يسألونك يا ابا هريرة حتى يقولوا هذا الله فمن خلق الله قال فبينا انا في المسجد اذ جاءني ناس من الاعراب فقالوا يا ابا هريرة هذا الله فمن خلق الله قال فاخذ حصى بكفه فرماهم به ثم قال قوموا قوموا صدق خليلي صلى الله عليه وسلم ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابوہریرہ لوگ تجھ سے پوچھتے رہیں گے (دین کی باتیں) یہاں تک کہ یوں کہیں گے بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے تھے اتنے میں کچھ لوگ گنوار آئے اور کہنے لگے اے ابوہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابوہریرہ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں انکو ماریں اور کہا اٹھو اٹھو سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَسْأَلَنَّکُمُ النَّاسُ عَنْ كُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَهٗ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے لوگ ہر ایک بات پوچھیں گے یہاں تک کہ یہ کہیں گے اللہ نے تو ہر چیز کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا یَزَالُوْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ تَعَالٰی ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالی نے فرمایا تیری امت کے لوگ کہتے رہیں گے یہ کیا ہے یہ کیا ہے آخر یہ کہیں گے اللہ نے تو خلق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ غَیْرَ اَنَّ اِسْحٰقَ لَمْ یَذْكُرْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ ترجمہ انس سے روایت ہے اسی طرح جیسے اوپر گزری مگر اسمیں یہ نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا تیری امت کے لوگ اخیر تک

بَابُ وَعِیْدِ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنٍ فَاجِرَةٍ بِالنَّارِ

جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مار لیوے اوسکی سزا جہنم ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِیَمِیْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَیْئًا یَسِیْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ قَضِیْبًا مِّنْ اَرَاكٍ ترجمہ ابو امامہ (ایاس بن ثعلبہ الحارثی یا عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ) سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا حق (مال ہو یا غیر مال جیسے مردے کی کھال گوبر وغیرہ یا اور قسم کے حقوق جیسے حق شفعہ حق شرب حد قذف باری جورو کے پاس رہنے کی) مار لیوے قسم کھا کر تو اللہ نے اوسکے لیے واجب کر دیا جہنم کو اور حرام کر دیا اوس پر جنت کو ایک شخص بولا یا رسول اللہ اگر وہ چیز ذرا سی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ ایک ٹہنی ہو پیلو کی

ف مسلمان کی حق تلفی کتنا بڑا گناہ ہے اور دوسرے جھوٹی قسم کھا کر معاذ اللہ اسکی سزا یہی ہے کہ جنت سے محروم ہووے اور جہنم میں جاوے تو ایسا چاہیے یہ حق ذرا سا ہو یا بہت ہر حال میں یہی سزا ہے کیونکہ اوس نے اسلام کے حق کو نہ پہچانا اللہ خدا کے نام کی عظمت بھی نکی — نووی نے کہا کہ اس حدیث میں اوسی دو طرح سے تاویل کرنا چاہیے جو اوپر گزریں ایک تو یہ کہ یہ حدیث محمول ہے اوس شخص پر جو اسکو حلال جانکر کرے پھر مر جاوے اسی اعتقاد پر وہ تو کافر ہے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا دوسرے یہ کہ جہنم واجب ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مستحق ہے جہنم کے پر خدا اوسکو معاف کر سکتا

اور جنت حرام ہونے سو یہ غرض ہے کہ اول وہلہ مین جب اور جنتی جنت مین جاوین گے تو اسکو جانا نہ ملیگا اور یہ جو قید لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیوے تو اس سے یہ غرض نہین کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہین بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے سخت وعید اوسی کے حق مین ہے جو مسلمان کا حق مارے اور کافر ذمی کا حق مارنا بہی حرام ہے لیکن یہ ضرور نہین کہ اوسمین اتنا سخت عذاب ہو یہ تفسیر اوس شخص کے مذہب پر ہے جو مفہوم مخالف کا قائل ہے لیکن جو مفہوم مخالف کا قائل نہین اوسکو تاویل کی احتیاج نہین ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی قید اس واسطے لگائی کہ اکثر معاملے مسلمانون کے مسلمانون سے ہی ہوا کرتے ہین نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونون کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق مارے اور توبہ سے پہلے مر جاوے لیکن جو توبہ کرے اور شرمندہ ہو اپنے کیے ہوئے پر اور وہ حق جو اوس نے مار لیا تھا پھیر دیوے تو اس سے گناہ ساقط ہو جاویگا اور اس حدیث سے تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جمہور علماء کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم مباح نہین کرتا اوس حق کو جو اسکا نہین ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک مباح کر دیتا ہے (نووی) **عن** اَبِی اُمَامَةَ الْحَارِثِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

ترجمہ ابو امامہ سے دوسری روایت بہی ایسی ہی ہے **ف** نووی نے کہا جن لوگون نے صحابہ کے حال مین کتابین لکہی ہین وہ اکثر کہتے ہین کہ ابو امامہ حارثی یعنے اس حدیث کے راوی نے وفات پائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے لوٹے پھر آپ نے انپر نماز پڑہی اس صورت مین مسلم کی روایت منقطع ہوگی کیونکہ عبد اللہ بن کعب تابعی ہے اور وہ کیونکر سن سکتا ہے اوس شخص سے جس نے وفات پائی سنہ ۳ ہجری مین لیکن یہ نقل ابو امامہ کی وفات کی صحیح نہین کیونکہ عبد اللہ بن کعب سے بہ صحت منقول ہے کہ حدیث بیان کی مجہسے ابو امامہ نے جیسے خود مسلم نے دوسری روایت مین کیا ہے پھر جب تصریح ہے عبد اللہ بن کعب کے سماع کی ابو امامہ سے اور اسے باطل ہوا وہ جو کہا گیا کہ ابو امامہ نے وفات پائی سنہ ۳ مین اور اگر یہ تاریخ وفات صحیح ہوتی تو مسلم اس سند کو نقل نہ کرتے امام ابن الاثیر نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ مین انکار کیا ہے اس تاریخ وفات کا انتہی **عن** عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ یَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَدَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَیْسٍ فَقَالَ مَا یُحَدِّثُکُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالُوْا کَذَا وَکَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیَّ نَزَلَتْ کَانَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَجُلٍ اَرْضٌ بِالْیَمَنِ فَخَاصَمْتُهٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَيَمِينُهُ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ
عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَنَزَلَتْ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا
قَلِيلًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھاوے
حاکم کے حکم سے ایک مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا ف
نووی نے کہا علما نے کہا غصے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی اوسکو اپنی رحمت سے دور کرنا چاہے گا اور رسوا
کرے گا اور اوسکے کام کو برا جانیگا مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل ہے ایک صفت الٰہی یعنی غضب کی علما سلف نے
صفات اللہ میں تاویل نہیں کی جاری کیا اون کو ظاہر پر اور باز رہے انکی کیفیت بیان کرنے سے اور یہی راہ
سلامتی اور احتیاط کی ہے اور تاویل میں بہت خطرے ہیں پر نووی نے اس مقام پر متاخرین متکلمین کی پیروی کی
ہے ف جب عبد اللہ بن مسعود نے یہ حدیث بیان کی تو اشعث بن قیس آئے اور کہا ابو عبد الرحمن (کنیت
ہے ابن مسعود کی) کیا حدیث بیان کرتے ہیں تم سے لوگوں نے کہا ایسی ایسی حدیث اشعث نے کہا وہ سچ کہتے
ہیں یہ میرے باب میں اوتری ہے میری اور ایک شخص کی شرکت میں کچھ زمین تھی یمن میں انکار ہوا مجھ سے
اور اوس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں میں نے عرض کیا
نہیں آپ نے فرمایا اچھا تو پھر اوس سے قسم لے میں نے کہا وہ تو قسم کھالیگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص مجبور ہو کر قسم کھالے کسی مسلمان کا مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو تو اللہ سے ملیگا اور وہ غصے ہوگا اوس پر
پھر یہ آیت اوتری إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اخیر تک یعنی جو لوگ اللہ کا عہد اور قسم بیچ کر
ذرا سا مال جمع کرتے ہیں اونکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور خدا اون سے بات نہ کرسکیگا اور انکو پاک نہ کریگا اور ان
کی طرف نہ دیکھے گا اور انکو دکھ کا عذاب ہوگا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ
بِهَا مَالًا هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ غَيْرَ أَنَّهُ
قَالَ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ
أَوْ يَمِينُهُ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا جو شخص قسم کھاوے ایک مال مارنے کے لیے اور وہ جھوٹا ہو اوس میں تو
اللہ جل جلالہ سے ملیگا غصے کی حالت میں (یعنے خدا اوس پر غصے ہوگا) پھر بیان کیا اوسی طرح جیسے اوپر گذرا اس میں یہ
ہے کہ میرے اور ایک شخص کے بیچ میں تکرار تھی ایک کنوئیں میں ہم دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پاس آپ نے فرمایا تیرے واسطے تیرے دو گواہ ہیں یا اوس کی قسم ہے عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص قسم کہاوے کسی مسلمان کے مال پر ناحق تو ملیگا اللہ سے اور وہ اوس پر غصے ہوگا عبد اللہ نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تصدیق میں یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ اخیر تک

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا قَدْ غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ كَانَتْ لِاَبِيْ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ فِيْ يَدِيْ اَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ اَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے ایک شخص حضرموت (ایک ملک کا نام ہے عرب میں) کا اور ایک شخص کندہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ اس شخص نے میری ایک زمین دبالی ہے جو میرے باپ کی تہی کندہ والے نے کہا وہ میری زمین ہے میرے قبضے میں ہے میں اوسمیں کہیتی کرتا ہوں اسکا کچھ حق نہیں اوسمیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرموت والے سے کہا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اوس سے قسم لے وہ بولا یا رسول اللہ وہ تو فاجر ہے قسم کہانے میں اسکو باک نہیں اور وہ پرہیز نہیں کرتا کسی بات سے آپ نے فرمایا بس تیرا اور کچھ بس اوس پر نہیں چلتا سوا قسم کے پھر وہ چلا قسم کہانیکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اوس نے پیٹھ موڑی دیکھو اگر اوس نے قسم کہائی دوسرے کا مال اڑانیکو ناحق تو وہ خدا سے ملے گا اور خدا اوس کی طرف سے منہ پھیر لیگا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ اَرْضٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اِنَّ هٰذَا انْتَزٰى عَلٰى اَرْضِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ

وَخَصْمُهٗ رَبِيعَةُ بْنُ عِبْدَانَ قَالَ لَيْسَ لِي بَيِّنَةٌ قَالَ يَمِينُهُ قَالَ إِذًا يَذْهَبُ بِهَا قَالَ لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَاكَ قَالَ فَلَمَّا قَامَ لِيَحْلِفَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ إِسْحَاقُ فِي رِوَايَتِهِ رَبِيعَةُ بْنُ عَيْدَانَ

ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اتنے میں دو شخص آئے لڑتے ہوئے ایک زمین کے لیے ایک بولا اس نے میری زمین چھین لی ہے جاہلیت کے زمانے میں اور وہ امرء القیس بن عابس کندی تھا اور اسکا حریف ربیعہ بن عبدان تھا آپ نے فرمایا تیرے پاس گواہ ہیں وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو پھر اوس کی قسم ہے وہ بولا یا رسول اللہ جب تو وہ میرا مال اوڑا لیگا (قسم کھا کر) آپ نے فرمایا بس یہی ہو سکتا ہے تیرے لیے جب وہ اوٹھا قسم کھانیکو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی زمین ظلم سے مار لیوے تو خدا اوس پر غصے ہوگا جب وہ اس سے ملیگا اسحاق کی روایت میں ربیعہ بن عیدان ہے

ف یاء مثناۃ سے اور زہیر کی روایت میں باء موحدہ سے قاضی عیاض نے کہا صحیح اسحاق کی روایت ہے یعنی عیدان یائے مثناۃ سے اور یہی قول ہے دارقطنی اور عبد الغنی بن سعید اور ابو نصر بن ماکولا کا اور ابن یونس نے تاریخ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن ایک جماعت حفاظ نے اون میں سے ہیں حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشقی اسکو عِبِدّان بکسر باء موحدہ اور عین اور تشدید دال روایت کیا ہے۔ نووی نے کہا ان حدیثوں سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ قابض زیادہ حقدار ہے بہ نسبت غیر قابض کے دوسرے یہ کہ جب مدعی علیہ منکر اور مدعی پاس گواہ نہوں تو مدعی علیہ پر قسم ہے تیسری یہ کہ گواہ مقدم ہیں قبضے پر اور جس کے پاس گواہ ہوں چیز اوسکو دلا دی جاویگی بغیر قسم کے چوتھی یہ کہ مدعی علیہ اگر فاسق ہو تب بھی اوس کی قسم مقبول ہے اور مطالبہ اوس سے ساقط ہو جاویگا پانچویں یہ اگر مدعی یا مدعی علیہ ایک دوسرے کو خصومت کے وقت ظالم یا فاجر کہیں تو مواخذہ نہوگا چھٹی یہ کہ اگر وارث کسی چیز کا دعوی کرے اپنے مورث کی طرف سے اور حاکم کو یہ بات معلوم ہو کہ اسکا مورث مر گیا ہے اور سوا مدعی کے اور کوئی اسکا وارث نہیں ہے تو اوسکو فیصلہ کرنا درست ہے اور اس بات پر کہ مدعی اوسکا وارث ہے اور مورث مر گیا ہے گواہ لینا ضرور نہیں اور جو حاکم کو یہ امر معلوم نہ ہو تو پہلے وراثت کے ثبوت پر گواہ لینا چاہیے پھر دعوی کے ثبوت پر انتہے مختصراً

باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ قَصَدَ أَخْذَ مَالِ غَيْرِهِ بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ الْقَاصِدُ مُهْدَرَ الدَّمِ فِي حَقِّهِ وَإِنْ قُتِلَ كَانَ فِي النَّارِ وَأَنَّ مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ

جو شخص پرایا

مال ناحق چھینا چاہے تو اوس کا خون لغو ہے اور جو مارا جاوے تو جہنم مین جاویگا اور مال الا اگر اپنے مال بچانے مین مارا جاوے تو وہ شہید ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَخْذَ مَالِيْ قَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَاتَلَنِيْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلَنِيْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ فَهُوَ فِي النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ آپ کیا فرماتے ہین اگر کوئی شخص آوے میرا مال (ناحق) لینے کو آپ نے فرمایا مت دے اپنا مال اوسکو پھر اوس نے کہا اگر وہ لڑے مجھ سے آپ نے فرمایا تو بھی اس سے لڑ پھر اوس نے کہا اگر وہ مجھکو مار ڈالے آپ نے فرمایا تو شہید ہے پھر اوس نے کہا اگر مین اوسکو مار ڈالون آپ نے فرمایا وہ جہنم مین جاویگا **ف** یعنے وہ مستحق ہوا جہنم کا کیونکہ وہ ظالم تھا پھر یا اسکو بدلا ملیگا اس ظلم کا اور جہنم مین جاویگا یا اللہ تعالےٰ معاف کردیگا اور جو اس فعل کو حلال جانتا ہوگا تو وہ کافر ہے وہ تو بیشک جہنم ہی مین جاویگا اور یہ جو آپ نے فرمایا اگر تو مارا جاوے تو تو شہید ہے یعنی تجھکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا اگرچہ دنیا کے احکام مین شہید نہ ہوگا کیونکہ شہید تین قسم کے ہین **ایک** تو وہ جو کافرون کے ساتھ جہاد مین مارا جاوے کسی سبب سے تو شہید ہے دنیا اور آخرت دونون کے احکام کے رو سے یعنی دنیا مین یہ حکم ہے کہ اوسکو غسل نہ دینگے نہ اوسپر نماز پڑھینگے اور آخرت مین اوسکو درجہ شہیدون کا ملیگا **دوسری** وہ جو آخرت کے ثواب کی رو سے شہید ہے پر دنیا کے احکام مین شہید نہین جیسے طاعون سے مرنے والا یا پیٹ کی بیماری سے یا مکان گر کر یا جو اپنے مال کے بچانے مین مارا جاوے جنپر شہید کا لفظ احادیث مین وارد ہوا ہے تو ایسے شہید کو غسل دینگے اور اوسپر نماز پڑھین گے اور آخرت مین اوسکو ثواب شہیدون کا سا ملیگا پر یہ ضرور نہین کہ پہلی قسم کے شہیدون کے برابر ملے **تیسری** وہ جو دنیا کے احکام کے رو سے شہید ہے پر اوسکو آخرت مین شہادت کا ثواب یا پورا ثواب نہ ملیگا جیسے وہ شہید جو غنیمت کے مال مین خیانت کرے اور مثل اوس کے جنکو کہا کہ وہ شہید نہین ہین پھر چونکہ اس قسم کا شہید کافرون کے جنگ مین مارا گیا اوسکا حکم دنیا مین شہیدون کا سا ہوگا نہ اوسکو غسل دینگے نہ اوسپر نماز پڑھین گے پر آخرت مین اوسکو پورا ثواب نہ ملیگا ۔ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ زندہ ہے اور اوسکی روح جنت مین حاضر ہے برخلاف اور اموات کے کہ وہ قیامت کے دن جنت مین جاوین گے یہ قول نضر بن شمیل کا ہے اور ابن الانباری نے

کہا اس لیے کہ شہید کے لیے اللہ تعالی اور فرشتون نے شہادت یعنی گواہی دی ہے جنت کی اور بعضون نے کہا اس لیے کہ شہید جان نکلنے وقت اپنے درجے اور مرتبے کو دیکھ لیتا ہے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین اوسکی روح لیجانے کو اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اوسکی ایمان اور حسن خاتمہ پر لوگ گواہ ہین ظاہر کے روسے اور بعضون نے کہا اس لیے کہ اُسکا خون اور زخم اوسپر گواہ ہے کیونکہ وہ اُٹھے گا قیامت کے دن اور اوسکا زخم تازہ ہوگا خون بہتا ہوگا اور ازہری وغیرہ نے ایک اور قول نقل کیا کہ اوسکو شہید اس لیے کہتے ہین کہ وہ گواہ ہوگا قیامت کے دن اور امتون پر پر اس صورت مین اوسکی تخصیص کی کوئی وجہ نہین کیونکہ ہمارے پیغمبر کی ساری امت گواہ ہوگی اور مشہود پر انتہی ما قال النووی رہ **عَنْ** ثَابِتٍ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ لَمَّا كَانَ بَيْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَبَيْنَ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ مَا كَانَ تَيَسَّرُوْا لِلْقِتَالِ فَرَكِبَ خَالِدُ بْنُ الْعَاصِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَوَعَظَهٗ خَالِدٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ **ترجمہ** ثابت سے روایت ہے جو مولے تھے عمرو بن عبدالرحمن کے جب عبداللہ بن عمرو اور عنبسہ بن ابی سفیان مین فساد ہوا تو دونون مستعد ہوئے لڑنے کو خالد بن العاص یہ سنکر سوار ہوئے اور عبداللہ بن عمرو پاس گئے اور انکو سمجھایا عبداللہ بن عمرو نے کہا تجھے معلوم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مارا جاوے اپنا مال بچانے کے لیے وہ شہید ہے **ف** یعنی کوئی ظالم ظلم سے اسکا مال ناحق چھینا چاہے پھر وہ لڑے اوس سے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے اور اگر اوس ظالم کو مار ڈالے تو وہ جہنم مین جاویگا جیسے اگلی روایت مین گزرا نووی نے کہا ان حدیثون سے اس شخص کا قتل کرنا درست ہوتا ہے جو ناحق مال چھینا چاہے اب چاہے یہ مال تھوڑا ہو یا بہت کیونکہ حدیث عام ہے اور بعضے مالکیہ نے یہ کہا ہے کہ تھوڑے مال کے چھیننے مین جیسے کپڑا یا کھانا قتل درست نہین پر یہ مذہب کچھ نہین کیونکہ حدیث کے خلاف ہے اور ٹھیک وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے جمہور علما نے اور اپنی مال کو بچانے کے لیے لڑنا جائز ہے واجب نہین اگر چاہے تو نہ لڑے اور مال لٹنا گوارا کر لیوے لیکن اپنی جورو کی عزت بچانا واجب ہے اور اس کے لیے لڑنا ضرور ہے اور اپنی جان بچانے کے لیے لڑنا اور دفع کرنا اسمین اختلاف ہے **باب** اِسْتِحْقَاقِ الْوَالِی الْغَاشِّ لِرَعِيَّتِهِ النَّارَ **ترجمہ** جو حاکم اپنی رعیت

کے حقوق مین خیانت کرے اوسکے لیے جہنم ہے **عن** الحسن قال عاد عبید اللہ بن زیاد معقل
بن یسار المزنی فی مرضه الذی مات فیه فقال معقل انی محدثک حدیثا سمعته
من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لو علمت ان لی حیاة ما حدثتک انی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم یقول ما من عبد یسترعیه اللہ رعیة یموت یوم یموت وهو
غاش لرعیته الا حرم اللہ علیه الجنة **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن
یسار کے پوچھنے کو آیا جب بیماری مین وہ مرگئے تو معقل نے کہا مین ایک حدیث تجھ سے بیان کرتا ہون
جو مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور اگر مین جانتا کہ ابھی زندہ رہون گا تو تجھ سے بیان نکرتا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی بندہ ایسا نہین جسکو اللہ تعالی ایک رعیت دیوے
پھر وہ مرے اور جسدن وہ مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی رعیت کے حقوق مین مگر خدا حرام کردیگا اوسپر جنت کو
ف یہ حدیث معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرتے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن
زیاد کو یہ حدیث فائدہ نہ دیگی پھر اونہون نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہین اور نیک بات کو بتلا دینا
ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہون نے اپنی زندگی مین بیان نکی کہ ایسا نہو اس حدیث
سے ایک مفسدہ پھیلے لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اوسکی اطاعت سے پھر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد
معقل کو ایذا پہونچاوے کیونکہ وہ مردود ظالم اور جابر تھا اور اس نے اہل بیت نبوی کی حرمت نہین کی تو اور
کسی کو اوس سے کیا توقع تھی ۔ رعیت کے حقوق مین خیانت کرنے سے یہ مراد ہے کہ حاکم پر اپنی رعیت کے دین اور دنیا
دونون کی اصلاح ضرور ہے پھر اگر اوس نے لوگون کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی جان
اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا اونکی حق تلفی کی تو اوس نے اپنی فرض منصبی مین
خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا ہمیشہ کے لیے جنت سے محروم ہوا ورنہ اول دفعہ مین جب
اور جنتی جنت مین جاوینگے یہ جانے سے محروم رہیگا (نووی) **عن** الحسن قال دخل عبید اللہ
بن زیاد علی معقل بن یسار وهو وجع فسأله فقال انی محدثک حدیثا لم اکن حدثتکه
ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لا یسترعی اللہ عبدا رعیة یموت
حین یموت وهو غاش لها الا حرم اللہ علیه الجنة قال الا کنت حدثتنی هذا قبل الیوم قال
ما حدثتک او لم اکن لاحدثک **ترجمہ** حسن سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد معقل بن یسار

پاس گیا اور وہ بیمار تھے اونکو پوچھا معقل نے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے بیان نہین کی تھی تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کسی بندے کو رعیت نہین دیتا پھر وہ مرتے وقت انکے حقوق مین خیانت کرتا ہوا مرتا ہے مگر اللہ حرام کردیتا ہے اوسپر جنت کو ابن زیاد نے کہا کیا تمنے یہ حدیث مجھ سے بیان نہین کی اس سے پہلے معقل نے کہا مین نے بیان نہین کی تجھسے یا مین کاہیکو پہلا تجھ سے بیان کرتا اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مرتا ہون اب مجھے تیرا ڈر نہین سو اسطے بیان کر دے عَنْ هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَجَاءَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمَا ترجمہ ہشام سے روایت ہے حسن نے کہا ہم معقل بن یسار کے پاس تھے انکی بیمار پرسی کے لیے اتنے مین عبید اللہ بن زیاد آیا معقل نے اس سے کہا مین تجھ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّيْ مُحَدِّثُكَ بِحَدِيْثٍ لَوْلَا اَنِّيْ فِي الْمَوْتِ لَمْ اُحَدِّثْكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَمِيْرٍ يَلِيْ اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ لَا يَجْهَدُ لَهُمْ وَيَنْصَحُ اِلَّا لَمْ يَدْخُلْ مَعَهُمُ الْجَنَّةَ ترجمہ ابو الملیح (عامر یا زید بن اسامہ ہذلی البصری) سے روایت ہے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پرسی کی معقل کی انکی بیماری مین تو معقل نے کہا مین تجھسے ایک حدیث بیان کرتا ہون مرنے والا نہوتا تو تجھسے بیان نکرتا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانون کا پھر انکی بھلائی مین کوشش نکرے اور خالص نیت سے انکی بہتری نہ چاہے تو وہ ان کے ساتھ جنت مین نہ جاویگا (بلکہ پیچھے رہ جاویگا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بھگتیگا

بَابُ رَفْعِ الْاَمَانَةِ وَالْاِيْمَانِ مِنْ بَعْضِ الْقُلُوْبِ وَعَرْضِ الْفِتَنِ عَلَى الْقُلُوْبِ بعضے دلون سے امانت اوٹھ جانیکا بیان اور فتنون کا آنا دلون پر

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْاَمَانَةِ قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا

مِثْلَ اَثَرِ الْمَجَلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهُ عَلٰى رِجْلِهِ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اَجْلَدَهُ مَا اَظْرَفَهُ مَا اَعْقَلَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِيْ اَيَّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِيْنُهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِاُبَايِعَ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا ترجمہ حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کے باب میں) دو حدیثیں بیان کیں ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ پر اوتری ہے اونہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث **ف** نووی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امانت سے وہ تکلیف مراد ہے جو اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو دی اور وہ اقرار جو اون سے لیا امام ابو الحسن واحدی نے اس آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کی تفسیر میں کہا ابن عباس نے کہا امانت اللہ تعالی کے وہ فرائض ہیں جو اوس نے فرض کیے اپنے بندوں پر اور حسن نے کہا امانت سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے اور ابو العالیہ نے کہا امانت سے اوامر اور نواہی مراد ہیں اور مقاتل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہیں واحدی نے کہا اکثر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت اون سب کے نزدیک عبادات اور فرائض ہیں جنکے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث میں امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ اور وہ عین ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہو گا اوسی وقت وہ تکالیف کو پورا کریگا اور اون کے ادا کرنے میں کوشش کریگا انتہی مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہی اور شرع میں ایمان اور امانت لازم ملزوم ہیں جسکے دلمیں ایمان ہے اوس کے دلمیں امانت بھی ہے اور جسکے دل میں ایمان نہیں امانت بھی نہیں اور مراد امانت سے یہ ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بھری گئی ہو جو دل زمانہ جاہلیت میں ایسے تھے انہوں ہی نے اسلام کو سمجھکر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن اور حدیث کے حاصل کرنے سے اونپر اور زیادہ نور چڑھ گیا آئینہ کہ صاف تھا اوسپر اور صیقل ہوئی اور جن لوگوں میں امانت نہ تھی مکر اور خیانت سے اون کا خمیر ہوا تھا اور پھر شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی جیسے ابو جہل

کا دل ایسے دلون کو قرآن اور حدیث سی کچہ فائدہ نہوا وہ ہرگز مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور خیانت کی وجہ سی اور زیادہ کفر مین مضبوط ہوگئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے انکو ہلاک کیا اوسکے سوا اور کچہ انکا علاج نہتا ف پہر حدیث بیان کی آپ نے ہم سی (یہ دوسری حدیث ہی) کہ یہ امانت اوٹہ جاویگی تو فرمایا ایک شخص تہوڑی دیر سوویگا پہر اوسکے دل سی امانت اوٹہالی جاویگی ف سونے سے یا یہی ظاہری معنی مراد ہین یا سونے سی یہ مقصود ہے کہ تہوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہوگا اور بری صحبت مین بیٹھے گا بے ایمانون کے ساتہہ یا تہوڑی دیر تک دنیا کے کام کاج بیچ کہوچ مین مصروف ہوگا ۔ ت اور اسکا نشان ایک پہیکے رنگ کیطرح رہ جاوے گا ف یعنی نور اوڑ جاویگا اور تاریکی رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دہو ڈالو تو سیاہ سا دہبہ رہ جاتا ہے حدیث مین وکت کا لفظ ہے جسکے معنے ہلکا داغ اور بعضون نے کہا پہیکی سیاہی اور بعضون نے کہا وہ رنگ جو پہلے رنگ کے خلاف ہو ت پہر ایک نیند لیگا تو امانت دل سی اوٹہہ جاوے گی اور اوسکا نشان ایک چہالی کیطرح رہ جاویگا جیسے تو ایک انگارہ اپنے پاؤن پر لڑہکا دے پہر کہال پہول کر ایک چہالہ (آبلہ) نکل آوے اوسکے اندر کچہ نہین پہر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤن پر لڑہکائے ف نووی نے صاحب تحریر سے نقل کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا ذرا دل سی اوٹہنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اوسکا اوٹہہ جاویگا تو اوسکا نور جاتا رہیگا اور ایک سیاہ دہبہ رہ جاویگا پہیکے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہوگا پہر جب اور ایک حصہ اوٹہیگا تو چہالے کیطرح نشان ہوجاویگا اور یہ ایک مضبوط داغ ہے جو مدت مین جاتا ہے اور اس مین سیاہی اول سی زیادہ ہوگی تو امانت کے نور جانیکو اور بے ایمانی کی تاریکی چہانے کو مشابہت دی ایک انگارہ پاؤن پر چلانے سے کہ آگ کا نور تو جہٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاہی کا داغ کہال پر چہوڑ جاتا ہے اور کنکری چلا کر آپ نے اس تشبیہ کو اور واضح کر دیا تا لوگ بخوبی سمجہ جاوین حاصل یہ ہے کہ ایمان کا نور آہستہ آہستہ دل سے اوٹہتا جاوے گا اور کفر کی کالک چہاتی جاوے گی پہلے ایک ہلکا سا دہبہ ہوگا پہر اور زیادہ پہر اور یہانتک کہ بالکل دل کالا ہوجاویگا اور ایمان کے بدل کفر چہا جاوے گا خدا کی پناہ ت اور فرمایا لوگ بیچ کہوچ کرینگے اور ان مین سے کوئی ایسا نہوگا جو امانت کو ادا کرے ۔ یہانتک کہ لوگ کہینگے کہ فلانی قوم مین ایک شخص امانت دار ہے ف یعنی اس زمانے مین جیسے ہر شخص امانت دار ہے کوئی کسی کا حق نہین مارتا ہر ایک کو دوسرے پر بھروسا ہے یہ بات بالکل جاتی رہے گی اور امانت کا نام و نشان دنیا

سے اوٹھ جاوے گا مگر کہین کہین ہزارون لاکھون مین ایک آدہ شخص ایماندار خداترس رہ جاویگا جو امانت دار ہوگا لوگ اسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسی پر بھروسا نہین کرتا جسکو روپیہ دو وہ ہضم کر جاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا ف اور یہانتک کہ لوگ ایک شخص کو کہینگے وہ کیسا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے (یعنی اس کی تعریف کرینگے) اور اسکے دل مین رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہ ہوگا ف یعنی چونکہ ساری دنیا مین بے ایمانی پہیل جاویگی تو ایمان کی قدر اور منزلت بہی دل سے نکل جاوے گی تعریف بہی کرینگے تو بے ایمانون کی مین نے اپنی آنکھون سے یہ حال حیدرآباد مین دیکہا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہین ذرے ذرے فائدہ کے واسطے بددین بے ایمان لوگون کی تعریف کرتے ہین اونکی خوشامد کرتے ہین اور جو شخص دین کی تائید کرے اسکو ان بے ایمانون کے خوش کرنے کے لیے برا کہتے ہین لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ جب تو خدا کی مار ایسے نام کے مسلمانون پر پڑی ہے کہ وہ علاوہ کافرونکی حکومت مین رہنے کے اُسکی نگاہ مین ایسے ذلیل اور خوار ہو گئے ہین کہ سوا باورچی گری خدمت گاری خانسامانی کے اور کوئی کام اون سے نہین لیا جاتا اور ایک زمانے مین مسلمان تمام قومون کے سرتاج تہے انکا رعب اور دہاک ایسا تہا کہ کافر ان کے نام سے لرزتے تہے ہر ایک مسلمان خدا کے احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تہا ۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ ف پہر حذیفہ نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب مین بے کہٹکے ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنے لین دین) اس لیے کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اُسکو بے ایمانی سے باز رکہتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اوسکو ا سے باز رکہتا ف چونکہ امانت اور ایمانداری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تہے اون سے بخوف وخطر معاملہ اور لین دین کرنا پیسہ مار لینے کا تو ڈر تہا ہی نہین اور یہودی یا نصرانی بہی بے ایمانی نکرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تہے جو اُنکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے باز رکہتے اور میرا پیسہ مجہکو دلا دیتے وہ ہرگز نہ ڈوبتا ف لیکن آج کے دن تو مین تم لوگون سے کبہی معاملہ نکرونگا البتہ فلان اور فلان شخص سے کرونگا ف چند لوگون کا نام لیا جو ایماندار رہ گئے باقی لوگون کا بہروسا نہین اور جب لوگ بے ایمان ہونگے تو حاکم بہی ویسے ہی ہونگے وہ رشوت خوار اور ظالم ہونگے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہین اور غریب بیچارونکو ستاتے اور انکا حق تلف کرتے ہین اسوجہ سے حاکم سے بہی امید نہین رہتی کہ وہ بے ایمان کو سزا دیگا اور حق نہ ڈوبنے دیگا ۔ قاضی عیا

نے کہا بعضون نے سا بیعت سے جو حذیفہ کے قول مین ہے خلافت کی بیعت مراد لی اور یہ ظاہر ہے کیونکہ یہود اور نصرانی سے خلافت کی بیعت نہین ہو سکتی تو سا بیعت سے وہی بیچ کھوچ اور معاملہ اور لین دین مراد ہے

عن الاعمش بھذا الحدیث مثلہ **ترجمہ** اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عن** حذیفۃ قال کنا عند عمر فقال ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر الفتن فقال قوم نحن سمعناہ فقال لعلکم تعنون فتنۃ الرجل فی اھلہ وجارہ قالوا اجل قال تلک تکفرھا الصلوۃ والصیام والصدقۃ ولکن ایکم سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر الفتن التی تموج موج البحر قال حذیفۃ فاسکت القوم فقلت انا قال انت للہ ابوک قال حذیفۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تعرض الفتن علی القلوب کالحصیر عودا عودا فای قلب اشربھا نکت فیہ نکتۃ سوداء وای قلب انکرھا نکت فیہ نکتۃ بیضاء حتی تصیر علی قلبین علی ابیض مثل الصفا فلا تضرہ فتنۃ ما دامت السموت والارض والاخر اسود مربادا کالکوز مجخیا لا یعرف معروفا ولا ینکر منکرا الا ما اشرب من ھواہ قال حذیفۃ وحدثتہ ان بینک وبینھا بابا مغلقا یوشک ان یکسر قال عمر اکسرا لا ابا لک فلو انہ فتح لعلہ کان یعاد قلت لا بل یکسر وحدثتہ ان ذلک الباب رجل یقتل او یموت حدیثا لیس بالاغالیط قال ابو خالد فقلت لسعد یا ابا مالک ما اسود مربادا قال شدۃ البیاض فی سواد قال قلت فما الکوز مجخیا قال منکوسا **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے ہم امیر المومنین عمر رض کے پاس بیٹھے تھے انہون نے کہا تم مین سے کس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنون کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے **ف** فتنہ کے اصل معنے آزمایش اور امتحان ہے پھر عرف مین اسکو کہنے لگے جس سے ایک قسم کی برائی پیدا ہو ابو زید نے کہا یون کہتے ہین وہ شخص فتنہ مین پڑ گیا جب اسکا حال بدل جاوے اور اچھے سے برا ہو جاوے اور فتنہ اہل و مال مین یہ ہے کہ انکی محبت بہت غالب ہو جاوے اور خدا کے احکام کو فراموش کرے انکو بجا نہ لاوے جیسے اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہین یا اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ انکی تعلیم اور تربیت نکرے اور وہ آوارہ ہو جاوین ایسا ہی فتنہ ہمسایہ کا یہ ہے کہ اوسکی حق ادا نکرے تو یہ سب فتنے ایک قسم کے گناہ ہین جنکا کفارہ نیکیون سے ہو جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے

نیکیاں سیٹ دیتی ہین برائیون کو ف بعض لوگون نے کہا ہان ہم نے سنا ہی حضرت عمر نے کہا شاید تم فتنون سے وہ فتنے سمجھتے ہو جو آدمی کو اوسکے گہر بار اور مال اور ہمسائے مین ہوتے ہین انہون نے کہا ہان حضرت عمر نے کہا ان فتنون کا کفارہ تو نماز اور روزے اور زکوۃ سے ہوجاتا ہے لیکن تم مین سے کسنے سنا ہی اون فتنون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دریا کی موجون کیطرح امنڈ کر آوینگے ف حضرت عمر کی مراد فتنون سے وہ فسادات تہی جو آیندہ آپ کی امت مین ظاہر ہونگے اون مین آپس مین مسلمانون کے کشت وخون ہوگا یا گمراہی پہیلے گی ف حذیفہ نے کہا یہ سنکر سب لوگ چپ ہورہے مین نے کہا مین نے سنا ہے حضرت عمر نے کہا تو نے سنا ہے تیرا باپ بہت اچہا تہا ف جس کے نطفے سے تجہ سا لڑکا پیدا ہوا حدیث مین للہ ابوک ہی اور یہ ایک کلمہ ہی مدح کا عرب لوگون کی عادت ہی جب کسی کی تعریف کرتے ہین تو اسکو کہتے ہین کیونکہ باپ کی نسبت کرنا خدا کیطرف اسکی بزرگی بیان کرنا ہے جیسے کہتے ہین بیت اللہ اور ناقۃ اللہ صاحب تحریر نے کہا جب لڑکے کی کوئی اچہی بات دیکہتے ہین تو یہ کلمہ کہتے ہین یعنے تیرا باپ بڑا عمدہ تہا جسنے ایسا لڑکا پایا (نووی)

ف حذیفہ نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تہے فتنے دلون پر ایسے آوینگے ایک کی بعد ایک جیسے بورے کی تیلیان ایک کے بعد ایک ہوتی ہین ف حدیث مین کا لفظ عُودًا عُودًا ہے اسکو تین طرح پڑہا ہے ایک عُودًا عُودًا بضم عین ودال مہملہ سے دوسری عَودًا عَودًا بفتح عین ودال مہملہ سے تیسری عَوذًا عَوذًا بفتح عین وذال معجمہ سے صاحب تحریر نے صرف اول وجہ کو بیان کیا ہے اور قاضی عیاض نے تینون وجہون کو ذکر کیا ہے لیکن اول وجہ کو اختیار کیا ہے کہا کہ ہمارے شیخ ابو الحسین بن سراج نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تینون وجہون کا ترجمہ الگ الگ مذکور ہوتا ہے پہلی وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون مین ایک کے بعد ایک آتے جاوینگے جیسے بوریے کی تیلیان (یعنی کاڑیان) ایک کی بعد ایک لگائی جاتی ہین یعنی بوریا بننے والا جیسے ہر ایک تیلی لیتا ہے اوسکو بنکر پہر دوسری تیلی بنتا ہے اسیطرح یہ فتنے بہی ہونگے کہ پہلی ایک دلمین جمے گا پہر دوسرا قاضی عیاض نے کہا کہ میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہی ہے اور سیاق اور تشبیہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون کے ایک جانب مین آلگکر چپک جاوینگے جیسے بوریا سونیوالے کے پہلو سے چپک جاتا ہی اور عَوذًا عَوذًا کے یہ معنے ہونگے کہ بار بار وہی فتنے آوینگے

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنے دلون پر آوینگے اور چپکین گے بوریے کیطرح خدا کی پناہ اون فتنون سے یعنی خدا ہمکو بچاوے ان فتنون سے (نووی) پہر جس دل مین وہ فتنہ رچ جاویگا (یعنی سما جاوےگا اور بیٹھ جاویگا) تو اسمین ایک کالا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اسکو نہ مانیگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہیگا) اوسمین ایک سفید نورانی دہبہ ہوگا یہانتک کہ اسی طرح کالے اور سفید دہبے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہوجاوینگے ایک تو خالص سفید دل چکنے پتہر کیطرح (جس مین کوئی چیز لگ نہین سکتی یہ تشبیہ ہے اوس دل کی صاف چکنے پتہر سے یعنی جیسے اس قسم کا پتہر صاف داغون سے پاک ہوتا ہے ویسا ہی یہ دل بہی ان فتنون کی آلایش سے پاک اور صاف ہوگا) دوسرا کالا سفیدی مائل (یعنے بہورا) اوندہے کوزے کیطرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھا سمجھیگا نہ برے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا **ف** حدیث مین مربادًا کا لفظ ہے اور بعضون نے اس کو مربدًا پڑہا ہے راوی نے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اسود مربادًا اسے یہ مراد ہے کہ سفیدی کا غالب ہونا سیاہی مین قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تہے کہ اسمین غلطی ہوئی ہے یعنی شدة البیاض فی سواد مین اور بجاے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہی مین سفیدی غالب ہو اوسکو ربدہ نہین کہتے بلکہ بلق کہتے ہین اگر بدن مین ہو اور آنکھ مین ہو تو حور کہتے ہین اور ربدہ تو وہ ذری سی سفیدی ہے جو سیاہی مین ملی ہوئی ہے جیسے شتر مرغ کا رنگ ہوتا ہے اسیواسطے اوسکو ربدا کہتے ہین ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاکی کے بیچ مین ہوتا ہے ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا کہ جس سیاہی مین تیرگی ملجاوے اور مجخیا کے معنے اوندہا اوسکی تفسیر بہی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجہسے ابن سراج نے کہا کالکوز مجخیا یہ اوسکی سیاہی کی تشبیہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اوسکے اوصاف مین سے یعنے وہ دل اوندہا ہوگیا ہے جیسے کوزہ اوندہا جاتا ہے پہر اوسمین پانی نہین رہ سکتا اسیطرح اس دل مین کوئی بہتری اور بہلائی اور حکمت کی بات نہ رہیگی اور اسکا بیان کیا یہ کہکر نہ وہ بہلی بات کو بہلی سمجھیگا نہ بری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل بہلی بات کو نہ سمجھنے دے اوسکو مشابہت دی اوندہے کوزے کی جسمین پانی نہین ٹہرتا صاحب تحریر نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا گناہون کا مرتکب ہوتا ہے تو ہر ایک گناہ کے کرنے سے اوسکی دل مین تاریکی آتی جاتی ہے پہر وہ فتنے مین پڑ جاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اوسکے دلمین سے رخصت ہو جاتا ہے اور دل مثل اوندہے کوزے کی اولٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوزے کو اوندہا دو تو اوس

مین جو کچہ ہوتا ہے نکل جاتا ہے پہر کچہ نہین سماتا اسی طرح اوس کے دل سے سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پہر بالکل نہین آتا (نووی) **ف** حذیفہ نے کہا پہر مین نے حضرت عمر سے حدیث بیان کی کہ تمہارے اور اُس فتنے کے بیچ مین ایک دروازہ ہے جو بند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمر نے کہا کیا ٹوٹ جاوے گا تیرا باپ نہین اگر کہل جاتا تو شاید پہر بند ہو جاتا مین نے کہا نہین ٹوٹ جاویگا **ف** تو اب فتنون کا روکنا ممکن نہ ہوگا اور وہ امنڈ امنڈ کر موجون کیطرح آنے لگین گے یہ جو حضرت عمر نے حذیفہ سے کہا تیرا باپ نہین یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان مین کسی کام پر مستعد کرنیکو کہتے مین یعنی تجہے کوئی بچانیوالا نہین اگر خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ مصیبت مین تیرا شریک ہوتا اور تجہے اتنی تکلیف نہ اوٹہانا پڑتی پر اب تو تو اکیلا ہے پہر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے مین (نووی) **ف** اور مین نے اون سے حدیث بیان کی کہ یہ دروازہ ایک شخص ہے جو مارا جاویگا یا مر جاویگا پہر یہ حدیث کوئی غلط (دل سے بنائی ہوئی بات) نہ تہی -

ف یعنی یہ دروازہ جو ابہی بند ہے اور فتنون کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سبب سے تمام فساد رکے ہوئے ہین پہر جب وہ مارا جاوے گا یا مر جاوے گا تو گویا دروازہ ٹوٹ گیا اور فتنون کی روک جاتی رہی اب ادہر اودہر فتنون کی موجین امنڈ امنڈ کر آوین گی اور سب لوگ تلاطم مین پڑ جاوینگے دوسری روایت مین ہے کہ وہ ذات حضرت عمر کی ہے اور شاید حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یون ہی سنا ہوگا کے طور پر کہ وہ مارے جاوینگے یا مر جاوینگے یا حذیفہ یہ جانتے ہون گے کہ حضرت عمر مارے جاوینگے لیکن انہون نے اُسکا صاف بیان کرنا اون کے روبرو برا سمجہا دوسری روایت مین ہے کہ عمر خود بہی اس دروازے کو جانتے تہے جیسے یہ بات جانتے تہے کہ آج کی رات کل کے دن سے پہلے ہے اور یہ جو حذیفہ نے کہا یہ حدیث غلط نہ تہی یعنی دل کی تراشی ہوئی نہ تہی نہ اہل کتاب کی کتابون سے نکالی گئی تہی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور حضرت عمر جو فتنون کی روک تہے شہید ہوگئے اور اُن کے بعد سے برابر فتنون کا دروازہ کہل گیا حضرت عمر کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین قتل خوارج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ کربلا امام حسین علیہ السلام کی شہادت اہل بیت نبوی کی بےحرمتی مختار بن عبید ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار سے عبد اللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ و اہل مدینہ کی بربادی یزید پلید کے ہاتہ سے اسیطرح سے ہزارون خرابیان اور فتنے جو اب تک اہل اسلام کے بیچ مین واقع ہوئے سبحان اللہ حضرت عمر کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقلمند آدمی کے نزدیک ایک یہی حدیث کافی ہے

دوسری حاشیون کی حاجت نہین جبتک کی ذات مقدس آفتون اور بلاؤن کی روک اسلام کی پشت پناہ کافرون پر دہاک مسلمانون مین اتفاق سے تہے اُس ذات کو بعضی بدذات شریر کس منہ سے برا کہتے ہین اور خدا اور اس کے رسول سے نہین شرماتے **ف** ابو خالد نے کہا مین نے سعد بن طارق سے پوچھا (جو احادیث کے راوی ہین) اسود مربادًا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا سفیدی کی شدت سیاہی مین مین نے کہا الکوز مجخیًا سے کیا مراد ہے انہون نے کہا کوزہ اوندہا ہوا **عَنْ** رِبْعِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ حُذَيْفَةُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ جَلَسَ فَحَدَّثَنَا فَقَالَ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمْسِ لَمَّا جَلَسْتُ اِلَيْهِ سَأَلَ اَصْحَابَهُ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتَنِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ خَالِدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تَفْسِيْرَ اَبِيْ مَالِكٍ لِقَوْلِهِ مُرْبَادًّا وَمُجَخِّيًا **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے جب حذیفہ حضرت عمر کے پاس سے آئے تو بیٹھے ہم سے حدیثین بیان کرتے تہے انہون نے کہا کل امیر المومنین نے جب مین انکے پاس بیٹھا آپ نے لوگون سے پوچھا تم مین کس کو یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنون کے باب مین پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے گذرے اس مین مربادًا اور مجخیًا کی تفسیر نہین ہے (جیسے اوپر کی روایت مین ہے **عَنْ** رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ مَنْ يُحَدِّثُنَا اَوْ قَالَ اَيُّكُمْ يُحَدِّثُنَا وَفِيْهِمْ حُذَيْفَةُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ كَنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِيْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ حُذَيْفَةُ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ وَقَالَ يَعْنِيْ اَنَّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ترجمہ** ربعی بن حراش سے روایت ہے انہون نے سنا حذیفہ سے کہ حضرت عمر نے کہا تم مین سے کون ہم سے حدیث بیان کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنون مین وہان حذیفہ بہی تہے انھون نے کہا مین بیان کرتا ہون پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اس روایت مین یہ ہے کہ حذیفہ نے کہا مین نے اون سے ایک حدیث بیان کی جو غلط نتھی (یعنے سنی سنائی ادہر اودہر کی بات نتہی) بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تہی **باب** بَيَانِ اَنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا وَاَنَّهُ يَاْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ اسلام شروع ہوا غربت کے ساتھ اور پھر غریب ہو جاویگا اور سمٹ آویگا دونون مسجدون کے بیچ مین **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ غَرِيْبًا فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے اسلام شروع ہوا غربت سے (بیکسی مین) اور پھر ایسا ہی لوٹ آویگا جیسا

شروع ہوا تہا (مدینہ کو) تو خوشی ہو غریبون کے لیے **ف** اسلام شروع ہوا مدینہ سی یعنی پہلے اون لوگون سی شروع ہوا جو مدینہ منورہ مین مکہ معظمہ سی ہجرت کرکے آئی تہے اور وہ غریب مسافر تہی اپنے وطن چہوڑ کر آئے تہے اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا یعنی اخیر زمانے مین اسلام سمٹتی سمٹتی پہر مدینہ مین آجاویگا اور ساری دنیا مین کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہون گے وہ کافرون کے ڈر سی مدینہ مین بہاگ کر آجاوین گے قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہی کہ پہلے اسلام شروع ہوا تہا چند معدود لوگون سی پہر آخر زمانے مین بہی اسیطرح گہٹ کر تہوڑے لوگون مین رہ جاوے گا اب یہ جو فرمایا طوبیٰ ہو غرباء کے لیے تو طوبیٰ کے معنی خوشی اور سرور اور بعضون نے طوبیٰ سی جنت کو مراد لیا ہے بعضون نے اُس درخت کو جو جنت مین ہی اور یہ سب معنی بن سکتی ہین (نووی) **عَن** ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع ہوا غربت مین اور پہر غریب ہو جاویگا جیسے شروع مین تہا اور وہ سمٹ کر دونون مسجدون (مکے اور مدینے) کے بیچ مین آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی سوراخ مین (بلہین) چلا جاتا ہے **ف** قاضی عیاض نے کہا اسکا مطلب یہ ہی کہ ایمان اول اور آخر دونون زمانون مین اسی حال پہ ہوگا کیونکہ اول زمانے مین جو سچا ایماندار تہا وہ مدینے مین چلا آیا یا تو ہجرت کرکے اسکو وطن بنانیکو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو اور آپ سی علم حاصل کرنیکو ایسا ہی خلفا کے زمانے مین رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو جو عالم اپنے وقت کے پیشوا اور امام گزرے ہین وہ حدیث حاصل کرنیکے لیے مدینہ مین آئے اور ہمارے زمانے تک بہی لوگ ہمیشہ جاتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے اور وہان کے مشاہد اور آثار سی برکت حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ مین نہ آویگا مگر وہی جو مومن ہوگا انتہی سراج الوہاج مین ہی کہ شاید یہ واقعہ قیامت کے قریب ہوگا اور اس حدیث سی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہیگا اور وہ غریب ہو جاویگا اور حرمین مین سمٹ کر آجاویگا اور یہ وقت ابہی تک نہین آیا باوجود اسکے اسلام غریب ہوگیا اور کیسی غربت دوسری روایت مین ہی عمرو بن عوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین سمٹ کر حجاز مین آجاویگا جیسے سانپ اپنی بل مین سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندہ جاویگا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے اور دین شروع ہوا ہے غربت سی اور پہر ایسا ہی ہو جاویگا جیسے شروع ہوا تہا تو خوشی ہو غرباء کے لیے اور غربا

وہ ہین جو سدھارین گے میری سنت کو جب لوگ بگاڑین گے اوسکو روایت کیا اوسکو ترمذی نے مرقاۃ مین ہے کہ حجاز عرب کی اوس ٹکڑے کا نام ہے جس مین مکہ اور مدینہ ہی اور اس کے گرد کی بستیان اور یہ بات تو بعضون نے کہا کہ پائی جاتی ہے اس زمانے مین اسلیے کہ تمام دنیا کے شہر بھر گئے ہین بدعتی سے اور اسوقت مین دین سمٹ گیا ہے حجاز کیطرف اور حجاز سے اوس مبارک ٹکڑے کیطرف جسکو یمن کہتے ہین کیونکہ یمن سے ایک جماعت پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہون نے سدھارا ان سنتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنکو لوگون نے بگاڑ دیا تہا اور اب تک بعضے لوگ اُن مین کے یمن مین باقی ہین یا الٰہی تو ہمکو اون مین سے کر اور ہمارا حشر اون کے ساتہہ کر مترجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے مین اسلام کا تنزل شروع ہوگا اور جابجا کافر مسلمانون کے اوپر غالب ہوتے جاوینگے یہانتک کہ تمام ممالک اور بلاد کافرون کی حکومت مین آجاوینگے اور سب جگہ کافرون کا زور ہوجاویگا اور آخر پھر دو شہر یعنی مکہ اور مدینہ جہان سے اسلام شروع ہوا تہا مسلمانون کے پناہ کی جگہہ ہوگی اور یہ امر کچہ ظاہر ہوچکا ہے اور کچہ باقی ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانون کے قبضے سے گیا وہ اندلس کا ملک تہا جہان کی مسجدین اور مدرسے مسلمانون کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہین اور ایک مسجد قرطبہ مین اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا مین اور کہین نہین پر افسوس ہے کہ نصاری نے غالب آکر اوس مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گذشتہ پچاس سال سے تو اسقدر جلد جلد مسلمانون کا تنزل ہو رہا ہے اور انکی حکومتین برباد ہوئی جاتی ہین کہ اگر ایسا ہی رہا خدا نخواستہ تو بہت قریب زمانے مین مسلمانون کی حکومت صرف مکہ معظمہ اور مدینہ مین رہ جاویگی وہ ملک جہان سدہا برس سے مسلمان بستے اور رہتے تہے اور کافرون کا نام و نشان تک نہ تہا اب وہان پر کافر بادشاہ ہین اور مسلمان ذلیل اور خوار پہلے ہندوستان کی سی بڑی وسیع اور زرخیز ولایت مسلمانون کے قبضے سے نکلکر نصاری کے قبضے مین آئی پہر ابہی چند ہی روز گذرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستون نے چہین لیا اور بخارا اور خیوا اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاری نے دبا لیا اور بلغار اور بوسنیا اور سرویا اور جبل اسود جو روم کے سلطان کے زیر نگین تہے وہ خود مختار ہوگئے اسی طرح یونان کا حاکم نصرانی بادشاہ خود مختار ہوگیا اب اسوقت مین جب مین اس حدیث کی تفسیر لکہہ رہا ہون مرو اور ترکمانون کا ملک روس کے نصاری نے دبا لیا ہے اور روس کی نظر افغانستان پر بہی ہے اور ادہر ہندوستان کے نصاری افغانستان پر دعوی کر رہے ہین اور ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار سے نکالکر وہان اپنا اقتدار جما رہے ہین اور

جزیرہ عرب کے کئی بنادر مثل عدن اور سواکن وغیرہ کے انگریز قبضے مین کیے ہین اب جو دو سلطنتین نام کے لیے باقی ہین یعنی روم اور ایران کی وہ بھی نصاریٰ سے خائف اور لرزان ہین اور انہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے ہین حدود شرعیہ کا نام ونشان نہین فسق وفجور کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانون کی سلطنت اور حکومت نہ رہیگی اور وہ سب کفار کی رعایا بن کر رہینگے اور جو سچے مسلمان ہونگے وہ ان کی حکومت سے بھاگ کر مکہ اور مدینہ مین دم لینگے اوسوقت اس حدیث کا پورے طور سے ظہور ہو جاویگا اگر کوئی کہے کہ مکہ اور مدینہ مین تو اسوقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن وحدیث کی نشر سے وہان کچھ شیاطین ہین جو مانع ہوتے ہین پھر اسلام کے سمٹنے سے مکہ اور مدینہ کیطرف کیا مراد ہوگا تو اوسکا جواب یہ ہے کہ ان شیاطین کا زور مکہ اور مدینہ مین فے الحال ہے جبکہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا مین پھیلے ہوئے ہین پھر جب یہ سب سچے مسلمان کافرون سے ڈر کر مکہ اور مدینہ مین جا کر جمع ہونگے تو ان شیاطین کی اچھی طرح خبر لینگے اور اسوقت مین بڑی آزادی کے ساتھہ کتاب اور سنت کی پیروی حرمین مین اچھی ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جاویگی جو کوئی زندہ رہیگا وہ اسکو دیکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان سمٹ کر مدینے مین اسطرح سے آجاویگا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل مین سما جاتا ہے

باب

ذِهَابِ الْاِیْمَانِ اٰخِرَ الزَّمَانِ اخیر زمانے مین ایمان کا مٹ جانا **عن** اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اللّٰهُ اللّٰهُ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک زمین مین اللہ اللہ کہا جاتا ہے **ف** پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہیگا اوسوقت قیامت قائم ہوگی النووی نے کہا مراد یہ ہے کہ قیامت اوسی وقت ہوگی جب سب لوگ بدترین رہ جاوینگے جیسے دوسری روایت مین ہے اور یمن کیطرف سے ایک ہوا آویگی قیامت کے قریب تو سب مومن مر جاوینگے اوس ہوا سے۔ یہ بات کہ زمین مین کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے پہلے مجھکو قیاس سے بعید معلوم ہوتی تھی پر اس زمانے مین اوسکی تصدیق ہو گئی اور حدیث پر کامل یقین ہوگیا ہمارے زمانے مین اللہ کے منکر بہت پھیلتے جاتے ہین اور کوئی اللہ کا نام لیوے تو اوس سے مسخرے ہین پھر قیامت کے قریب کم بخت اسی قسم کے منکرین یعنے دہری اور نیچری رہ جاوینگے اور اللہ کو ماننے والے سب اوٹھ جاوینگے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ عَلٰی اَحَدٍ یَّقُوْلُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہوگی اوس شخص پر جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (بلکہ جب وہ مر لیگا اوسوقت قیامت ہوگی **باب** جَوَازِ الْاِسْتِسْرَارِ بِالْاِیْمَانِ لِلْخَائِفِ جو شخص ڈرتا ہو اپنی عزت یا جان جانے سے تو وہ اپنے ایمان کو چھپا سکتا ہے **عَنْ** حُذَیْفَۃَ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْصُوْا لِیْ کَمْ یَلْفِظُ الْاِسْلَامَ قَالَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَخَافُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ مَا بَیْنَ السِّتِّ مِائَۃِ اِلَی السَّبْعِ مِائَۃٍ فَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّکُمْ اَنْ تُبْتَلُوْا قَالَ فَابْتُلِیْنَا حَتّٰی جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لَا یُصَلِّیْ اِلَّا سِرًّا **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپنے فرمایا گنو کتنے آدمی اسلام کے قائل ہیں پھر ہمنے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ڈرتے ہیں ہمپر (کوئی آفت آنے سے دشمنوں کی وجہ سے) اور ہم چھ سو آدمیوں سے لیکر سات سو تک ہیں **ف** یعنی ہماری تعداد اس قدر ہے پھر ہم کو دشمنوں سے کیا خوف ہے آپ کیوں ڈرتے ہیں بخاری کی روایت میں ایک ہزار پانسو ہیں اور ایک روایت میں پانسو ہیں اور اس اختلاف کو یوں رفع کیا ہے کہ عورتیں بچے سب ملاکر ایک ہزار پانسو ہونگے اور مرد چھ سو سات سو ہونگے اور لڑنے کے قابل پانسو ہونگے سبحان اللہ صحابہ کرام کے دل ایسے مضبوط تھے کہ صرف چھ سو سات سو آدمیوں پر انکو دشمنوں کا ڈر نتھا اور ایک یہ زمانہ ہے کہ صرف ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان ہیں اور سارے دنیا میں تو بیس کروڑ سے کم نہ ہونگے پھر بھی اپنے دشمنوں سے ایسا ڈرتے ہیں جسکی انتہا نہیں **ف** آپنے فرمایا تم نہیں جانتے شاید بلا میں پڑجاؤ حذیفہ نے کہا پھر ایسا ہی ہوا ہم بلا میں پڑگئے یہانتک کہ بعضے ہم میں سے نماز بھی چپکے سے پڑھتے **ف** یہ اون فتنوں میں ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد ظاہر ہوئے اور مسلمان آپس میں لڑنے لگے پھر ایسی مصیبت آئی کہ نماز پڑھنا دشوار ہوگیا ایک کے ایک فکر میں تھا آخر گھر ہی میں پڑھنے لگے اور مسجد میں جماعت موقوف ہوگئی ۔ ہمارے زمانے میں بھی مسلمان ایک دوسرے کے ایسے دشمن ہوگئے ہیں کہ ایک جماعت کی مسجد میں دوسری جماعت والا نماز نہیں پڑھ سکتا حالانکہ نماز ایسی عبادت ہے کہ یہود اور نصاریٰ بھی اوس سے منع نہیں کرتے اور میں نے ایک یہودی سے پوچھا کہ ہم تمہارے گرجا میں نماز پڑھیں اوس نے کہا شوق سے پڑھو کیونکہ گرجا خدا کا گھر ہے کسی کے ملک نہیں پھر جو چاہے اسمیں خدا کو یاد کرے اور اوسکی بندگی کرے افسوس ہے کہ یہودیوں کا تو یہ خیال ہو اور مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ اگر ایک مسئلہ

ن ١٠٥

مین کوئی ان کے خلاف کرے تو پھر اسکو اپنی مسجد مین آنے نہین دیتے لاحول ولاقوۃ اللہ تعالی فرماتا ہے اوس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدون مین اللہ کی یاد سے کسی کو روکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کو خواہ وہ کتنا ہی مخالف ہو مسجد مین آنے سے اور اسمین نماز پڑھنے سے منع نکرین یہانتک کہ شیعہ اور خارجی اور معتزلے کو بھی منع کرنا اور نماز سے روکنا نادرست ہے

باب تَأَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يَخَافُ عَلٰى اِيْمَانِهٖ لِضُعْفِهٖ وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالْاِيْمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيْلٍ قَاطِعٍ جو شخص ضعیف الایمان ہو اسکا دل ملانا اور جب تک ایمان کا یقین نہو کسی شخص کو مومن نکہنا

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمٌ اَقُوْلُهَا ثَلَاثًا وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلَاثًا اَوْ مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ اَنْ يَّكُبَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي النَّارِ **ترجمہ** سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانے کو بھی دیجیے وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **ف** یعنی تو اسکو یقینا مومن کیسے کہتا ہے شاید مسلم ہو تو یون کہہ وہ مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اوس کے ایمان کا انکار نہین نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اوسکو یقینا مومن کہنے سے اسوجہ سے کہ اسکا ایمان دلیل یقینی سے ثابت نہوا ہوگا دوسرے یہ کہ ایمان ایک فعل قلبی ہے اوسکا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہی زبان سے اقرار کرنے سے اور صاحب تحریر نے کہا کہ اس مین اشارہ ہے اوس شخص کے مومن نہونے کا حالانکہ اس مین اشارہ ہے اس کے مومن ہونے کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعضے شخص کو مین زیادہ چاہتا ہون پر دیتا اور کو ہون ایسا نہو وہ جہنم مین اوندھا گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے اور اس مسئلہ مین بڑا اختلاف ہے اور کچھ بیان اسکا اوپر گذر چکا اور اس مین اشارہ ہے اوس مذہب کیطرف جو حق ہے کہ فقط زبان سے اقرار کر لینا کافی نہین جب تک دل سے یقین نہو اور کرامیہ اور بعضے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانون کے اجماع کے اور خلاف ہے ان آیات اور احادیث کی جن سے منافقون کا کفر ثابت ہوتا ہے حالانکہ منافقون کا یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ رکھتے تھے پر زبان سے اقرار کرتے تھے (نووی) **ف** مین نے تین بار یہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پھر آپ نے فرمایا مین ایک شخص کو دیتا ہون حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہون

اس ڈر سے کہ کہین خدا اوسکو اوندھے منہ جہنم مین نہ گرا دے ف یعنی بعض آدمی ضعیف الایمان ہوتا ہے اور مین اوسکو دنیا کا مال دیتا ہون تو اسوجہ سے نہین دیتا کہ مین اوسکو زیادہ چاہتا ہون چاہتا تو مین دوسرے کو ہون جسکا ایمان قوی ہے پر ضعیف الایمان کو اوسکا ایمان بچانے کے لیے دیتا ہون ایسا نہو کہ وہ دنیا کا مال نہ ملنے سے خفا ہو جاوے اور اسلام سے پھر جاوے پھر جہنم مین اوندھے منہ گرے اور جسکا ایمان قوی ہے اوسکو اتنی ضرورت مال دینے کی نہین کیونکہ وہ ایمان سے پھرنے والا نہین نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حاکم سے سفارش کرنا درست ہے جائز کام مین اور بار بار وہی بات کہنا بھی جائز ہے اور مفضول فاضل کو وہ بات بتا سکتا ہے جس مین کوئی مصلحت ہو اور فاضل کو ضرور نہین کہ ہر مشورہ قبول کرے بلکہ اوسمین غور اور فکر کرے اگر مصلحت کے خلاف ہو تو اوسکو رد کر سکتا ہے اور کسی کو یقیناً مومن کہنا نہین چاہیے جب تک دلیل یقینی نہ ہو اور امام اپنی رائے کے موافق مال کو صرف کر سکتا ہے ضروری کام مین پھر جو اوس کے بعد ضروری ہو اسی طرح اور کسی کے جنت مین جانیکا یقین نہین مگر جنکے لیے نص آگیا جیسے عشرہ مبشرہ وغیرہم اور اسپر اجماع ہے اہل سنت کا ۔ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فِيْهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ

ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو مال دیا اور مین وہان بیٹھا تھا تو آپ نے بعضون کو نہین دیا حالانکہ وہ میرے نزدیک اون سب مین بہتر تھے مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیون نہین دیا مین تو قسم خدا کی اوسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا یا مسلم پھر تھوڑی دیر تک مین چپکا ہو رہا بعد اوس کے وہی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین اوسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا تھوڑی دیر مین چپ ہو رہا بعد اوس کے اوسی خیال نے زور کیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلانے کو کیون نہین دیا قسم خدا کی مین تو اسکو مومن جانتا ہون آپ نے فرمایا یا مسلم مین دیتا ہون ایک شخص کو اور مجھے دوسرے سے زیادہ محبت ہوتی ہے اس ڈر سے کہ کہین اوندھے منہ جہنم مین گرے

عن سعد انه قال اعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم رهطا وانا جالس فيهم بمثل حديث ابن اخي ابن شهاب عن عمه وزاد فقمت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فساررته فقلت يا رسول الله ما لك عن فلان **ترجمہ** سعد سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور میں بیٹھا تھا پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے آخر میں اٹھا اور میں نے چپکے سی کہا یا رسول اللہ آپنے فلانے کو کیوں چھوڑ دیا۔ **عن** محمد بن سعد يحدث هذا الحديث فقال في حديثه فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده بين عنقي وكتفي ثم قال اقتالا اي سعد اني لاعطي الرجل **ترجمہ** محمد بن سعد سی یہی حدیث روایت کی گئی ہے اسمیں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میری گردن اور مونڈھے کے بیچ میں مارا اور فرمایا کیا لڑتا ہے اے سعد میں دیتا ہوں ایک آدمی کو آخر تک

باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الادلة جب دلیلیں خوب پہونچ جاویں تو دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نحن احق بالشك من ابراهيم اذ قال رب ارني كيف تحيي الموتى قال اولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي قال ويرحم الله لوطا لقد كان ياوي الى ركن شديد ولو لبثت في السجن طول لبث يوسف لاجبت الداعي **ترجمہ** ابوہریرہ سی روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوئی انہوں نے کہا اے پروردگار مجکو دکھلا دے تو کس طرح جلاویگا مردوں کو پروردگار نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں اسبات کا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کیوں نہیں مجھکو یقین ہے پر میں چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جاوے

ف نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے اس عبارت کے مطلب میں کہ ہمکو شک کیوں نہ ہو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئی کئی اقوال پر سب سے بہتر اور صحیح وہ ہے جو امام ابو ابراہیم مزنی اور ایک جماعت علماء نے بیان کیا ہے یعنی مطلب اسکا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شک ہونا محال تھا اور جو انکو شک ہوتی باوجود پیغمبر ہونے کے تو اور پیغمبروں کو بھی شک ہوتی حالانکہ تم جانتے ہو کہ مجھکو شک نہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھی اور یہ آپنے اسواسطے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری واذ قال ابراهيم رب ارني كيف تحيي الموتى الآية تو بعضے لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غلط گمان کیا اور یہ کہا کہ انکو شک ہوئی مردوں

کے جی اوٹھنے مین اور ہمارے پیغمبر کو شک نہین ہوئی تب آپنے اون کا گمان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تھے اور پیغمبر بھی کیسے خلیل اللہ پھر اگر انکو شک ہوتی تو مجھکو بھی ضرور شک ہوتی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپ نے اپنے اوپر مقدم کیا بطریق تواضع اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم نہوا ہوگا کہ آپ سب پیغمبرون سے درجہ مین زیادہ ہین پھر اختلاف کیا ہے علمانے کہ جب حضرت ابراہیم کو شک نہ تھی تو اونہون نے خداسے درخواست کیون کی کہ مجھکو دکھلا دے تو کیونکر جلاویگا مردون کو بیان کیا ہے کئی وجہون کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردون کے جی اوٹھنے پر یقین تھا پر انہون نے چاہا کہ اور زیادہ دل کو اطمینان ہوجاوے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہوچکا تھا کہ اللہ تعالی مردون کو جلاویگا لیکن انہون نے اپنی آنکھہ سے اس امر کو نہ دیکھا تھا اسواسطے انہون نے چاہا کہ علم استدلالی سے بڑھکر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی مین شکوک باقی رہتے ہین پھر مشاہدہ سے وہ سب شکوک مٹ جاتے ہین یہ مذہب ہے امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آزمانا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہین اور اس صورت مین اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ کے یہ معنی ہون گے کیا تجھکو یقین نہین اسبات کا کہ تو میرا دوست ہے اور تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک بڑا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو بڑہانا چاہا اگرچہ پہلے بھی انکو یقین تھا اور شک بالکل نہ تھی پر وہ علم الیقین تھا انہون نے چاہا کہ اس سے بڑھکر عین الیقین کا درجہ حاصل ہوجاوے چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب انہون نے منکرون پر دلیل قائم کی کہ میرا پروردگار جلاتا ہے اور مارتا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکھلادے تا انکی دلیل صاف ثابت ہوجاوے اور بعضون نے اور وجہین بیان کی ہین پر وہ ظاہر نہین ہین امام ابو الحسن واحدی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگون نے کہ حضرت ابراہیم ع نے یہ سوال کیون کیا تو اکثر لوگون نے کہا ہے کہ انہون نے ایک مردار جانور دریا کے کنارے دیکھا جسکو سے درندے اور پرندے اور دریا کے جانور کہا رہے تھے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اکٹھا ہونگے اور ان کے دلکو شوق ہوا کہ مردے کا جی اٹھنا دیکھین انکو شک نہ تھی لیکن اونہون نے یہ بات چاہی کہ اوسکو دیکھ لین جیسے مومنین چاہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کو دیکھین اور خدا کے دیدار کی طالب ہین حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہین ہے اون مین انتہی ف اور رحم کرے اللہ تعالی حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تھے مضبوط سخت کی ف جب

فرشتے اسکا عذاب لیکر حضرت لوط علیہ السلام پاس آئے تو خوب صورت لڑکون کی بھیس مین آئے تھے حضرت لوط انکو مہمان سمجہکر اونکی مہمانی کرنا چاہتے تھے پر انکی قوم کے لوگ جو لواطت اور لونڈی بازی مین مبتلا تھے جمع ہوکر آئے اور ان مہمانون کو ستانا چاہا حضرت لوط نے کوئی دقیقہ ان مہمانون کی خاطرداری اور دلجوئی مین نہ چہوڑا اور اپنی قوم کے لوگون سے کہا خدا سے ڈرو اور مجہکو رسوا مت کرو مہمانون کے روبرو اگر تمکو ویسی ہی خواہش ہے تو میری بیٹیان حاضر ہین انسے بیاہی اونہون نے نہ مانا تب حضرت لوط نے فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو تمکو روکتا یا پناہ لیتا کسی مضبوط سخت کی یعنی میرے کنبے والے ہوتے تو ان کی پناہ لیتا اور یہ جو اونہون نے اپنی قوت کا اور اپنے کنبے والون کی پناہ کا ذکر کیا تو اسوجہ سے نہ تہا کہ وہ خدا سے غافل تہے بلکہ اونہون نے اپنے مہمانون کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہانتک چلتا مین تم کو بچاتا اور شاید اسوقت رنج مین اللہ تعالی کی پناہ لینا بہول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اونپر رحم کرے **ف** اور اگر مین قیدخانے مین اتنے دنون رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو مین تو فورًا بلانے والے کے ساتھ چلا جاتا **ف** جب زلیخا کی تہمت سے حضرت یوسف علیہ السلام قید ہوئے تو مدت تک یعنی کئی برس تک قیدخانے مین رہے آخر عزیز مصر کیطرف سے ایک بلانے والا آیا کہ چلکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کرین پر حضرت یوسف نے نہ مانا اور فرمایا جب تک عورتون کے مکر کی تحقیقات ہوگی اور میری صفائی بالکل نہ ہوجاویگی اوسوقت تک مین نہ آؤنگا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی کہ اون مین کسقدر صبر اور استقلال تہا کہ ایسا دوسرے مین ہونا مشکل ہے ورنہ انسان جب مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے تو جسطرح ہو سکے اوس سے چھوٹنے مین جلدی کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى جَازَهَا **ترجمہ** دوسری روایت بہی ابوہریرہ سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ پڑہا آپنے اس آیت کو یہانتک کہ پورا کیا اوسکو۔

عَنْ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ مَالِكٍ بِاِسْنَادِهٖ وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى اَنْجَزَهَا **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا

باب وُجُوْبِ الْاِيْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمِيْعِ النَّاسِ وَنَسْخِ بِمِلَّتِهٖ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا یقین کرنا اور تمام شریعتون کو آپ کی شریعت سے منسوخ سمجہنا واجب ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

مَامِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَ اِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ عَزَّوَجَلَّ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ترجمہ

ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزے ملے ہین جو اوس سے پہلے دوسرے پیغمبر کو مل چکے تھے پہر ایمان لائے اوسپر آدمی لیکن مجہکو جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ نے بھیجا میرے پاس (ایسا معجزہ کسی پیغمبر کو نہین ملا) اس لیے مین امید کرتا ہون کہ میری پیروی کرنیوالے اور پیغمبرون کی پیروی کرنیوالون سے زیادہ ہونگے قیامت کے دن ف یعنی میرا معجزہ قرآن ایسا کہلا معجزہ ہے جو پہلے کسی پیغمبر کو نہین ملا اسلیے میری تابع زیادہ ہون گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جسمین سحر وغیرہ کا شبہ نہین ہو سکتا برخلاف اور معجزون کے کہ انمین سحر وغیرہ کا شبہ ہو سکتا تہا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے یا اور پیغمبرون کے معجزے گذر گئے جیسے انکا زمانہ گذر گیا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ معجزہ اسواسطے ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اسکی فصاحت اور بلاغت اور غیب کے حالات نے سب آدمیونکو عاجز کر دیا کہ کوئی اسکی مثل ایک سورہ بہی بنا سکے اگرچہ وہ سب جمع ہون تب بہی نہین ہو سکتا اور آج تیرہ سو برس گذر گئے ہزارون قرآن کے مخالفین ہوئے پر کسی سے یہ نہوسکا کہ اس کے مقابل کی ایک سورت بناتا ہمارے زمانے مین بعض بیوقوف عقل کے دشمن ہندی بہائی ایسے نکلے ہین جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہین جانتے اور اسپر اعتراض کرتے ہین کوئی ان سے پوچہے کہ تمنے عربی زبان مین کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف ونحو بہی جانتے ہو یا نہین تو جواب ملتا ہی کہ نہین سبحان اللہ مینڈکی کو بہی زکام ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو سنکر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آجتک اسکی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بے مثل ہونیکا اقرار کرتے ہین پر کل کے لونڈے یا ہندی بوڑہے کہوسٹ جنکو کوئی مسلمان کی حکومت مین ٹکے کو نہ پوچہے مسلمانون کے مصلح بن کر بیٹھے ہین اور یہ اصلاح کرتے ہین کہ حدیث اور قرآن کو مٹاتے ہین لاحول ولا قوۃ ۔ پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین فرمایا کہ مجہکو امید ہے کہ میری پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن یہ بہی آپ کا ایک معجزہ ہی کیونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالی نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ مغرب سے مشرق تک پہیل گیا اور بڑی بڑی ولایتین مسلمانون نے فتح کین اور جیسی امید آپ نے کی تہی ویسی ہی اللہ تعالی نے کر دکہایا خدا کا شکر ہے اوسکی نعمتون پر جو بے انتہا ہین ۔ ای خدا جیسے تو نے پہلے اسلام کو ترقی بخشی تہی اور مخالفین کو زیر کیا تہا ویسی ہی اس زمانہ مین بہی اسلام کی مدد کر اور اپنے سچے دین اور سچے پیغمبر کی طفیل سے مسلمانون

کے دلوں کو مضبوط کرتا وے پھر تیرے دین کی ترقی میں مصروف ہوں اور دنیا میں نیکنامی اور عزت اور آخرت میں ثواب اور جنت حاصل کریں آمین یا رب العلمین ﴿ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس زمانے کا (یعنی میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لاوے اوس پر جسکو دیکر میں بھیجا گیا ہوں (یعنی قرآن پر) تو جہنم میں جاویگا ف نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعتیں سب منسوخ ہوگئیں ہمارے پیغمبر کی شریعت سے اور یہ بات نکلی کہ جسکو اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہیں ہوتا انتہی۔ اگرچہ اس زمانہ میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں پھیل گئے ہیں پر وہ سب کے سب اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو انہوں نے بالائے طاق رکھ دیا ہے الا ماشاء اللہ دین کی دعوت کا فرض تو کیا وہ تمام مسلمانوں کو بھی دین کے احکام نہیں بتلاتے یہاں تک کہ اکثر مسلمان شریعت کے احکام سے بالکل ناواقف ہو گئے ہیں اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں یہ دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر اسمیں صرف کی ہے اور اسکا فائدہ بیحد اور بے شمار ہے جب حضرت عیسی علیہ السلام خدا تعالے کے پاس تشریف لے گئے تو اون کے حواریین نے دین کی دعوت پھیلانا شروع کی اور باوجودیکہ اون کے مخالف زور آور اور دنیا کے حاکم تھے پر آخر اس دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں لاکھوں ان میں سے عیسوی ہو گئے اور آخر عیسویوں کی قوت یہاں تک بڑھی کہ ساری دنیا میں اون کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور ابتک عیسوی عالم دعوت کو نہیں چھوڑتے اور رات دن تحریر اور تقریر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کے لوگوں کو سنتے ہیں کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف ہیں وہاں فوراً جیسے ہو سکتا ہے پہونچتے ہیں اسکام میں چاہے جان جاوے چاہے عزت سب قبول ہے وہ اپنا دین پھیلانے کیلیے سب گوارا کر لیتے ہیں! افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں اور انکے ملا اور مولوی اور درویش سوائے آرام سے بیٹھ رہنے کے دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر کرتے ہیں نہ اور ملک

کی اقوام کی زبانین سیکھتے مین نہ اور زبانون مین اسلام کی کتابون کا اور قرآن کا ترجمہ پھیلاتے مین ہائی بڑے رنج کی بات ہو کہ نصاری نے اپنی وقفیت کیواسطے قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسیسی اور جرمنی زبانون مین کیا پر مسلمانون کو یہ توفیق نہین کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابون کا ترجمہ غیر زبانون مین خصوصاً کافرون کی زبانون مین کرکے اوسکے ہزارون لاکھون نسخے کافرون مین پھیلا دین تاکہ وہ سچے دین شریعت سے واقف ہون نصاری نے اپنا دین ایسا خراب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا بھی اپنے عقل سے کام لیوی تو اسکو یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی واہی بات ہو جو کسی کے ذہن مین نہین آتی پھر یہ کہنا کہ عیسی خدا کے بیٹے ہین باوجودیکہ عیسی کھاتے تھے اور پیتے تھے اور ہگتے تھے اور موتتے تھے اوس سے بھی زیادہ خلاف قیاس اور بعید از عقل ہے تو بھی وہ دعوت کی زور سے کم عقلون اور بیوقوفون مین بھی پھیلا جاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھرا اور بے لوث ہو جسمین سواے ایک سچے خدا برحق کے جس نے ہمکو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہین اور اس دین مین کوئی بات عقل سلیم کے خلاف نہین جیسے اور دینون مین پائی جاتی ہے پھر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاری کی نسبت اپنی پیاری دین کے پھیلانے مین عشر عشیر بھی کوشش کرین تو اسکا اثر نصاری کی کوشش سے کہین زیادہ ہوگا اور چونکہ اس زمانے مین لوگون کا رجحان عقل کیطرف زیادہ ہے پس اسمین کوئی شک نہین کہ وہ سب دینون مین اسلام کو ترجیح دینگے اور شرک و کفر کو چھوڑ کر خداے برحق کی توحید کے قائل ہونگے جو سب سے اعلی رکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچھ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کافرون کی زبانون مین کرین کچھ اسلام کی حقّیت کو دلائل بمقابلے اور مذہب کے نہایت صاف طور سے لکھکر ہر ایک قوم کے کافرون مین پھیلا دین کچھ کافرون کی زبان سیکھکر اون کے ملک مین جاکر زبانی پند اور نصیحت اور دعوت کرین وہکذا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ وَعَبْدٌ مَّمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللهِ عَلَيْهِ وَحَقَّ سَيِّدِهِ فَلَهُ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا ثُمَّ أَدَّبَهَا

فَاَحْسَنَ اَدَبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِیُّ لِلْخُرَاسَانِیِّ خُذْ هٰذَا الْحَدِیْثَ بِغَیْرِ شَیْءٍ فَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ یَرْحَلُ فِیْمَا دُوْنَ هٰذَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ ترجمہ ایک شخص نے جو خراسان کا رہنے والا تھا شعبی سے پوچھا کہ ہمارے ملک کے لوگ کہتے ہیں جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہدی کے جانور پر سواری کرے شعبی نے کہا مجھ سے بیان کیا ابو بردہ بن ابی موسی نے انہوں نے ابو موسی اشعری اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملیگا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) ایمان لایا ہو اپنے پیغمبر پر پھر میرا زمانہ پاوے اور مجھ پر بھی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور مجھکو سچا جانے تو اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اس غلام کو جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے میاں کا بھی اوسکو دوہرا ثواب ہے اور ایک اوس شخص کو جسکے پاس ایک لونڈی ہو پھر اچھی طرح اوسکو کھلاوے اور پلاوے بعد اوسکے اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پھر اوسکو آزاد کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو بھی دوہرا ثواب ہے پھر شعبی نے خراسانی سے کہا تو یہ حدیث لے بے محنت کے نہیں تو ایک شخص اس سے چھوٹی حدیث کیلیے مدینے تک سفر کرتا **ف** شعبی نے اسواسطے کہا کہ خراسانی کو حدیث کی قدر ہو اور وہ اوسکو یاد رکھے سبحان اللہ انگلے لوگوں نے دین کیواسطے کیسی کیسی بے انتہا کوششیں کی ہیں کہ ایک ایک حدیث سننے کے واسطے منزلوں کا سفر کیا اور تکلیفیں اٹھائیں اللہ انکو جزائے خیر دیوے تمام مسلمانوں کیطرف سے اس لیے کہ انکا احسان سب مسلمانوں پر ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اوس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام کی جو خدا کے اور میاں کے دونوں کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لونڈی کو آزاد کرکے اوس سے نکاح کر لیوے **عَنْ** صَالِحٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

بَابُ بَیَانِ نُزُوْلِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ حَاکِمًا بِشَرِیْعَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حضرت عیسی علیہ السلام کے اترنے کا بیان اور شریعت محمدی کے موافق چلنے کا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَکَمًا مُقْسِطًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قریب ہے جب اوترینگے عیسی

وَاِکْرَامِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَبَیَانِ الدَّلِیْلِ عَلٰی اَنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ لَا تُنْسَخُ وَاَنَّهُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْهَا ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

مریم کے بیٹے تم لوگون مین اور حکم کرینگے موافق اس شریعت کے اور انصاف کرین گے اور توڑ ڈالینگے ترسول کو (جو نصاریٰ نے بنا رکھی ہے اور اسکی پرستش کرتے ہین) اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کر دین گے جزیے کو اور بہت دینگے مال کو یہانتک کہ کوئی نہ لیگا ف نووی نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام توڑ ڈالین گے ترسول کو اس سے یہ نکلتا ہے کہ منکرات اور لہو ولعب اور باطل کے آلات جیسے باجے اور تصاویر وغیرہ توڑ ڈالنا چاہیے اور سور کا مارنا بھی اسی قسم مین سے ہے اور اس مین دلیل ہے اوس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو ہم جہان پاوین اگرچہ دار الکفر مین ہو اور ہم قادر ہون اوس کے قتل پر تو قتل کرین اسکو اور یہ قول شاذ ہے کہ اوسکو چھوڑ دین اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موقوف کر دین گے جزیے کو یہی صحیح معنے ہین حدیث کا یعنی اوس زمانے مین کافرون کو حکم ہوگا یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین جزیہ لینا موقوف کیا جاویگا ایسا ہی کہا ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کرینگے سب کافرون پر اور اسی وجہ سے مال کی زیادتی ہوگی پر یہ صحیح نہین ہے اور ٹھیک معنے وہی ہے جو خطابی نے کہا اور اسی طرف گئے ہین جمہور علماء مگر اس صورت مین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے اور حدیث مین یہ آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی کے حکم کرینگے اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت محمدی کے خلاف نہین ہے اس لیے کہ جزیہ لینے کا حکم اوسی وقت تک ہے جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوتریں اور جب یہ امر حدیث مین مصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ہوا نہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ اور یہ جو فرمایا بہت دینگے مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل اور انصاف کی وجہ سے برکت بہت ہوگی اور مال بڑھ جاویگا یا زمین اپنے خزانے نکال دیگی جیسے دوسری حدیث مین آیا ہے، یا لوگون کی رغبت مال کی طرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اسوجہ سے مال بہت پڑا رہے گا اور اللہ خوب جانتا ہے اصل حال کو

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ اِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا وَفِيْ رِوَايَةِ يُوْنُسَ حَكَمًا عَادِلًا وَلَمْ يَذْكُرْ اِمَامًا مُقْسِطًا وَفِيْ حَدِيْثِ صَالِحٍ حَكَمًا مُقْسِطًا كَمَا قَالَ اللَّيْثُ وَفِيْ حَدِيْثِهٖ مِنَ الزِّيَادَةِ وَحَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰيَةَ

ترجمہ زہری سے دوسری سندون سے بھی ایسی ہی ہے ابن عیینہ کی روایت مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہون گے انصاف کرنیوالے اور حاکم ہونگے عدل کرنے والے اور یونس کی روایت مین ہے کہ حاکم ہون گے عدل کرنیوالے اور اسمین یہ نہین ہے کہ امام ہونگے انصاف کرنے

والے جیسے لیث کی روایت میں ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آتا ہے یہاں تک ہو جاویگی کہ ایک سجدہ اس زمانے میں ساری دنیا سے بہتر ہوگا **ف** یعنے لوگوں کی رغبت اس زمانے میں عبادت کی طرف زیادہ ہوگی بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہوگی تو ایک سجدہ انکی نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اس زمانے میں ساری دنیا کا مال تصدق کرنے سے زیادہ ہوگا کیونکہ مال کی اسوقت احتیاج نہ ہوگی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد یہی ظاہری معنی ہے سجدہ کا یا نماز مقصود ہے **ف** پھر ابوہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں اہل کتاب میں سے جو ایمان نہ لاوے عیسے پر ان کے مرنے سے پہلے **ف** یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اتریں گے تو ان کے زمانے میں جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لاوینگے ان پر اور یقین کرینگے اپنی غلطی کا اور جانیں گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اسکی لونڈی کے بیٹے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن میں جو قبل موتہ کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰ کیطرف پھرتی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کیطرف پھرتی ہے اور معنی آیت کا یہ ہے کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے یعنے جان نکلنے کیوقت اسکو حق بات کھل جاتی ہے کہ میں جو عیسیٰ کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا جانتا تھا یہ غلط ہے پر اس وقت کا ایمان فائدہ نہ دیگا اسواسطے کہ وہ حالت نزع اور سکرات ہے اور ایسی حالت میں قول و فعل کسی کا اعتبار نہیں اور ایسی حالت میں نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیع نہ عتاق نہ اور کسی قسم کا کوئی عقد کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کی توبہ کچھ نہیں جو برائی کیا کرتے ہیں جب موت آن پڑتی ہے تو کہتے ہیں اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے مذہب کے موافق آیت خاص ہوجاتی ہے اور اہل کتابی سے جو حضرت عیسیٰ کے زمانے میں ہوگا اور دوسرے مذہب کے موافق ہر ایک کتابی لیے عام رہتی ہے اور مؤید ہے اسکی قرأت قبل موتہم کی اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ ضمیر ہمارے پیغمبر کیطرف پھرتی ہے اور موتہ کی کتابی کی طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لاویگا ہمارے پیغمبر پر اپنے مرنے سے پہلے واللہ اعلم (نووی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ إِلَى الْمَالِ

فَلَا یَقْبَلُہٗ اَحَدٌ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مریم کے بیٹے اترین
گے (آسمان سے) اور وہ حاکم ہونگے عدل کرینگے تو توڑ ڈالین گے صلیب کو اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف
کردین گے جزیے کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹ کو پھر کوئی محنت نہ کرے گا اوس پر **ف** یعنی کوئی اس کی پرواہ
نکریگا نہ اوسکی خدمت کریگا اسوجہ سے کہ دنیا کے مال بے حد پڑے ہونگے لوگون کو حاجت نہ ہوگی اور دوسرے قیامت
قریب ہوگی لوگ جلدی جلدی اپنی عقبے کی فکر کرین گے قاضی عیاض نے اور صاحب مطالع نے کہا لَا یُسْعٰی عَلَیْہَا
کے معنے یہ ہین کہ اوسکی زکوۃ نہ مانگین گے اسوجہ سے کہ زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا اور یہ تاویل باطل ہے کئی وجوہ سے
اور ثواب وہی ہے جو معنے ہمنے بیان کیے (نووی) **ف** اور لوگون کے دلون مین سے کپٹ اور دشمنی
اور جلن جاتی رہے گی اور بلاوینگے وہ لوگون کو مال دینے کے لیے لیکن کوئی قبول نہ کرے گا اسوجہ سے کہ حاجت
نہ ہوگی اور مال کثرت سے ہر ایک کے پاس ہوگا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب مریم کا بیٹا اترے گا تم لوگون مین اور تمہارا امام
تم مین سے ہوگا **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ
اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ فَاَمَّکُمْ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اترین گے تم مین اور امامت کرینگے تمہاری **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ
فَقُلْتُ لِابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ اِنَّ الْاَوْزَاعِیَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاِمَامُکُمْ
مِنْکُمْ قَالَ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ تَدْرِیْ مَا اَمَّکُمْ مِنْکُمْ قُلْتُ تُخْبِرُنِیْ قَالَ فَاَمَّکُمْ بِکِتَابِ
رَبِّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّۃِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے اترین گے تم لوگون مین پھر امامت کرینگے
تمہاری تم ہی مین سے ولید بن مسلم نے کہا مین نے ابن ابی ذئب سے کہا مجھ سے اوزاعی نے حدیث بیان کی زہری
سے اونہون نے نافع سے اونہون نے ابوہریرہ سے اوسمین یہ ہے کہ امام تمہارا تم ہی مین سے ہوگا ابن ابی ذئب نے
کہا تو جانتا ہے اسکا مطلب کیا ہے امامت کرینگے تمہاری تم ہی مین سے مین نے کہا بتلاؤ اونہون نے کہا امامت کرینگے
حضرت عیسی تمہاری تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے پیغمبر کی سنت سے **ف** یعنی تابع ہون گے

شریعت محمدی کے اور پیروی کرینگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسی علیہ السلام اگرچہ پیغمبر ہین پر اون کی پیغمبری کا زمانہ ہمارے پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا مین آوین گے تو ہمارے پیغمبر کی امت مین شریک ہونگے قرآن اور حدیث کے موافق عمل کرینگے ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام خود مجتہد مطلق ہونگے اور قرآن اور حدیث سے احکام نکالین گے اور کسی مجتہد کے تابع نہونگے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر کہ ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسی علیہ السلام امام ابوحنیفہ کے مذہب پر چلینگے بلکہ ایسے خیال ہین توہین حضرت عیسیٰ یا اسلام کی نکمتی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہی اون کا علماء محققین نے رد کیا ہے اور خود حنفی مذہب کی علماء نے اسکو باطل قرار دیا ہی اسیطرح یہ قول کہ امام مہدی علیہ السلام ابوحنیفہ کے مقلد ہونگے یا حضرت خضر علیہ السلام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات ہین جنپر ایک دلیل بہی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہین اور تعجب ہی اون علماء سے جنہون نے بے سمجھے بوجھے ایسی واہی باتون کو اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اور جاہل ان باتون پر فریفتہ ہو جاتے ہین اللہ جل جلالہ سے امید ہی کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام دونون قرآن اور حدیث کے پیرو اور تابع ہون گے اور اہلحدیث کے مددگار اور معاون ہونگے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اوٹہا دینگے اور جو متعصب مقلد اونکا کہنا نہ مانینگے وہ ذلیل اور خوار ہونگے اور انکی تلوار سے قتل کیے جاوین گے اور سب مسلمان ایک ہی راہ پر ہو جاوینگے جو زندہ رہیگا وہ ان شاء اللہ تعالی ہماری اس کلام کی تصدیق کریگا اور ہمارا سلام ان دونون حضرات کی خدمت مین پہونچا دیگا اور ہماری سعی اور کوشش اونکی دعاے خیر سے آخرت مین نیک ثمرہ دکہلا ویگی اور ہمارا بہروسا تو بالکل ہمارے خداوند پر ہے جو ہمارا مالک ہے زندگی اور موت کے بعد اور ہمکو اسکی غلامی اور بندگی کا فخر ہے دنیا اور آخرت مین یا الہی ہمارے صاحب مالک خداوند ہمکو اپنی غلامی مین قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد مین لگا دے اور ہمکو فنا کر دے اپنے عشق اور محبت مین آمین یا رب العالمین عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاہِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُہُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ہٰذِہِ الْاُمَّۃَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہیگا (کافرون اور مخالفون سے) حق پر قیامت تک وہ غالب ہوگا پہر عیسی بن مریم علیہ السلام اترینگے

اور اس گروہ کا امام کہے گا آئیے نماز پڑھائیے (حضرت عیسیٰ سے کہیگا) وہ کہینگے نہین تم ہین سے ایک دوسرون
پر حاکم ہین یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالی عنایت فرماوے گا اس امت کو ف کہ اتنے بڑے پیغمبر روح
اللہ مسلمانون کے امام کی امامت قبول فرماوینگے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھینگے سبحان اللہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرینگے ہمارے پیغمبر نے بھی ایک بار عبد الرحمن بن
عوف کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے یہ کہ اُس زمانے مین مسلمانون کے امام مہدی علیہ السلام ہونگے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی والے ہونگے (راضی ہو اللہ ان سے) **باب**
بَیَانِ الزَّمَنِ الَّذِیْ لَا یُقْبَلُ فِیْهِ الْاِیْمَانُ اوس زمانیکا بیان جب ایمان مقبول نہ ہوگا عَنْ اَبِیْ
هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ
مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا اٰمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ
نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے پھر جب آفتاب
پچھم سے نکلے اسوقت سب آدمی ایمان لاوینگے (خدا پر اتنی بڑی نشانی دیکھکر) لیکن اس دن کا ایمان
فائدہ نہ دیگا اوس شخص کو جو پہلے ایمان نہین لایا یا اوسنے ایمان کے ساتھ نیکی نہین کی ف اس لیے
کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشانیان کھل گئین اور قیامت آگئی اوسوقت
تو کافر اور مومن سب ہی کو خدا پر یقین ہو جاوے گا۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول
ہے اہلحدیث اور فقہا اور متکلمین اہلسنت کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیون مین سے جو
ساری آیتون اور حدیثون کو ظاہری معنے سے پھیر کر ایک دوسرا ہی مطلب نکالتا ہے اور مخالف ہے صحابہ اور
تابعین اور ائمہ دین کی روش کے اور یہ فرقہ چھوٹا بچہ ہے نیچری اور فلسفی اور دہری حکیمون کا) اس مین
تاویل کی ہے انتہی مترجم کہتا ہے کہ مین نے اہل باطل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے
مثل اور اسباب کو دیکھا تو اکثر تاویلات اس قسم کی پائین کہ وہ تاویل کرنیوالون کے لیے مفید نہ ہوئین
بلکہ جو قبائح اونہون نے اپنی سوء فہم سے ظاہری معنی مین خیال کیے تھے اوس سے وہ چندین زیادہ مفاسد
تاویلی معنی مین پیدا ہو گئے باوجود اس کے وہ لوگ اپنی تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک وسوسہ ہے شیطان کا
خدا اس سے پناہ مین رکھے اسی قسم کی ہے تاویل استوا کی ساتھ استیلا کے اور تاویل نزول کی ساتھ

نزول رحمت کا اور تاویل سمع اور بصر وغیرہ صفات اللہ کی اور بعضی تاویلات ایسی دیکھیں کہ اون میں تاویل کی علت موافق عقیدہ صاحب تاویل کے معلوم نہیں ہوئی اب اوسکی تاویل کرنا دو درجہ سے خالی نہیں یا وہ خود درحقیقت اوس عقیدے پر نہیں جسکو ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تئیں ذلیل اور رسوا کرنیکی بلا و آفت سے بچنے کے لیے اوسنے صرف زبان سے اپنی طرف منسوب کیا ہے یا وہ دیدہ و دانستہ حماقت اور سفاہت میں مبتلا ہے کہ تاویل ضرورت نہ ہونے کی صورت میں بھی تاویل کرتا ہے ۔ اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب پچھم سے نہ نکلے تو اہلسنت نے اسکو اپنے ظاہری معنے پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب کا پچھم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلاف عقل ہے نہ خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید ہے اس لیے کہ جس نے زمین کو مغرب سے مشرق کیطرف متحرک رکھا ہے وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اوسکو مشرق سے مغرب کیطرف متحرک کردیوے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو اسحدیث میں تاویل کی تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ وہ باطنیہ ہیں جو درحقیقت دہری اور طبعی اور نیچری ہیں اور خداوند کریم کے انکار کرنیوالے اس صورت میں تو انکو تاویل کی ضرورت ہے پر جو معاذ اللہ اس قسم کا بد اعتقاد ہو کہ خداوند کریم یا اوسکی صفات کاملہ جیسے علم اور قدرت وغیرہ کا منکر ہو تو اوسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اوسکے تاویل کے درپے ہو اوس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہیں اور اس نے جو جڑ کاٹ دی معاذ اللہ خدائی اور پیغمبری کی پھر ایسے لوگوں سے جب آیات یا احادیث میں تاویلات مسموع ہوتی ہیں تو اور زیادہ انکی حماقت اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہل الحاد نے ہمارے زمانے میں معجزات اور وحی اور حشر و نشر وغیرہ میں تاویل کی ہے اور فرشتوں اور شیاطین میں اور جنوں کا انکار کیا ہے یا یہ وہ باطنیہ ہیں جو خداوند کریم اور اوسکی صفات کاملہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہیں پھر ایسے لوگوں کو کونسی ضرورت آن پڑی ہے جو اسحدیث میں تاویل کریں اور یہ امر یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کا پورب سے نکلنا پھر جیسے آفتاب کو پورب سے نکلنے میں کسی قسم کا استبعاد نہیں اسی طرح سے پچھم سے نکلنے میں بھی کوئی استبعاد نہیں اور پورب اور پچھم اور شمال اور جنوب یہ چاروں جہتیں اعتباری ہیں اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدیل اور تغیر ہوتا رہتا ہے غرض قطبین میں نہ مشرق ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چھ مہینے تک افق کے قریب اوسکی اوپر رہتا ہے اور چھ مہینے تک اوس کے نیچے علاوہ اسکے طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعد فلسفہ قدیم کے دیکھیں تو زمین کے ایک ذرے سے حرکت غیر معمولی

سے جو فناے عالم کے وقت قیاس سے بعید نہین نقطہ مشرق مغرب اور نقطہ مغرب مشرق ہو سکتا ہے اور اگر موافق فلسفہ جدید کے دیکھین تو زمین کی حرکت ذاتی جو اپنے محور پر ہے اور حرکت مداری جو گرد آفتاب کے ہے دونون معلول ہین جذب اور کشش آفتاب اور ثقل ذاتی زمین کی ہے پھر جب فناے عالم کے قریب اس نظام شمسی کے تمام نسبتون اور حالتون مین تغیر پیدا ہو تو بدلنا نقطہ مشرق اور مغرب کا کیا بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر نظام شمسی اپنی حالت پر باقی رہے تب بھی حرکت ذاتی زمین کی دونون طرف سے جائز الوقوع ہے جیسے ایک گولی کو ادھر سے ادھر پھرا دین یا ادھر سے وہ ہر حالت مین اپنی محور پر پھرے گی اور یہ کچھ بعید از عقل نہین عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ ترجمہ ابو ہریرہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتین جب ظاہر نہ لایا یا نیک کام نہین کیا ایک تو نکلنا آفتاب کا جدھر سے ڈوبتا ہے دوسرے دجال کا نکلنا تیسرے دابۃ الارض کا نکلنا ف یعنی زمین مین سے ایک جانور پیدا ہوگا جو مومنون اور کافرون مین تمیز کردے گا عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَّطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً فَلَا تَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰی یُقَالَ لَهَا ارْتَفِعِیْ ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَرْجِعُ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَّطْلِعِهَا ثُمَّ تَجْرِیْ لَا یَسْتَنْكِرُ النَّاسُ مِنْهَا شَیْئًا حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلٰی مُسْتَقَرِّهَا ذٰلِكَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیُقَالُ لَهَا ارْتَفِعِیْ اَصْبِحِیْ طَالِعَةً مِّنْ مَّغْرِبِكِ فَتُصْبِحُ طَالِعَةً مِّنْ مَّغْرِبِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَتٰی ذَاكُمْ ذَاكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ایک دن فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ سورج کہان جاتا ہے ف ظاہر حدیث سے تائید ہوتی ہے فلسفہ قدیم کے خیال کو کہ زمین ساکن ہے اور آفتاب حرکت کرتا ہے مگر درحقیقت ایسا نہین کیونکہ مراد یہان آفتاب کے جانے سے روزمرہ کا طلوع اور غروب نہین ج

ص ہوجاوین تو اسوقت کسی کو ایمان لانیکی فائدہ نہوگا اسکو جو پہلے سی ایمان

زمین کی حرکت سی پیدا ہوتا ہے ۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہی آفتاب کی جو اوس کے منازل مین ہی جیسے کلبی سے منقول ہے اور قتادہ اور مقاتل نے کہا کہ آفتاب چلا جا رہا ہے ایک میعاد معین تک واحدی نے کہا پھر اسکا ٹھہرنا اوسیوقت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی پر اس صورت مین حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین نہین ہوتا کیونکہ حدیث سے روز تحت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے نووی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کیطرف گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت مین ہر روز جب آفتاب ڈوبتا ہے تو تحت العرش ٹھہرتا ہے یہانتک کہ وہ طلوع کرے گا مغرب سے مگر اس مین یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لحظہ جاری ہی اس لیے کہ زمین بشکل کرہ ہے اور اسکے اطراف وجوانب کے رہنے والون کے لحاظ سی ہر ایک کے افق مختلف مین پھر غروب ہوتا ہی ایک قوم پہ اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پہ اور ایک جگہہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہہ نہین ہوتا اور اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو جسکی وجہ سی زمین کے برابر دو حصے ہو جاتے ہین ایک فوقانی اور ایک تحتانی تو یہ اشکال رفع ہو جاوے گا واللہ اعلم بمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ف اونہون نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا یہ چلا جاتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہی وہان سجدے مین گرتا ہے (اس سجدے کا مفہوم اللہ ہی جانتا ہے) پھر اسی حال مین رہتا ہے یہانتک کہ اسکو حکم ہوتا ہے اونچا ہو جا اور جا جہان سی آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہہ سی نکلتا ہے پھر چلتا رہتا ہے یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے پھر اسی حال مین رہتا ہے یہان تک کہ اوس سی کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہان سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنے نکلنے کی جگہہ سے پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار اسی طرح چلیگا اور لوگون کو کوئی فرق اوس کی چال مین معلوم نہ ہوگا یہانتک کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہہ پر آوے گا عرش کے تلے اسوقت اوس سی کہا جاوے گا اونچا ہو جا اور نکل پچھم کی طرف سی جدہر تو ڈوبتا ہے وہ نکلیگا پچھم کیطرف سی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کب ہوگا (یعنے آفتاب کا پچھم سے نکلنا) یہ اسوقت ہوگا جب کسیکو ایمان لانا فائدہ نہ دیگا جو پہلے سی ایمان نہ لایا ہو یا اوس نے نیک کام نہ کیے ہون اپنے ایمان مین **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا اَتَدْرُوْنَ اَیْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُلَیَّةَ ترجمہ ابوذر سی دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گزری **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِيْ اَيْنَ

تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ قَالَ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ترجمہ ابوذر سے روایت ہے مین مسجد مین گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تہے جب آفتاب ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے ابوذر تو جانتا ہے یہ آفتاب کہان جاتا ہے مین نے کہا اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جاتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سجدہ کی پہر اوسکو اجازت ملتی ہے ایکبار اس سے کہا جاوے گا لوٹ جا جہان سے آیا ہے تو وہ نکل آوے گا پچہان کیطرف سے پہر عبد اللہ کی قراءت کے موافق یون پڑہا وذلک مستقر لہا یعنے مقام ٹہرنیکا ہے آفتاب کے **عَنْ** اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ ترجمہ ابوذر سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا اس آیت کو آفتاب چلا جارہا ہے اپنے ٹہرنے کی جگہہ پر جانے کے لیے آپ نے فرمایا اوس کے ٹہرنے کی جگہہ عرش کے تلے ہے **ف** یہ آفتاب کا چلا جانا ایک فضا مین جو بہت وسیع ہے اور جسکی مقدار کو سوا خدا کے کوئی نہین جانتا فلسفہ جدید کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہین کہ آفتاب جو ہمارے نظام کا مرکز ہے مع اپنے سب سیارون کے ایک حرکت تدریجی کر رہا ہے ایک نقطہ کیطرف جسکو بعد کو سوا اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور جب یہ حرکت ختم ہوگی تو ضرور ایک انقلاب عظیم اس نظام شمسی مین واقع ہوگا اور شاید وہی انقلاب لسان شرع مین قیامت سے تعبیر کیا گیا ہو واللہ اعلم

بَابُ بَدْءِ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اب اس بات کا بیان شروع ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی (اللہ کا پیام) اوترنا

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ اُولَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ

ص اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ

ص کیونکر شروع ہوا

خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم فرجع بها رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجف بوادره حتى دخل على خديجة فقال زملوني زملوني فزملوه حتى ذهب عنه الروع ثم قال لخديجة اي خديجة ما لي واخبرها الخبر قال لقد خشيت على نفسي قالت له خديجة كلا ابشر فوالله لا يخزيك الله ابدا والله انك لتصل الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقري الضيف وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل ابن اسد بن عبد العزى وهو ابن عم خديجة اخي ابيها وكان امرأ تنصر في الجاهلية وكان يكتب الكتاب العربي ويكتب من الانجيل بالعربية ما شاء الله ان يكتب وكان شيخا كبيرا قد عمي فقالت له خديجة اي عم اسمع من ابن اخيك قال ورقة بن نوفل يا ابن اخي ماذا ترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم خبر ما رآه فقال له ورقة هذا الناموس الذي انزل على موسى يا ليتني فيها جذعا يا ليتني اكون حيا حين يخرجك قومك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم او مخرجي هم قال ورقة نعم لم يأت رجل قط بما جئت به الا عودي وان يدركني يومك انصرك نصرا مؤزرا ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلے پہل جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ کا خواب سچا ہونے لگا تو آپ جب کوئی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کیطرح نمودار ہوتا **ف** یعنی اس کی تعبیر سچی ہوتی صاف اور کھلی کھلی کسی قسم کا شبہ اوسمیں نہ رہتا علما نے کہا ہے کہ یہ حالت چھ مہینے تک رہی نبوت سے پہلے اس کے بعد علانیہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ پاس تشریف لائے اور سبب اسمیں یہ تھا کہ اگر دفعۃً پہلے ہی سے حضرت جبرئیل آپ پاس آجاتے تو شاید آپ گھبرا جاتے اور بشریت کیوجہ سے ایکایکی انکا نبوت کا بار اوٹھہ نہ سکتا۔ یہ حدیث صحابہ کی مراسیل میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی نہ تھی کہ انہوں نے خود یہ قصہ دیکھا ہو بلکہ ضرور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے سنا ہوگا اور مرسل صحابی کی باتفاق علما حجت ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسی نے سوا ابو اسحاق اسفرائنی کے **ف** پھر آپ کو تنہائی کا شوق ہوا **ف** یعنی خلوت اور عزلت کا اور یہ وہ امر ہے جو مدار ہے انسانی ترقیات کا اور وظیفہ ہے ہر ایک ولی اور نبی اور صالح اور حکیم اور فیلسوف کا کوئی شخص دنیا میں اعلے درجہ کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار نہ کیا ہو اور ایک مدت تک تنہا رہ کر فکر اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور سبب اسکی یہ ہے کہ تنہائی مین فکر خوب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کیطرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک مبتدی کو حالت استغراق پیدا کرنیکے لیے اول تنہائی ضرورت ہے پھر جب قوت حاصل ہوجاتی ہے اور اسکا ملکہ ہوجاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت نہین رہتی وہ لوگون مین بیٹھکر بھی ایک ہی مطلب کیطرف اپنے دلکو پوری طرح لگا سکتا ہے اسیلیے بعد از نبوت کے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی **ف** آپ حرا کی غار مین اکیلے تشریف رکھتے **ف** حری یا حرا بکسر حاے حطی ایک پہاڑ ہے کہ تین میل پر جو شخص مکہ سے منا کو جاوے تو بائین ہاتھ پر پڑتا ہے اب وہان ایک قبہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہین **ف** وہان عبادت کیا کرتے کئی کئی راتون تک اور گھر مین نہ آتے اپنا توشہ ساتھ لیجاتے پھر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ کر آتے وہ اور توشہ اتنا ہی تیار کر دیتین یہانتک کہ ایکہی ایکا ایک آپ پر وحی اوتری (اور آپ کو وحی کی توقع نہ تھی) آپ اسی حرا کی غار مین تھے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا پڑھو آپ نے فرمایا مین پڑھا ہوا نہین آپ نے فرمایا اس فرشتہ نے مجھے پکڑکر دبوچا اتنا کہ وہ تھک گیا یا مین تھک گیا **ف** یعنی خوب ہی دبوچا زور سے اور ظاہر یہی ہے کہ حضرت تھک گئے ہونگے کیونکہ فرشتون کو خداوند تعالی نے بہت طاقت دی ہے اور وہ تھکتے نہین ۔ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا اکثر یہ کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کو ہے اور بعضون نے کہا اسرافیل تھے اور یہ جو حضرت نے فرمایا مین پڑھا ہوا نہین اس سے یہ غرض ہے کہ مینے کوئی کتاب نہین پڑھی یا مین اچھی طرح پڑھ نہین سکتا کیونکہ امی ہونا دوسرے کے پڑھانے سے پڑھنے کا مانع نہین اور بعضون نے کہا کہ اس فرشتہ نے ایک صحیفہ حریر کا آپکے ہاتھ مین دیا تھا جب آپنے فرمایا **ف** پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مینے کہا مین پڑھا ہوا نہین اوسنے پھر مجھے پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ مین نے کہا مین پڑھا نہین اسنے پھر مجھکو پکڑا اور دبوچا یہانتک کہ تھک گیا **ف** اس دبوچنے سے یہ مقصود تھا کہ نور ملکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام جسم شریف مین سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اسی وجہ سے باربار ایسا کیا **ف** پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق آخیر تک یعنی پڑھ اپنے مالک کا نام لیکر جسنے تجھکو پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا مالک بڑی عزت والا ہے جسنے سکھلایا قلم سے سکھلایا آدمی کو وہ جو نہین جانتا تھا **ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اوتری وہ یہی سورت ہو اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اسپر جمہور سلف اور خلف کا اور بعضون نے کہا
کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری۔ ہے پر وہ قول صحیح نہین ہے اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل کی ہے
کہ بسم اللہ سورت کا جز نہین کیونکہ یہان بسم اللہ کو ذکر نہین کیا اوسکا جواب یہ ہو کہ شاید بسم اللہ بعد
کو اوتری ہو جیسے باقی سورت بعد کو اوتری (نووی) ف یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے
اور آپکے مونڈھے اور گردن کے بیچکا گوشت پھڑک رہا تھا (ڈر اور خوف سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ
تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اسواسطے ہیبت چھا گئی) یہانتک کہ پہونچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپنے
فرمایا مجھے ڈھانپ دو ڈھانپ دو (کپڑون سے) انہون نے ڈھانپ دیا یہانتک کہ آپ کا ڈر جاتا رہا اس
وقت آپنے بی بی خدیجہ سے فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا اور کہا مجھے اپنی جان
کا ڈر ہے ف قاضی عیاض نے کہا یہ فرمانا آپ کا اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ کو شک تھی اللہ کے پیغام
مین بلکہ آپ ڈرے کہ شاید اتنا بڑا بوجھ آپ سے اوٹھ نہ سکے اور جان نکل جاوے کیونکہ وحی کی سختی
سے بہت مشقت ہوتی ہے یا یہ خیال اسوقت تک ہو جبتک خواب مین نبوت کی بشارتین ہوئین
اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اوس سے ملاقات نہین کی تو آپ کو خوف ہوا شیطان کا پر جب
فرشتے سے ملاقات ہو گئی اوسوقت تو کسی طرح کا شک نہین رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبہ کا ڈر رہ سکتا
ہے۔ نووی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہو کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ
فرشتے کی ملاقات کے بعد فرمایا ف خدیجہ نے کہا ہرگز نہین آپ خوش ہو جیے قسم اللہ کی اللہ
تعالی آپکو کبھی رسوا نہ کرے گا یا کبھی رنجیدہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم ناتے کو جوڑتے ہین سچ
بولتے ہین بوجھ اوٹھاتے ہین (یعنے عیال اور اطفال و یتیم اور مسکین کے ساتھ سلوک کرتے ہین انکا
بار اوٹھاتے ہین) اور نادار کے لیے کمائی کرتے ہو اور خاطرداری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتون مین
(جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگون کی ف سچی
آفتین کہین اسلیے کہ جو آفتین ناحق کی وجہ سے آدین جیسے کوئی فضول خرچی سے مفلس ہو جاوے یا ظلم
کرے اور بلا مین پہنس جاوے تو اوسکی مدد کرنا ضرور نہین سبحان اللہ بی بی ہو تو ایسے جیسے حضرت
خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا تہین جو اپنے خاوند کو مصیبت کیوقت مین تسلی اور تشفی دیوے اور ہر ایک
معاملہ مین صلاح نیک دیوے۔ حضرت خدیجہ کی عقلمندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت

سکے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے مطلب اونکی گفتگو کا یہہ ہے کہ آپکے اخلاق ورعادات اور خصائل تو نہایت عمدہ ہین جنکی وجہ سے خدا بہی آپسے خوش ہے اور خلق خدا بہی راضی ہے پہر آپ پر آفت آنا عقل کے خلاف ہے ظاہر ہے کہ ہماری شریعت مین اور نیز اگلی شریعتون مین جب غور اور خوض کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہین رکہتی صرف خدا سے تعلق رکہتے ہین جیسے شرک کرنا کفر کا اعتقاد رکہنا دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکہتے ہین جنکی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف ہوتی ہے رنج پہونچتا ہے تقریبًا اکثر گناہ بلکہ سارے اسی قسم کے ہین جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود خواری غیبت اور حسد اور نفاق بخیلی وغیرہ پہر جو شخص دونون قسم کے گناہون سے پرہیز کرتا ہو اور بعوض اسکے وہ نیکیان کرتا ہو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق بہی خوش ہوتی ہو وہ کاہیکو مصیبت مین پہنسیگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑہتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے تصور سے پہولا ہوا مگن بنا رہے گا تو درحقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کردیتا ہے اور عیش کو کرکرا اور تلخ بنا دیتا ہے اسیوجہ سے تمام شریعتون نے باتفاق گناہ سے منع کیا ہے مثلًا جو شخص بخیلی کرے گا اور اپنی جورو بچون ناتے والون دوستون کے حق اچہی طرح ادا نکرے گا تو سب اوسکے دشمن بنجاوینگے اور جہانتک ہوسکے گا اوسکے جان اور مال کو نقصان پہونچاوین گے جو شخص حسد کریگا وہ اپنے ہاتہہ سے اپنے تئین نقصان پہونچاویگا جو ظلم کرے گا لوگ اوسکے دشمن ہوکر اوس سے بدلہ لین گے اسی طرح سارے گناہون کا حال ہے کہ انجام اون کا اندوہ اور رنج ہے پہر جو شخص گناہ کو لذت سمجہ کر کر بیٹہتا ہے وہ انجام بین اور باریک بین نہین ہے اگر وہ خوب فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ یہ گہڑی بہر کی لذت اوس بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آنیوالی ہے کچہ حقیقت نہین رکہتی زنا کے وقت جو ایک آدہ لحظہ لذت ہوتی ہے اوسکی کیا بساط ہے معاذ اللہ ان آفتون کے سامنے جو زنا کرنیوالے کو آگے چلکر پیش آتی ہین کوئی شریف آدمی اوس کے آنیکا اپنے گہر مین روادار نہین ہوتا کوئی اوسکے ہمسایہ رہنے کو پسند نہین کرتا جس زنا کی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اسکے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب قابو پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے اور جو شوہر نہین تو اسکے اور عزیز و اقارب ناتے رشتے والے دشمن ہوتے ہین اسکے مارنے کی فکر مین رہتے ہین اور اگر فرض کرین کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اسکے ناتے رشتے والے ہی نہ ہون یا ہون پر انہ مانین تب بہی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑجاتی ہے پہر ہر ایک عورت سے اس فعل کے کرنے پر مستعد رہتا

ہے اور نقصان پاتا ہے دوسرے اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز و اقارب اوسکے دشمن بنجاتے ہین اور اکثر ایسے بدکردار خاوند اپنی بی بی کے ہاتھوں جان دیتے ہین اور اگر یہ بھی نہ ہو تو زانیہ عورتون کے ساتھہ برا کام کرنے سے انسان کو طرح طرح کی بیماریان جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض خبیثہ لاحق ہوتے ہین جنکا اثر کئی پشت تک اولاد مین بھی چلا جاتا ہے اور جسکو یہ بیماریان لاحق ہوتی ہین اوسکی تو زندگی سے موت بہتر معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک آن کے مزے جو حلال طور سے بھی ممکن ہے ساری عمر کے لیے ایسی سخت تکلیف اوٹھانا عاقل کا کام نہین آب اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی مین ہے نہین بلکہ آخرت کے فائدے اس کے سوا ہین اور جو بیان اوپر ہم نے کیا اوس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو کو پوری سمجھ نہین وہ خیال کرتے ہین کہ گناہون سے بچنا دنیا مین کوئی مفید نہین بلکہ اوسمین صرف آخرت ہی کا فائدہ ہے حالانکہ یہ خیال نری حماقت اور سفاہت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری باتون سے بچنا اور نیک کامون کو کرنا دنیا اور آخرت دونون کو درست کرتا ہے اور جیسے مذہب اور شریعت پر چلنے سے انسان آخرت کے عذابون سے بچیگا ویسے ہی دنیا کی آفتون اور رنجون سے بھی محفوظ رہیگا اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا مین اچھے آدمیون پر بڑی بڑی مصیبتین اور تکلیفین ہوئی ہین اور بہت سے بدکارون نے ساری عمر چین اوڑایا ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور مصیبت ظاہر بینون کی نظر مین ہے درحقیقت بدکارون کو کوئی چین نہین اور نیکون کو کوئی رنج نہین نیک شخص پر کیسی ہی آفت آوے پر اوسکا دل اپنی بے قصوری اور پاکی کا تصور کرکے خوش ہے اور انجام اوس آفت کا راحت ہے اور بدکار کا دل ہر وقت قلق مین ہے کیسے ہی عیش کے سامان اسکی باتمام ہون جب دل مین اطمینان اور سکون نہین گناہون کی فکر مواخذے کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب ہیچ ہے هٰذَا مَا أَلْهَمَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ **ف** پھر خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل پاس لے گئین اور وہ خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے (کیونکہ ورقہ نوفل کے بیٹے تھے اور نوفل اسد کے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی تھین اور خویلد اسد کے بیٹے تھے تو ورقہ اور خدیجہ کے باپ بھائی بھائی تھے) اور جاہلیت کے زمانے مین وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھنا جانتے تھے تو انجیل کو عربی مین لکھتے تھے جتنا اللہ کو منظور تھا **ف** صحیح بخاری مین ہے کہ عبرانی لکھنا جانتے تھے اور انجیل کو عبرانی مین لکھتے تھے نووی نے کہا دونون صحیح ہین اور یہ حاصل ہے کہ وہ نصاریٰ کے دین سے خوب واقف تھے اور انجیل کو خوب سمجھتے تھے کبھی اوسکو عبرانی مین لکھتے تھے کبھی عربی مین **ف** اور بہت بوڑھے تھے اونکی بینائی جاتی رہی تھی

(بڑھاپے کی وجہ سے) خدیجہ نے اُن سے کہا اے چچا (وہ چچا چچا کے بیٹے تھے پر بزرگی کے لیے اُنکو چچا کہا اور ایک روایت میں
چچا کے بیٹے ہیں) اپنے بھتیجے کی سنو ورقہ نے کہا اے بھتیجے میرے تم کیا دیکھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ
کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی ورقہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اوترا تھا **ف**
ناموس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور اصل معنی ناموس کے بھلی بات چھپانیوالا جیسے جاسوس بری بات چھپانیوالا
جبرئیل کو ناموس اسلیے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راز کو یعنے وحی کو بندون تک پہونچاتے ہین **ت**
کاش مین اُس زمانے مین جوان ہوتا کاش مین زندہ رہتا اوس وقت تک جب تمہاری قوم تمکو نکالدیگی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالدین گے ورقہ نے کہا ہان جب کوئی شخص دنیا مین وہ لیکر آیا جو تم
تم لائے ہو (یعنے شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو مین اوسدن کو پاؤن گا تو اچھی طرح
تمہاری مدد کرون گا **ف** پر افسوس ورقہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں
نے مکے سے نکالدیا جیسے ورقہ نے کہا تھا **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَا يُحْزِنُكَ
اللّٰهُ اَبَدًا وَقَالَ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ اَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے	ن قالت
دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا قسم اللہ کی اللہ تمکو کبھی رنجیدہ نہ
کریگا (اور اگلی روایت مین یون تھا رسوا نہ کریگا) اور خدیجہ نے ورقہ سے کہا اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی
بات (اور اگلی روایت مین یون تھا اے چچا سن اپنے بھتیجے کی بات **عَنْ** عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ
عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ اِلٰى خَدِيْجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ	ن بَوَادِرُهٗ
حَدِيْثِ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ حَدِيْثِهِمَا مِنْ قَوْلِهِ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	فا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَتَابَعَ يُوْنُسَ عَلٰى قَوْلِهِ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَذَكَرَ
قَوْلَ خَدِيْجَةَ اَيِ ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ **ترجمہ** اس روایت مین یون ہے کہ آپ لوٹے
خدیجہ کیطرف اور آپکا دل کانپ رہا تھا اور اس مین یہ ذکر نہین کہ سب سے پہلے جو وحی آپ پر شروع ہوئی
وہ سچا خواب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس مین یہ ہے کہ قسم ہے اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ
نے ورقہ سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے سن اپنے بھتیجے کی **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ
اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَدَثَّرُونِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَهِيَ الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ ترجمہ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے اور وہ صحابہ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ ذکر کرتے تھے وحی موقوف ہو جانیکا ایک بار میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے سر اٹھایا دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے بیچ میں یہ دیکھکر میں کہم گیا ڈر کے مارے اور لوٹ کر گھر میں آیا میں نے کہا مجھے کپڑا اوڑھا دو کپڑا اڑھا دو انہوں نے کپڑا اوڑھا دیا تب اللہ تعالی نے یہ سورت اوتاری یا ایہا المدثر اخیر تک یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے اوٹھ اور ڈرا لوگوں کو اور اپنے مالک کی بڑائی کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر اور پلیدی کو چھوڑ دے پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی ف سب سے پہلے آپ پر وہ آیتیں اتریں جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوئیں یعنی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ بعد اسکے ایک مدت تک جسکی تعیین میں اختلاف ہے وحی موقوف رہی پھر یہ آیتیں اوتریں سورہ مدثر کے شروع کی بعد اسکے وحی کا تار بندھ گیا اور برابر آنے لگی نووی نے کہا اب جو بعض لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ مدثر اوتری یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے سورہ فاتحہ اوتری

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ عَنِّي فَتْرَةً فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ قَالَ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْأَوْثَانُ قَالَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ بَعْدُ وَتَتَابَعَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ میں ڈر کے مارے سہم گیا یہانتک کہ زمین پر گر پڑا اور ابو سلمہ نے کہا کہ پلیدی سے مراد بت ہیں پھر وحی برابر آنے لگی اور تار لگ گیا

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ وَقَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ وَهِيَ الْأَوْثَانُ قَالَ فَجُئِثْتُ مِنْهُ كَمَا قَالَ عُقَيْلٌ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اسوقت نماز فرض

ص اباسلمة
ن فقال

نہین ہوئی تہی **عن** یحییٰ یقول سألت ای القرآن انزل قبل قال یا ایہا المدثر فقلت او اقرأ فقال سألت جابر بن عبد اللہ ای القرآن انزل قبل قال یا ایہا المدثر فقلت او اقرأ قال جابر احدثکم ما حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جاورت بحراء شہرا فلما قضیت جواری نزلت فاستبطنت بطن الوادی فنودیت فنظرت امامی وخلفی وعن یمینی وعن شمالی فلم ار احدا ثم نودیت فنظرت فلم ار احدا ثم نودیت فرفعت راسی فاذا ہو علی العرش فی الہواء یعنی جبریل فاخذتنی رجفۃ شدیدۃ فاتیت خدیجۃ فقلت دثرونی فدثرونی فصبوا علی ماء فانزل اللہ تعالی یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر **ترجمہ** یحییٰ سے روایت ہے مین نے ابوسلمہ سے پوچہا سب سے پہلے قرآن مین سے کیا اوترا انہون نے کہا یا ایہا المدثر مین نے کہا یا اقرأ انہون نے کہا مین نے جابر بن عبد اللہ سے پوچہا قرآن مین سے پہلے کیا اوترا انہون نے کہا یا ایہا المدثر مین نے کہا یا اقرأ جابر نے کہا مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کی تہی آپ نے فرمایا مین حرا مین ایک مہینے تک رہا جب میری مدت منی کی پوری ہوگئی تو مین اوترا اور وادی کے اندر چلا کسی نے مجہے آواز دی مین نے سامنے اور پیچہے اور داہنے اور بائین دیکہا کوئی نظر نہ آیا پہر کسی نے مجہے آواز دی مین نے دیکہا کسی کو نہ پایا پہر کسی نے مجہے آواز دی تو مین نے سر اوپر اوٹہایا دیکہا تو وہ ہوا مین ایک تخت پر ہین یعنے جبرئیل علیہ السلام مجہے یہ دیکہکر لرزہ چڑہ آیا سخت (ہیبت کے مارے) تب مین خدیجہ پاس آیا اور مین نے کہا مجہے کپڑا اوڑہا دو کپڑا اوڑہا دو انہون نے کپڑا اوڑہایا اور پانی میرے اوپر ڈالا (ہیبت دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالی نے یہ آیتین اوتارین یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر (انکا ترجمہ اوپر گزرا) **عن** یحیی بن ابی کثیر بہذا الاسناد وقال فاذا ہو جالس علی عرش بین السماء والارض **ترجمہ** یحیی بن ابی کثیر سے اسی اسناد سے روایت ہے ترجمہ وہی جو اوپر گزرا اسمین یہ ہے کہ وہ ایک تخت پر تہے زمین اور آسمان کے بیچ مین **باب** الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السموات وفرض الصلوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانون پر تشریف لیجانا (یعنی معراج) اور نمازون کا فرض ہونا **ف** نووی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور مین اسباب مین مختصر مطالب اپنے اپنے موقع پر بیان کرونگا اور قاضی عیاض نے معراج کے بارہ مین چند فقرے بہت عمدہ لکہے ہین انہون

نے کہا لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ یہ معراج کسیحالت مین تہا تو بعضون نے کہا کہ یہ سب خواب تہا اور جو حق ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اوسکو اختیار کیا ہے فقہا اور محدثین اور متکلمین مین سے وہ یہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت مین تہا اور آپ اپنے جسم کے ساتھہ تشریف لے گئے تہے اور حدیثین اس امر پر دلالت کرتی ہین اور ظاہر سے عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہین اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج کی روایت مین کئی جگہہ وہم کیا ہے جنپر انکار کیا ہے علمار نے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک نے اس روایت مین تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے ایک اون مین سے یہ ہے کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینے کے بعد واقع ہوا اور حربی نے کہا معراج ستائیسوین شب کو ربیع الثانی مین ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوقت ہوا جب اسلام مکہ مین پہیل گیا تہا اور عرب کے قبیلون مین اور ان سب قولون مین زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹہیک ہے اس لیے کہ سبنے باتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ نماز پڑہی نماز فرض ہونے کے بعد اور اسبات مین اختلاف نہین کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئین اور بعضون نے کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علمار نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پہر معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو شریک کی روایت مین ہے آپ سوئے ہوئے تہے اور دوسری روایت مین ہے کہ مین سونے اور جاگنے کے بیچ مین تہا خانہ کعبہ پاس تو اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ معراج خواب مین تہا کیونکہ یہ حالت اوسوقت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے کہ سارا واقعہ خواب مین گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نووی نے کہا شریک کے سوا اور کی حدیثکو اور حافظون اور عالمون نے روایت کیا ہے جیسے ابن شہاب اور ثابت بنانی اور قتادہ نے انس سے اور انہون نے شریک کی باتین بیان نہین کین اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہین مترجم کہتا ہے کہ جن لوگون نے معراج کا حالت بیداری مین جسم کے ساتھہ انکار کیا ہے اونکا انکار دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ اسقدر تیز حرکت قیاس مین نہین آتی کہ لاکہون کروڑون برسکا فاصلہ ایک جسم تہوڑے زمانے مین طے کرے اور پہر اسکے اجزا مین اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ آسمان مثل پیاز کے چہلکون کے ایک پرت دوسرے پرت سے ملے ہوئے ہین اور وہ پہٹنے اور جڑنے کے قابل نہین ہین ــ دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس

کی تقلید سی پیدا ہو گیا تہا کیونکہ اوس نے نو آسمان ٹہوس اور سخت ایک سے اوپر چڑہے نکالے اور یہی کل نکالا ہوا النظام مسلمانون نے عربی زبان مین نقل کیا اور وہی مسلمانون مین شائع ہوا حالانکہ خود حکماء ہی نے اس نظام کو باطل کر دیا اور آسمانون کا جسم ایسا سخت کہ جس مین کوئی چیز پہر نہ سکے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ ہزارہا تارے اور اجسام ان آسمانون مین جو فضا کیطرح معلوم ہوتا ہے پہرا کرتے ہین اور اگر یہ امر مان لیا جاوے کہ آسمان ٹہوس اور سخت اجسام ہین تو یہ کہانسے معلوم ہوا کہ اون مین دروازے اور رستے نہین ہین اور جو یہ بھی فرض کیا جاوے تو یہ کہان سے ثابت ہوا کہ وہ پہٹنے اور جڑنے کے لائق نہین ہین جو دلیل اگلے حکما نے آسمانون کے نہ پہٹنے پر قائم کی ہے وہ کئی جگہہ سے مخدوش ہے اور اسکے مقدمات ممنوع ہین اب رہا پہلا امر تو اوسکا جواب یہ ہے کہ صرف قیاس مین نہ آنے سے کوئی امر محال نہین ہو سکتا خود زمین کی حرکت کو دیکہو اٹہارہ ہزار میل ایک گہنٹے مین طے کرتی ہے یعنی توپ کے گولے سے ایک سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پر نہ زمین کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اور نہ ہمکو کسی قسم کی پریشانی اسی تیز حرکت سے حاصل ہوتی ہے اور جن لوگون کے نزدیک آفتاب متحرک ہے اور زمین ساکن ہے تو آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اوسکا مدار ساٹہہ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹہہ کو ۲۴ پر تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت مین اڑہائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ اسقدر تیز حرکت سے بہی نہ آفتاب کا جرم پہٹتا ہے نہ اوس کے اجزا مین تفرق ہوتا ہے اب اس سے بہی زیادہ تیز حرکت کو دیکہو روشنی جو آفتاب سے ہم تک آ پہونچتی ہے اوسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ مین ایک کروڑ بیس لاکہہ میل ہے اگر کوئی کہے روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جواہر کی حرکات مین ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہے بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چہوٹے چہوٹے اجزا سے مرکب ہے اور وہ اجزا نہایت تیزی کے ساتہہ روشن جسم سے سب طرف پہینکے جاتے ہین پہر جب حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت مین خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچہ بعید نہین ہے کہ وہ ایک جسم کو جتنی چاہے اپنے تیز روی عنایت فرماوے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو ابو جہل نے اپنے ہی قیاس سے معراج کو بعید سمجہکر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق رض نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تصدیق کی وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَابَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ

فہ منتہی طرفہ قال فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس قال فربطتہ بالحلقۃ التی یربط بہا
الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبریل علیہ
السلام باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبریل اخترت الفطرۃ قال ثم
عرج بنا الی السماء فاستفتح جبریل علیہ السلام فقیل من انت قال جبریل قیل ومن معک
قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ قال ففتح لنا فاذا
انا بادم صلی اللہ علیہ وسلم فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء الثانیۃ فاستفتح
جبریل علیہ السلام فقیل من انت قال جبریل قیل ومن معک قال محمد صلی اللہ علیہ و
الیہ سلم قیل وقد بعث الیہ قال ففتح لنا فاذا انا بابنی الخالۃ عیسی ابن مریم ویحیی بن زکریا
صلوات اللہ وسلامہ علیہما فرحبا ودعوا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء الثالثۃ فاستفتح جبریل
علیہ السلام فقیل من انت قال جبریل قیل ومن معک قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیل
وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بیوسف صلی اللہ علیہ وسلم واذا ہو قد
اعطی شطر الحسن قال فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء الرابعۃ فاستفتح جبریل علیہ
السلام فقیل من ہذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال وقد
لیہ بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بادریس علیہ السلام فرحب بی ودعا لی بخیر قال
۱ اللہ عز وجل ورفعناہ مکانا علیا ثم عرج بنا الی السماء الخامسۃ فاستفتح جبریل علیہ السلام
قیل من ہذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقد بعث الیہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال قد بعث قال ففتح لنا فاذا انا بہرون علیہ السلام فرحب ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی
السماء السادسۃ فاستفتح جبریل علیہ السلام قیل من ہذا قال جبریل قیل ومن معک قال
محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقد بعث الیہ قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بموسی علیہ
السلام فرحب بی ودعا لی بخیر ثم عرج بنا الی السماء السابعۃ فاستفتح جبریل علیہ السلام فقیل
من ہذا قال جبریل قیل ومن معک قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیل وقد بعث الیہ
قال قد بعث الیہ ففتح لنا فاذا انا بابرہیم علیہ السلام مسندا ظہرہ الی البیت المعمور واذا
۱ ہو یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون الیہ ثم ذہب بی الی السدرۃ المنتہی واذا

وَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِ وَاِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَالْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً وَّمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا **ف** براق بضم با اوس جانور کا نام ہے جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات کو سوار ہوئے تہے زبیدی اور صاحب تحریر نے کہا کہ براق وہ جانور ہی جسپر تمام پیغمبرون نے سواری کی پر اور پیغمبرون کا سواری کرنا اسپر دلیل چاہتا ہے ابن درید نے کہا براق برق سے نکلا ہے برق کہتے ہین بجلی کو اوس جانور کا نام براق ہوا اس لیے کہ اس کی چال بجلی کیطرح تیز تہی اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ بجلی کیطرح صاف اور ستہرا اور چمک دار تہا اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ سفید تہا قاضی عیاض نے کہا احتمال ہی کہ اس جانور مین دو رنگ ہون کیونکہ برقا اوس بکری کو کہتے ہین جسکی سفیدی مین سیاہ دہاریان ہون اور حدیث مین خود موجود ہے کہ وہ جانور سفید رنگ تہا تو برقا بہی سفید مین داخل ہے (نووی) **ف** اور وہ ایک جانور ہے سفید رنگ کا لمبا گدہے سے اونچا اور خچر سے چہوٹا اپنے سم وہان رکہتا ہے جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی ہے (تو ایک لمحہ مین آسمان تک جا سکتا ہی) مین اوسپر سوار ہوا اور بیت المقدس تک آیا **ف** مَقدِس یا مُقَدَّس دونون صحیح ہین اور مشہور معنی اس کے یہ ہین پاکی کا گہر کیونکہ وہان انسان گناہون سے پاک ہوتا ہے یا وہ مکان خود پاک ہی بتون کی نجاست سے **ف** وہان اس جانور کو حلقہ سے باندہ دیا جس سے اور پیغمبر اپنے جانورونکو باندہا کرتے تہے (یہ حلقہ مسجد

کے دروازے پر ہے اور باندھ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزون کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے اور یہ توکل کے خلاف نہین) پہر مین مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتین نماز کی پڑہین بعد اوسکے باہر نکلا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک مین شراب تہا اور ایک مین دودہ مینے دودہ پسند کیا حضرت جبرئیل نے کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا **ف** نووی نے کہا اس روایت مین اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونون برتنون مین سے جسکو چاہین اختیار کرین آپ نے دودہ پسند کیا جیسے دوسری روایت مین ابوہریرہ کے صاف موجود ہے کہ آپکو الہام ہوا دودہ کے اختیار کرنیکا اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ تمنے اسلام کی علامت کو اور استقامت کو اختیار کیا اور دودہ اسلام کی علامت اسوجہ سے ہوا کہ وہ پاکیزہ خوشگوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیون کی جڑ ہے اور جدال اور قتال دونون مین برپا پیدا کرنے والا ہے انتہے مترجم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد یہان لغوی معنی فطرت کا ہو یعنے پیدایش اور آفرینش اور مقصود یہ ہو کہ دودہ فطری غذا ہے انسان کی جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو اوسکی پرورش بغیر دودہ کے مشکل ہے اور دودہ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سریع الہضم اعضا کو بڑہانے والا جسم کو پرورش کرنے والا ہے اور اسمین غذائیت اور مائیت دونون موجود ہین اور وہ فطری ہے یعنی پیدایشی ہے خداوند کریم نے اس کو بنایا انسان کی صنعت کو اس مین دخل نہین برخلاف شراب کے کہ نہ اس مین غذائیت ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صنعت سے تیار ہوا ہے اور جسقدر منفعت اس سے حاصل ہوتی ہے اوس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے **ت** پہر جبرئیل ہمارے ساتہ آسمان پر چڑہے (جب وہان پہونچے) تو فرشتون سے کہا دروازہ کہولنے کے لیے انہون نے پوچہا کون ہے جبرئیل نے کہا جبرئیل ہے انہون نے کہا تمہارے ساتہ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین فرشتون نے پوچہا کیا وہ بلائے گئے تہے جبرئیل نے کہا ہان بلائے گئے تہے **ف** نووی نے کہا یہان سے کئی باتین معلوم ہوئین ایک یہ کہ جب مکان والا اندر سے پوچہے کون ہے تو اوسکے جواب مین اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ مین کہے کیونکہ اسکی ممانعت آئی ہے اور مین کہنا بے فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان مین دروازے ہین تیسرے یہ کہ دروازون پر محافظ اور چوکیدار ہین **ت** پہر دروازہ کہولا گیا ہمارے لیے اور ہمنے آدم علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی **ف** مرحبا وہ لفظ ہے جسکو عرب کے لوگ مہمان کے آنیکے وقت بولتے ہین یعنی تم اچہے فراخ اور کشادہ جگہہ مین آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی شخص ملاقات کو آوے اوسکی خاطرداری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تعریف کرنا بشرطیکہ وہ مغرور نہ ہو درست ہی اور یہ طریقہ ہے انبیا کا ف
پہر جبرئیل ہمارے ساتھ چڑھے دوسرے آسمان پر اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہی اونہون نے کہا جبرئیل
فرشتون نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون شخص ہے اونہون نے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
حکم ہوا تہا بلانیکا جبرئیل نے کہا ہان انکو حکم ہوا ہے پہر دروازہ کہلا تو مین نے دونون خالہ زاد بہائیونکو
دیکہا یعنے حضرت عیسی بن مریم اور یحیی بن زکریا علیہما السلام کو ان دونون نے مرحبا کہا اور میرے لیے بہتری
کی دعا کی پہر جبرئیل ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے کہا کون ہی جبرئیل
نے کہا جبرئیل فرشتون نے کہا تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے جبرئیل نے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا انکو
پیغام کیا گیا تہا بلانے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان انکو پیغام کیا گیا تہا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت یوسف
علیہ السلام کو دیکہا اللہ نے حسن (خوبصورتی) کا آدہا حصہ انکو دیا تہا اونہون نے مرحبا کہا مجھکو اور نیک دعا
کی پہر جبرئیل ہمکو لیکر چوتہے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہے کہا جبرئیل پوچھا
تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا تم بلوائے گئے ہین جبرئیل نے کہا ہان بلائے
گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے ادریس علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور اچھی دعا دی مجھکو
اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اوٹہا لیا ادریس کو اونچی جگہہ پر (تو اونچی جگہہ سے یہی چوتہا آسمان مراد ہے)
پہر جبرئیل ہماری ساتھ پانچوین آسمان پر چڑہے انہون نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون کہا
جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہین جبرئیل نے
کہا ہان بلائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکہا اونہون نے مرحبا کہا اور مجھکو
نیک دعا دی پہر جبرئیل ہمارے ساتھ چھٹے آسمان پر چڑہے اور دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہی
کہا جبرئیل پوچھا اور کون ہی تمہارے ساتھ اونہون نے کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
بہیجا آنے کے لیے جبرئیل نے کہا ہان بہیجا پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکہا
اونہون نے کہا مرحبا اور اچھی دعا دی مجھکو پہر جبرئیل ہمارے ساتھ ساتوین آسمان پر چڑہے اور دروازہ
کہلوایا فرشتون نے پوچھا کون ہی کہا جبرئیل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہی کہا محمد ﷺ ہین فرشتون نے
پوچھا کیا تم بلوائے گئے ہین اونہون نے کہا ہان بلوائے گئے ہین پہر دروازہ کہلا تو مین نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو دیکہا وہ تکیہ لگائے بیٹہے تہے اپنی پیٹہ کا بیت المعمور کیطرف (اس سے یہ معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف پیٹہ کرکے

بیٹھنا درست ہی) اور ہمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے **ف** بیت معمور ایک گہر ہے کعبہ کیطرح آسمانون کے اوپر اوسکو معمور اس لیے کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے وہان عبادت کو لیے آتے ہین جو پہر کبہی نہین آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے بے حساب ہین **ف** پہر جبرئیل مجہکو سدرہ منتہی پاس لے گئے **ف** سدرہ منتہی ایک درخت ہی بیر کا ساتون آسمانو کے اوپر وہ حد ہے فرشتون کے جانے کی یا حد ہی ان کے علم کی اوس سے آگے کا علم سوا خدا کے کسیکو نہین ہے ابن عباس نے کہا اسکا نام سدرہ منتہی اسلیے ہوا کہ ملائکہ کا علم وہان تک ختم ہوگیا اور اس سے آگے کوئی نہین بڑہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہی کہ اوسکو منتہی اس لیے کہتے ہین کہ جو اوپر سے اوترتا ہے وہ وہان آکر ٹہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑہتا ہے وہ بہی وہان رک جاتا ہے یعنی خدا کا حکم **ف** اوس کے پتے اتنے اتنے بڑے تہے جیسے ہاتہی کے کان اور اوس کے بیر جیسے قلہ (ایک بڑا گہڑا جس مین دو مشک یا زیادہ پانی آتا ہے) پہر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈہانکا تو اسکا حال ایسا ہو گیا کہ کوئی مخلوق اوسکے خوبصورتی بیان نہین کرسکتا **ف** یعنی جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن وجمال اسکا بے نظیر ہوگیا جسکی تعریف بیان نہین ہوسکتی پہر بہی مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق ذوالجلال کی تعریف کرسکے **ف** پہر اللہ جل جلالہ نے ڈالا میرے دل مین جو کچہ ڈالا اور پچاس نمازین ہر رات اور دن مین مجہپر فرض کین جب مین وہان سے اوترا اور حضرت موسی علیہ السلام تک پہونچا تو اونہون نے پوچہا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین فرض کین انہون نے کہا پہر لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس **ف** اس سے صاف ثابت ہوتا ہے عقیدہ سلف امت کا کہ خدا تعالے اپنے عرش پر آسمانون کے اوپر ہے ورنہ لوٹ جانے کے کیا معنے ہون گے **ف** اور تخفیف چاہو کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہ ہوگی اور مین نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہی مین لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس **ف** نووی نے اسمقام پر یہ تاویل کی ہے کہ مین لوٹ گیا اوس مقام پر جہان مین نے خداوند کریم سے باتین کی تہین اور پہر عرض کیا دوبارہ اور نقل کیا اسکو مولانا ابو الطیب نے سراج الوہاج مین اور نہین رد کیا اس تاویل کو حالانکہ یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کرکے یہ تاویل کی جو خداوند کریم کو جہت اور مکان سے منزہ خیال کرتے ہین اور علماء حدیث اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث مین کوئی

تاویل کی ضرورت نہین اسلیے کہ اون کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق مین ہے پس مطلب حدیث کا صاف ہے کہ مین خداوند کریم کے پاس پہر گیا اور جن لوگون نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذ اللہ خدا کی ذات ہر جگہہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہین اون کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت نہین نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کیوقت ساتون آسمانون کا سفر آپکو درپیش ہو کیونکہ اون کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات سے موجود ہے پھر ساتون آسمانون کے اوپر بلانے سے کیا مقصود تھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ یہ کم بخت عقیدہ جہم بن صفوان سے پہیلا جس نے ہزارون مسلمانونکو گمراہ کیا اور ابتک یہ گمراہی اوسکی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنھون نے اونکی راہ اختیار کی اللہ تعالی ہمکو سلف کی پیروی نصیب کرے اور ہمارا حشر اونہی کے ساتھ کرے آمین یا رب العالمین **ت** اور عرض کیا ای پروردگار تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالی نے پانچ نمازین گھٹا دین **ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا اور خدا تعالی نے آپکو جواب دیا اب وہ لوگ جو کہتے ہین مَعَاذَ اللّٰه خدا بات نہین کرتا نہ اوسکی بات مین آواز اور حروف ہین وہ گویا حدیثون اور آیتون کا رد کرتے ہین جنسے صاف اللہ تعم کا بات کرنا اور سمین آواز ہونا ثابت ہے **ت** مین لوٹ کر حضرت موسی علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ نمازین اللہ تعالی نے مجھے معاف کردین انہون نے کہا تمھاری امت کو اتنی طاقت نہوگی تم پھر جاؤ اپنے رب کے پاس اور تخفیف کراؤ آپ نے فرمایا مین اسیطرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت موسے کے بیچ مین پھرا کیا یہانتک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے محمدؐ وہ پانچ نمازین ہین ہر دن اور ہر رات مین اور ہر ایک نماز مین دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازین ہوئین (سبحان اللہ مالک کی کیسی عنایت اپنے غلامون پر ہے کہ پڑہین تو پانچ نمازین اور ثواب ملے پچاس کا) اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پھر اوسکو نکرے تو اسکو ایک نیکی کا ثواب ملیگا اور جو کرے تو دس نیکیونکا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پھر اوسکو نکرے تو کچھ نہ لکھا جاویگا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جاویگی۔ آپ نے فرمایا پھر مین اوترا اور حضرت موسے علیہ السلام پاس آیا انہون نے کہا پھر جاؤ اپنے پروردگار پاس اور تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین اپنے پروردگار پاس پھر پھر کر گیا یہانتک کہ مین شرما گیا اوس سے **ف** ابغم

بار بار عرض کرنے سے اور تخفیف چاہنے سے اب مجھکو شرم آگئی اب نہین جا سکتا گو آپ کو یہ خیال ہو کہ میری امت ان پانچ نمازون کو بھی ہر روز ادا نکر سکے گی پر جو منظور الٰہی تھا وہ ہوا ۔ یہ جو بار بار تخفیف ہوئی تو علما نے اختلاف کیا ہے اس مین کہ آیا پہلے پچاس نمازون کا جو حکم ہوا تھا وہ وجوبی تھا یا غیر وجوبی خطابی نے کہا کہ وہ حکم غیر وجوبی تھا ورنہ تخفیف کیسی ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم وجوبی تھا کیونکہ اگر غیر وجوبی ہوتا تو تخفیف چاہنے کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تخفیف نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيْتُ فَانْطَلَقُوْا بِيْ اِلٰى زَمْزَمَ فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِيْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُنْزِلْتُ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور مجھے لے گئے زمزم کے پاس پھر چیرا گیا سینہ میرا اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر چھوڑ دیا گیا مین اپنی جگہ پر **ف** یعنی اسی جگہہ جہان سے لے گئے تھے یہ معنی اوس صورت مین ہے جب حدیث مین انزلت بضم تا صیغہ واحد متکلم مجہول ہو اور جو بسکون تا ہو صیغہ واحد مونث مجہول تو اس صورت مین اوسکا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف ہوگا اور وہ مذکور ہے برقانی کی روایت مین اس طرح ثم انزلت علی طست من ذهب مملوءة حكمة یعنے پھر اوتارا گیا مجھپر ایک طشت سونیکا جس مین حکمت بھری ہوئی تھی **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهٗ ثُمَّ اَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ اَرٰى اَثَرَ ذٰلِكَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکون کے ساتھہ کھیل رہے تھے اونہون نے آپکو پکڑا اور پچھاڑا اور دلکو چیر کر نکالا پھر اس مین سے ایک پھٹکی جدا کر ڈالی اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم مین پھر اس دلکو دھویا سونیکے طشت مین زمزم کے پانی سے (اس سے یہ نہین نکلتا کہ ہمکو سونیکے برتن کا استعمال درست ہے کیونکہ یہ فرشتون کا فعل تھا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے مغایر ہو دوسرے یہ کہ اوس وقت تک سونیکا استعمال حرام نہین ہوا تھا) پھر جوڑا اوسکو اور اپنی جگہہ مین رکھا اور لڑکے دوڑتے ہوئے انکی مان پاس آئے یعنے آنحضرت کی انا پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گئے یہ سنکر لوگ دوڑے دیکھا تو آپکا

صحیح اور سالم ہیں اور) آپ کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر اور خوف سے) انس نے کہا میں اوس سلائی کا (جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کی تھی) آپ کے سینہ پر نشان دیکھتا تھا **عَنْ** شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ **ترجمہ** شریک بن عبداللہ سے روایت ہے میں نے سنا انس بن مالک سے وہ بیان کرتے تھے اوس رات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی مسجد سے آپ پاس تین فرشتے آئے وحی آنے سے پہلے اور آپ مسجد میں سو رہے تھے پھر بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے ثابت نے روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور پیچھے بیان کیا بعضی باتوں کو اور زیادہ کیا اور کم کیا **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ قِيلَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَافْتَحْ فَفَتَحَ قَالَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ قَالَ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ قَالَ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَفَتَحَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ بِإِدْرِيسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا إِدْرِيسُ قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوسٰى قَالَ ثُمَّ مَرَرْتُ

بعيسى فقال مرحبا بالنبي الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا عيسى ابن مريم قال ثم مررت بابراهيم فقال مرحبا بالنبي الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهيم عليه السلام قال ابن شهاب واخبرني ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاري كانا يقولان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام قال ابن حزم وانس بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ففرض الله على امتي خمسين صلوة قال فرجعت بذلك حتى امر بموسى فقال موسى ماذا فرض ربك على امتك قال قلت فرض عليهم خمسين صلوة قال لي موسى فراجع ربك فان امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فوضع شطرها قال فرجعت الى موسى عليه السلام فاخبرته قال راجع ربك فان امتك لا تطيق ذلك قال فراجعت ربي فقال هي خمس وهي خمسون لا يبدل القول لدي قال فرجعت الى موسى فقال راجع ربك فقلت قد استحييت من ربي قال ثم انطلق بي جبرئيل حتى نأتي سدرة المنتهى فغشيها الوان لا ادري ما هي قال ثم ادخلت الجنة فاذا فيها جنابذ اللؤلؤ واذا ترابها المسك **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوذر غفاری حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توڑا گیا چھت میرے مکان کا اور مین مکے مین تھا اور جبرئیل علیہ السلام اوترے اونہون نے میرا سینہ چیرا پھر اوسکو دہویا زمزم کے پانی سے پھر ایک طشت لاتے سونے کا جس مین حکمت اور ایمان بھرا ہوا تھا اور اونڈیل دیا اوسکو میرے سینے مین **ف** یہ سینہ چیرنا اور دل کو دہونا اور صاف کرنا کچھ خلاف قیاس نہین نہ محال ہے خداوند کریم کی قدرت سے یہ امر بالکل بعید معلوم نہین ہوتا بلکہ زمانہ حال مین خود انسان نے جراحی مین ایسی ترقی کی ہے کہ اگلے زمانہ مین لوگ اسکو خلاف قیاس سمجھتے اور طشت مین ایمان اور حکمت بھرنے کے یہ معنی ہین کہ اس طشت مین کوئی ایسی چیز بھری تھی جسکے دلمین ڈالنے سے دل روشن ہوگیا اور بھر گیا اور ایمان اور حکمت سے یہ تاویل نووی نے کی ہے اور میرے نزدیک اس تاویل کی ضرورت نہین کیونکہ یہ طشت بھی جنت کا تھا اور جنت کے طشت مین ایمان اور حکمت کا بھرا جانا بعید نہین اسلیے کہ جنت عالم آخرت مین سے ہے اور عالم آخرت کے احکام اور ہین وہان بہت سی چیزین جنکو ہم یہان جسمانی اور موجود بالذات خیال نہین کرسکتے جسمانی اور موجود بالذات ہونگی اسی قبیل سے ہے اعمال کا تولا جانا موت کا ذبح کیا جانا قرآن کی سورتون کا شفاعت کرنا واللہ اعلم **ت** بعد اسکے ملا دیا سینے کو اور میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر چڑھے مجھے ساتھ لیکر جب دنیا کے آسمان پر پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام

نے وہان کے کلید بردار سے کہا کہول اوسنے پوچہا کون ہی جبرئیل نے کہا جبرئیل پوچہا اور بہی کوئی تیرے ساتھ ہے جبرئیل نے کہا ہان محمدؐ ہین پوچہا کیا وہ بلائے گئی کہا ہان تب اوسنے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر گئے تو ایک شخص کو دیکہا جسکی داہنی طرف بہی جھنڈ تہی (روحون کے) اور بائین طرف بہی جہنڈ تھے تو جب وے داہنی طرف دیکہتے تو ہنستے اور جب بائین طرف دیکہتے تو روتے اوسنے مجھے دیکہکر کہا مرحبا ای نیکبخت نبی اور نیک بیٹے مین نے جبرئیل سے پوچہا یہ کون ہی اونہون نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہین اور یہ جو لوگون کے جہنڈ اون کے داہنے اور بائین ہین یہ اونکی اولاد ہے تو داہنی طرف وے لوگ ہین جو جنت مین جاوینگے اور بائین طرف وے لوگ ہین جو جہنم مین جاوینگے اسلیے وہ جب داہنی طرف دیکہتے ہین تو خوشی کے مارے ہنس دیتے ہین اور جب بائین طرف دیکہتے ہین تو رنج کے مارے رو دیتے ہین ف قاضی عیاض نے کہا اس مقام پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ کافرون کی روحین تو سجین مین رہتین ہین جو ساتوین زمین مین ہے یا اس کے نیچے ہے یا قید مین رہتی ہین اور مومنون کی روحین جنت مین آرام پاتی ہین پہر یہ روحین آدم علیہ السلام کے پاس کیونکر جمع تہین اور اسکا جواب یہ ہی کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اُن کے روحون پیش ہونیکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اوسی وقت وہان پہنچے تو ان روحون کو دیکہا اور یہ بہی احتمال ہے کہ کافر ارواحکا جہنم مین اور مومن ارواح کا جنت مین رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص ایک وقت مین ہوتا ہو جیسے قرآن مین ہی کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کیے جاوینگے اور حدیث مین ہے مومن کے سامنے اسکا ٹہکانا جنت مین پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹہکانا ہے یہانتک کہ اللہ تعالی پہونچاوے تجہکو اس جگہہ اور یہہ بہی احتمال ہی کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی داہنی طرف ہو اور جہنم بائین طرف واللہ تعالی اعلم ف پہر آپنے فرمایا جبرئیل علیہ السلام مجھکو لیکر چڑہے یہانتک کہ دوسرے آسمان پر پہونچے اور اسکے چوکیدار سے کہا دروازہ کہول اوسنے بہی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے چوکیدار نے کہا تہا پہر دروازہ کہولا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون پر حضرت آدم اور ادریس اور عیسی اور موسی اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہین کیا کہ ان مین سے ہر ایک کون سے آسمان پر ملا پر اتنا کہا کہ آدم ع سے پہلے آسمان پر ملاقات ہوئی اور ابراہیم سے چہٹے آسمان پر ہوئی جب جبرئیل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سے گذرے تو انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح آپ نے پوچہا یہ کون ہین جبرئیل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہین پہر مین حضرت موسی علیہ السلام پر سے گذرا اونہون

نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچھا یہ کون ہین انہون نے کہا یہ موسی علیہ السلام ہین
پہر مین حضرت عیسی پر سے گذرا انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بہائی صالح مین نے پوچھا یہ کون ہین انہون
نے کہا یہ عیسی ہین مریم کے بیٹے پہر مین حضرت ابراہیم پر سے گذرا انہون نے کہا مرحبا ای نبی صالح اور بیٹے صالح
مین نے پوچھا یہ کون ہین انہون نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین **ف** نووی نے کہا اس روایت
مین جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چھٹے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہے اس روایت کے جو پہلے گذری جس
مین ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتوین آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دو بار ہوا ہو اس صورت
مین کوئی اشکال نہین اسلیے کہ ایک بار چھٹے آسمان پر ملے ہون اور دوسری بار ساتوین آسمان پر اور
جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر ملکر پہر ساتوین پر بہی آپ کے ساتھ چلے گئے
ہون واللہ اعلم **ف** ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبہ انصاری
(عامر یا مالک یا ثابت) دونون کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر مین چڑہایا گیا ایک ایسے
بلند مقام پر وہان مین سنتا تھا قلمون کی آواز **ف** جو فرشتون کے لکہنے سے نکلتی تہی اور یہ لکہنا
فرشتون کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو تہا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرتے تہے قاضی عیاض نے کہا یہ
دلیل ہے اہلسنت کے مذہب کی کہ وحی اور مقادیر سب اللہ تعالی کی کتاب لوح محفوظ مین لکہے ہین اور لکہتے جاتے ہین قلمون
سے۔ اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ مین وارد ہین وہ اپنے ظاہر پر محمول ہین
پر اوسکی کیفیت و صورت اور جنس کو خدا ہی خوب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے جسکو خدا اطلاع دے اپنے
فرشتون اور پیغمبرون مین سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتون یا حدیثون کی تاویل کرتے ہین اور ظاہر سے انکو
پہیرتے ہین وہ ضعیف النظر ہین اور ضعیف الایمان اسلیے کہ جب شریعت مقدسہ مین یہ امور وارد ہین اور انکا
عقلا محال نہین ہین تو ان مین تاویل کی کیا ضرورت ہے اور اللہ تعالی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
جیسے چاہتا ہے اور یہ لکہنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتین اپنے بندون کو بتانا چاہتا ہے
ورنہ وہ خود بے پرواہ ہے کتابون سے اور اسکو یاد رکہنے کے لیے لکہنے کی ضرورت نہین۔ قاضی نے کہا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبرون کے مقامون سے آگے بڑہ جانا دلیل ہے ہمارے
پیغمبر کی فضیلت کی اور پیغمبرون پر اور بزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج مین کی ہے اوسمین یہ ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام آپکے ساتھ چلے یہانتک کہ پردے کے پاس پہنچے وہان سے ایک فرشتہ نکلا جبرئیل نے کہا

قسم اوسکی جس نے تجہے سچا پیغمبر کرکے بہیجا مین جب سے پیدا ہوا مین نے اس فرشتے کو نہین دیکہا حالانکہ مین سب مخلوقات مین خدا سے زیادہ نزدیک ہون اور دوسری روایت مین ہے کہ پہر جبرئیل مجہسے جدا ہوگئے اور آوازین سب دور ہوگئین تمام ہوا کلام قاضی کا **ف** ابن حزم نے کہا اور انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہر اللہ تعالی نے میری امت پر پچاس نمازین فرض کین مین لوٹ کر آیا جب موسی پاس پہونچا تو اونہون نے پوچہا اللہ نے کیا فرض کیا تمہاری امت پر مین نے کہا پچاس نمازین اون پر فرض کین موسی نے کہا تم پہر لوٹ جاؤ اپنے رب کے پاس کیونکہ تمہاری امت مین اسقدر طاقت نہین مین لوٹ کر گیا اپنے پروردگار کے پاس اوس نے ایک حصہ معاف کردیا **ف** حدیث مین شطر کا لفظ وارد ہے جسکے معنے نصف کے ہین یعنی پچیس نمازین معاف کردین اس صورت مین یہ مخالف نہ ہوگا پہلی روایت کے جس مین پانچ پانچ نمازون کا معاف ہونا مذکور ہے کیونکہ شطر کے معاف ہونے سے یہ غرض نہین کہ ایک ہی بار مین شطر معاف ہوگیا بلکہ کئی بار مین معاف ہوا اور قاضی عیاض نے کہا کہ شطر سے ایک حصہ مراد ہے یعنی پانچ نمازین اور نصف مراد نہین ہے اور یہہ بھی ہوسکتا ہے پر اسکی ضرورت نہین کیونکہ یہ حدیث مختصر ہے اسمین کئی بار لوٹنے کو بیان نہین کیا واللہ اعلم **ف** پہر مین لوٹ کر حضرت موسی پاس آیا اور ان سے بیان کیا اونہون نے کہا لوٹ جاؤ اپنے پروردگار کے پاس کیونکہ تمہاری امت کو اتنی طاقت نہین مین پہر لوٹا اپنے رب کے پاس اوس نے فرمایا پانچ نمازین ہین اور وہ پچاس کے برابر ہین میری یہان بات نہین بدلتی آپ نے فرمایا مین پہر لوٹ کر آیا موسی علیہ السلام پاس انہون نے کہا پہر جاؤ اپنے پروردگار کے پاس مین نے کہا مجہے شرم آئی اپنے پروردگار سے (بار بار عرض کرنے سے) پہر جبرئیل مجہکو لیکر چلے سدرۃ المنتہی پاس اوسپر ایسی رنگ چڑہ گئی جنکو مین نہین سمجہتا وہ کیا تہے پہر مجہے جنت مین لے گئے وہان موتیون کے گنبذ تہے اور مٹی اوس کی مشک تہی **عن** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَعَلَّهُ قَالَ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأُتِيتُ فَانْطُلِقَ بِي فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِلَّذِي مَعِي مَا يَعْنِي قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ

الحمار ودون البغل يقع خطوه عند اقصى طرفه فحملت عليه ثم انطلقنا حتى اتينا السماء الدنيا فاستفتح جبريل عليه السلام فقيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد صلى الله عليه وسلم قيل وقد بعث اليه قال نعم قال ففتح لنا وقال مرحبا به ولنعم المجيء جاء قال فاتينا على آدم عليه السلام وساق الحديث بقصته وذكر انه لقي في السماء الثانية عيسى ويحيى عليهما السلام وفي الثالثة يوسف وفي الرابعة ادريس وفي الخامسة هارون قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السادسة فاتيت على موسى فسلمت عليه فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبي الصالح فلما جاوزته بكى فنودي ما يبكيك قال يا رب هذا غلام بعثته بعدي يدخل من امته الجنة اكثر مما يدخل من امتي قال ثم انطلقنا حتى انتهينا الى السماء السابعة فاتيت على ابراهيم وقال في الحديث وحدث نبي الله صلى الله عليه وسلم انه راى اربعة انهار يخرج من اصلها نهران ظاهران ونهران باطنان فقلت يا جبريل ما هذه الانهار قال اما النهران الباطنان فنهران في الجنة واما الظاهران فالنيل والفرات ثم رفع لي البيت المعمور فقلت يا جبريل ما هذا قال هذا البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون الف ملك اذا خرجوا منه لم يعودوا فيه آخر ما عليهم ثم اتيت باناءين احدهما خمر والآخر لبن فعرضا علي فاخترت اللبن فقيل اصبت اصاب الله بك امتك على الفطرة ثم فرضت علي كل يوم خمسون صلوة ثم ذكر قصتها الى آخر الحديث۔ **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے شاید سنا مالک بن صعصعہ سے جو ایک شخص تھے انکی قوم میں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں خانہ کعبہ میں تھا اور میری حالت خواب اور بیداری کے بیچ میں تھی اتنے میں میں نے سنا ایک شخص کو جو کہتا تھا تیسرا ہے دو میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس آئے اور مجھکو لے گئے پھر میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا اسمیں پانی تھا زمزم کا اور میرا سینہ چیرا گیا یہاں تک اور یہاں تک قتادہ نے کہا جو راوی ہے اس حدیث کا میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے انہوں نے کہا یعنی چیرا گیا پیٹ کے نیچے تک اور دل نکالا گیا اس میں سے پھر دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر رکھا گیا اپنی جگہہ پھر بھر دیا گیا ایمان اور حکمت سے پھر ایک جانور کو لائے جسکا رنگ سفید تھا اسکو براق کہتے تھے گدہے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنا قدم رکھتا

رکہتا تہا جہان تک اوسکی نگاہ پہونچتی تہی مجہکو اوسپر سوار کیا پہر ہم چلے یہان تک کہ پہلے آسمان پر آئے جبریل نے دروازہ کہلوایا فرشتون نے پوچہا کون ہے کہا جبرئیل کہا تمہارے ساتہہ کون ہے کہا محمدؐ کہا اونہون نے کیا بلوائے گئے ہین وہ جبرئیل نے کہا ہان پہر دروازہ کہلا اور فرشتون نے کہا مرحبا مبارک ہو آپکا تشریف لانا پہر ہم آئے آدم علیہ السلام پاس اور بیان کیا حدیث کا پورا قصہ اور ذکر کیا کہ آپ نے دوسرے آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے اور تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے اور چوتہے آسمان پر ادریس علیہ السلام سے اور پانچوین آسمان پر ہارون علیہ السلام سے پہر کہا کہ ہم چلے یہان تک کہ چہٹے آسمان پر پہونچے وہان حضرت موسےٰ سے ملے اونکو مین نے سلام کیا اونہون نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی جب مین آگے بڑہا تو وہ رونے لگے آواز آئی ای موسیٰ کیون روتے ہو اونہون نے کہا ای پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اسکی امت مین سے جنت مین زیادہ لوگ جاوینگے میری امت سے (تو حضرت موسیٰ کو رنج ہوا اپنی قوم پر حالانکہ اونکی تعداد بہت تہی پر جنتی اون مین کم تہے ہمارے پیغمبر کی امت سے) پہر آپنے فرمایا ہم چلے یہان تک کہ ساتوین آسمان پر پہونچے وہان مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکہا اور بیان کیا اس حدیث مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے چار نہرین دیکہین جو سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکلتی تہین دو نہرین تو کہلین تہین اور دو نہرین ڈہپنی تہین مین نے کہا اے جبرئیل یہ نہرین کیسی ہین اونہون نے کہا ڈہپنی ہوئی دو نہرین تو جنت مین گئی ہین اور کہلی ہوئین نیل اور فرات ہین **ف** نیل ایک دریا ہے ملک افریقیہ مین جسکا طول تین ہزار میل کے قریب ہے اور قاہرہ پایۂ تخت مصر اسی دریا کے کنارے واقعہ ہے ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے جب یہ دریا ابلتا ہے اور پانی اسکا چڑہتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق عرب مین واقعہ ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اوجاڑ ہے اسی دریا کے کنارے واقعہ تہا اور واقعہ کربلا اسی دریا کے کنارے واقعہ ہوا تہا پانی اسکا نہایت شیرین اور صاف اور ہاضم ہے ۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ زمین مین ہے کیونکہ نیل و فرات اسکی جڑ سے نکلے ہین نووی نے کہا یہ کچہ ضرور نہین اسلیے کہ احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے یہہ دونون دریا نکلے ہون پہر چلے گئے ہون جہان تک اللہ نے چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہون اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کیطرف جانا چاہیے **ف** پہر اوٹہایا گیا میرے لیے بیت معمور مین نے کہا ای جبرئیل یہ کیا ہے اونہون نے کہا یہ بیت المعمور ہے اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہین جو پہر کبہی اوسمین نہین آتے بس یہی اون کا

اخیر آنا ہی پہر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تہا اور ایک میں دودہ دونوں میرے سامنے کیے گئے
میں نے دودہ کو پسند کیا آواز آئی ٹہیک کیا تم نے خدا نے تمہیں ٹہیک رستے پر لگایا اور تمہاری امت بہی
تمہارے رستے پر چلے گی پہر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہر روز پہر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک عَنْ
مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ فَأُتِيتُ
بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ
ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا ترجمہ مالک بن صعصعہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا جو بہرا ہوا تہا حکمت اور
ایمان سے پہر چیرا گیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچے تک اور دہویا گیا زمزم کے پانی سے اور بہر اگیا حکمت اور ایمان سے

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ مُوسَى آدَمُ
طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعْدٌ مَرْبُوعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا
خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے میں نے ابو العالیہ سے سنا وہ کہتے تہے مجہسے
حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچا زاد بہائی نے یعنی عبد اللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسی علیہ السلام ایک لنبے آدمی تہے گویا شنوءہ (ایک قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور
عیسی علیہ السلام گہونگر بال والے میانہ قد اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہے جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ
آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ
وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ
فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ ترجمہ قتادہ سے روایت ہے انہوں نے سنا ابو العالیہ سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے
تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجہے معراج ہوا
میں موسی بن عمران پر گذرا اور ایک لنبے آدمی تہے گہونگر بال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکہا

عیسی بن مریم کو وہ میانہ قد تہے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تہا اور بال اون کے سبط جہٹے ہوئے تہے **ف** سبط کے معنی سیدہے اور صاف جسمین خمیدگی نہ ہو اور اوپر کی روایت مین ہے کہ ان کے بال گہونگر تہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ گہونگر دو قسم کے ہین ایک تو سخت گہونگر جیسے حبشیون کے بال ہوتے ہین اوسکو عربی مین قطط بولتے ہین اور ایک ہلکی گہونگر جو سیدہے اور صاف ہوتی ہین اور صرف کنارون سے ذرا خمیدہ ایسے بالون کو سبط کہہ سکتے ہین اور بعضون نے کہا کہ پہلی حدیث مین جعد کے لفظ سے گہونگر بال مراد نہین ہین بلکہ جعد جعودت جسم سے مشتق ہے یعنے بدن کا گٹہا اور سخت اور ٹہوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت موسے کی صفت مین ایک روایت مین جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت مین ہے کہ ان کے بال سیدہے صاف تہے **ف** اور دکہلائے گئے آپکو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیون مین جو اللہ نے دکہلائین تو مت شک کر آپ کی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے **ف** یہ استشہاد ہے آیۃ کریمہ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَائِہٖ سے جسکی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسی سے بیشک ملے ہین اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی انکے مذہب پر یہ ہون گے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات مین موسی علیہ السلام سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیۃ کے یہ معنی ہین کہ مت شک کر موسی کو کتاب ملنے مین اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور مقاتل اور زجاج کا۔ یہ آیت سورہ الم تنزیل السجدہ پارہ (۲۱) مین ہے اور شروع اس آیت کا یہ ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ اخیر تک

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِی الْاَزْرَقِ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِّنَ الثَّنِیَّةِ وَلَهٗ جُؤَارٌ اِلَی اللّٰهِ بِالتَّلْبِیَةِ ثُمَّ اَتٰی عَلٰی ثَنِیَّةِ هَرْشٰی فَقَالَ اَیُّ ثَنِیَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا ثَنِیَّةُ هَرْشٰی قَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَیْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ وَهُوَ یُلَبِّیْ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ قَالَ هُشَیْمٌ یَعْنِیْ لِیْفًا **ترجمہ** عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گذرے تو پوچہا یہ کونسی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین موسی علیہ السلام کو دیکہہ رہا ہون وہ اُتر رہے ہین چوٹی سے اور آواز سے لبیک پکار رہے ہین پہر آپ ہرشا کی چوٹی (ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینہ کے رستے پر جحفہ کے قریب) آپنے پوچہا یہ کونسی ٹیکری ہے لوگون نے کہا یہ ہرشا کی ٹیکری ہے آپ نے فرمایا گویا مین دیکہہ رہا ہون یونس ع

بن متی علیہ السلام کو وہ ایک سرخ اونٹنی گٹھی ہوئی پر سوار ہین اور ایک جبہ پہنے ہوئے ہین بالون کا اونکی اونٹنی خلبہ کی ہے اور سندہ لبیک کہتے ہین ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنے کھجور کے درخت کی چھال) **ف** قاضی عیاض نے کہا اکثر روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیغمبرون کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھہ ابو العالیہ کی روایت مین ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت مین ابو ہریرہ سے مگر اوسمین لبیک کہنے کا ذکر نہین ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مر گئے اور وہ آخرت مین گئے اب لبیک کیسے کہتے ہین اور حج کیسے کرتے ہین وہ تو عمل کرنیکا مقام نہین تو ہمارے مشایخ اور ہم نے اوس کے کئی جواب نکالے ہین ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدون کی مثل ہین بلکہ اون سے بھی افضل ہین اور شہید زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کرین یا نماز پڑہین جیسے دوسری حدیث مین وارد ہے اور جہانتک ان سے ہو سکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کرین اور گو وہ مر گئے پر ابھی تک دنیا ہی مین ہین جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جاویگی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جاویگی اوسوقت ہی ختم ہو جاویگا دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے فرمایا اللہ تعالے نے دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات مین سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت مین ہے مین سو رہا تھا کہ مینے اپنے تئین دیکھا کعبہ کا طواف کرتے ہوے اور بیان کیا قصہ عیسی علیہ السلام کا چوتھے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پیغمبرون کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ انکا حج کیسا تھا اور لبیک کیونکر تھی اسلیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا مین دیکھہ رہا ہون موسے علیہ السلام اور گویا مین دیکھہ رہا ہون عیسے علیہ السلام کو اور گویا مین دیکھہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو پانچوین یہ کہ آپنے بیان کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کیطرف ان پیغمبرون کی کیفیت اعمال سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھہ سے انکو نہ دیکھا ہو تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَيُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالُوْا وَادِي الْاَزْرَقِ قَالَ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ اِلَى اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَيُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهِ قَالُوْا هَرْشٰى اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيْفٌ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِيْ مُلَبِّيًا **ترجمہ**

عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ایک وادی پر گذرے آپنے پوچھا یہ کون سی وادی ہے لوگون نے کہا وادی ازرق آپنے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون موسیٰ علیہ السلام کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالون کا حال جو یاد نرہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث کا) اور انگلیان اپنے کانون مین رکھے ہین اور خدا کو پکار رہے ہین آواز سے لبیک کہکر اس وادی مین سے جا رہے ہین عبد اللہ نے کہا پھر ہم چلے یہان تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپنے فرمایا یہ کون سا ٹیکرہ ہے لوگون نے کہا ہرشا کا یا لفت کا آپ نے فرمایا گویا مین دیکھہ رہا ہون یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اور انکی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی مین لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہین **عن** مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّهٗ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ اَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ اَمَّا اِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ لذذا وَاَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ **ترجمہ** مجاہد سے روایت ہے ہم عبد اللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگون نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کے دونون آنکھون کے بیچ مین کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو مین نے نہین سنا لیکن آپنے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہین جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہین صورت مین) اور موسیٰ ایک شخص ہین گندم رنگ گھونگر بال والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہین جسکی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا مین انکو دیکھہ رہا ہون جب اوترتے ہین وادی مین تو لبیک کہتے ہین **عن** جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَّاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ وَرَاَيْتُ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ دِحْيَةُ بْنُ خَلِيْفَةَ **ترجمہ** جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لائے گئے پیغمبر تو موسیٰ علیہ السلام تو بیچ بیچ کے آدمی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے) یا ہلکے بدن کے کم گوشت جیسے شنوءہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہین اور مین نے دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو مین سب سے زیادہ انکے

مشابہ عروہ بن مسعود کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ کو اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جبرئیل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہیں اور ابن رمح کی روایت میں ہے دحیہ بن خلیفہ

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِیْتُ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُہُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاْسِ کَاَنَّہُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ قَالَ وَلَقِیْتُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَنَعَتَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِذَا رَبْعَۃٌ اَحْمَرُ کَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِیْمَاسٍ یَعْنِیْ حَمَّامٍ قَالَ وَرَاَیْتُ اِبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنَا اَشْبَہُ وَلَدِہٖ بِہٖ قَالَ فَاُتِیْتُ بِاِنَاءَیْنِ فِیْ اَحَدِہِمَا لَبَنٌ وَفِی الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقِیْلَ لِیْ خُذْ اَیَّہُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُہُ فَقَالَ ہُدِیْتَ الْفِطْرَۃَ اَوْ اَصَبْتَ الْفِطْرَۃَ اَمَا اِنَّکَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُکَ ترجمہ

ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے اونکی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا (یہ شک ہے راوی کو) وہ لنبے چھریرے تھے سیدھے بال والے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا پھر آپ نے انکی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنے ایسے تر و تازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو میں انکی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں

ف ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنے پر گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا یعنے کم گوشت تو دونوں میں تعارض ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تعارض نہیں اسلیے کہ ضرب کے معنی لغت میں ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہیں ایسا ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس روایت میں ہے کہ انکا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ وہ گندم رنگ تھے اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے حضرت آدم مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور یہ جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو یہ دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنے خفا کے

مین چھپانا اور یہان یا حمام مراد ہے یا غار اور تہ خانہ اور مطلب یہہ کہ ان کا رنگ روپ ایسا تہا جیسے ابہی کسی چیز کو اندر سے نکالین جسپر دہوپ نہ پڑی ہو اور گرد و غبار نہ لگا ہو **ف** آپ نے فرمایا پہر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک مین دودہ تہا اور ایک مین شراب اور مجہہ سے کہا گیا جسکو چاہو پسند کر لو مین نے دودہ کا برتن لے لیا اور دودہ پیا اوس نے کہا (یعنے اوس فرشتے نے جو یہ دونون برتن لیکر آیا تہا) تمکو راہ ملی فطرت کی یا تم پہونچ گئے فطرت کو (اوسکی تفسیر اوپر گزر چکی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی ہے **ف** یعنے ساری امت جیسے یہود اور نصاری کی رکے سب گمراہ ہو گئی اب نصاری کا یہ حال ہے کہ اون مین بہت فرقے ہین پر جو فرقہ سب مین اچہا خیال کیا جاتا ہے یعنے پروٹسٹنٹ وہ بہی حماقت مین گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنے توحید ہی کو نہین سمجہتا مسلمانون مین اگرچہ بہت گمراہ فرقے ہین اور ہزارون لاکہون آدمی نصاری کیطرح سچی توحید پر قائم نہین شرک مین گرفتار ہین پر ایک فرقہ انکا توحید اور اتباع سنت مین نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اوس فرقہ کے بہی دشمن ہین پر خدا انکا مددگار ہے **عن** عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِی لَیْلَۃً عِنْدَ الْکَعْبَۃِ فَرَاَیْتُ رَجُلًا اٰدَمَ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَہٗ لِمَّۃٌ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَہَا فَہِیَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّکِئًا عَلٰی رَجُلَیْنِ اَوْ عَلٰی عَوَاتِقِ رَجُلَیْنِ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقِیْلَ ھٰذَا الْمَسِیْحُ بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّہَا عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ فَسَاَلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقِیْلَ ھٰذَا الْمَسِیْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہکو ایک رات دکہلائی دیا کہ مین کعبے کے پاس ہون مینے ایک آدمی دیکہا گیہوان رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچہے گیہوین رنگ کے آدمی دیکہے ہون اوس کے کندہون تک بال ہین جیسے تو نے بہت اچہے کندہون تک کے بال دیکہے ہون اور بالون مین کنگہی کی ہے اون مین سے پانی ٹپک رہا ہے (یعنے اون مین تری اور تازگی ایسی ہے جیسے ان بالون مین ہوتی ہے جو پانی بہرے ہون یا درحقیقت اون مین سے پانی ٹپکتا ہے) اور تکیہ دیے ہے دو آدمیون پر یا دو آدمیون کے کندہون پر اور طواف کر رہا ہے کعبے کا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین بیٹے مریم کے علیہما السلام **ف** قاضی عیاض نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو بہی کوئی اشکال نہین اسلیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور سلامت ہین پہر طواف کرنے مین کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن

ابن عمر کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس مین وہی تاویلات ہین جو اوپر گذرین اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس مین دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ مین نہین جاویگا اور مالک کی روایت مین ہے دجال کے طواف کا ذکر نہین اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال پر اوس زمانے کی ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسی کو بھی کہتے ہین اور دجال کو بھی لیکن حضرت عیسی کو مسیح کہنے کی وجہ مین علمار کا اختلاف ہے واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا کہ مسیح کی اصل عبرانی زبان مین مشیحا ہے پھر عربون نے اسکو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسی کی اصل اسکی عبرانی زبان مین موشی یا میشا ہے اس صورت مین یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور علمار کے نزدیک مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے کہ انکو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہین صدیق کو اور بعضون نے کہا اسلیے کہ انکے تلوے دونون پانون کے صاف اور برابر تھے بیچ مین گہراو نہ تھا اور بعضون نے کہا اسلیے کہ وہ اپنی مان کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ برکت انپر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضون نے کہا اسلیے کہ اللہ نے انپر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوب صورت پیدا کیا تھا اور اسکے سوا اور وجہین بھی بیان کی ہین ۔ اور دجال کو اسلیے مسیح کہتے ہین کہ اس کی آنکھین مٹی گئی ہین یا اسلیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو مسیح کہتے ہین یا اسلیے کہ وہ ساری زمین پر پھریگا اپنے نکلنے کے وقت مین (نووی) **ف** پھر مین نے ایک شخص دیکھا گھونگر بال والا بہت گھونگر داہنی آنکھ کا کانا اور اسکی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور مین نے پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اسکے شر سے ہر مسلمان کو بچاوے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَاَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن لوگون کے بیچ مین مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کانا نہین ہے **ف** معاذ اللہ اوسکی تو آنکھین صحیح اور سالم ہین اور ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور نقصان سے **ف** اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھہ کا اوسکی کانی آنکھہ جیسے پہولا انگور (بس یہی ایک کہلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جہوٹا ہے خدائی کے دعوی مین) آپنے فرمایا ایک رات خواب مین مین نے کعبے کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوان رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوان رنگ کا آدمی اوسکے پٹے مونڈہون تک تہے اور بالون مین کنگھی کی ہوئی تہی سر مین سے پانی ٹپک رہا تہا اور اپنے دونون ہاتہہ آدمیون کے مونڈہون پر رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا خانہ کعبہ کا مین نے پوچہا یہ شخص کون ہے لوگون نے کہا یہ مسیح ہین مریم کے بیٹے علیہما السلام اور ان کے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکہا جو سخت گہونگریال والا داہنی آنکہہ کا کانا تہا مین نے جو لوگ دیکہے ہین اون سب مین ابن قطن اوس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بہی اپنے دونون ہاتہہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے ہوئے طواف کر رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے **عن** ابن عمر

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا اٰدَمَ سَبْطَ الرَّاْسِ وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَاْسُهٗ اَوْ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ يدٰه اَوِ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ قَالَ وَرَاَيْتُ وَرَآءَهٗ رَجُلًا اَحْمَرَ جَعْدَ الرَّاْسِ اَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى اَشْبَهُ مَنْ رَاَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ **ترجمہ**

عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین نے کعبے کے پاس ایک شخص کو دیکہا جو گندم رنگ تہا اوسکے بال لٹکے ہوئے تہے دونون ہاتہہ دو آدمیون کے مونڈہون پر رکہے تہا اور اوسکے سر مین سے پانی بہہ رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہے لوگون نے کہا عیسی ہین مریم کے بیٹے یا یون کہا مسیح ہین مریم کے بیٹے معلوم نہین کون سا لفظ کہا پہر اونکے پیچہے مین نے اور ایک شخص دیکہا سرخ رنگ گہونگریالے بال والا داہنی آنکہہ کا کانا سب سے زیادہ مشابہ اوس سے قطن کا بیٹا ہے مین نے پوچہا یہ کون ہے انہون نے کہا یہ مسیح دجال ہے **عن**

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ **ترجمہ**

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگون نے مجہے جہٹلایا تو مین حطیم مین کہڑا ہوا اور اللہ تعالی نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو مین نے اوسکی نشانیان قریش کو بتلانی شروع کین اور مین دیکہہ رہا تہا

اوسکو یعنی بیت المقدس کو) **عن** عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم یقول بینما انا نائم رأیتنی اطوف بالکعبۃ فاذا رجل ادم سبط الشعر بین رجلین ینطف
رأسہ ماء او یہراق رأسہ ماء فقلت من ھذا قالوا ھذا ابن مریم ثم ذھبت التفت فاذا رجل
احمر جسیم جعد الرأس اعور العین کان عینہ عنبۃ طافیۃ قلت من ھذا قالوا الدجال
اقرب الناس بہ شبہا ابن قطن **ترجمہ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ فرماتے تہے مین سو رہا تہا اتنے مین مین نے اپنے تئین دیکہا طواف کر رہا ہون خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو
دیکہا جو گندم رنگ تہا اوسکے بال چہٹے ہوے تہے سر سے پانی ٹپک رہا تہا یا بہ رہا تہا مین نے پوچہا یہ کون ہی لوگون نے
کہا یہ مریم کے بیٹے ہین پہر مین چلا اور طرف دیکہنے لگا تو ایک شخص کو دیکہا سرخ رنگ موٹا وہنی آنکہہ کا کانا گویا
اوسکی آنکہہ پہولا انگور ہے مین نے کہا یہ کون ہی انہون نے کہا یہ دجال ہی سب لوگون مین اوس سے زیادہ مشابہ
ابن قطن ہے **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر
وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربۃ
ما کربت مثلہ قط قال فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتہم بہ وقد رأیتنی
فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی علیہ السلام قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کانہ من رجال
شنوءۃ واذا عیسی بن مریم علیہ السلام قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود
الثقفی واذا ابراہیم علیہ السلام قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت
الصلوۃ فاممتہم فلما فرغت من الصلوۃ قال لی قائل یا محمد ھذا مالک صاحب النار فسلم
علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام **ترجمہ** ابوہریرہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین
نے اپنے تئین دیکہا حطیم مین اور قریش مجہسے میرے سیر کا حال پوچہ رہے تہے (یعنی معراج کا) تو اونہون
نے بیت المقدس کی کئی چیزین پوچہین جنکو مین بیان نہ کر سکا مجہے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبہی نہین ہوا
تہا پہر اللہ تعالی نے بیت المقدس کو اوٹہا کر میرے سامنے کر دیا مین اسکو دیکہنے لگا اب جو بات وہ پوچہتے تہے مین
بتا دیتا تہا اور مین نے اپنے تئین پیغمبرون کی جماعت مین پایا دیکہا تو موسی علیہ السلام کہڑے ہوکے نماز پڑہ رہے
ہین وہ ایک شخص ہین میانہ تن و توش کے اور گٹہے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہین اور دیکہا عیسی
بن مریم علیہ السلام کو وہ بہی کہڑے ہوکے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اونکے مین عروہ بن مسعود ثقفی کو

پاتا ہون اور دیکہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہڑے ہوے نماز پڑہ رہے ہین سب سے زیادہ مشابہ اون کے تمہارے صاحب ہین آپنے اپنے تئین فرمایا پہر نماز کا وقت آیا تو مین نے امامت کی (اور سب پیغمبرون نے میرے پیچہے نماز پڑہی) جب مین نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمد یہ مالک ہے جہنم کا داروغہ اس کو سلام کرو مین نے اوس کیطرف دیکہا تو اس نے خود پہلے سلام کیا **ف** قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبرون کی نماز مین جو گفتگو تہی اوسکو اوپر ہم بیان کر چکے ہین اور کبہی نماز سے ذکر اور دعا مراد ہوتی ہے یا اور کوئی آخرت کا عمل اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسی کو قبر مین نماز پڑہتے دیکہا اور پہر بیت المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی پہر آسمان پر اون سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اسکا جواب یہ ہے قبر مین جو آپنے دیکہا یہ تو معراج سے پہلے تہا اور بیت المقدس مین انکے ساتہہ نماز پڑہی معراج کی رات مین پہر حضرت موسی آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانون سے لوٹنے کے بعد پڑہی ہے واللہ اعلم **عن** عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہی تک پہونچے اور وہ چہٹے آسمان مین ہے **ف** نووی نے کہا سب نسخون مین یون ہی ہے کہ سدرۃ المنتہی چہٹے آسمان مین ہے لیکن اوپر گذرا انس کی روایات مین کہ سدرۃ المنتہی ساتوین آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا دونون روایتون مین اس طرح کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ چہٹے آسمان مین ہو اور ڈالیان اوسکی ساتوین آسمان کے اوپر ہون اسلیے کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرۃ المنتہی ایک درخت ہے ساتوین آسمان مین جو سایہ کیے ہے آسمانون پر اور جنت پر **ت** زمین سے جو چیز چڑہتی ہے وہ یہین آنکر ٹہر جاتا ہے پہر لے لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اوترتا ہے وہ بہی یہین ٹہر جاتا ہے پہر لے لیا جاتا ہے فرمایا اللہ تعالی نے جب سدرۃ المنتہی کو ڈہانپتی تہین وہ چیزین جو ڈہانپتی تہین عبد اللہ نے کہا یعنی پتنگے سونیکے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہان تین چیزین دی گئین ایک تو پانچ نمازین دوسرے سورۃ البقر کی اخیر آیتین تیسرے اللہ نے بخشدیا آپکی امت مین سے اس

شخص کو شرک نکرے اللہ کے ساتھہ باقی تمام تباہ کرنیوالے گناہون کو **ف** یعنے اور بڑے بڑے کبیرہ گناہون کو اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت مین سی مرے اور وہ شرک مین گرفتار نہو تو وہ ہمیشہ جہنم مین نہ رہیگا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جاویگا اور یہ مراد نہین ہے کہ اسکو عذاب بالکل نہ ہوگا کیونکہ اور نصوص شرعیہ اور اجماع امت سی یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گنہگار ہونگے عذاب دیا جاویگا اور احتمال ہے کہ یہان بعضے خاص لوگ مراد ہون جنکو سب گناہ بخشدییے جاوینگے اور انکو بالکل عذاب نہ ہوگا۔ یا اللہ تو اپنی عنایت اور کرم سے ہمکو ان لوگون مین کردے اور ہمارے گناہون کو بخشدے اور جیسا تونے ابتک ہمکو شرک سے بچا لیا ہے ویسا ہی خاتمہ بھی ہمارا توحید پر کر اور مت مبتلا کر ہمکو شرک مین بیشک تو سب اختیار رکھتا ہے **باب** معنی قول اللہ عزوجل وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً اُخْرٰی وَهَلْ رَأَی النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ لَیْلَةَ الْاِسْرَاءِ **ترجمہ** اس باب مین یہ بیان ہی کہ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً اُخْرٰی سی کیا مراد ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقتعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکہا تہا یا نہین **ف** قاضی عیاض نے کہا سلف اور خلف نی اختلاف کیا ہے اس امر مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی جلشانہ کو معراج کی رات مین دیکہا تہا یا نہین تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکہنے کا جیسے خود اس کتاب مین انسی روایت ہی اور ایسا ہی منقول ہی ابو ہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سی اور وہی مشہور ہی ابن مسعود سے اور اسیطرف گئی ہے ایک جماعت محدثین کی اور متکلمین کی اور ابن عباس سے یون روایت ہی کہ آپنے اللہ تعالی کو اپنی آنکہہ سی دیکہا اور ایسا ہی منقول ہی ابوذر اور کعب سی اور حسن بصری اس بات کی قسم کہاتے تہے اور ایسا ہی مروی ہی ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور امام احمد بن حنبل سی اور اصحاب مقالات نے امام ابو الحسن اشعری اور انکی اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو دیکہا اور ہمارے بعضے مشایخ نے اس مسئلہ مین توقف کیا ہے اور کہا ہی کہ دیکہنے پر کوئی صاف دلیل نہین لیکن دیکہنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین ممکن ہے اور حضرت موسی کا درخواست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے امکان کی اسلیے کہ نبی اس امر کی درخواست کیسے کریگا جو اللہ تعالی کی نسبت محال ہو اور اختلاف کیا ہی علماء نے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے حقتعالی کو دیکہا یا نہین اور قاضی ابو بکر نے کہا کہ حضرت موسی اور ہمارے پیغمبر علیہما السلام دونون نے حق تعالی کو دیکہا ہی اسیطرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس مسئلہ مین کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالے سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہین اور اشعری اور ایکجماعت

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضون نے اس قول کی نسبت دی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کیطرف اسی طرح علمار نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنون مین ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی یعنے پہر نزدیک ہوا اور اوتر آیا اور بعضون نے کہا یہ نزدیک ہونا جبرئیل علیہ السلام سی ہے یا سدرۃ المنتہی سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرہم سے منقول ہی کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدای عزوجل سے ہے اس صورت مین نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد قرب سے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر ہوئی اور انوار معرفت کہل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہوگئے اور قاب قوسین او ادنی کی بہی تاویل کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کیجاوے گی اوس حدیث مین کہ جو شخص ایک بالشت مجہسے نزدیک ہوتا ہے مین ایک ہاتہ اس سی نزدیک ہوجاتا ہون تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدای عزوجل کو دیکہا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہین پر ہم اونہی سے حجت لاتے ہین جو قوی ہین ایک حدیث ہی ابن عباس کی انہون نے کہا کیا تم تعجب کرتے ہو اس بات سی کہ خلت ابراہیم کو ملی ہو اور کلام موسی کو اور دیدار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سی روایت ہی ابن عباس سے سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہی انہون نے کہا ہان اور شعبہ سی باسناد منقول ہی اونہون نے قتادہ سی اونہون نے انس سی کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا اور حسن قسم کہاتے تہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہے اور اصل اس باب مین حدیث ہی ابن عباس کی اور ابن عباس عالم ہین اس امت کے اور مشکل مسائل ہین لوگ ان کیطرف رجوع کرتے تہے ابن عمر نے اس مسئلے مین انہی کیطرف رجوع کیا اور اون سے پوچہا بہیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا ہی اونہون نے کہا ہان دیکہا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی ضرر نہین کرتی کیونکہ حضرت عائشہ نے یون نہین کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا آپ فرماتے تہے مین نے نہین دیکہا اپنے پروردگار کو بلکہ اونہون نے اپنی راے بیان کی ان آیتون پر خیال کرکے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ اور صحابی جب کوئی بات کہی اور دوسرے صحابہ اسکے مخالف ہون تو اسکا قول حجت نہین ہے اور جب صحیح ہوگئین روایتین ابن عباس سے دیدار کے اثبات مین تو ضرور ہی ثابت کرنا اسکا اسلیے کہ یہ امر عقل سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ ضرور ہی سننا شارع سی اور یہ کوئی نہ سمجہی کہ ابن عباس نے بہی اپنی رای سی باجتہاد سی دیدار کا ثبوت کیا معمر بن راشد نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا رویت الہی مین

کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم مین زیادہ نہین ہین اور ابن عباس ثابت کرتے ہین ایک امر کو جسکو نفی کی اور دونون سے اور ثابت کرنیوالا مقدم ہے نفی کرنیوالے پر تمام ہوا کلام صاحب تحریر کا اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے رب کو اپنی آنکہون سے دیکہا معراج کی رات کو اور دلیل انکی یہی حدیث ہے ابن عباس وغیرہ کی اور ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر یہہ کہا ہوگا اسمین کوئی شک نہین پہر حضرت عائشہ نے جو رویت کی نفی کی تو وہ کسی حدیث سے نہین کی اور اگر انکے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ بیان کرتین بلکہ انہون نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب آگے ہم بیان کرینگے یہ جو حضرت عائشہ دلیل لائین اس آیت سے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ اسکا جواب تو ظاہر ہے کیونکہ ادراک کہتے ہین احاطہ کو اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ کوئی نہین کرسکتا اور جب نص سے احاطہ کی نفی نکلی تو اس سے رویت کی نفی نہین نکلتی جو بغیر احاطہ کے ہو اور لوگون نے بہی جواب دیے ہین اس آیت کے مگر اون کے بیان کرنے کی ضرورت نہین یہ جواب مختصر اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ اسکا جواب کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ روایت کے وقت کلام کا ہونا ضرور نہین تو جائز ہے رویت بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عام مین سے ہمارے پیغمبر خاص کیے گئے ہین تیسرے یہ کہ وحی سے مراد کلام ہے بغیر واسطے کے اگرچہ جمہور یون کہتے ہین کہ وحی سے اس جگہ الہام یا خواب مراد ہے اور حجاب کے یہ معنی ہین کہ خدا تعالیٰ صاف کہلم کہلا بات نہین کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتے ہین اور اسکو دیکہتے نہین حجاب سے یہ غرض نہین کہ وہان کوئی پردہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی ما قال النووی مختصراً مولانا ابو الطیب نے سراج الوہاج مین لکہا ہے کہ مجہے جو اس مقام مین معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس مسئلے مین خاموشی بہتر ہے اور غور و خوض کرنا اچہا نہین اسلیے کہ قرآن کی آیتین محتمل ہین اور جب احتمال ہو تو استدلال نہین ہوسکتا اور جسنے رویت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ مجمل ہے اور ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس باب مین نہین لائے بلکہ انہون نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بہی ان کا اجتہاد ہوا اور اجتہاد کسیکا حجت نہین جب تک اوسپر دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ بہی دلیل لائین اجتہاد سے اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت مین صراحتاً یہ امر ثابت ہے مسروق سے کہ حضرت عائشہ نے کہا مین نے سب سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا آپ نے فرمایا مراد اوس سے جبرئیل ہین اسی سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کی ساتہہ جبرئیل علیہ السلام کے تو اب اسکے پہیرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے

اس لیے ٹہیک یہی ہے کہ توقف کیا جاوے جبتک دلیل قائم نہ ہو اور مین یہ نہین کہتا کہ دیدار الٰہی جائز نہین بلکہ کلام اسمین ہے کہ آیا دیدار ہوا یا نہین اور حدیث موقوف اس باب مین حجت نہین ہو سکتی جب اوس کے خلاف دوسری حدیث موقوف ہو اور یہہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ سماع چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہان پر کوئی سماع مرفوع نہین ہے انتہی مختصراً **عن** الشَّیْبَانِیِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَیْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ **ترجمہ** سلیمان شیبانی سے روایت ہے مین نے زر بن حبیش سے پوچہا اس آیت کو فکان قاب قوسین او ادنے یعنی پہر رہ گیا فرق دو کمان کا یا اس سے بہی نزدیک اونہون نے کہا مجہہ سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکہا اُن کے چہہ سو بازو تہے **ف** یعنی اُن کی اصلی صورت پر دیکہا ورنہ اور شکلون سے تو ان کو اکثر آپ دیکہا کرتے تہے عبد اللہ بن مسعود بہی جو اس حدیث کے راوی ہین بڑے عالم ہین اس امت کے اور معارض ہے انکا قول عبد اللہ بن عباس کے قول کے نووی نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے جبرئیل ہین لیکن اکثر مفسرین اسطرف گئے ہین کہ مراد دیکہنے سے دیکہنا حق سبحانہ وتعالی کا ہے پہر ان لوگون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا آپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکہہ سے دیکہا اور بعضون نے کہا ظاہر کی دونون آنکہون سے دیکہا امام ابو الحسن واحدی نے کہا یہ بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار الٰہی کا معراج کی رات مین ابن عباس اور ابو ذر اور ابراہیم تیمی نے کہا کہ آپنے خدا تعالی کو اپنے دل سے دیکہا اور یہ دیکہنا درحقیقت صحیح دیکہنا تہا اسطرح کہ اللہ تعالی نے ایک آنکہہ آپکے دل مین پیدا کر دی یا دیکہنے کی قوت دل مین ڈالدی اور آپنے دیکہہ لیا جیسے آنکہہ سے دیکہتے ہین اور ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہر کی آنکہون سے خدا تعالی کو دیکہا اور یہی قول ہے انس اور عکرمہ اور حسن اور ربیع کا (نووی) **عن** عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی قَالَ رَاٰی جِبْرِیْلَ لَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالے نے فرمایا مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی یعنی جہوٹہہ نہ دیکہا دل نے جو دیکہا مراد اس سے جبرئیل علیہ السلام کا دیکہنا ہے آپ نے دیکہا اون کو اون کے چہہ سو (۶۰۰) بازو تہے

عن عبد اللہ قال لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ قال رای جبریل علیہ السلام فی صورتہ لہ ستمائۃ جناح **ترجمہ** عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ بیشک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے دیکھا جبریل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت مین چھ سو بازو تھے اون کے **عن** ابی ہریرۃ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ قال رای جبریل علیہ السلام **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر مین ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ یعنے دیکھا انکو دوسرے اوتار مین کہ دیکھا آپ نے جبریل علیہ السلام کو **ف** نووی نے کہا یہ جو عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان سے اور ضحاک نے کہا کہ مراد سدرۃ المنتہیٰ کا دیکھنا ہے اور بعضون نے کہا کہ رفرف سبز کا اور واحدی نے کہا کہ اکثر علماء نے یون کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ کو اون کی اصلی صورت مین دیکھا اور یہی مراد ہے آیت سے **عن** ابن عباس قال راٰہ بقلبہ **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اپنے دل سے **عن** ابن عباس قال ما کذب الفؤاد ما رای ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ قال راٰہ بفؤادہ مرتین **ترجمہ** ابن عباس سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما رای ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ کی تفسیر مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو بار دیکھا **ف** تو ابن عباس کا یہی قول ہے کہ مراد ان آیتون مین دیدار الٰہی ہے اور اوپر اسکی تفصیل گذر چکی **عن** مسروق قال کنت متکئا عند عائشۃ فقالت یا ابا عائشۃ ثلاث من تکلم بواحدۃ منہن فقد اعظم علی اللہ الفریۃ قلت ما ہن قالت من زعم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ قال وکنت متکئا فجلست فقلت یا ام المؤمنین انظرینی ولا تعجلینی الم یقل اللہ عز وجل ولقد راٰہ بالافق المبین ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ فقالت انا اول ہذہ الامۃ سال عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما ہو جبریل علیہ السلام لم ارہ علی صورتہ التی خلق علیہا غیر ہاتین المرتین رایتہ منہبطا من السماء سادا عظم خلقہ ما بین السماء الی الارض

فَقَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يُخْبِرُ بِمَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ترجمہ مسروق سی روایت ہین تکیہ لگائے ہوے تہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انہون نے کہا اے ابو عائشہ (یہ کنیت ہی مسروق کی) تین باتین ہین جو کوئی اون کا قائل ہو اُس نے بڑا جہوٹ باندہا خدا پر مین نے کہا وہ تین باتین کون سی ہین انہون نے کہا (ایک یہ ہی) جو کوئی سمجہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکہا اوس نے بڑا جہوٹ باندہا مسروق نے کہا مین تکیہ لگائے تہا یہ سنکر مین بیٹہ گیا اور مین نے کہا اے ام المؤمنین ذرا مجہے بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالے نے نہین فرمایا وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى حضرت عائشہ نے کہا اس امت مین سب سے پہلے مین نے ان آیتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا آپ نے فرمایا مراد ان آیتون مین حضرت جبرئیل علیہ السلام ہین مین نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہین دیکہا سوا دو بار کے جنکا ذکر ان آیتون مین ہے مین نے دیکہا انکو وہ اترتے تہے آسمان سی اور ان کے تن و توش کی بڑائی نے آسمان سی زمین تک روک دیا تہا پہر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے نہین سنا اللہ تعالی فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ کیا تو نے نہین سنا اللہ تعالے فرماتا ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا عَلِيٌّ حَكِيْمٌ تک **ف** پہلی آیت سورۂ انعام مین ہے (۱۳) رکوع مین ترجمہ اسکا یہ ہی اسکو نہین پا سکتی آنکہین اور وہ پا سکتا ہے آنکہون کو اور وہ بہید جانتا ہے خبردار — اور دوسری آیت شوری (۵) رکوع مین ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی حد نہین کہ

اللّٰه عزّو

اوس سی باتین کرے اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہونچادے وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتون والا ۔ اس حدیث سی یہ بھی معلوم ہوا کہ یون کہنا درست ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور مطرف بن عبداللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے یون کہو اللہ تعالی نے فرمایا اور درست کہو اللہ تعالی فرماتا ہے پر مطرف کا یہ قول مخالف ہی صحابہ اور تابعین کے نقل کے اور صحیح اور مختار یہی ہے کہ دونون طرح کہنا درست ہی اور یہی قول ہی ائمہ سلف اور خلف کا اور خود قرآن مین موجود ہے وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ اور صحیح مسلم مین ابوذر سی روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا اور جس نے اسکا انکار کیا اوسکی پاس کوئی دلیل نہین ہے (نووی) **ف** (دوسری یہ ہی) جو کوئی خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب مین سی کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا خدا پر اللہ فرماتا ہے یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ یعنے ای پیغام پہونچانے والے پہونچادے جو اترا تجھپر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ کرے تو تو نے پیغام نہین پہونچایا (تیسرے یہ ہی) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ہونیوالی بات جانتے تھے یعنی آیندہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹ باندھا اللہ پر اللہ خود فرماتا ہے کہدو اے محمد آسمانون اور زمین مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا سوا خدا کے **ف** اس حدیث سی معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا علم نہین پیغمبر ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی کہ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ یعنے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو مین بڑی بھلائی حاصل کر لیتا اور مجھے دکھ نہ پہونچتا مین تو ایک کھلا ڈرانیوالا ہون اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہین اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہی اللہ تعالی ہدایت کرے اون بدبختون کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیاء اور مشایخ کے لیے ثابت کرتے ہین اور اسپر کوئی دلیل نہین بلکہ دلیل اوس کے خلاف مین موجود ہے خدا جانے اون کی عقلون پر کیا مار پڑی ہے اور شیطان اون کو

کہان اوندھا گرتا ہے خدا تعالی ہمکو اور ہمارے طریقہ کے لوگون کو ایسے خیالون سے بچادے (سراج الوہاج) عن داؤد بهذا الاسناد نحو حديث ابن علية وزاد قالت ولو كان محمد صلى الله عليه وسلم كاتما شيئا مما انزل عليه لكتم هذه الاية واذ تقول للذي انعم الله عليه وانعمت عليه امسك عليك زوجك واتق الله وتخفي في نفسك ما الله مبديه وتخشى الناس والله احق ان تخشاه ترجمہ داؤد نے اسی حدیث کو روایت کیا جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپانے والے ہوتے تو چھپاتے اس آیت کو واذ تقول للذي انعم الله عليه اخیر تک ف یہ آیت سورۂ احزاب کے پانچوین رکوع مین ہے ترجمہ اسکا یہ ہے اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دلمین ایک چیز جو اللہ اسکو کہولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگون سے اور چاہیے اللہ سے زیادہ ڈرنا پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی اسلیے کہ مسلمانون پر حرج نہ ہو اپنے لے پالکون کی جورون سے نکاح کرنے مین جب وہ تمام کرین اون سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا - مراد اس شخص سے زید بن حارثہ ہے جو لے پالک تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکی بی بی زینب تہین جو آپ کی پہوپہی کی بیٹی تہین جب زید سے انکی نہ بنی تو پہلے آپنے زید کو نصیحت کی پر دل مین آپ کے یہ خیال تہا کہ اگر زید انکو چھوڑ دے گا تو مین ان سے نکاح کر لون گا آپنے یہ خیال اپنے دل مین رکہا اسلیے کہ کافر اور منافق بدگوئی کرینگے کہ محمد اپنے بہو سے نکاح کرنے کے فکر مین ہین اللہ تعالے نے اس ارادے کو ظاہر کر دیا اور نکاح زینب کا آپ سے کر دیا اور کافرون کی طعن وتشنیع کو لغو کر دیا اور فرمایا کہ لے پالک در اصل بیٹا نہین ہے جو اوسکی جورو لے لینے والے پر حرام ہو - اس آیت مین چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے نصیحت کی اور الزام دیا کہ تو لوگون سے ڈرتا ہے حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرنا چاہیے اور آپکے دل کی بات کو جسکو آپ چھپانا چاہتے تہے فاش کر دیا پس اگر آپ کوئی آیت معاذ اللہ چھپاتے تو اسکو چھپاتے عن مسروق قال سالت عائشة هل

رَاٰی مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبَّہٗ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ لِمَا قُلْتَ
وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِقِصَّتِہٖ وَحَدِیْثُ دَاؤُدَ اَتَمُّ وَاَطْوَلُ **ترجمہ** مسروق سے روایت ہے میں نے
ام المؤمنین عائشہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ
میری روئین کہڑے ہوگئے (اس بات کے سننے سے) اور بیان کیا حدیث کو اسی طرح لیکن روایت
داؤد کی (جو اوپر گزری) بڑی اور پوری ہے **عَنْ** مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَۃَ فَاَیْنَ
قَوْلُہٗ تَعَالٰی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی قَالَتْ
اِنَّمَا ذَاکَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْتِیْہِ فِیْ صُوْرَۃِ الرِّجَالِ وَاِنَّہٗ اَتَاہُ فِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ہٰذِہِ الْمَرَّۃِ فِیْ صُوْرَتِہِ الَّتِیْ ہِیَ صُوْرَتُہٗ فَسَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ **ترجمہ** مسروق سے
روایت ہے میں نے حضرت عائشہ سے کہا (تم تو کہتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب
کو نہیں دیکھا پھر اللہ تعالی کا یہ قول کیسے ہے ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی
اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی انہوں نے کہا اس آیت سے تو جبرئیل مراد ہیں وہ ہمیشہ آپ کے پاس مردوں
کی صورت میں آتے تھے اور اس مرتبہ خاص اپنی اصلی صورت میں آئے تو سارا کنارہ آسمان
کا بھر گیا تھا **ف** اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہونگے کہ پھر نزدیک ہوا جبرئیل اور قریب
آگیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رہ گیا فاصلہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی نزدیک اور بعضوں نے
قوس سے ذراع مراد لیا ہے تو معنے یہ ہوگا رہ گیا فاصلہ دو ہاتھ کا یا اس سے بھی کم یعنے آپ
میں اور جبرئیل میں اتنا قرب ہوگیا بعد اسکے اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی
کی **عَنْ** اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہَلْ رَاَیْتَ
رَبَّکَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ **ترجمہ** ابوذر سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ
سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا آپ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اسکو کیسے دیکھتا
ف نووی نے کہا یعنے حجاب اسکا نور ہے اور معنے یہ ہے کہ نور کی وجہ سے میں اسکو
دیکھ نہ سکا کیونکہ جب نور بہت ہوتا ہے تو آنکھ چکاچوند ہوجاتی ہے اور کچھ دکھلائی نہیں دیتا
عرفا کے نزدیک اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالی جل شانہ نور ہے اور ظاہر ہے یعنے اسی کی وجہ
سے سب کی ہستی اور نمایش ہے جیسے قرآن میں ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اگر یہ نور نہ

ہو تو نری نیستی ہو اور کسی چیز کا وجود نہ ہو پھر جیسے نور کیوجہ سے اور چیزین دکھلا دیتی ہین اسیطرح اللہ جلشانہ کی اور مخلوقات کو ہم دیکھتے ہین پر اسکا دیکھنا دشوار ہے اس لیے کہ ہم مادے اور جسم کی کسافات سی بھری ہوئی ہین البتہ اللہ تعالے جب اپنے نیک بندون کو ان علائق جسمانی سے صاف کرکے اون کو نورانی کرے گا اوس وقت اپنا نور اون کو دکھاوے گا واللہ اعلم عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَوْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَاَلْتُهُ فَقَالَ عَنْ اَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْاَلُهُ قَالَ كُنْتُ اَسْاَلُهُ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ قَدْ سَاَلْتُهُ فَقَالَ رَاَيْتُ نُوْرًا ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے مین نے ابوذر سے کہا اگر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سی کچھ پوچھتا ابوذر نے کہا تو کیا پوچھتا عبداللہ نے کہا مین یہ پوچھتا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا یا نہین ابوذر نے کہا مین نے یہ پوچھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مین نے ایک نور دیکھا ف یعنے صرف ایک نور مجھے دکھلائی دیا اور کچھ مین نے نہین دیکھا قاضی عیاض نے کہا یہ بات محال ہے کہ اللہ کی ذات نور ہو کیونکہ نور ایک جسم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہے جسمیت سے یہی مذہب ہے تمام اماموں کا اور یہ جو اللہ نے فرمایا اللہ نور ہے آسمانون اور زمین کا اور حدیث مین نور کا اطلاق ذات الہی پر کیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نور کا خالق ہے اور صاحب ہے نور کا ہادی ہے تمام آسمان اور زمین کے لوگون کا یا نورانی کرنے والا ہے مومنون کے دلون کا مترجم کہتا ہے قاضی عیاض کی یہ تقریر مسلم نہین اور نہ سلف کی یہ چال ہے بلکہ اللہ تعالی حقیقۃً نور ہے اور نور کا لفظ متعدد نصوص مین اوسپر وارد ہے پھر اوسمین تاویل کرنے کی ضرورت نہین اب رہا جسم کا اطلاق تو وہ خدا پر نہ کیا جاوے گا کس لیے کہ شریعت مین یہ لفظ خدا کے واسطے نہین آیا اسی طرح پر جسم سے تنزیہ اس کی بھی کوئی اصل نہین عَنْ اَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ اَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ وَفِي رِوَايَةِ اَبِي بَكْرٍ النَّارُ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ

سَاَلْتُ

وفي نسخة كَشَفَهُ

أَبِي كُرَيْبٍ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَقُلْ حَدَّثَنَا ترجمہ ابوموسی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھڑے ہوکر پانچ باتین سنائین آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نہین سوتا اور سونا اوس کے لائق نہین (کیونکہ سونا الآت اور اعضا کے بدن کی تھکاوٹ سی ہوتا ہے اور خدا تعالے پاک ہے تھکن سی دوسرے یہ کہ سونا غفلت ہی اور وہ مثل موت کے ہے اور حق تعالی پاک ہے اس سے) جھکاتا ہے ترازو کو اور اونچا کرتا ہے اوسکو **ف** بندون کے اعمال اور ارزاق کے تولنے مین نووی نے کہا یہ تمثیل ہے خدا کی تقدیر کے ترازو سے تولنے کے ساتھہ سراج الوہاج مین ہے کہ یہ تمثیل نہین ہے بلکہ حقیقۃً خدا تعالی ایسا ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث مین اور تمثیل کے لائق پچھلے لوگ ہوئے ہین جنکی بات کا کچھ اعتبار نہین **ف** اوٹھایا جاتا ہے اوسکیطرف رات کا عمل دن کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے **ف** یعنی رات مین جو اوسکے بندے نیک کام کرتے ہین وہ دوسرا دن گذرنے سی پہلے فرشتے اوسکے پاس چڑھا لے جاتے ہین اسیطرح دن مین جو کام کرتے ہین وہ رات گذرنے سے پہلے شام ہے کو خدا کے پاس لے جاتے ہین - اس حدیث سی صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالے جہت فوق مین ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ سلف کا رضی اللہ عنہم **ف** اوسکا پردہ نور ہے **ف** نووی نے کہا پردہ لغت مین آڑ اور اوٹ کو کہتے ہین اور یہ شان ہے اون اجسام کی جو محدود ہین اور خدا تعالے پاک ہے جسمیت اور تحدید سے اس صورت مین پردے سے مراد روکنے والا ہے اوسکے دیدار سے یعنی نور اوس کے دیکھنے کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکھہ چکا چوند ہو جاتی ہے سراج الوہاج مین ہے کہ اس تاویل کی ضرورت نہین بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت مین آیا ہے اوس کو چلانا اوسی طرح جیسے آیا اور اوسکی کیفیت بیان نہ کرنا نہ اوس مین تاویل اور تعطیل اور تمثیل اور تشبیہ کرنا مترجم کہتا ہے کہ متاخرین جیسے نووی اور سیوطی اور ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پچھلے متکلمین کی تقلید کرکے اس قسم کی آیات اور احادیث مین اکثر ایسی تاویلات کی ہین جو سلف کے طریقے کے خلاف ہین اسی حدیث مین دیکھیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امر ہے شریعت سی ثابت نہین ہوا کہ خدا تعالے جسمیت سے پاک ہے پھر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے **ف** ابوبکر کی روایت مین ہے کہ پردہ اوسکا

آگے ہی اگر وہ کہول دیوے اوس پردے کو البتہ اوس منہ کی شعاعین جلا دین مخلوق کو جہانتک اوسکی نگاہ پہونچتی
ہے **ف** اوسکی نگاہ تو تمام مخلوق تک پہونچتی ہے پہر اگر وہ اپنا حجاب اٹہالے تو اوس کے روے
مبارک کے تجلے کے سامنے کچہ نہ ٹہرے اور سب جلکر خاک ہو جاوین نووی نے اس مقام پر پیچہا متکلمین
کی تقلید سے وجہ کی تاویل ذات سے کی ہے اور یہ غلط ہے حقتعالی کے لیے وجہ اور ید اور عین اور قدم
وغیرہ حقیقۃً ثابت ہین آیات اور احادیث سے اور سلف نے ان مین کسی قسم کی تاویل نہین کی نہ تحریف
بلکہ تاویل طریقہ ہے جہمیہ مبتدعہ اور معتزلہ کا خذلہم اللہ تعالی اور بعض علماے اہل سنت خدا اون پر رحم کرے
اس گمراہی مین پہنس گئے وہ بہی لگے تاویل کرنے اور سلف کے طریقہ کو بہول گئے اللہ تعالی اون کی
خطا معاف کرے **عن** الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خَلْقِهٖ
وَقَالَ حِجَابُهُ النُّوْرُ **ترجمہ** اعمش سے اسی طرح دوسری روایت ہے مگر اسمین پانچ باتون کے بدل
چار باتین ہین اور مخلوق کا ذکر نہین اور کہا کہ حجاب اسکا نور ہے **عن** اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعٍ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا بِاَرْبَعٍ فَقَالَ
يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَرْفَعُ الْقِسْطَ وَيَخْفِضُهٗ وَيُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ وَعَمَلُ اللَّيْلِ
بِالنَّهَارِ **ترجمہ** ابو موسی رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مین کہڑے ہو کر چار
باتین بیان کین یہ کہ اللہ تعالی نہین سوتا اور نہ اوس کے لائق ہے سونا اور اٹہاتا ہے ترازو کو اور جہکاتا
ہے۔ اور اٹہایا جاتا ہے اوسکی طرف دن کا عمل رات کو اور رات کا عمل دنکو **باب** اِثْبَاتِ
رُؤْيَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ لِرَبِّهِمْ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اللہ تعالی کا دیدار مومنون کو آخرت وَبَيْنَهُمْ
مین ہوگا اسکا ثبوت **عن** عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ
اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ
الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ **ترجمہ** عبد اللہ بن قیس سے روایت ہے رسول اللہ صلی الْكِبْرِ
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتین چاندی کی ہونگی اوسکے برتن اور سب چیزین چاندی کی ہون گی
اور دو جنتین سونے کی ہون گی اوس کے برتن اور سب چیزین سونیکی ہون گی اور لوگون کو اپنے پروردگار

کے دیکھنے مین کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن مین سوا ایک بزرگی کی چادر کے جو خدا کے مونہہ پر ہوگی

ف پہر جب خدا تعالی اوس چادر کو اپنے مونہہ سے اوٹہا دے گا تو سب مومن اوسکی روی مبارک کو دیکھین گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہین نہ اسکا بیان ہو سکتا ہے نووی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالی کا دیکھنا ممکن ہے محال نہین ہے اور انہون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت مین مؤمنین اوسکو دیکھین گے اور کافر اس نعمت سے محروم رہین گے اور معتزلہ اور خوارج اور بعض مرجیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے مخلوق مین سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطا ہے صریح اور جہل قبیح ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف امت سے یہ امر ثابت ہے کہ آخرت مین مومنون کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب بیس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتین اسمین مشہور ہین اور بدعتیون نے جو اوپر اعتراض کیے ہین وہ بہی اہلسنت کی کلام کی کتابون مین ان کے جواب سمیت مذکور ہین اور ہمکو ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہان معلوم نہین ہوتی لیکن دنیا مین اللہ تعالی کا دیکھنا تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جمہور سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا مین واقع نہوگا اور امام ابو القاسم قشیری نے ابو بکر بن فورک سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ مین امام ابو الحسن اشعری کے دو قول ہین ایک تو یہ کہ دنیا مین خدا کا دیدار واقع ہوا دوسرے یہ کہ اوسکا وقوع نہین ہوا پہر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہے جسکو اللہ تعالے اپنی مخلوق مین مین پیدا کر دیگا اور اوس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہین اور ہمارے دیکھنے مین یہ باتین اتفاقاً پائی جاتی ہین نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط ہین اور متکلمین نے اوس کے کہلے دلائل خوب بیان کیے ہین اور اللہ تعالے کے دیدار سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالے ایک جہت مین ہو بلکہ مومنین اوسکو دیکھین گے بغیر جہت کے جیسا اوسکو جانتے ہین بے جہت انتہی مولانا ابو الطیب سلمہ اللہ تعالے نے سراج الوہاج مین لکہا ہے کہ بدعتیون نے جو کچھ شبہ خدا کی رویت مین کیے ہین ان کے سب کے جوابات دونون اماموں کی تصانیف مین موجود ہین (یعنے امام حافظ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف مین) اور ہم نے بہی

اون کو اپنی بعض کتابون مین بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالی کا دیدار دنیا مین تو وہ ممکن ہے پر واقع نہین ہوا لیکن یعنی بیداری مین البتہ خواب مین واقع ہوا ہے جیسے ہم نے ریاض المرتاض اور تقصار مین ایک جماعت علماء اور ائمہ سے نقل کیا ہے یا اللہ تو ہمکو بھی مشرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو نووی نے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر جہت کے ہوگا جیسے اسکا علم بے جہت کے ہے یہ متکلمین کا طریق ہے اور اہل حق کا یہ مسلک نہین ان کے نزدیک تو اس قسم کے نصوص کو ظاہر معنے پر رکھنا چاہیے بغیر تاویل اور تعطیل کے اور حدیث صحیح مین یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہے آپ نے پوچھا یہ لونڈی سے اور ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کیطرف اسی طرح اس باب مین بہت آیات اور احادیث ہین جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی العرش اور آسمان مین ہونا پایا جاتا ہے پھر یہ قول نووی کا ان سے کیا مناسبت رکھتا ہے اللہ تعالی رحم کرے اوس آدمی پر جو انصاف کرے اور تاویل اور تکلف کر دے پہینکے نہو متشرع مجسم کہتا ہے کہ خدا تعالے کو بے جہت خیال کرنا یہ جہمیہ اور مبتدعہ اور معتزلہ کا تخیل ہے ورنہ سلف علماء اور اہل حدیث سب خدا کو جہت فوق مین جانتے رہے اور حنابلہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدا تعالے ایک جہت مین ہوا تو اسکی رویت بھی ایک جہت مین ہو سکتی ہے اور متکلمین نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ درحقیقت نفی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور منکرین رویت کے عقیدے مین غور کرنے سے کچھ فرق نہین نکلتا کیونکہ منکرین رویت نے اوسی رویت کی نفی کی ہے جو ظاہر متعارف ہے یعنی ایک چیز کا ایک چیز کے سامنے ہونا ایک مکان مین ہونا رائی اور مرئی مین ایکطرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت مین ہونا رائی سے نہ اس رویت کی جسکو متکلمین نے اختراع کیا ہے اور ان متکلمین نے بہت سے مسائل مین اسی قسم کی تاویلات کی ہین جو درحقیقت انکار ہین نصوص کے خدا اون لوگون کی خطا معاف کرے اور ہم نے ان مین سے مسئلہ استوا کو بہت تفصیل سے اپنی کتاب انتہای الاستوا مین بیان کیا ہے عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا عَزَّ وَجَلَّ
أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ أَلَمْ تُنَجِّنَا
فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ صہیب سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت مین جاچکین گے اسوقت
اللہ تعالی فرماوے گا تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو وہ کہین گے تو نے مونہہ ہمارے سفید کیے ہمکو جنت
دی جہنم سے بچایا (اب اور کیا چاہیے) پھر پردہ اوٹھہ جاویگا اوس وقت جنتیون کو کوئی چیز اس سے
بھلی معلوم نہ ہوگی یعنے اپنے پروردگار کیطرف دیکھنے سے **عن** حمّاد بن سلمۃ بھذا
الاسناد وزاد ثمّ تلا ھذہ الاٰیۃ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ **ترجمہ** حماد بن
سلمہ نے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہی اتنا زیادہ ہی کہ پھر آپنے یہ آیت پڑھی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی
وَزِیَادَۃٌ یعنے نیکون کیواسطے نیکی ہے اور زیادہ زیادہ سے مراد دیدار الٰہی ہے جو سب نعمتون سے
بڑھ کر لذت دیگا **عن** ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ اخبرہ انّ ناسًا قالوا لرسول اللہ صلّی
اللہ علیہ وسلّم یا رسول اللہ ھل نری ربّنا یوم القیٰمۃ فقال رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلّم ھل تضارّون فی القمر لیلۃ البدر قالوا لا یا رسول اللہ قال ھل تضارّون
فی الشمس لیس دونھا سحاب قالوا لا قال فانّکم ترونہ کذلک یجمع اللہ النّاس
یوم القیٰمۃ فیقول من کان یعبد شیئًا فلیتّبعہ فیتّبع من کان یعبد الشمس الشمس ن فلیتبعہ
ویتّبع من کان یعبد القمر القمر ویتّبع من کان یعبد الطواغیت الطواغیت
وتبقی ھذہ الامّۃ فیھا منافقوھا فیاتیھم اللہ تبارک وتعالی فی صورۃ
غیر صورتہ التی یعرفون فیقول انا ربّکم فیقولون نعوذ باللہ منک ھذا
مکاننا حتّی یاتینا ربّنا فاذا جاء ربّنا عرفناہ فیاتیھم اللہ فی صورتہ التی
یعرفون فیقول انا ربّکم فیقولون انت ربّنا فیتّبعونہ ویضرب الصراط بین
ظھرانی جھنّم فاکون انا وامّتی اوّل من یجیز ولا یتکلّم یومئذ الّا الرسل ن ظھرے
ودعوی الرسل یومئذ اللّٰھمّ سلّم سلّم وفی جھنّم کلالیب مثل شوک السعدان
ھل رایتم السعدان قالوا نعم یا رسول اللہ قال فانّھا مثل شوک السعدان
غیر انّہ لا یعلم ما قدر عظمھا الّا اللہ تخطف النّاس باعمالھم فمنھم المؤمن
بقی بعملہ ومنھم المجازی حتّی ینجّی حتّی اذا فرغ اللہ عزّوجلّ من القضاء بین ن الموثق بعملہ ن الموبق بقی بعملہ
العباد واراد ان یخرج برحمتہ من اراد من اھل النّار امر الملٰئکۃ ان یخرجوا

مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ
يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ يَعْرِفُونَهُمْ بِأَثَرِ السُّجُودِ تَأْكُلُ النَّارُ مِنِ ابْنِ
آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ
قَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُونَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ
السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقَى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ
آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ
قَشَبَنِي رِيحُهَا وَأَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَدْعُوَهُ ثُمَّ يَقُولُ
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا أَسْأَلُكَ تعالى
غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ
النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَآهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ
قَدِّمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ لَا تَسْأَلُنِي
غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللّٰهَ
حَتَّى يَقُولَ لَهُ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ
فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عُهُودٍ وَمَوَاثِيقَ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى
بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ وَالسُّرُورِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ
أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الست
عُهُودَكَ وَمَوَاثِيقَكَ لَا تَسْأَلُ غَيْرَ مَا أُعْطِيتَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُولُ
أَيْ رَبِّ لَا أَكُونَنَّ أَشْقَى خَلْقِكَ قَالَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَضْحَكَ لا اكون
اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ عز وجل
اللّٰهُ لَهُ تَمَنَّهْ فَيَسْأَلُ رَبَّهُ وَيَتَمَنَّى حَتَّى إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُذَكِّرُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا
حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ
يَزِيدَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ
ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ

اشهد انی حفظت من رسول الله صلی الله علیه وسلم قوله ذلک وعشرة امثاله قال ابو هریرة وذلک الرجل آخر اهل الجنة دخولا الجنة ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کچھ لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتے ہو چودہوین رات کے چاند دیکھنے مین (یعنے ازدحام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے چودہوین رات کے چاند دیکھنے مین لوگون نے کہا نہین یا رسول اللہ آپنے فرمایا بھلا تمکو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہونچاتے ہو سورج کے دیکھنے مین جسوقت کہ بادل نہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہین آپنے فرمایا پھر اسیطرح (یعنے بغیر تکلیف اور مشقت اور زحمت اور ازدحام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے ف یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھہ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کسیبات مین خالق کی مثل نہین ہوسکتا فرمایا اللہ تعالے نے لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر اوسکے جوڑ کی کوئی چیز نہین اور وہ سنتا ہے دیکھتا اور مقصود یہی ہے کہ خدا کے دیدار مین اسطرحکا ہجوم معلوم نہوگا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہونچاوینگے بلکہ ہر ایک اپنی جگہہ پر کمال فراغت اور راحت کے ساتھہ خدا کو دیکھیگا جیسے دنیا مین چودہوین رات کے چاند دیکھنے مین یا سورج کے دیکھنے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی ف حقتعالی لوگون کو قیامت کے دن جمع کریگا تو فرما دیگا جو کوئی جسکو پوجتا تھا اوسکے ساتھہ ہو جاوے پھر جو شخص آفتاب کو پوجتا تھا وہ سورج کے ساتھہ ہوگا اور جو چاند کو پوجتا تھا وہ چاند کے ساتھہ اور جو طاغوت کو پوجتا تھا وہ طاغوت کے ساتھہ ف طاغوت کہتے ہین اوس چیز کو جسکا پوجا کیا جاوے سوا خدا کے یہی قول ہے لیث اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جمہور اہل لغت کا اور ابن عباس اور مقاتل اور کلبی وغیرہم نے کہا کہ طاغوت شیطان کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا بت کو (نووی) سراج الوہاج مین ہے کہ پہلا معنے اچھا ہے اور وہ شامل ہے اولیا اور انبیا کی قبر پوجنے والون کو اور درویشون اور عالمون کی تقلید کرنے والون کو (جو اون کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکھین) اور تمام مشرکین اور مبتدعین کو ف اور یہ امت محمدی باقی رہ جاویگی اوسمین منافق لوگ بھی ہونگے ف منافق مومنین مین شریک رہین گے اس لیے کہ دنیا مین بھی بظاہر مومنون مین شریک تھے اور اونکے

تیئن ایمان کے قالب مین چہپائے ہوئے تہے تو وہان بہی مومنون کے ساتہہ ملے رہین گے اور ان کے ساتہہ چلین گے اونکی روشنی سے فائدہ اٹہائین گے یہانتک کہ ان کے اور مومنون کے بیچ مین ایک دک ہوجاوے گا اوس کے اندر رحمت ہوگی اور سامنے سے عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہوجاوینگے اور مومنون کی روشنی اون سے جاتی رہے گی اور بعضون نے کہا یہ لوگ حوض پر ہانک دیے جاوین گے اور ان سے کہا جاویگا دور ہو دور ہو (نووی) ف پہر اللہ تعالی ان کے پاس آویگا ایسی صورت مین جسکو وہ نہ پہچانین گے اور کہیگا مین تمہارا پروردگار ہون وہ کہین گے اللہ کی پناہ مانگتے ہین ہم تجہ سے اور ہم اسی جگہہ ٹہرے ہین یہانتک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آوے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اوسکو پہچان لین گے پہر اللہ تعم ان کے پاس آویگا اوس صورت مین جسکو وہ پہچانتے ہونگے اور کہیگا مین تمہارا رب ہون وہ کہین گے تو ہمارا رب ہے پہر اوسکے ساتہہ ہوجاوینگے ف یہ معرفت حق سبحانہ وتعالی کی یا تو اس طرح سے ہوگی کہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سے ہر مومن کے دل مین اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دیگا کہ وہ پہلی صورت کو خدا کی صورت سے مغایر اور مباین سمجہین گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا تعالی نے اپنے لیے بیان کین ہین کہ وہ کسی کی مثل نہین اوسکی جوڑ کا کوئی نہین وہ پاک ہے ہر عیب سے پہر جب پہلی صورت نمود ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اوسکو خدا نہ کہین گے جب خدا اپنی اصلی صورت مین ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اوسکو پہچان کر اپنا خدا مانین گے اور اس کے ساتہہ ہونگے - اس حدیث مین خدا کے لیے کئی باتین ثابت کی ہین ایک تو صورت دوسرے آنا تیسرے ہنسنا چوتہی باتین کرنا اور علمائے اہلسنت کو اس قسم کی آیتون اور حدیثون مین دو مذہب ہین ایک حق ہے اور ایک خطا حق وہ ہے جو اکثر سلف کا قول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے معنون مین زیادہ گفتگو نہ کرنا چاہیے بلکہ انپر ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر معنی کو قبول کرنا چاہیے اور جسطرح یہ آیتین اور حدیثین آئی ہین اوسی طرح انکو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکہنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجہنا چاہیے کہ خدا کی مثل کوئی شے نہین ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت متکلمین کا بہی جو محققین ہین اور اس مین سلامتی ہے ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتی رہی تمام امت کے سلف اور امام اور اس باب مین بڑی عمدہ کتاب کتاب الجوائز والصلات ہے سید ابوالطیب قنوجی کی شیخ محمد بن محسن عطاس نے کتاب تنزیہ الذات والصفات مین خدا کے آنے کی بحث مین لکہا ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وہ منتظر ہین خدا کے آنے کی ابر کے سائے مین اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آوے تیرا رب اور صفات کے باب مین ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون پر اور اون کے وجود کو سمجھتے ہین اور کسیقدر انکو جانتے ہین پر نہ اونکی کیفیت بیان کرتے ہین نہ مثال نہ مشابہت دیتے ہین نہ اون کو بیکار کرتے ہین اور سلف کیطرح یون کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی مراد کے موافق اور اسکی مثل کوئی چیز نہین پہر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسے استوا اور علو اور وجہ اور ید اور یمین اور کف اور اصبع اور شمال اور قدم اور رجل اور نزول اور قول اور کلام اور رویت اور کشف ساق اور فوق اور نفس اور عین اور حقو کا اور دلیل لائے اونپر آیات اور احادیث سے اور قوی کیا سلف کے مذہب کو اور رد کیا اوس تاویل کو جو متکلمین نے کی ہے اور جسپر پچھلے لوگ چلے ہین ۔ آور خطا وہ ہے جو اکثر متکلمین کا مذہب ہے یعنی انکی تاویل کرنا چاہیے ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث مین کہتے ہین کہ آنے سے مراد یہ ہے کہ مومنین اسکو دیکھین گے اور یہ آنے کے معنی مجازی ہین یا اوس سے فرشتون کا آنا مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل یہ ہے کہ یہ مومنین کا اخیر امتحان ہوگا پہر جب وہ ان سے کہے گا مین تمہارا رب ہون تو یہ انکار کرینگے اور اس سے پناہ مانگین گے پہر اللہ جل جلالہ اپنی اس صورت پر تجلی کرے گا جس طرح سے مومنین اسکو جانتے ہین اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہین اور مومنین نے اگرچہ پیشتر خدا کو نہین دیکھا ہوگا پر اسکی صفات سے اوسکو پہچان لین گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہین گے تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید پناہ مانگنا خاص منافقون کا فعل ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا نووی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص نہین ہوگا آور اسکے ساتھ ہوجانے سے یہ غرض ہے کہ اسکے حکم کی پیروی کرین گے اور جنت مین جاوینگے یا اس کے فرشتون کے ساتھ ہوکر جنت مین جاوین گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت نہین ہے (سراج الوہاج) **ف** اور دوزخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا **ف** جسکو لوگ پل صراط کہتے ہین اور اہل حق نے اوسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اوسپر اجماع کیا ہے اور وہ ایک پل ہوگا جہنم کی پشت پر سب لوگون کو اوس کے اوپر سے گذرنا ہوگا تو مومن اپنے اپنے درجے کے موافق اوسپر سے گذرین گے اور کافر اوسپر سے گرکر جہنم مین چلے جاوین گے اللہ تعالی ہمکو بچاوے اور ہمارے اصحاب سلف سے منقول ہے کہ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا جیسے ابو سعید خدری سے روایت ہے **ف** تو مین اور میری امت سب سے پہلے پار ہونگے اور سوا پیغمبرون کے اور کوئی اسدن بات نکر سکیگا **ف** یعنی پل سے گزرتے

وقت بوجہ ہول اور خوف کے لیکن قیامت کے دن اور وقت تو لوگ باتین کرینگے اور ایک دوسرے سے
جھگڑین گے اور ایک دوسرے کو ملامت کرین گے اور مرید اپنی مرشدون سے لڑین گے (نووی) ف
اور پیغمبرون کا بول اسوقت یہ ہوگا یا اللہ بچائیو یا اللہ بچائیو (یہ شفقت کی راہ سے کہین گے اور خلق پر) اور دوزخ مین
آنکڑے ہین (لوہے کی جنکا سر ٹیڑھا ہوتا ہے اور تنور مین گوشت جب ڈالتے ہین تو ان کڑون مین لگا کر ڈالتے
ہین) جیسے سعدان کے کانٹے (سعدان ایک جھاڑ ہے کانٹون دار) حضرت نے فرمایا صحابہ سے تم نے سعدان کو
دیکھا ہے اونہون نے کہا ہان دیکھا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پس وہ آنکڑے سعدان کے کانٹون کی وضع پر
ہونگے (یعنی سر خم) پر یہ کوئی نہین جانتا سوا اللہ کے کہ وہ آنکڑے کتنے بڑے بڑے ہونگے وہ لوگون کو
دوزخ مین دہر گھسیٹین گے (یعنی فرشتے ان آنکڑون سے گھسیٹ لین گے دوزخیون کو) اون کے بد عملون
کی وجہ سے اب بعضے اون مین مومن ہونگے جو بچ جاوین گے اپنے عمل کے سبب سے ف حدیث مین ہے فَمِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ اوسکا ترجمہ یہی ہے جو بیان ہوا اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُوثَقُ يَعْنِي بِعَمَلِهِ یعنی بعض اُن
مین کا جکڑا جاویگا اپنے عمل کی وجہ سے اور بعض نسخون مین یون ہے الْمُوبَقُ يَعْنِي بِعَمَلِهِ یعنی بعض ان مین کا
تو ہلاک ہو جاویگا اپنے عمل سے اور بعض نسخون مین یون ہے فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ یعنے بعض ان مین سے
مومن ہونگے جو باقی رہ جاوین گے (دہر گھسیٹنے سے) اپنے عمل کی وجہ سے نووی نے کہا ہمارے شہر مین اکثر
نسخون مین ایسا ہی ہے ف اور بعضے ان مین سے بدلہ دیے جاوین گے اپنے عمل کا ف یہ ترجمہ
ہے مجازی کا جیسا حدیث مین گزرا اور بعض نسخون مین مخردل ہے یعنی کاٹا جاویگا اسکا گوشت یا گرایا جاوے گا
اور بعض نسخون مین مجردل ہے یعنے قریب ہلاکت کے ف یہانتک کہ جب اللہ تعالی بندون کے فیصلے
سے فراغت کریگا اور چاہے گا کہ نکالے دوزخ والون مین سے اپنی رحمت سے جسکو کہ چاہے تو فرشتون کو حکم کرے
گا نکالین دوزخ سے اوسکو جس نے خدا کے ساتھہ کسی چیز کو شریک نکیا ہو جسپر خدا نے رحمت کرنا چاہا ہو جو
کہ لا اله الا الله کہتا ہو تو فرشتے ایسے لوگون کو دوزخ مین پہچان لیوین گے اونکو پہچانین گے سجدہ کی نشانی
سے آگ آدمی کو جلا ڈالے گی مگر سجدے کے نشان کو خدا تعالی نے اسکا جلانا آگ پر حرام کیا ہے ف
نووی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جہنم کی آگ سَبْعَہ سات اعضا کو نہ جلاوے گی جنکو لگا کر
آدمی سجدہ کرتا ہے یعنی مونہہ اور دونون ہاتھہ اور دونون گھٹنے اور دونون پانون ایسا ہی کہا
ہے بعض علما نے اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ سجدے کے

نشان سی صرف پیشانی مراد ہے لیکن اوّل قول مختار ہو اب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے آگے خود روایت کی ہے کہ بعض لوگ جہنم سے نکلین گے بالکل جلے ہوئے سوا منہ کے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب اعضا سجدے کے سالم ہون گے بنظر عموم اس حدیث کے اور وہ حدیث خاص ہے اونہی لوگون سے انتہا **ف** پھر وہ دوزخ سے نکالے جاوین گے جلے بھنے جب اونپر آب حیات چہڑکا جاوے گا وے تازے ہوکر ایسے جم اٹھین گے جیسے دانہ کیچڑے کے بہاؤ مین جم اوٹھتا ہے (یعنی جہان پر کوڑا کیچڑ مٹی بہاکر لاتا ہے وہان دانہ خوب اوگتا ہے اور جلد شاداب اور سرسبز ہوجاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی بھی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہوجاوین گے اور جلن بھلس کے نشان بالکل جاتے رہین گے) بعد اوس کے اللہ تعالی بندون کے فیصلے سے فراغت کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا مونہہ دوزخ کیطرف ہوگا اور یہ بہشت والون مین سب سے پیچھے بہشت مین جاوے گا وہ کہیگا اے رب میرا مونہہ جہنم کیطرف سے پھیر دے اوس کی بو نے مجھے مار ڈالا اور اوسکی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالی کو منظور ہوگا بعد اوس کے اللہ تعہ فرماوے گا اگر مین یہ تیرا سوال پورا کرون تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہین میں پھر کچھ نہین سوال کرون گا اور جیسے خدا کو منظور ہین وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالی اوس کا مونہہ دوزخ کیطرف سے پھیر دیگا (جنت کیطرف) جب جنت کیطرف اوسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا جبتک خدا کو منظور ہوگا پھر کہیگا ای رب مجھے جنت کے دروازے تک پہونچا دے اللہ تعہ فرماویگا تو کیا کیا قول اور قرار کرچکا تہا کہ مین پھر دوسرا سوال نہ کرون گا برا ہو تیرا اے آدمی کیسا دغاباز ہے وہ کہے گا اے رب اور دعا کرے گا یہانتک کہ پروردگار فرماوے گا اچھا اگر مین تیرا یہ سوال پورا کردون تو پھر تو اور کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہین قسم تیری عزت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور ہوگا آخر اللہ تعالی اوسکو جنت کے دروازے تک پہونچا دیگا جب وہان کہڑا ہوگا تو ساری بہشت اسکو دکہلائی دیگی اور جو کچھ اوس مین نعمت یا خوشی اور فرحت ہے وہ سب پھر ایک مدت تک جبتک خدا کو منظور ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اوسکے عرض کرے گا ای رب مجھے جنت کے اندر لیجا اللہ تعہ فرماویگا تو نے کیا قرار کیا تہا تو بولا تہا کہ اب مین کچھ سوال نہ کرونگا برا ہو تیرا اے آدم کے بیٹے کیسا مکار ہے وہ عرض کریگا ای میرے رب تیری مخلوق مین بدنصیب نہین ہونگا اور دعا کرتا رہیگا یہان تک کہ اللہ جل شانہ ہنس دیگا اور جب ہنسا اوسکے

کر ہنسی آجاویگی تو فرماوے گا اچھا جا جنت مین **ف** نووی نے کہا خدا کے ہنسنے سے اوسکا راضی ہونا مقصود ہے اور اپنی نعمت کا ظاہر کرنا اور یہ تاویل غلط ہے اور نووی نے پچھلے متکلمین کی تقلید سے اسکو لکھہ دیا ہے اصل یہ ہے کہ جیسے سمع اور بصر اور کلام وغیرہ اللہ سبحانہ کی صفات ہین اور وہ محمول ہین اپنے حقیقی معنون پر اسیطرح ضحک یعنی ہنسنا بھی اوسکی ایک صفت ہی اور جیسے خدا کا سننا اور دیکھنا اور بات کرنا مخلوق کے دیکھنے اور سننے اور بات کرنی کیطرح نہین ہے ویسے ہی اوسکا ہنسنا بھی مخلوق کے ہنسنے کی طرح نہین ہے اور وہ پاک ہی اپنی ذات اور صفات مین مخلوق کی مشابہت سے یہی اعتقاد ہے صحابہ اور تابعین اور سلف ائمہ او علما کا جیسا کئی بار اوپر گذر چکا **ف** جب وہ جنت کے اندر جاویگا تو خداے تعالے اوس سے فرماوے گا اب تو کوئی آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور مانگیگا یہانتک کہ اللہ تعالی خود اوسکو یاد دلاوے گا فلانی چیز مانگ فلانی چیز مانگ جب اوسکی سب آرزوئین ختم ہو جاوینگی تو حق تعالے فرماویگا ہم نے یہ سب تجھے دین اور ان کے ساتھہ اوتنی ہی اور دین (یعنے تیری خواہشون سے دو چند) سبحان اللہ کیا کرم اور رحمت ہی اللہ تعالی کی اپنی بندون پر اور جو وہ کرم نہ کرے تو اور کون کرے وہی مالک ہی وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی پالنے والا ہے) عطا بن یزید نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہی کہ ابو سعید خدری بھی اس حدیث کی روایت کرنے مین ابو ہریرہ کے موافق تھے کہین خلاف نہ تھے پر جب ابو ہریرہ نے کہا کہ اللہ تعالی اوس سے فرماویگا ہمنے یہ سب تجھے دین اور اتنی ہی اور دین تو ابو سعید نے کہا دس حصے زیادہ دین ابو ہریرہ نے کہا مجھے تو یہی یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دین اور اوتنی ہی اور دین ابو سعید نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون فرمایا ہم نے یہ سب تجھے دین اور دس حصے زیادہ دین۔ ابو ہریرہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جو سب سے اخیر جنت مین جاویگا (تو اور جنتیون کو معلوم نہین کیا کیا نعمتین ملین گی) **عَنْ** اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ سَاقَ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اِبْرٰھِیْمَ بْنِ سَعْدٍ **ترجمہ** ابو ہریرہ سے روایت ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھین گے۔ قیامت کے دن اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے اوپر گذری **عَنْ** ھَمَّامِ بْنِ مُنَبِّہٍ قَالَ ھٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم فَذَکَرَ اَحَادِیْثَ مِنْھَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَ یَتَمَنّٰی

بمثل معنا

فَيَقُولُ لَهُ هَلْ تَمَنَّيْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثیں ہیں جو بیان کیں ہم سے ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بیان کیا کئی حدیثوں کو ان میں سے ایک یہ بھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے کم درجہ کا جنتی تم میں سے جو ہوگا اس سے کہا جاوے گا آرزو کر وہ آرزو کرے گا اور آرزو کرے گا پھر اس سے کہا جاویگا تو آرزو کر چکا وہ کہے گا ہاں پھر اللہ تعالیٰ اوس سے فرمادیگا تجھے یہ سب آرزوئیں دیں اور اتنی ہی اور

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ نَاسًا فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم نَعَمْ وَقَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتَّبِعْ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ وَغُبَّرُ اَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ اِلَيْهِمْ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ اِلَى النَّارِ كَاَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ عَطِشْنَا يَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ اِلَيْهِمْ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ كَاَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا قَالَ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا حَتّٰى اِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَكَادُ اَنْ يَنْقَلِبَ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ اٰيَةٌ تَعْرِفُوْنَهُ بِهَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ

يسجد لله عز وجل من تلقاء نفسه الا اذن الله تعالى له بالسجود ولا يبقى من كان يسجد اتقاء
ورياء الا جعل الله ظهره طبقة واحدة كلما اراد ان يسجد خر على قفاه ثم
يرفعون رؤسهم وقد تحول في صورته التي راوه فيها اول مرة فقال انا ربكم — الصورة
فيقولون انت ربنا ثم يضرب الجسر على جهنم وتحل الشفاعة ويقولون اللهم
سلم سلم قيل يا رسول الله ما الجسر قال دحض مزلة فيه خطاطيف وكلاليب وحسكة — حسك
تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق
وكالريح وكالطير وكاجاويد الخيل والركاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومكدوس — مكدوش
في نار جهنم حتى اذا خلص المؤمنون من النار فوالذي نفسي بيده ما من احد منكم
باشد مناشدة لله في استقصاء الحق من المؤمنين لله عز وجل يوم القيمة لاخوانهم — استيفاء
الذين في النار يقولون ربنا كانوا يصومون معنا ويصلون ويحجون فيقال
لهم اخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم على النار فيخرجون خلقا كثيرا قد اخذت
النار الى نصف ساقيه والى ركبتيه ثم يقولون ربنا ما بقي فيها احد ممن امرتنا به
فيقول جل وعز ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال دينار من خير فاخرجوه فيخرجون
خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها احدا ممن امرتنا به ثم يقول ارجعوا
فمن وجدتم في قلبه مثقال نصف دينار من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم
يقولون ربنا لم نذر فيها ممن امرتنا احدا ثم يقول ارجعوا فمن وجدتم في قلبه مثقال ذرة
من خير فاخرجوه فيخرجون خلقا كثيرا ثم يقولون ربنا لم نذر فيها خيرا وكان ابو سعيد
الخدري يقول ان لم تصدقوني بهذا الحديث فاقرؤا ان شئتم ان الله لا يظلم مثقال ذرة
وان تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه اجرا عظيما فيقول الله عز وجل شفعت الملئكة — تعالى
وشفع النبيون وشفع المؤمنون ولم يبق الا ارحم الراحمين فيقبض قبضة من النار فيخرج منها
قوما لم يعملوا خيرا قط قد عادوا حمما فيلقيهم في نهر في افواه الجنة يقال له نهر الحياة
فيخرجون كما تخرج الحبة في حميل السيل الا ترونها تكون الى الحجر او الى الشجر ما
يكون الى الشمس اصيفر واخيضر وما يكون منها الى الظل يكون ابيض فقالوا يا رسول الله كانك

كُنْتَ تَرْعٰى بِالْبَادِيَةِ قَالَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ يَعْرِفُهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاۤءِ عُتَقَاۤءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ثُمَّ يَقُوْلُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَمَا رَاَيْتُمُوْهُ فَهُوَ لَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبَّنَا اَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا فَيَقُوْلُ رِضَايَ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا **ترجمہ** ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کچھ لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہا یا رسول اللہ کیا ہم دیکھین گے اپنے پروردگار کو قیامت کے دن آپ نے فرمایا ہان دیکھوگے تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے سورج کے دیکھنے مین دوپہر کے وقت جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو تمکو کچھ تکلیف ہوتی ہے چاند کے دیکھنے مین چودھوین رات کو جب کھلا ہوا ہو اور ابر نہو انہون نے فرمایا بس تمکو اتنی ہی تکلیف ہوگی اللہ تعالی کے دیکھنے مین قیامت کے دن جتنی چاند یا سورج کے دیکھنے مین ہوتی ہے **ف** یعنی بالکل تکلیف نہوگی کیونکہ آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے مین کسی طرح کی تکلیف ہجوم اور ازدحام کی نہین ہوتی اور یہ کلام بطریق مبالغہ کے ہے یعنی اگر بہ فرض محال کچھ تکلیف ہو تو اتنی ہی ہوگی۔ بعض علما نے کہا کہ یہ رویت مغایر ہے اوس رویت کی جو خاص مومنین کو جنت مین ہوگی اور یہ رویت امتحان اور تمیز کے لیے ہوگی درمیان مومنین اور مشرکین کے (طیبی) **ف** جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنیوالا پکارے گا ہر ایک گروہ ساتھ ہو جاوے اپنے اپنے معبود کے پھر جتنے لوگ سوا خدا کے اور کسی کو پوجتے تھے جیسے بتون کو اور تھانون کو اونمین سے کوئی نہ بچیگا سب کے سب آگ مین گر پڑین گے اور باقی رہ جاوینگے وہی لوگ جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہون یا بد مسلمانون مین سے اور کچھ اہل کتاب مین سے پھر یہودی بلائے جاوینگے اور ان سے کہا جاویگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہین گے ہم پوجتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو جو اللہ کے بیٹے ہین انکو جواب ملیگا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ نے نہ کوئی بی بی کی نہ اسکا بیٹا ہوا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے ای رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہمکو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ پیو پھر وہ ہانکے جاوینگے جہنم کیطرف انکو ایسا معلوم ہوگا جیسے سراب **ف** سراب کہتے ہین اوس ریتی کی زمین کو جو دور سے دوپہر کے وقت گرمی مین پانی کیطرح دکھلائی دیتی ہے جب پاس جاؤ تو پانی وانی کچھ نہین ہوتا اور پیاسا تھک کے رہ جاتا ہے ایسا ہی حال ان جہنمیون کا ہوگا کہ پیاس کی شدت مین جہنم کو جو سراب کیطرح معلوم ہوگا پانی سمجھ کر اوسمین گھس جاوینگے خدا کی پناہ **ف** اور وہ ایسے شعلے مار رہا ہوگا گویا ایک کو ایک کھا رہا ہے وہ سب گر پڑین گے آگ مین بعد اوس کے نصاری بلائے جاوینگے اور ان سے سوال ہوگا تم کس کو پوجتے تھے وہ کہین گے ہم پوجتے تھے حضرت مسیح کو جو اللہ کے بیٹے ہین اون کو جواب ملیگا تم جھوٹے تھے اللہ جل جلالہ کی نہ کوئی جورو ہے نہ اوسکا کوئی بیٹا ہے **ف** پہر جو

اور نصاری کا اصلی دین عمدہ اور سچا تہا اور خدا کیطرف سے آیا تہا جیسے اسلام کا دین پر اون دونون مذہبوان
کے عالمون اور پیشواؤن نے اپنی نادانی اور بےعقلی سے ایسی باتین دین مین شریک کر لین جو سراسر عقل کے
خلاف ہین اور انہون نے یہ سمجہا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبرون کو خدا کا بیٹا بنا دین گے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے
بڑا سمجہکر ہمارے دین مین شریک ہونگے اور قیامت تک دین اور پیغمبرون کے آنے سے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر ان
لوگون مین ذرا بہی عقل ہوتی اور کچہ بہی سمجہ رکہتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتون کو دین مین شریک
کر کر اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو اسی بیوقوفی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا مین انکی تعداد نہایت
ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور حشمت خاک مین مل گئی اور نصاری کی بہی فروغ کو عربون نے اسلام کے زور سے
مٹا دیا اب اس زمانے مین گو نصاری دنیاوی علوم و فنون کی وجہ سے مسلمانون پر غالب ہو گئے ہین اور بظاہر
بہت کچہ ٹہاٹہ رکہتے ہین پر اون کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر ہرگز غلبہ نہین ہے بلکہ
یہ زمانہ ایسا ہے جسمین علوم عقلیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجہتے جاتے ہین کہ نصاری کا یہ بے
دلیل دعوی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تہے کتنی وقعت رکہتا ہے افسوس صد افسوس اگر نصاری اسوقت
بہی اپنی عقل سے کام لیوین اور جیسے دنیا کے کامون مین غور اور فکر کر رہے ہین اوسی طرح اپنے دین
کے اصول کو بہی جانچین تو یہ سب طمع کاری اور دغابازی جو اون کے پچہلے پادریون نے کی ہے اون پر
کہل جاوے اور وہ بہی مسلمانون کیطرح سچی توحید کے نور سے مشرف ہون اگر نصاری اس لغو اور بیہودہ اور
خلاف عقل بات یعنی تثلیث کو چہوڑ کر توحید پر آجاوین تو پہر ان مین اور مسلمانون مین بہت ہی تہوڑا فرق
رہ جاوے گا اور یہ دونون قومین مل جل کر دنیا مین بسر کرنے لگین اور کشت اور خون کا دروازہ بند ہو
جاوے بلکہ کیا عجب ہے کہ چند روز مین اور باقی قومین بہی اونکی مطیع ہو جاوین اور بجاے نا اتفاقی اور اختلاف
اور فساد کے اتفاق اور اتحاد اور امن و امان پیدا ہو خیر یہ سب خدا کی مرضی پر موقوف ہے پر وہ مسلمان جو اپنے
تئین مسلمان کہتے ہین اور مشرکون کیطرح سوا خدا کے پیرون یا پیغمبرون کی نذر نیاز کرتے ہین مصیبت کے
وقت انکو پکارتے ہین اون سے دعا کرتے ہین ہر امر پر اون کو قادر متصرف خیال کرتے ہین وہ در
حقیقت نصاری سے بہی بدتر ہین خاک پڑے اون کے عقل پر انہون نے نصاری کو اعتراض کی جگہہ
دے رکہی ہے **ف** پہر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہین گے اے
رب ہمارے ہم پیاسے ہین ہم کو پانی پلا حکم ہوگا جاؤ بہیڑ دو سب ہانکے جاوین گے جہنم کیطرف

زیادہ سراب ہوگا اور لپیٹ کے مارے وہ آپ ہی آپ ایک ایک کو کہاتا ہوگا پہر وہ سب گر پڑینگے جہنم مین یہانتک کہ جب کوئی باقی نرہیگا سوا ان لوگون کے جو اللہ کو پوجتے تہے نیک ہون یا بد اوسوقت مالک سارے جہان کا اونکے پاس آویگا ایک ایسی صورت مین جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہین **ف** یعنے اوسکی صفات سے جو اوس نے بیان کی ہین اوسکو پہچانتے ہین وہ یہین کی ایک صفت یہ بہی ہے کہ دنیا کی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے نہ کسی کے جوڑ کا ہی پاک ہے ہر عیب اور نقص سے **ف** اور فرماویگا تم کس بات کے منتظر ہو ہر ایک گروہ ساتہہ ہوگیا اپنے اپنے معبود کے وہ کہینگے ای ہمارے رب ہمنے تو دنیا مین ان لوگونکا ساتہہ نہ دیا (یعنے مشرکونکا) جب ہم اونکے بہت محتاج تہے نہ اونکی صحبت مین رہے **ف** یعنے دنیا مین جب ہمکو اپنی معاش کے واسطے ان لوگون سے ملنے کی اور دوستی کرنیکی ضرورت تہی اوسوقت تو ہم ملے نہین نہ اونکا ساتہہ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول کیا اور انکی مخالفت کرتے رہے اور انکار کرتے رہے پہر آج جب ہمکو انکی کچہہ احتیاج نہین ہے تو ہم اونکے ساتہہ کیونکر جاوین اور غرض یہ ہے کہ مومنین حقتعالے سے عاجزی اور دعا کرینگے کہ اس مشکل مین ہماری مدد کر مہاجرین اور انصار کا دنیا مین یہی حال تہا کہ انہون نے قرابت اور عزیزداری کا بہی خیال نہ کیا اور مشرکون سے علحدہ ہوگئے اور مصیبت گوارا کی اور یہی حال ہمیشہ ان سچے موحدونکا ہر زمانے مین جنہون نے مشرکونکے ساتہہ سے تکلیفین اوٹہائین اپنی ہوا اللہ کیلئے اوسنے ورنہ ہمارا حشر اونکے ساتہہ کرتے ہین یا رب العلمین **ف** پہر وہ فرماویگا مین تمہارا رب ہون وہ کہینگے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہین تجہہ سے اور اللہ کے ساتہہ کسی کو شریک نہین کرتے دو یا تین بار یہی کہینگے یہانتک کہ انمین سے بعض لوگ پہر جانے کے قریب ہونگے (کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور شبہ دلمین در کریگا) پہر وہ فرماویگا اچہا تم اپنے رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے اسکو پہچانو وہ کہینگے ہان پہر خدا کی پنڈلی کہل جاویگی **ف** قرآن مین ہے یوم یکشف عن ساق یعنے جسدن کہولا جاویگا ساق سے ساق کہتے ہین پنڈلی کو نووی نے کہا ابن عباس اور اکثر اہل لغت نے ساق کے معنے یہان شدت اور زور کئے ہین یعنے ایک امر شدید ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لوگ کہا کرتے ہین کہتے ہین لڑائی قائم ہوئی ساق پر اور اصل یہ ہے کہ انسان جب سخت مشکل مین پڑجاتا ہے تو اپنی باہین چڑہاتا ہے اور پنڈلی کہولتا ہے کوشش کے لئے قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ساق سے یہان ایک بڑا نور مراد ہے اور ایک حدیث مین بہی وارد ہے ابن فورک نے کہا مراد اس سے وہ فوائد اور الطاف ہین جو مومنون کو ملینگے خدا کے دیدار کے وقت اور بعضون نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی درمیان خدا اور مومنین کے اور کچہہ فرشتے ظاہر ہونگے اور بعضون نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنایا ہو اوسوقت کیلئے اور یا ساقون سے الگ صورت کی ہو اور بعضون نے کہا اوسکا معنے یہ ہے کہ اونکا ڈر جاتا رہے گا اور رعب اور شبہہ جاتا رہیگا۔ اور رجوع اونکے دلون پر زیادہ جاتا رہے گا۔ اور اطمینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کرینگے خطابی نے کہا یہ دیدار دوسرا ہے اور وہ جو

جو مومنین کو جنت مین ہوگا وہ اور ہی۔ انتہیٰ ما قال النووی اور یہ سب تاویلات لغو اور بیکار ہین اور مختار مسلم مین سلف کو اصل یہ ہی کہ خداوند کریم نے جو اعضاء اپنے لیے ثابت کیے ہین جیسے وجہ اور ید اور عین اور ساق یہ سب حق ہین اور محمول ہین اپنے معانی پر لیکن جیسے خدا کی کنہ اور حقیقت کسی بشر کو معلوم نہین ویسے ہی ان اعضا کی بھی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین پس انپر ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت کو خداوند کریم کے سپرد کرنا چاہیے اور بچنا چاہیے تشبیہ سے یعنی یون نہ خیال کرنا چاہیے کہ معاذ اللہ خدا کا ہاتھہ یا منہ یا آنکھہ یا پنڈلی آدمیون کی یا اور کسی مخلوق کی ہاتھہ یا منہ یا آنکھہ یا پنڈلی کیطرح ہین بلکہ جیسے اوسکی ذات بے مثل اور بے نظیر ہے ویسی ہی اوسکی صفات بھی سب بے مثل اور بے نظیر ہین یہی عقیدہ ہے اہل حدیث کا رحمہم اللہ تعالے **ت** اور جو شخص خدا کو (دنیا مین) اپنے دل سے (بغیر جبر اور خوف یا ریا کے) سجدہ کرتا ہوگا اوسکو وہان بھی سجدہ میسر ہوگا اور جو شخص (دنیا مین) سجدہ کرتا تھا اپنی جان بچانے کو (تلوار کے ڈر سے اور دل مین اوسکے ایمان نہ تھا) یا لوگون کے دکھلانے کو اوسکی پیٹھ اللہ تعالے ایک تختہ کر دیگا جب وہ سجدہ کرنا چاہے گا تو چت گر پڑے گا **ف** اس لیے کہ پیٹھ کے جوڑ جھک نہ سکین گے پھر سجدہ کیونکر کرے گا نووی نے کہا یہ سجدہ امتحان کے لیے ہوگا اور اس سے بعضے علما نے دلیل قائم کی ہے اسبات پر کہ تکلیف مالایطاق جائز ہے یعنے اوس بات کا حکم کرنا جو ہو نہ سکے حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ آخرت تکلیف کی جگہہ نہین ہے اور اس سجدے سے امتحان مقصود ہوگا اور بعضون نے اس حدیث سے یہ وہم کیا ہے کہ منافق بھی مومنون کے ساتھہ خدا کو دیکھین گے ابن فورک نے کہا ایک گروہ اسی طرف گیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ مسلمانون کے علما کے اجماع سے یہ امر ثابت ہے کہ منافقون کو خدا کا دیدار نہ ہوگا اور حدیث سے یہ بات کہان نکلتی ہے کہ منافق بھی خدا کو دیکھین گے بلکہ اوس جماعت کا دیکھنا نکلتا ہے جسمین منافق اور مومن سب ہونگے اور جماعت کی دیکھنے سے یہ بات لازم نہین آتی کہ ہر ایک شخص اون مین کا دیکھے اور کتاب اور سنت سے بہت دلیلین ہین اس امر پر کہ منافق کو اللہ سبحانہ کا دیدار نہ ہوگا **ف** پھر وہ لوگ اپنا سر اٹھاوینگے اور خدا تعالی اوس صورت مین ہوگا جس صورت مین پہلے اوسکو دیکھا تھا اور کہے گا مین تمہارا رب ہون وہ سب کہین گے تو ہمارا رب ہے بعد اوس کے جہنم پر پل رکھا جاوے گا اور سفارش (شفاعت) شروع ہوگی اور لوگ کہین گے یا اللہ بچا یا اللہ بچا لوگون نے کہا یا رسول اللہ پل کیسا ہوگا آپ نے فرمایا ایک پھسلنے کا مقام ہوگا وہان آنکڑے ہون گے اور کانٹے جیسے نجد کے ملک مین ایک کانٹا ہوتا ہے جسکو سعدان

جہنم مین مومن اوسکے پار ہون گے بعضے پل پارنے مین بعضے بجلی کیطرح بعضے ہوا کیطرح بعضے پرند کیطرح بعضے تیز گہوڑون کیطرح بعضے اونٹون کیطرح اور بعضے بالکل جہنم سے بچ کر پار ہو جاوین گے (یعنے اون کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچیگا) اور بعضے کچہہ صدمہ اوٹہاوین گے لیکن پار ہو جاوین گے اور بعضے صدمہ اوٹہاکر جہنم مین گر جاوین گے جب مومنون کو جہنم سے چہٹکارا ہوگا تو قسم اوسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے کوئی تم مین سے اپنے حق کے لیے اتنا جہگڑنے والا نہین ہے جتنے وہ جہگڑنے والے ہون گے خدا سے قیامت کے دن اپنے ان بہائیون کے لیے جو جہنم مین ہونگے (خدا سے جہگڑنے والے یعنے خدا سے بار بار عرض کرنے والے اپنے بہائیون کے چہڑانے کے لیے) وہ کہین گے اے رب ہمارے وہ لوگ (جو اب جہنم مین ہین) روزہ رکہتے تہے ہمارے ساتہہ اور نماز پڑہتے تہے اور حج کرتے تہے حکم ہوگا اچہا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جنکو تم پہچانو پہر ان کی صورتین جہنم پر حرام ہو جاوین گی (یعنے جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نسکیگی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو پہچان لیوین) اور مومنین بہت سے آدمیون کو جہنم سے نکالین گے اون مین سے بعضون کو آگ نے آدہی پنڈلیون تک کہایا ہوگا بعضون کو گہٹنون تک پہر وہ کہین گے اے رب ہمارے اب تو جہنم مین کوئی باقی نہین رہا اون آدمیون سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمین حکم دیا تہا (یعنے روزہ نماز اور حج کرنے والون مین سے اب کوئی نہین رہا) حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین ایک دینار برابر بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو پہر وہ نکالین گے بہت سے آدمیون کو اور کہین اے رب ہمارے ہم نے نہین چہوڑا کسی کو ان لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین آدہے دینار برابر بہی بہلائی پاؤ اوسکو بہی نکال لو وہ پہر بہت سے آدمیون کو نکالین گے اور کہین گے اے پروردگار اب تو اسمین کوئی باقی نہین رہا اون لوگون مین سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تہا حکم ہوگا پہر جاؤ اور جس کے دل مین پاؤ ایک رتی برابر بہلائی اوسکو بہی نکال لو **ف** قاضی عیاض نے کہا بہلائی سے مراد یہان یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ بہلائی وہ شے ہے جو ایمان کے علاوہ ہے اسلیے کہ ایمان کے حصے نہین ہو سکتے بلکہ یہ حصے اس شے کے ہین جو ایمان پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اور کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینون پر یا خوف الٰہی یا نیت صادق وغیرہ اور دلالت کرتی ہے اوسپر دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلیگا وہ شخص بہی جس نے

لاالہ الا اللہ کہا ہوگا اور اوسکے دل مین ایک رتی برابر بہلائی ہوگی (نووی) **ف** پہر وہ نکالینگے بہت سے آدمیون کو اور کہین گے ای رب ہمارے اب تو اوس مین کوئی نہین رہا جسمین ذرا بہی بہلائی تہی (بلکہ اب سب اوسی قسم کے لوگ ہین جو بدکار اور کافر تہے اور رتی برابر بہی بہلائی اُن مین نہ تہی) ابوسعید خدری رضہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تہے تو کہتے تہے اگر تم مجہکو سچا نہ جانو اس حدیث مین تو پڑہو اس آیت کو اگر چاہتے ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اخیر تک یعنی اللہ تعالی ظلم نہین کرے گا رتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوسکو دونا کر دیگا اور اپنے پاس سے بہت کچہ ثواب دیگا پہر اللہ فرماوے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی باقی نہین رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قربان اوسکی ذات مقدس کے) پہر ایک مٹہی آدمیون کی جہنم سے نکالے گا **ف** جنکی تعداد کو کوئی نہین جانتا سوای خدا کریم کے پر خدا تعالے کی مٹہی اسقدر بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹہی مین آجاویگی قیامت کے دن۔ مبارک ہین وے لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹہی سے نکالے جاوینگے اور ان پر کسیکا احسان نہ ہوگا سوائے خدای کریم کے **ف** اور اس مین وہ لوگ ہون گے جنہون نے کوئی بہلائی نہین کی کبہی **ف** پر صرف خدا کی توحید پر یقین رکہتے تہے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہوگا آخر اللہ تعالے خود اپنے مبارک ہاتہہ سے اون کو نکالے گا **ف** وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہون گے پہر خدائے تعالے ان لوگون کو ایک نہر مین ڈالدے گا جو جنت کے دروازون پر ہوگی جسکا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوسمین ایسا جلد تر و تازہ ہون گے جیسے دانہ پانی کے بہاؤ مین کوڑے کچرے کی جگہہ پر اگ آتا ہے (زور سے بہک کر) تم دیکہتے ہو وہ دانہ کبہی پتہر کے پاس ہوتا ہے کبہی درخت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر ہوتا ہے وہ زرد یا سبز اوگتا ہے اور جو سائے مین ہوتا ہے وہ سفید رہتا ہے لوگون نے کہا یارسول اللہ آپ تو گویا جنگل مین جانورون کو چرایا کیے ہین (کہ وہان کا سب حال جانتے ہین) پہر آپ نے فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے موتی کیطرح چمکتے ہوئے نکلین گے اون کے گلون مین پٹے ہون گے جنت والے اون کو پہچان لین گے اور کہین گے یہ اللہ تعالے کے آزاد کیے ہوئے ہین اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بہلائی کے پہر فرماوے گا جنت مین جاؤ اور جس چیز کو دیکہو

دیکھو وہ تمہاری ہے وہ کہین گے ای رب ہمارے تو نے ہمکو اتنا کچھ دیا کہ اوتنا کسی کو نہین دیا سارے جہان والون مین اللہ تعالی فرماویگا ابھی میرے پاس تمہارے لیے اس سے بڑہ کر ہے وہ کہین گے اے رب ہمارے اب اس سے بڑہ کر کیا ہے اللہ تعالی فرماوے گا میری رضامندی اب مین تم پر کبھی غصہ نہ ہونگا

ف سبحان اللہ مالک کی رضامندی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بہشت کی سب نعمتین اوس کے سامنے بے حقیقت ہین جوان مرد وہی ہے جو اپنے مالک کی رضامندی کا طالب رہے اور ہر حال مین اوس کا شکر گذار رہے

عن اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَرٰی رَبَّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ اِذَا کَانَ یَوْمٌ صَحْوٌ قُلْنَا لَا وَسُقْتُ الْحَدِیْثَ حَتّٰی انْقَضٰی اٰخِرُہٗ وَهُوَ نَحْوُ حَدِیْثِ حَفْصِ بْنِ مَیْسَرَةَ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِہٖ بِغَیْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْہُ وَلَا قَدَمٍ قَدَّمُوْہُ فَیُقَالُ لَهُمْ لَکُمْ مَا رَاَیْتُمْ وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیُّ بَلَغَنِیْ اَنَّ الْجِسْرَ اَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ وَاَحَدُّ مِنَ السَّیْفِ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ اللَّیْثِ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ وَمَا بَعْدَہٗ فَاَقَرَّ بِہٖ عِیْسَی بْنُ حَمَّادٍ

ترجمہ دوسری روایت بھی ابو سعید خدری سے ایسی ہی ہے اس مین یہ ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھین گے آپ نے فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سورج دیکھنے مین جب صاف دن ہو ہمنے کہا نہین اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کے بعد اون کو خدا نے جنت دی بغیر کسی عمل یا بھلائی کے اون سے کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اوتنا ہے اور ابو سعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہونچی کہ پل بال سے زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور لیث کی روایت مین یہ نہین ہے کہ وہ کہین گے اے رب ہمارے تو نے ہمکو وہ دیا جو سارے جہان والون مین کسی کو نہین دیا

عن زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِاِسْنَادِهِمَا نَحْوَ حَدِیْثِ حَفْصِ بْنِ مَیْسَرَةَ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَقَدْ زَادَ وَنَقَصَ شَیْئًا **ترجمہ** اس روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گزرا اگر کچھ کمی بیشی ہے

باب اِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ وَاِخْرَاجِ الْمُوَحِّدِیْنَ مِنَ النَّارِ شفاعت کا ثبوت اور موحدون کا جہنم سے نکالا جانا

ف قاضی عیاض نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اوسکا ثبوت اس آیت سے ہے

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا اور اس آیت سے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ اور حدیثین شفاعت کے باب مین بہت آئین ہین اور آثار صحابہ بہی بہت ہین ان سب کے ملانے سے شفاعت کا ثبوت متواتر ہوجاتا ہے گنہ گار مومنین کے واسطے اور اجماع کیا ہے سلف اور خلف اور تمام اہل سنت نے شفاعت کے ثبوت پر اور انکار کیا ہے خوارج اور بعض معتزلہ نے شفاعۃ کا اور ان کے نزدیک گنہ گار ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہینگے دلیل انکی یہ آیت ہے فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور یہ آیت مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ حالانکہ یہ آیتین کافرون کے حق مین ہین اور انہون نے جو شفاعت کی آیتون کی تاویل کی ہے کہ مراد اس سے درجون کی زیادتی ہے تو یہ باطل ہے اور حدیث کے الفاظ سے صاف انکی تاویل باطل ہوتی ہے کیونکہ حدیث مین یہ ہے کہ جہنمی شفاعت کیوجہ سے جہنم سے نکالے جاوینگے لیکن شفاعت پانچ قسم ہے ایک تو وہ جو خاص ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ تسکین دینا ہے میدان حشر کے ہول سے اور حساب کتاب جلدی شروع کرا دینا جیسا کہ اسکا بیان آگے آویگا **دوسری** بعضے لوگون کو بغیر حساب اور کتاب کے جنت مین لیجانا یہ بہی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے **تیسری** شفاعت ان لوگون کی لیے جو مستحق ہوگئے ہون جہنم کے اون کی شفاعت ہمارے پیغمبر اور اور لوگ کرینگے **چوتھی** شفاعت ان لوگون کی جو جہنم مین جا چکے ہون گنہگارون مین سے اور ان کا نکالا جانا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتون اور مومنین کے شفاعت سے ثابت ہے جیسے ایک حدیث مین ہے کہ پہر اللہ تعالی نکالے گا جہنم سے ہر ایک لا الہ الا اللہ کہنے والے کو اور صرف کافر اوسمین رہ جاوینگے **پانچوین** وہ شفاعت جو جنت مین درجے بڑہانے کے لیے ہو اس شفاعت کا معتزلے بہی انکار نہین کرتے نہ پہلی شفاعت کا قاضی عیاض نے کہا مشہور روایتون سے سلف صالحین کا شفاعت کے لیے دعا کرنا ثابت ہوا ہے اس صورت مین جو کہتا کہ اللہ تعالی سے ہماری پیغمبر کی شفاعت مانگنا مکروہ ہے اوسکی بات کیطرف خیال نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ شفاعت انکی کچہ گناہ گارون سے مخصوص نہین ہے بلکہ تخفیف حساب اور زیادتی درجات کے لیے بہی ہوگی اور ہر ایک عاقل کو ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین وہ گنہگارون مین سے نہ ہو جاوے اور اپنے عمل پر بہروسا نہین ہے اور جس شخص نے اسکو مکروہ سمجہا ہے چاہیے کہ وہ مغفرت اور بخشش کے لیے بہی دعا نہ کرے اور یہ خلاف ہے سلف اور خلف کے طریقے کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ

الْجَنَّةَ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ انْظُرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيٰوةِ أَوِ الْحَيَا فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّيْلِ أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً

ترجمہ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جنت والوں کو جنت مین لیجاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والوں کو دوزخ مین لے جاویگا پہر فرماویگا دیکہو جسکے دل مین رائی کے دانے برابر بہی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لو وہ لوگ نکلین گے کوئلہ کیطرح جلے ہوئے پہر ڈالے جاوینگے نہر الحیوۃ یا نہر الحیا مین (یہ شک ہے امام مالک کا جو راوی ہین اس حدیث کے اوروں کی روایت مین نہر الحیوۃ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوگین گے جیسے دانہ بہیا کے ایک طرف اوگ آتا ہے کیا تم نے اسکو نہین دیکہا کیسا زرد لپٹا ہوا اوگتا ہے

عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ يُقَالُ لَهُ الْحَيَاةُ وَلَمْ يَشُكَّا وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ كَمَا تَنْبُتُ الْغُثَاءَةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ وَفِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِئَةٍ أَوْ حَمِيلَةِ السَّيْلِ

ترجمہ اس روایت کا بہی وہی جو اوپر گزرا اسمین یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاوینگے ایک نہر مین جسکا نام حیاۃ ہوگا اور شک نہین کی اور خالد کی روایت مین ہے جیسے کوڑا کچرا بہیا کے ایک طرف اوگ آتا ہے اور وہیب کی روایت مین جیسے دانہ کالی مٹی مین جو بہیا مین ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اوس مٹی مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ وَلٰكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوبِهِمْ أَوْ قَالَ بِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَهُمُ اللّٰهُ إِمَاتَةً حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ ثُمَّ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِي الْبَادِيَةِ

ترجمہ ابو سعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جو جہنم والے ہین (یعنی ہمیشہ وہان رہنے کے لیے ہین جیسے کافر اور مشرک) وہ تو نہ مرینگے نہ جیین گے لیکن کچہ لوگ جو گناہون کیوجہ سے دوزخ مین جاوینگے انگار انکو مار کر کوئلہ بنا دیگی پہر اجازت ہوگی شفاعت کی ف نووی نے کہا معنی حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہین اور جہنم مین ہمیشہ رہنے کے مستحق ہین

وہ نہ تو مرینگے نہ جیین گے یعنی کسی طرح انکو عذاب سے چہٹکارا نہ ہوگا اور راحت حاصل نہ ہوگی جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا انکا کچھ فیصلہ نہ ہوگا کہ مر جاوین اور نہ عذاب ہلکا ہوگا اور جیسے فرمایا پھر نہ اوسمین مریگا نہ جیے گا اور اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونون ہمیشہ کو لیے ہون گے اور یہ لوگ جو گنہگار ہوکر جہنم مین جاوین گے یہ وہ لوگ ہین جو مومن تھے پر گناہون مین مبتلا ہوگئے تھے اللہ تعالی انکو جہنم کی آگ سے مار کر کوئلہ کر دے گا ایک مدت تک عذاب دینے کے بعد اور یہ مرنا حقیقۃً ہوگا یعنے احساس جاتا رہیگا پھر جہنم سے نکالے جاوینگے مردہ کوئلہ کیطرح ف اور یہ لوگ لائے جاوین گے گروہ گروہ اور پہیلائے جاوین گے جنت کی نہرون پر اور حکم ہوگا اے جنت کے لوگون انپر پانی ڈالو تب وہ اس طرح سے جمین گے جیسے دانہ اوس مٹی مین جمتا ہے جسکو پانی بہا کر لاتا ہے ایک شخص بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہے جنگل مین رہے ہین (جبہی تو آپکو یہ معلوم ہے کہ بہاؤ مین جو مٹی جمع ہوتی ہے اوسمین دانہ خوب اوگتا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ اِلٰی قَوْلِهٖ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَا بَعْدَهٗ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس مین یہان تک ہے جیسے دانہ اوگتا ہے اوس مٹی مین جسکو پانی بہا کر لاتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ عَشَرَةَ اَمْثَالِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ اَوْ تَضْحَكُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَكَانَ یُقَالُ ذٰلِكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً ترجمہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے بعد جہنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت مین جاویگا یہ وہ شخص ہے جو جہنم سے گھٹنون کے بل گھسٹتا ہوا نکلیگا اللہ تعالی اوس سے فرماویگا جا جنت مین تیرے لیے دنیا کی برابر جگہ ہے یا دس دنیا کی برابر

اور دس گنا دنیا

وہ ہنسنے لگا تو مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے یا ہنسی کرتا ہے بادشاہ ہوکر **ف** سخریہ اور ضحک مین شک ہی رادی کو اور دوسری روایتون مین بھی وارد ہی اور وہ عیب نہین ہے نہ نقص پھر ضحک خدا کی صفت ہونے مین کوئی مانع نہین اور وہ مثل اور صفات الٰہی کے مشابہ نہین مخلوق کی صفات کو نووی نے کہا ٹھٹھا کرنیکے معنون مین اختلاف ہے اور ہمین کئی قول ہین ایک یہ جو امام مازری سے منقول ہے کہ یہ بطریق مقابلہ کے ہے اسلیے کہ اسنے اللہ تعالیٰ سے کئی بار عہد کیا اب کچھ نہ مانگونگا پھر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو یہ مثل ٹھٹھے کے ہوا اب وہ شخص یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا تو جنت مین جا اور تیری لیے یہ یہ نعمتین ہین ایک قسم کا ٹھٹھا ہے یعنی اس کے ٹھٹھے کا بدلہ ہے تو ٹھٹھے کے بدلے کو مجازاً ٹھٹھا کہا اور مطلب یہ ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے ٹھٹھے کا بادشاہ ہوکر دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اوس سے نفی ہے یعنی مین جانتا ہون کہ تون ٹھٹھا نہ کریگا بادشاہ ہوکر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ نالائق کو اتنی بڑی بڑی نعمتین ملین **تیسرا** قول یہ ہے کہ اوس شخص کے زبان قابو مین نہ رہی اور وہ خوشی مین ایسا بھول گیا کہ لگا وہ باتین کرنے جیسے دنیا مین ایسے محل مین کرتا تھا اور خدا کیطرف ٹھٹھے کی نسبت کردی اور یہ ایسا ہی جیسے آپنے دوسرے شخص کے حق مین فرمایا کہ وہ خوشی کے مارے اپنے تئین روک نسکا اور کہنے لگا تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون اور چاہیے تھا یہ کہنا کہ مین تیرا بندہ ہون اور تون میرا رب ہے اور خوشی کے وقت بے اختیاری مین اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتین زبان سے نکل جاتین ہین انتہی **ف** عبداللہ بن مسعود نے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہنسے یہانتک کہ آپکے دانت مبارک کھل گئے اور آپنے فرمایا یہ سب سے کم درجے کا جنتی ہوگا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنَ النَّارِ رَجُلٌ يَّخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَيُقَالُ لَهٗ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَيَذْهَبُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَيُقَالُ لَهٗ اَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِیْ كُنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهٗ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى فَيُقَالُ لَهٗ لَكَ الَّذِیْ تَمَنَّيْتَ وَعَشَرَةُ اَضْعَافِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ **ترجمہ** عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین پہچانتا ہون اوس شخص کو جو سب کے آخر جہنم سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو گھسٹتا ہوا چوتڑون کے بل دوزخ سے نکلیگا اوس سے کہا جاویگا جا جنت مین جا۔ وہ جاویگا دیکھیگا تو سب مکانون مین جنتی ہین (اور کوئی مکان خالی نہین چھوٹا سا بھی) اوس سے کہا جاویگا تجھے یاد ہے وہ زمانہ جس مین تو تھا یعنی وہ دور خلق تکلیف اور تنگی (وہ کہیگا ہان یاد ہی پھر اوس سے کہا جاویگا

اچھا اب کوئی اور آرزو کر وہ آرزو کریگا حکم ہوگا یہ لے اور دس دنیا کے برابر اور لے اور وہ کہیگا اے بار تعالے کیا تو مجھسے ہنسی ٹھٹھا کرتا ہے بادشاہ ہوکر (یعنے دس دنیا کے برابر مجھکو دیتا ہے اور وہان تو ایک چھوٹا سا مکان بھی خالی نہین) راوی نے کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ہنسے یہانتک کہ آپ کے دانت کھل گئے **ف** حدیث مین نواجذ کا لفظ ہے اور نواجذ اون دانتون کو کہتے ہین جو سب کے آخر مین نکلتے ہین جن کو عوام عقل کے دانت کہتے ہین اور یہ دانت اوسی وقت کھلتے ہین جب آدمی زور سے ہنسے **عن** ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً وَيَكْبُوْ مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا مَا جَاوَزَهَا الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللهُ شَيْئًا مَّا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ تَعَالٰى يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ تَعَالٰى يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَّآئِهَا لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهٗ تَعَالٰى يَعْذِرُهٗ لِاَنَّهٗ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِيْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ ضَحِكِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَأَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ إِنِّيْ لَا أَسْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ ترجمہ

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے آخر جو جنت میں جاویگا وہ ایک شخص ہوگا جو چلیگا پہر اوندھا گریگا اور جہنم کی آگ اسکو جلاتی جاویگی جب دوزخ سے پار ہو جاویگا تو پیٹھ موڑ کر اسکو دیکھیگا اور کہیگا بڑی برکت والا ہے وہ صاحب جسنے نجات دی مجھکو تجھ سے بیشک اللہ تعالی نے مجھے اتنا دیا کہ ویسا کسی کو نہیں دیا نہ اگلوں میں نہ پچھلوں میں پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا وہ کہیگا ای رب مجھکو نزدیک کردے اس درخت سے میں اسکے تلے سایہ میں رہوں اور اسکا پانی پیوں اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے اگر میں تیرا یہ سوال پورا کردوں تو اور سوال کریگا وہ کہیگا نہیں ای رب میرے اور عہد کریگا کہ پہر میں کوئی سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالی اوسکا عذر قبول کریگا اسلیے کہ وہ ایسی نعمت کو دیکھیگا جسپر اس سے صبر نہیں ہو سکتا (یعنی انسان بے صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی باتیں دیکھے تو بے اختیار اوسکی خواہش کرتا ہے) آخر اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پئے گا پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا جو اس سے بھی اچھا ہوگا وہ کہیگا ای پروردگار مجھکو اس درخت کے نزدیک پہنچادے میں اسکا پانی پیوں اسکے سایہ میں آرام پاؤں اور میں اور کچھ سوال نکرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تو نے عہد نہیں کیا تھا کہ میں پہر سوال نکروں گا اور جو میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں تو پہر تو اور سوال کریگا وہ اقرار کریگا کہ نہیں پہر میں اور کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالے اسکو معذور رکھیگا اس لیے کہ اوسکو صبر نہیں اوس نعمت پر جو دیکھتا ہے تب اللہ تعالی اوسکو اس درخت کے نزدیک کر دیگا وہ اسکے سایہ میں رہیگا اور وہاں کا پانی پیے گا پہر اسکو ایک درخت دکھلائی دیگا جو جنت کے دروازے پر ہوگا اور وہ پہلے کے دونوں درختوں سے بہتر ہوگا وہ کہیگا ای رب میرے مجھکو اس درخت کے پاس پہنچا دے تاکہ میں اسکے سایہ تلے رہوں اور وہاں کا پانی پیوں اب میں اور کچھ سوال نہ کرونگا اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے کیا تو اقرار نہیں کر چکا تھا کہ اب میں اور کچھ سوال نہ کروں گا وہ کہیگا بیشک میں اقرار کر چکا تھا لیکن یا رب میرا یہ سوال پورا کر دے پہر میں اور کچھ سوال نہ کرونگا اور اللہ تعالے اسکو معذور رکھیگا اسلیے کہ وہ دیکھیگا ان نعمتوں کو جنپر صبر نہیں کر سکتا آخر اللہ تعالی اسکو اس درخت کے پاس کر دیگا جب وہ اس درخت کے پاس جاویگا تو جنت والوں کی آوازیں سنیگا اور کہیگا ای رب میرے مجھکو جنت کے اندر پہنچا دے اللہ تعالی فرماویگا ای آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی (یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کب تک رہیگا) بھلا تو راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور اتنا ہی اور دوں وہ کہیگا ای رب میرے تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے حالانکہ تو سارے جہان کا مالک

پھر عبداللہ بن مسعودؓ ہنسنے لگے اور لوگوں سے کہا تم یہ پوچھتے نہیں مجھ سے میں کیوں ہنستا ہوں لوگوں نے پوچھا کیوں ہنستے ہو تم انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسیطرح (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنستے تھے لوگوں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا رب العلمین کے ہنسنے سے میں بھی ہنستا ہوں جب وہ بندہ یہ کہیگا کہ تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے سارے جہان کا مالک ہوکر تو پروردگار ہنس دیگا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرماویگا میں ٹھٹھا نہیں کرتا (ٹھٹھا اور مذاق میرے لائق نہیں وہ تو بندوں کو لائق ہے) بلکہ میں جو چاہتا ہوں کرسکتا ہوں **ف** پھر دو دنیا کے برابر دنیا کون سا مشکل کام ہے جسپر تو نے تعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجھا وہ خدای کریم ایسا قادر مطلق ہے کہ لاکھوں کروڑوں دنیا اس دنیا کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے برابر اور اس سے لاکھوں حصے بڑی اسکی سلطنت میں موجود ہیں۔ یہ حدیث اگرچہ جنتیوں کے حال میں وارد ہے پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوسکتے ہیں اون میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طمع اور حرص اور بے صبری کی کوئی انتہا نہیں اگر خزانہ قارون بھی انسان کو ملجاوے یا ہفت کشور کی سلطنت بھی پا جاوے تب بھی اوس سے زیادہ کی حرص رہے گی اسلیے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طمع اور حرص کی جڑ کاٹ دیوے اور جسقدر خدا دیوے اوسی کو بہت خیال کرکے اوسمیں خوش اور مگن رہے ورنہ مفت زندگی برباد ہوگی اور ساری عمر رنج اور تکلیف میں گرفتار رہیگا **عن** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً رَجُلٌ صَرَفَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ وَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةً ذَاتَ ظِلٍّ فَقَالَ أَيْ رَبِّ قَدِّمْنِي إِلَى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ أَكُونُ فِي ظِلِّهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَلَمْ يَذْكُرْ تعالی فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِينِي مِنْكَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ سَلْ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ فَتَقُولَانِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُولُ مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيتُ **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجہ کا جنتی وہ ہے جسکا منہ اللہ تعالی جہنم کیطرف سے پھیر کر جنت کیطرف کر دیگا اور اسکو ایک درخت دکھلاویگا سایہ دار وہ کہیگا اے رب میرے مجھے اس درخت کے پاس لیجا میں اسکے سایے میں ہوں گا اور بیان کیا حدیث کو اوسی طرح جیسے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا مگر اوسمیں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالی فرماویگا اے آدم کے بیٹے تیرے سوال کو کون چیز تمام کریگی اخیر تک اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالی اوسکو یاد دلاویگا فلانی چیز مانگ فلانی چیز کی آرزو کر یہانتک کہ

جب اوس کی سب آرزوئین ختم ہو جاوین گی تو اللہ تعالےٰ فرماوے گا تو یہ سب اور دس حصے ان سے زیادہ لے پھر وہ اپنے گھر مین جاوے گا اور حورون مین سے دونون حورین اوس کے پاس آوینگی اور کہین گے شکر خدا کا جس نے تجھکو جلایا ہمارے لیے اور ہمکو جلایا تیرے لیے پھر وہ کہیگا کہ کو اللہ نے اتنا نہین دیا جتنا مجھکو دیا

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَرْفَعُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَاَلَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ رَبَّهٗ مَا اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً قَالَ هُوَ رَجُلٌ يَجِيْئُ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيُقَالُ لَهُ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ وَاَخَذُوْا اَخَذَاتِهِمْ فَيُقَالُ لَهُ اَتَرْضٰى اَنْ يَكُوْنَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِّنْ مُلُوْكِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ وَمِثْلُهٗ فَقَالَ فِى الْخَامِسَةِ رَضِيْتُ رَبِّ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ فَيَقُوْلُ رَضِيْتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَاَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً قَالَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَرَدْتُّ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِىْ وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ وَّلَمْ تَسْمَعْ اُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ وَمِصْدَاقُهٗ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِىَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ اَلْاٰيَةَ

ترجمہ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے پوچھا سب سے کم درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ شخص ہے جو آوے گا سب جنتیون کے جنت مین جانے کے بعد اوس سے کہا جاوے گا جا جنت مین جا وہ کہے گا اے رب میرے کیسے جاؤن وہان تو سب لوگون نے اپنے ٹہکانے کر لیے اور اپنی اپنی جگہین بنا لین اوس سے کہا جاوے گا کیا تو راضی ہے اس بات پر تجھے اتنا ملک ملے جتنا دنیا کے ایک بادشاہ پاس تہا وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب میری حکم ہوگا جا اتنا ملک ہم نے تجھے دیا اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور اور اوتنا ہی اور پانچوین بار مین وہ کہے گا مین راضی ہون اے رب

میرے اللہ تعالے فرماویگا تو یہ بھی لے اور دس حصے اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے اور تجھے بھلا لگے دیکھنے مین وہ لے وہ کہیگا مین راضی ہوگیا ای رب میرے پھر حضرت موسی نے پوچھا سب سے بڑا درجہ والا جنتی کون ہے اللہ تعالے نے فرمایا وہ تو وہ لوگ ہے جنکو مین نے خود چنا اور انکی بزرگی اور عزت کو مین نے اپنے ہاتھ سے جمایا اور اسپر مہر کردی کسی آنکھ نے نہین دیکھا کسی کان نے سنا نہ کسی کے دلپر گذرا (جو انکے لیے تیار ہے) اور اسکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ مین ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ اَلْاٰیَة یعنے کوئی نہین جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے انکے لیے انکی آنکھون کی ٹھنڈک اخیر تک عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ اِنَّ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ سَئَلَ اللّٰهَ تَعَالٰی عَنْ اَخَسِّ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْهَا حَظًّا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِهٖ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ منبر پر کہتے تھے کہ حضرت موسے السلام نے اللہ تعالے سے پوچھا سب سے کم درجے کے جنتی کو پھر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِّنْهَا رَجُلٌ یُّؤْتٰی بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَیْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَیْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَیُقَالُ عَمِلْتَ یَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِّنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَیْهِ فَیُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَیِّئَةٍ حَسَنَةً فَیَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْیَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ترجمہ ابوذر رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین جانتا ہون اس شخص کو جو سب کے بعد جنت مین جاویگا اور سب کے بعد دوزخ سے نکلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاویگا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو اسپر اسکے ہلکے گناہ اور مت پیش کرو اسکے بھاری گناہ تو پیش کیے جاوینگے اسپر ہلکے گناہ اسکے اور کہا جاویگا فلانے روز تو نے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کرسکے گا اور ڈریگا اپنے بھاری گناہون سے لیکن وہ پیش نہ ہون حکم ہوگا ہمنے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک نیکی دی وہ کہے گا مالک میرے مین نے اور بھی کچھ کام کیے ہین گناہ کے جنکو مین یہان نہین پاتا راوی نے کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنسے یہان تک کہ آپ کی داڑہین کھل کھل گئین عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ترجمہ اعمش سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جیسے اوپر گذری عن ابی الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یسال عن الورود فقال نجی نحن یوم القیمۃ عن کذا وکذا انظر ای ذلک فوق الناس قال فتدعی الامم باوثانہا وما کانت تعبد الاول فالاول ثم یاتینا ربنا بعد ذلک فیقول من تنظرون فیقولون ننظر ربنا عز وجل فیقول انا ربکم فیقولون حتی ننظر الیک فیتجلی لہم یضحک قال فینطلق بہم فیتبعونہ ویعطی کل انسان منہم منافق او مومن نورا ثم یتبعونہ وعلی جسر جہنم کلالیب وحسک تاخذ من شاء اللہ ثم یطفا نور المنافقین ثم ینجو المومنون فتنجو اول زمرۃ وجوہہم کالقمر لیلۃ البدر سبعون الفا لا یحاسبون ثم الذین یلونہم کاضوء نجم فی السماء ثم کذلک ثم تحل الشفاعۃ ویشفعون حتی یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ وکان فی قلبہ من الخیر ما یزن شعیرۃ فیجعلون بفناء الجنۃ ویجعل اہل الجنۃ یرشون علیہم الماء حتی ینبتوا نبات الشیء فی السیل ویذہب حراقہ ثم یسال حتی تجعل لہ الدنیا وعشرۃ امثالہا معہا ترجمہ ابو الزبیر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے ف یہ روایت موقوف ہے جابر پر اور مسلم کی شرط پر نہین مگر انہون نے بیان کیا اسکو اسلیے کہ وہ مسنداً مروی ہے دوسرے طریقے سے اور خود امام مسلم نے اوسکے رفع پر تنبیہ کی ہے ابن ابی شعبہ کی روایت سے اور بیان کیا ہے اسکا اسناد اور سماع رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ت انسے پوچھا گیا لوگون کے آنیکا حال قیامت کے دن انہون نے کہا ہم آوینگے قیامت کے دن اسطرح سے اسطرح سے دیکھ یعنی یہ اوپر سب آدمیون کے ف نووی نے کہا اس مقام پر راوی نے غلطی اور تحریف اور خلط کیا ہے اور اتفاق کیا ہے اسپر متقدمین اور متاخرین نے اور یہ غلطی ہے لکھنے والے کی قاضی عیاض نے کہا حدیث کی عبارت تمام نسخون مین یہی ہے یعنی عن کذا وکذا انظر ای ذلک فوق الناس جسکا ترجمہ بیان ہوا لیکن مطلب معلوم نہین ہوتا اور صحیح عبارت یون ہے علی کوم ایسا ہی روایت کیا بعض اہل حدیث نے اور ابن ابی خیثمہ کی کتاب مین کعب بن مالک سے مروی ہے یحشر الناس یوم القیمۃ علی تل وامتی علی تل یعنی جمع کیے جاوینگے لوگ قیامت کے دن ٹیلے پر اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی اور کوم بھی ٹیلے کو کہتے ہین اور اونچی زمین کو جو ٹیکری کیطرح ہوتی ہین طبری نے اپنی تفسیر مین ابن عمر کی روایت سے بیان کیا کہ پھر چڑھینگے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ایک ٹیلے پر سب لوگون کے اوپر قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی سے کوم کا لفظ پڑھا نہ گیا یا مٹ گیا ہوگا تو اُسنے کذا وکذا اسکے بدلے

کہا پھر اسکی تفسیر کی ای فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے وہان لکھدیا اب نقل کرنے والون نے بعینہ اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث مین شریک کر دیا واللہ اعلم ف پھر بلائی جاوینگی امتین اپنی اپنی بتون اور معبودون کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اسکے ہمارا پروردگار آویگا اور فرماویگا تم کسکو دیکھ رہے ہو۔ (یعنے امت محمدی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماویگا) وہ کہین گے ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہین (یعنے اسکے منتظر ہین) پروردگار فرماویگا مین تمہارا مالک ہون وہ کہین گے ہم تجکو دیکھین (تو معلوم ہو) پھر دکھلائی دیگا پروردگار اون کو ہنستا ہوا اور انکے ساتھ چلیگا اور لوگ سب اسکے پیچھے ہون گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا مومن ایک نور ملیگا لوگ اسکے ساتھ ہون گے اور جہنم کے پل پر آنکڑے اور کانٹے ہون گے وہ پکڑ لین گے جنکو خدا چاہیگا بعد اسکے منافقون کا نور بجھ جاویگا اور مومن نجات پاوین گے تو پہلا گروہ مومنون کا انکے مونہہ چودھوین رات کے چاند کے سے ہون گے ستر ہزار آدمیونکا ہوگا جن سے نہ حساب ہوگا نہ کتاب ف اور وہ بے پوچھے پاچھے کے جنت مین داخل ہون گے بخاری کی روایت مین ہے یہ وہ لوگ ہون گے جو نہ منتر کرتے ہین اور نہ بدفال لیتے ہین اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین ف اونکے بعد کا گروہ خوب چمکتے تارے کیطرح ہون گے پھر انکے بعد کا اُنسے اتر کر یہانتک کہ شفاعت کا وقت آویگا اور لوگ شفاعت کرین گے اور جہنم سے نکالا جاویگا وہ شخص بھی جسنے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اسکے دل مین ایک جو برابر بھی نیکی اور بہتر تھے یہ لوگ جنت کے آنگن مین ڈالدیے جاوینگے اور جنتی لوگ انپر پانی چھڑکین گے وہ اسطرح جمنین گے جیسے جھاڑ پانی کے بہاؤ مین پنپتا ہے اور اون کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہیگی پھر وہ سوال کرینگے خدا سے اور ہر ایک کو اتنا ملیگا جیسے ساری دنیا بلکہ دس دنیا برابر عن جابر رض سَمِعَہٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاُذُنَیْہِ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یُخْرِجُ نَاسًا مِّنَ النَّارِ فَیُدْخِلُہُمُ الْجَنَّۃَ ترجمہ جابر رض سے روایت ہے انہون نے سنا اپنے کانون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک اللہ تعالے چند لوگون کو دوزخ سے نکالکر جنت مین لیجاویگا عن حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ اَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَوْمًا مِّنَ النَّاسِ بِالشَّفَاعَۃِ قَالَ نَعَمْ ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہے کہ مین نے عمرو بن دینار سے پوچھا کیا تم نے سنا ہے جابر بن عبد اللہ کو حدیث بیان کرتے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالی کچھ لوگون کو جہنم سے نکالیگا شفاعت کیوجہ سے انہون نے کہا ہان

سنا ہے عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قوما يخرجون من النار يحترقون فيها الا دارات وجوههم حتى يدخلون الجنة ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ جہنم مین جلکر وہان سے نکلین گے اور جنت مین جاوینگے انکا سب بدن جل گیا ہوگا سوا منہ کے چکر کے ف کیونکہ منہ سے سجدہ کیا جاتا ہے دوسری حدیث مین ہے کہ تمام اعضا سجدہ کے انگارے سے بچے رہین گے جیسے اوپر گذر چکا عن يزيد الفقير قال كنت قد شغفني رأي من رأي الخوارج فخرجنا في عصابة ذوي عدد نريد ان نحج ثم نخرج على الناس قال فمررنا على المدينة فاذا جابر بن عبد الله يحدث القوم جالس الى سارية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاذا هو قد ذكر الجهنميين قال فقلت له يا صاحب رسول الله ما هذا الذي تحدثون والله يقول انك من تدخل النار فقد اخزيته و كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها فما هذا الذي تقولون قال فقال اتقرأ القرآن قلت نعم قال فهل سمعت بمقام محمد صلى الله عليه وسلم يعني الذي يبعثه الله فيه قلت نعم قال فانه مقام محمد صلى الله عليه وسلم المحمود الذي يخرج الله به من يخرج قال ثم نعت وضع الصراط ومر الناس عليه قال واخاف ان لا اكون احفظ ذاك قال غير انه قد زعم ان قوما يخرجون من النار بعد ان يكونوا فيها قال يعني ابا نعيم فيخرجون كانهم عيدان السماسم قال فيدخلون نهرا من انهار الجنة فيغتسلون فيه فيخرجون كانهم القراطيس فرجعنا قلنا ويحكم اترون الشيخ يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجعنا فلا والله ما خرج منا غير رجل واحد كما قال ابو نعيم ترجمہ یزید بن صہیب ابو عثمان فقیر سے روایت ہے میرے دل مین خارجیون کی ایک بات کھب گئی تھی (وہ یہ کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم مین رہے گا اور جو جہنم مین جاویگا وہ پھر وہان سے نہ نکلے گا) تو ہم نکلے ایک بڑی جماعت کے ساتھ اس ارادہ سے کہ حج کرین پھر خارجیون کا مذہب پھیلا دین جب ہم مدینہ مین پہنچے دیکھا تو جابر بن عبد اللہ ایک ستون کے پاس بیٹھے ہوئے لوگون کو حدیثین سنا رہے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انہون نے یکایک ذکر کیا دوزخیون کا مین نے کہا اے صحابی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تم کیا حدیث بیان کرتے ہو اللہ تعالی تو فرماتا ہے۔ اے رب ہمارے جسکو

تو جہنم مین لے گیا تو نے اسکو رسوا کیا اور فرماتا ہے جہنم کے لوگ جب وہان سے نکلنا چاہینگے تو پھر
اسی مین ڈالدیے جاوینگے **ف** یہ دونون آیتین خارجیونکی دلیل ہین جو کہتے ہین دوزخ مین جاکر پھر کوئی وہان
سے نہ نکلیگا حالانکہ یہ آیتین اُن کافرون اور مشرکون کے باب مین ہین جو ہمیشہ جہنم مین رہین گے
ف اب تم کیا کہتے ہو انہون نے کہا تو نے قرآن پڑھا ہے مین نے کہا ہان انہون نے کہا پھر تو نے حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہے یعنے وہ مقام جو اللہ تعالے انکو قیامت کے روز عنایت فرماویگا
(جسکا بیان اس آیت مین ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) مینے کہا ہان مین نے سنا ہے انہون
نے کہا پھر وہی مقام محمود ہے جسکی وجہ سے اللہ تعالی نکالیگا جہنم سے اُن لوگون کو جنکو چاہیگا
پھر بیان کیا انہون نے پلصراط کا حال اور لوگون کے گذرنے کا اس پل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد
نہ رہا ہو یہ مگر انہون نے یہ کہا کہ کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جاوین گے اسمین جانے کے بعد اور وہ
اسطرح سے نکلین گے جیسے آبنوس کی لکڑیان (سیاہ جل بھن کر) **ف** حدیث مین سماسم کا لفظ ہے
جو جمع ہے سمسم کی اور سمسم کہتے تل کو اسکی لکڑیان بھی ہوتی ہین کٹنے سے کالی ہو جاتی ہین اور بعضون نے کہا
یہ لفظ اصل مین ساسم تھا اسمین تحریف ہوکر سماسم ہو گیا اور ساسم کہتے ہین ایک سیاہ لکڑی کو مثل آبنوس
کے اور بعضون نے کہا ساسم کہتے ہین آبنوس کو (نووی مختصرًا) **ف** پھر جنت کی ایک نہر مین جاوینگے
اور وہان غسل کرینگے اور کاغذ کیطرح سفید ہوکر نکلین گے ۔ یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی
ہو تمہاری کیا یہ بوڑھا جھوٹ باندھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (یعنے وہ ہرگز
جھوٹ نہین بولتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا) اور ہم سب پھر گئے اپنے مذہب سے مگر ایک شخص نہ
پھرا تھا یا ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکین نے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اِذْ
اَخْرَجْتَنِیْ مِنْهَا فَلَا تُعِدْنِیْ فِيْهَا فَيُنْجِيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ فلا تعیدنی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاوینگے پھر وہ پیش کیے جاوینگے خدا کے سامنے
انمین سے ایک جہنم کیطرف دیکھکر کہیگا اے مالک میرے جب تو نے مجھکو نجات دی اس سے تو اب پھر مت لیجا اسمین
اللہ تعالے اسکو نجات دیگا جہنم سے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ
اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَهْتَمُّوْنَ لِذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ اللہ تعالی

لَوِاسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا قَالَ فَيَأْتُونَ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْخَلْقِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُّوحِهٖ وَأَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ قَالَ فَيَأْتُونَ نُوحًا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِي اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيلًا فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الَّذِي كَلَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ فَيَسْتَحْيِي رَبَّهُ مِنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رُوحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَأْتُونَ عِيسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رُوحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِّي فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي فَإِذَا أَنَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِي فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ سَلْ تُعْطَهْ اشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُ رَبِّي بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ قَالَ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ وَقَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ فِي رِوَايَتِهٖ قَالَ قَتَادَةُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو اکٹھا کریگا پھر وہ کوشش کرینگے اس مصیبت کو دور کرنے کی یا اونکے دل مین خدا اسکی فکر ڈالیگا وہ کہینگے اگر ہم کسیکی سفارش کراوین اپنے مالک کے پاس یہانسے آرام پانے کو تو بہتر ہے اور آوینگے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اور کہین گے تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا

چند چیزون کو اللہ تعالے نے اپنے خاص ہاتھ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی دینے کو ایک انمین سی حضرت آدم علیہ السلام ہین دوسرے توریت کو تختیونپر اپنے ہاتھ سی لکھا تھا تیسرے جنۃ العدن مین درخت اپنے ہاتھ سی لگائے یون تو سب چیزین خدا کے حکم سے پیدا ہوئی ہین پر ان چیزون کو خدا نے اپنے خاص ہاتھ سے بنایا جیسی حدیثین وارد ہوئی ہین خدا کا ہاتھ ویسا ہی مقدس اور بے شبہہ اور بے نظیر ہے جیسے اسکی ذات عز جل شانہ ف اور اپنی روح (یعنے اپنی پیدا کی ہوئی روح) تم مین پہونکی اور فرشتون کو حکم کیا انکو سجدہ کرین انہون نے سجدہ کیا آپکو تو آج ہم لوگون کی سفارش کرو اللہ تعالے کے پاس وہ آرام دیوے ہمکو اس جگہ کی تکلیف سے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنے گناہ کو یاد کر کے خدا تعالے سے شرماوین گے ف وہ گناہ کیا تہا اس درخت مین سے کہانا جس سی اللہ تعالی نے انکو منع کیا تھا۔ نووی نے کہا علمار نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبرون سے گناہ صادر ہوتے ہین یا نہین اور قاضی عیاض نے اس بحث مین ایک مختصر تقریر کی ہے وہ یہہ ہے کہ نبوت کی بعد انسے کفر سرزد نہین ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہین کفر سے لیکن نبوت سے پہلے تو اس مین اختلاف ہے اور صحیح یہہ ہے کہ نبوت سی پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہین اب رہے اور گناہ جو کفر سے کم ہین تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہین اور اسیطرح ان غلطیون سی جو تبلیغ رسالت مین ہون قولاً یا فعلاً یہ مذہب ہے استاد ابو مظفر اسفرائنی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ کا اور بعضون کے نزدیک فعل مین غلطی ہو سکتی ہے جیسے ہمارے پیغمبر کو سہو ہوا نماز مین لیکن ضرور ہے کہ وہ مطلع ہو جاوین اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا وفات سی پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علمار اور اکثر محققین کا اب رہے صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہین کہ انسے دنارت اور خست اور کمینہ پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہین اور باقی صغیرہ گناہون مین اختلاف ہے اکثر فقہا اور محدثین اور متکلمین سلف اور خلف اسطرف گئی ہین کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ انسے ہو سکتے ہین اور دلیل انکی قرآن کی آیتین اور حدیثین ہین اور ایک جماعت محققین کی فقہا اور متکلمین مین سی اسطرف گئی ہین کہ

ہین صغائر سے بھی جیسے کبائر سے پاک ہین اور نبوت کا منصب بالاتر ہے (یعنے گناہون کے

اور قصداً خدا کی مخالفت کرنے سی اور جو آیات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہین جلنے پیغمبرون الر

انکا ہی وہ تاویل کی گئی ہین یا محمول ہین سہو پر یا اللہ کا اذن تھا بعض چیزون مین لیکن انکو کا گنہگ

۰ ہوا خلاف کے کا اور بعضی چیزین ایسی ہین جو نبوت سی پہلے انسی سرزد ہوئین تہا اور یہ ہے مذہب ر ہوا

حق ہے اسلیئے کہ انبیا کے افعال اور اقوال کی ہمکو پیروی کرنا لازم ہے پھر اگر وہ خطاوار ہوں تو بہت سی افعال میں انکی پیروی لازم نہ ہو قاضی عیاض نے کہا ہے ہمنے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ ویسا دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور تو اس بات سی مت ڈر کہ یہ مذہب منسوب ہے خوارج اور معتزلہ اور بعضے گروہوں کی طرف اس لیے کہ انکا مطلب اس مذہب سے دوسرا ہے وہ کیا صغیرہ گناہ سے کافر ہو جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہہ جو خطائیں انبیا کی بیان کی گئیں ہیں جیسے آدم علیہ السلام کا بھولکر درخت میں سے کھالینا اور نوح علیہ السلام بد دعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسے علیہ السلام کا ایک کافر کو اور سچ چھپانا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہکر جو ایک طرح سے سچ ہو سکتی تھی یہ درحقیقت اوروں کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیا پر عتاب ہوا یا وہ ڈرے ان باتوں سے بوجہ قرب اور علو منزلت کی تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا ف لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ پہلے پیغمبر ہیں جنکو بھیجا اللہ تعالی نے ف امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہہ قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے اسلیے کہ حدیث سی صاف یہ امر نکلتا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاید ادریس نبی ہوں رسول نہوں قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی اسرائیل کے یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہوگا اسیطرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم اور شیث دونو پیغمبر تھے اور وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافر نہ تھے اسیطرح شیث کو وہ خلیفہ تھے آدم کے لیکن کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجا جانا تو یہ امر سب سے پہلے نوح کے لیے ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن بن بطال کا مذہب یہہ ہے کہ آدم رسول نہ تھے اور ابوذر کی حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس دونو رسول تھے (نووی) ف وہ آدمی آوینگے نوح کے پاس تو نوح کہیں گے میں لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں انسے ہوئی تھی یاد کریں گے اور شرماویں گے اپنے پروردگار سے اور کہیں گے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جنکو اللہ تعالی نے اپنا دوست بنایا تھا ف یعنے خلیل قاضی عیاض نے کہا خلت کی اصل میں معنی خاص کر لینا اور چن لینا اور خاص کر لینا اور بعضوں نے کہا خلت کے معنے قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا اسلیے کہ انہوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو سب مخلوقات سے اور چھوڑ دیا انکو اپنے

ربیٹا اور بعضون نی کہا خلت کے معنی یہی اور رضا دوستی جو باعث ہوتی ہی اسرار اور رموز کے تخلل کے یعنی بھید ان کے کسنے کی اور بعضون نے کہا خلت کے معنے محبت تمام ہوا کلام قاضی کا ابن انباری نی کہا خلیل کہتے ہین دوست کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت مین کوئی نقص اور خلل نہو واحدی نے کہا یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہین اللہ کے اور جس صورت مین خلت کے معنے قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ تعالے کو ابراہیم کا خلیل نہین کہہ سکتے (نووی) ف وی سب لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آوینگے وہ کہینگے مین اس لائق نہین اور اپنے خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرماوینگے لیکن تم جاؤ موسی علیہ السلام کے پاس جنسے اللہ تعالے نے بات کی اور انکو توریت شریف عنایت کی وے سب موسی علیہ السلام پاس آوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین اور اپنی خطا کو جو اُنسے ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے شرماوین گے ف نووی نے کہا موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات کی اسپر اجماع کیا اہلسنت نے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہی اور اللہ تعالے نے حقیقۃً حضرت موسی علیہ السلام سے کلام کیا جسکو حضرت موسی نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہی جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہین ف لیکن تم جاؤ عیسی علیہ السلام پاس جو اللہ کے روح ہین اور اسکے حکم سے پیدا ہوئے ہین وہ آوینگے عیسی روح اللہ پاس وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بندے ہین اللہ کے جنکے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے گئے ہین ف مراد اگلون سے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلون سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضون نے کہا کہ مراد امت کے اگلے اور پچھلے گناہ ہین اس صورت مین بخشش سے مراد بعضون کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے لیے جہنم سے بچنا اور بعضون نے کہا کہ مراد اُن گناہون سے وہ بھول چوک ہے جو آپ سے ہوئی اور بعضون نے کہا مراد اگلے گناہون سے آدم کی خطا ہے اور پچھلے سے امت کے گناہ اور بعضون نے کہا یہ تقدیر فرض ہے یعنی اگر تمہارے کچھ گناہ ہون تو وہ سب معاف اور مغفور ہین اور بعضون نے کہا کہ مقصود اس سے پاکی ہے آپ کی گناہون سے (نووی) نصاری اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ہمارے پیغمبر پر اعتراض کرتے ہین کہ جب وے خود گنہگار تھے تو اورون کو گناہون سے کیونکر پاک کرینگے انکا جواب یہ ہے کہ انکی کتب سابقہ سے اور پیغمبرون کا بھی گناہون مین مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب انکی طرف سے دیا جاویگا وہی جواب ہمارے پیغمبر کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر عام بندون کے اور اور خاص بندون کے اور دنیا مین بھی یہ مسئلہ مسلم ہے کہ عالم لوگون سے بہت سی اُن باتون کی شکایت نہین ہوتی

جو خاص بندون کے لیے بڑی تقصیرین سمجھی جاتی ہین اسیطرح پیغمبرون اور فرشتون کے گناہ البتہ ہمارے حق مین گناہ ہی نہین لیکن تقرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھے جاتے ہین اور چونکہ انبیا بشر ہین اور بتقاضا کہ بشر لوازم بشریت سے پاک نہین اسلیے خواہ کوئی نہ کوئی تقصیر یا غفلت کسی وقت مین ان سے ضرور واقع ہو جاتی ہے پھر اگر مالک اپنے کسی بندہ کی ایسی تقصیرون کو بھی بالتمام معاف کر دیوے تو یہ اسکی کمال کبریائی اور اسکی رحمت کے ساتھ اور اسمین عظمت اور بزرگی ہے اُس بندہ کی اور بندہ نیز تو یہ آیت درحقیقت ایک نعمت ہے ہمارے پیغمبر کے لیے نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہین خدا انکو ہدایت کرے البتہ انکا اعتراض اس صورت مین درست ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر کو معاذ اللہ بندگی سے بڑھا کر خدائی تک پہونچا دیتے جیسے انہون نے اپنے پیغمبر کے ساتھ کیا اور یہ ایسی بے وقوفی اور بے عقلی کی بات ہے کہ تمام مذاہب والے نصاری کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہین اور اسی خیال کی وجہ سے انکا سارا مذہب عقلا کے نزدیک لغو ہو گیا ہے لاحول ولا قوۃ **ف** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر وے سب لوگ میرے پاس آوینگے **ف** یعنے جب اور سب پیغمبر اُن کو جواب دینگے اور کہین گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لایق نہین تو وہ میرے پاس آوین گے قاضی عیاض نے کہا اور پیغمبرون کا یہ کہنا براہ تواضع اور انکسار ہو گا اور شاید اشارہ ہو اسبات کا کہ یہ درجہ یعنے شفاعت کبری ہمارا درجہ نہین بلکہ اُسکے بعد والے کا ہے اور شاید یہ معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والے پر حوالہ کیا کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہونچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبرون پر ظاہر ہووے اور حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کامون مین پہلے سن اور بزرگ لوگون کیطرف رجوع کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کرین گے اور مستعد ہو جاوینگے وہ اسوجہ سے کہ آپ جانتے ہونگے کہ یہ میرا ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے ہی رکھی ہے نووی نے کہا اللہ تعالے جو اُن لوگون کے دل مین ڈالیگا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاوینگے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اسیطرح اخیر تک اسمین یہ حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبرون پر معلوم ہو جاوے کیونکہ اگر پہلے ہی سے وہ آپ پاس آجاتے تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبرون سے بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب وہ سب سے سوال کر چکے اور کسی نے قبول نہ کیا اور آپ نے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الوہیت سے انکا کمال قرب ثابت ہوا اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبر ہون آدمی ہون یا جن یا فرشتے ظاہر ہوتی ہے کیونکہ اتنا بڑا کام یعنے شفاعت عظمی کسی اور سے نہو سکیگا اور آپ اسکو قبول کر لینگے

یا اللہ تو ہمکو اور سب مسلمان بھائیون کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یارب العالمین ف میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہونگا (بار یاب ہونے کی) مجکو اجازت ملیگی جب مین اوسکو دیکھونگا تو سجدے مین گر پڑونگا پھر وہ مجھے چھوڑ دیگا سجدے مین جب تک چاہیگا اور بعد اوسکے کہا جاویگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھا اپنے سر کو اور کہہ جو کہتا ہے سنا جاویگا اور مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کیجاویگی ف اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپکے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ درجہ اللہ تعالی نے خاص آپکے لیے رکھا ہے پر اوسکے اجازت قیامت کو دیگا اب جو لوگ خیال کرتے ہین کہ شفاعت کا اذن آپکو ہو چکا ہے اونکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن مین خود موجود ہے کہ وہان کسی کی شفاعت کارگر نہ ہوگی مگر جسکو خدا اذن دیگا اب یہ شفاعت بھی اونہی لوگون کے لیے ہوگی جنکا نجات دینا خدا کو منظور ہوگا تو درحقیقت نجات دینے والا اور عذاب سے بچانیوالا سوا خدا کے کوئی نہین بظاہر مین پیغمبرونکا رتبہ بڑھانے کے لیے اور اونکو خوش کرنے کے لیے اونسے سفارش کرا دیگا اور اون کی سفارش قبول کریگا یون نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر خدا کی درگاہ مین کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتے ہونگے کہ خدا تعالی مجبور ہو انکی سفارش مان لیگا کیونکہ خدا تعالے کی وہ شان ہے کہ اسپر رتی برابر کسی کا زور یا دباؤ نہین اور بڑے سے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی ہر ایک بات اوس سے یون ہی مانگین گے جیسے بندہ اپنے مالک سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے ۔ ف ت پھر مین سر اوٹھاونگا اور اپنے پروردگار کی تعریف کرونگا اوس طرح سے جیسے وہ مجھکو سکھا دیگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد میرے لیے مقرر کیجاویگی مین اس حد کے موافق لوگون کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین لیجاونگا اور دوبارہ اپنے پروردگار کے پاس آکر پھر سجدہ مین گر پڑونگا تو مجھکو رہنے دیگا سجدے مین جب تک اوسکو منظور ہوگا پھر حکم ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کو اوٹھا اور کہہ سنا جاویگا مانگ دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاویگی مین اپنے سر کو اوٹھاونگا اور اپنے مالک کی تعریف کرونگا جسطرح وہ مجھکو سکھاویگا پھر سفارش کرونگا تو ایک حد باندھی جاویگی مین اوس حد کے موافق لوگون کو دوزخ سے نکالونگا اور جنت مین داخل کرونگا راوی نے کہا مجھے یاد نہین آپنے تیسری بار یا چوتھی بار یون فرمایا مین کہونگا ای مالک میرے اب تو کوئی دوزخ مین نہین رہا مگر وہ جو قرآن کے موجب ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے لائق ہے قتادہ نے کہا یعنے جسکا ہمیشہ رہنا وہان ضرور ہے ف یعنے کافر اور مشرک جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اللہ نہین بخشیگا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے مذہب اہل حق کا

جسپر اجماع کیا سلف نے کہ جو شخص توحید پر مرے وہ ہمیشہ کے لیے جہنم مین نہ رہیگا (نووی) **عن** انس قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُهَمُّوْنَ بِذٰلِكَ اَوْ يُلْهَمُوْنَ ذٰلِكَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ عَوَانَةَ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ اٰتِيْهِ الرَّابِعَةَ اَوْ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ ترجمہ انس رض سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے اسمین یہ ہے کہ مین اپنے پروردگار کے پاس چوتھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا اے پروردگار اب تو دوزخ مین کوئی باقی نہین رہا مگر جسکو قرآن نے روک رکھا (یعنی قرآن کے موجب وہ ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے سزاوار ہے) **عن** انس بن مالک اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الرَّابِعَةِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ ترجمہ انس رض بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی اکٹھا کریگا مومنون کو قیامت کے دن انکو خیال آوے گا اخیر تک جیسے اوپر حدیث گذری اسمین یہ ہے کہ آپ چوتھی بار مین عرض کرینگے اے پروردگار اب تو جہنم مین کوئی نرہا مگر جو قرآن کے حکم سے رکا ہوا ہے یعنی جو ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے **عن** انس ابن مالک اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ ذَرَّةً زَادَ ابْنُ مِنْهَالٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ يَزِيْدُ فَلَقِيْتُ شُعْبَةَ فَحَدَّثْتُهٗ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بِهٖ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيْثِ اِلَّا اَنَّ شُعْبَةَ جَعَلَ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذُرَةً قَالَ يَزِيْدُ صَحَّفَ فِيْهَا اَبُوْ بِسْطَامٍ ترجمہ انس رض بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دل مین ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اسکے دلمین ایک گیہون برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے وہ شخص جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اُسکے دلمین چیونٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ نے اس حدیث مین تصحیف کی اور بجائے ذرہ کے (جسکے معنی چیونٹی کے ہین) اُنہون نے ذُرہ روایت کیا (جو ایک اناج ہے جسکو جینا کہتے ہین) **عن** مَعْبَدِ بْنِ هِلَالٍ الْعَنَزِيِّ قَالَ انْطَلَقْنَا اِلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَشَفَّعْنَا بِثَابِتٍ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَاْذَنَ لَنَا ثَابِتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَاَجْلَسَ ثَابِتًا مَعَهٗ عَلٰى سَرِيْرِهٖ

فقلت له يا أبا حمزة إن إخوانك من أهل البصرة يسألونك أن تحدثهم حديث الشفاعة قال
حدثنا محمد صلى الله عليه وسلم قال إذا كان يوم القيامة ماج الناس بعضهم إلى بعض فيأتون آدم
عليه الصلوة والسلام فيقولون له اشفع لذريتك فيقول لست لها ولكن عليكم بإبراهيم
فإنه خليل الله فيأتون إبراهيم عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بموسى فإنه كليم الله لي الله لها
عز وجل فيؤتى موسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بعيسى فإنه روح الله
وكلمته فيؤتى عيسى عليه السلام فيقول لست لها ولكن عليكم بمحمد صلى الله عليه
وسلم فأوتى فأقول أنا لها أنطلق فأستأذن على ربي فيؤذن لي فأقوم بين يديه فأحمده بمحامد
لا أقدر عليه الآن إلا أن يلهمنيه الله عز وجل ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك تعالى
وقل يسمع لك وسل تعطه لك واشفع تشفع فأقول رب أمتي أمتي فيقال انطلق فمن كان في
قلبه مثقال حبة من برة أو شعيرة من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أرجع إلى فأخرجه
ربي عز وجل فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل
يسمع وسل تعطه واشفع تشفع فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه
مثقال حبة من خردل من إيمان فأخرجه منها فأنطلق فأفعل ثم أعود إلى ربي فأحمده بتلك
المحامد ثم أخر له ساجدا فيقال لي يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك وسل تعطه واشفع تشفع
فأقول يا رب أمتي أمتي فيقال لي انطلق فمن كان في قلبه أدنى أدنى أدنى من مثقال حبة من
خردل من إيمان فأخرجه من النار فأنطلق فأفعل هذا حديث أنس الذي أنبأنا به فخرجنا
من عنده فلما كنا بظهر الجبان قلنا لو ملنا إلى الحسن فسلمنا عليه وهو مستخف في دار أبي خليفة قال
قال فدخلنا عليه فسلمنا عليه قلنا يا أبا سعيد جئنا من عند أخيك أبي حمزة فلم نسمع
بمثل حديث حدثناه في الشفاعة فقال هيه فحدثناه الحديث فقال هيه قلنا ما زادنا
قال قد حدثنا به منذ عشرين سنة وهو يومئذ جميع ولقد ترك شيئا ما أدري أنسي
الشيخ أم كره أن يحدثكم فتتكلوا قلنا له حدثنا فضحك وقال خلق الإنسان من عجل
ما ذكرت لكم هذا إلا وأنا أريد أن أحدثكموه ثم أرجع إلى ربي عز وجل في الرابعة
فأحمده بتلك المحامد ثم أخر له ساجدا فيقول لي يا محمد ارفع رأسك وقل يسمع لك فيقال

وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ لَيْسَ ذَالِكَ لَكَ اَوْ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِلَيْكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ وَجِبْرِيَائِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَاَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ اَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهٖ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَرَاهُ قَالَ قَبْلَ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيْعٌ ترجمہ معبد بن ہلال عنزی سے روایت ہے ہم انس بن مالک کے پاس گئے اور ثابت کی سفارش چاہی (انسے ملنے کے لیے) آخر ہم ان تک پہونچے وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمارے لیے اجازت مانگی اندر آنے کی ہم اندر گئے انھون نے ثابت کو اپنے ساتھ بٹھایا تخت پر ثابت نے کہا اے ابوحمزہ (یہ کنیت ہے انس کی) تمہارے بھائی بصرہ والے چاہتے ہین تم اُن کو شفاعت کی حدیث سناؤ اُنہون نے کہا ہمسے بیان کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جاوینگے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پاس آوینگے اور کہین گے تم اپنی اولاد کی سفارش کرو (خدا کے پاس تا وہ نجات دیوے اس آفت سے) وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے دوست ہین لوگ اُنکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہین (یعنے اللہ نے انسے کلام کیا بلا واسطہ) لوگ اُنکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت عیسی علیہ السلام پاس جاؤ وہ روح اللہ ہین اور اُس کا کلمہ ہین (یعنے بن باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہین) لوگ اُنکے پاس جاوینگے وہ کہین گے مین اس لائق نہین لیکن تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ لوگ میرے پاس آوینگے مین کہونگا اچھا یہ میرا کام ہے اور مین چلونگا اور خدا تعالے سے اجازت مانگونگا (باریاب ہونے کی) مجھکو اجازت ملیگی مین اُسکے سامنے کھڑا ہونگا اور ایسی ایسی تعریفین اُسکی بیان کرونگا جو اب مین نہین بیان کر سکتا اسوقت اللہ میرے دل مین ڈالدیگا بعد اسکے سجدے مین گر پڑونگا آخر حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اُٹھا اور کہہ ہم سنین گے مانگ ہم دین گے سفارش کر ہم قبول کرینگے مین عرض کرونگا مالک میری اُمت میری اُمت حکم ہوگا جا اور جسکے دل مین گیہون یا جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اُسکو نکال لے دوزخ سے مین ایسے سب لوگون کو نکال لونگا اور پھر اپنے مالک کے پاس آنکر ویسی ہی تعریفین کرونگا پھر سجدے مین گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھا اور کہہ جو کہتا ہے تیری بات سنی جاویگی مانگ جو مانگتا ہے

لیگا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی میں عرض کرونگا مالک میرے امت میری امت میری (یعنے اپنی امت کی بخشش چاہتا ہوں) حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو اسکو جہنم سے نکال لے میں ایسا ہی کرونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤنگا اور ایسی ہی تعریفیں کرونگا اور سجدے میں گر پڑونگا حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اوٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ دینگے سفارش کر قبول کرینگے میں عرض کرونگا اے مالک میرے امت میری امت میری حکم ہوگا جا اور جسکے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم بہت کم بہت ہی کم ایمان ہو اوسکو جہنم سے نکال لے میں جا کر ایسا ہی کرونگا ف نووی نے کہا اس حدیث سے سلف اور اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اسکا بیان اوپر گذر چکا ف معبد بن ہلال نے کہا یہ انس رض کی حدیث ہے جو انہوں نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے پاس سے نکلے جب جبان (قبرستان) کی بلندی پر پہونچے تو ہم نے کہا کاش ہم حسن بصری کے طرف چلیں اور اونکو سلام کریں وہ ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے (حجاج بن یوسف ظالم کے ڈر سے) خیر ہم اونکے پاس گئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اے ابو سعید ہم تمہارے بھائی ابو حمزہ (انس) کے پاس سے آرہے ہیں انہوں نے شفاعت کے باب میں ایک حدیث ہمسے بیان کی ویسی حدیث ہم نے نہیں سنی انہوں نے کہا بیان کرو ہم نے وہ حدیث انسے بیان کی انہوں نے کہا اور بیان کرو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انہوں نے بیان نہیں کی انہوں نے کہا یہ حدیث تو انہوں نے ہمسے بیس برس پہلے بیان کی تھی جب وہ ٹانٹھے تھے (یعنے اتنے بوڑھے نہ تھے جیسے اب ہیں) اب انہوں نے (انس نے) کچھ چھوڑ دیا میں نہیں جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب نہ جانا ایسا نہ ہو تم بھروسا کر بیٹھو (اور نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے اونسے کہا وہ کیا ہے ہمسے بیان کرو یہ سنکر ہنسے اور کہا انسان کی پیدائش میں جلدی ہے میں نے تمسے یہ قصہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تمسے بیان کروں اس ٹکڑے کو (جو انس نے چھوڑ دیا یعنے تم جلدی کر کے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب بھی میں بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پھر لوٹونگا اپنے پروردگار پاس چوتھی بار اور اسی طرح تعریف توصیف کرونگا پھر سجدے میں گرونگا مجھکو حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاؤ اور کہو ہم سنیں گے مانگو ہم دینگے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اسوقت میں عرض کرونگا مالک میرے مجھکو اجازت دے اس شخص کو بھی جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنے صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ تعالیٰ

فرماوے گا یہہ تمہارا کام نہیں لیکن قسم ہے میری عزت اور بزرگی اور جاہ جلال کی مین جہنم سے
نکالونگا اس شخص کو جسنے لا الہ الا اللہ کہا ہو معبد نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ جسنے یہ حدیث
ہمسے بیان کی اور کہا کہ انہون نے ہمکو انس رض سے سنا ہے مین سمجھتا ہون یون کہا بیس برس آگے
جب وہ زوردار تھے (یعنے انکا حافظہ اچھا تھا بدن مین طاقت تھی) عن ابی ہریرۃ قال اتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنہش منہا
نہشۃ فقال انا سید الناس یوم القیمۃ وہل تدرون بم ذالک یجمع اللہ عز وجل
یوم القیمۃ الاولین والاخرین فی صعید واحد فیسمعہم الداعی وینفذہم البصر
وتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم والکرب ما لا یطیقون وما لا یحتملون فیقول
بعض الناس لبعض الا ترون ما انتم فیہ الا ترون ما قد بلغکم الا تنظرون الی من یشفع لکم
الی ربکم فیقول بعض الناس لبعض ائتوا ادم فیاتون ادم فیقولون یا ادم انت ابو البشر خلقک
اللہ بیدہ ونفخ فیک من روحہ وامر الملئکۃ فسجدوا لک اشفع لنا الی ربک الا ترى ما نحن
فیہ الا ترى ما قد بلغنا فیقول ادم ان ربی غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب
بعدہ مثلہ وانہ نہانی عن الشجرۃ فعصیتہ نفسی نفسی اذہبوا الی غیری اذہبوا الی
نوح فیاتون نوحا فیقولون یا نوح انت اول الرسل الی الارض وسماک اللہ عبدا شکورا
اشفع لنا الی ربک الا ترى ما نحن فیہ الا ترى الی ما قد بلغنا فیقول لہم ان ربی قد
غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ وانہ قد کانت لی دعوۃ
دعوت بہا علی قومی نفسی نفسی اذہبوا الی ابراہیم فیاتون ابراہیم فیقولون انت
نبی اللہ وخلیلہ من اہل الارض اشفع لنا الی ربک الا ترى ما نحن فیہ الا ترى ما قد
بلغنا فیقول لہم ابراہیم ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولا یغضب بعدہ
مثلہ وذکر کذباتہ نفسی نفسی اذہبوا الی غیری اذہبوا الی موسی فیاتون موسی
علیہ السلام فیقولون یا موسی انت رسول اللہ فضلک اللہ برسالاتہ وبتکلیمہ علی الناس اشفع
لنا الی ربک الا ترى ما نحن فیہ الا ترى ما قد بلغنا فیقول لہم موسی علیہ الصلوۃ و
السلام ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ وانی قتلت نفسا

لم أومر بقتلها نفسي نفسي اذهبوا الى عيسى فيأتون عيسى عليه السلام فيقولون يا عيسى انت
رسول الله وكلمت الناس في المهد وكلمة منه ألقاها الى مريم وروح منه فاشفع لنا الى
ربك ألا ترى ما نحن فيه ألا ترى ما قد بلغنا فيقول لهم عيسى إن ربي قد غضب اليوم
غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله ولم يذكر له ذنبا نفسي نفسي اذهبوا
الى غيري اذهبوا الى محمد صلى الله عليه وسلم فيأتوني فيقولون يا محمد انت رسول الله
وخاتم الأنبياء وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر اشفع لنا الى ربك ألا
ترى ما نحن فيه ألا ترى ما قد بلغنا فأنطلق فآتي تحت العرش فأقع ساجدا لربي عز وجل
ثم يفتح الله علي ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئا لم يفتحه لأحد قبلي الله تعالى
ثم يقال يا محمد ارفع رأسك سل تعطه اشفع تشفع فأرفع رأسي فأقول يا رب أمتي
أمتي فيقال يا محمد أدخل الجنة من أمتك من لا حساب عليه من باب الأيمن من أبواب الباب
الجنة وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب والذي نفس محمد بيده إن ما
بين المصراعين من مصاريع الجنة لكما بين مكة وهجر أو كما بين مكة وبصرى ترجمہ ہجر

ابوہریرہ رض سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گوشت لایا گیا تو آپکو دست دیا گیا اور دست کا گوشت آپکو بہت پسند تھا ف اسلیے کہ وہ بے ریشہ ہوتا ہے اور جلدی گل جاتا ہے اور اسکا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے ترمذی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ دست کا گوشت آپکو پسند نہ تھا بلکہ آپ کو گوشت ایک دن آ کر ملتا تو آپ دست لیتے تاکہ جلدی پک جاوے ف آپنے دانتوں سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں سردار ہونگا سب آدمیوں کا قیامت کے دن ف آپنے یہ فرمایا اللہ کا احسان ظاہر کرنے کے لیے اور اسکا حکم ہوا ہے آپ کو اور اپنا درجہ بتلانے کے لیے ہمارے فائدہ کے لیے قاضی عیاض نے کہا سردار وہ ہے جو سب لوگوں سے درجے میں زیادہ ہوا اور جسکی طرف لوگ سختی کے وقت پناہ لیویں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سردار ہیں آدمیوں کے دنیا اور آخرت دونوں میں پر آپنے خاص کیا قیامت کو اسلیے کہ وہاں کی سرداری عمدہ ہے اور وہاں سب لوگ اگلے اور پچھلے اکٹھا ہونگے اور آدم اور انکی اولاد آپ کے جھنڈے کے تلے ہونگے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن کسی کی سلطنت ہوگی اللہ کی جو اکیلا ہے زبردست حالانکہ اللہ کی سلطنت دنیا میں بھی ہے پر قیامت کے دن پوری سلطنت ہوگی اسلیے کہ اور کوئی دعوے

کرنے والا نہین رہے گا (نووی) ف اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کریگا قیامت کے دن اگلون اور پچھلون کو ایک ہی میدان مین یہانتک کہ پکارنے والے کی آواز اُن سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والے کی نگاہ اُن سب پر پہونچے گی ف یعنے وہ میدان ایسا صاف اور ہموار ہوگا کہ دیکھنے مین نگاہ سب تک جاسکیگی برخلاف دنیا کے کہ یہان زمین کی گولائی کی وجہ سے نگاہ سب طرف نہین جاسکتی بعضون نے کہا مراد خدا کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پہونچتی ہے خواہ میدان ہموار ہو یا نہ ہو ف اور آفتاب نزدیک ہو جاویگا اور لوگون پر وہ مصیبت اور سختی ہوگی کہ اسکو سہہ نہ سکین گے اور برداشت کر نہ سکین گے آخر آپس مین ایکدوسرے سے کہین دیکھتے نہین تم کس حال مین ہو دیکھتے نہین تمکو کیا صدمہ پہونچا اب تم تلاش نہین کرتے اس شخص کی جو سفارش کرے تمھاری خدا کے پاس پھر وہ ایکدوسرے سے کہین چلو آدم علیہ السلام کے پاس اور انکے پاس جاوینگے اور کہین گے ای آدم تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ تعالےٰ نے تمکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح تم مین پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا انہون نے سجدہ کیا تمکو ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس حال مین ہین کیا تم نہین دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہے آدم علیہ السلام کہین گے آج میرا پروردگار غصہ ہوا اور ایسا غصہ ہو کہ کبھی ایسا غصہ نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اس نے مجھے منع کیا تھا درخت سے لیکن مین نے اسکی نافرمانی کی (اور درخت مین سے کھا لیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے ای نوح تم سب پیغمبرون سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالےٰ نے تمہین شکرگذار بندہ کہا تم ہماری سفارش کرو اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر آئی ہے وہ کہین گے میرا رب آج ایسا غصہ ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور مین نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اسلیئے مجھے خود اپنی فکر ہے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب ملکر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہین گے ای ابراہیم تم اللہ کے نبی ہو اور اسکے دوست ہو زمین والون مین سے تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہین گے میرا پروردگار آج اتنا غصہ ہے کہ ویسا کبھی نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور اپنی جھوٹ باتون کو بیان کرینگے (یعنے جو دنیا مین جو انہون نے تین بار جھوٹ بولا تھا) اسلیئے مجھے خود اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ موسےٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہین گے ای موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہین بزرگی دی اپنے پیامون سے اور

اپنی کلام سے سب لوگونپر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے موسیٰ کہین گے میرا پروردگار آج ایسے غصے مین ہے کہ اتنا کبھی غصے نہین ہوا تھا نہ ہوگا اور مین نے دنیا مین ایک خون کیا تھا جسکا مجھے حکم نہ تھا اسلیے مجھکو خود اپنی فکر ہی ہی فکر ہے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آوینگے اور کہین گے ای عیسیٰ تم اللہ کے رسول ہو تم نے لوگون سے بات کی ہنڈولے مین (جھولی مین دودہ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو جو اوسنے ڈالی مریم مین اور اسکی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہین دیکھتے ہم جس حال مین ہین اور جو مصیبت ہمپر پڑی ہے عیسیٰ علیہ السلام کہین گے میرا پروردگار آج اسقدر غصہ ہے کہ اتنا غصے کبھی نہین ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا **ف** نووی نے کہا مراد غصے سے یہ ہے کہ اللہ تعالی بدلہ لینے والا ہوگا نافرمانون سے اور اسکا عذاب سامنے موجود ہوگا اور طرح طرح کے ہول اور ڈر جو حشر والون کو ہونگے اور یہ باتین نہ پہلے ہوئین ہین اور نہ آیندہ ہونگی تو اللہ کے غضب سے یہی مراد ہے اسواسطے کہ محال ہے تغیر اوسکے حق مین غضب یا رضا سے سراج الوہاج مین ہے کہ نووی نے اس مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گذر چکی کہ سلف کا مذہب صفات مین یہ ہے کہ جو صفات کتاب اور سنت مین وارد ہین اونکو روایت کرنا اونپر یقین کرنا ظاہر پر روان کرنا بغیر تاویل اور تکییف اور تعطیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا یہ غایت ہے غضب کی نہ اوسکا معنے لغوی **ش** اور کوئی گناہ اونکا بیان نہین کیا (جیسے اور پیغمبرون کی خطائین بیان کین کیونکہ حضرت عیسیٰ کا کوئی گناہ منقول نہین) تو سمجھے اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم اور کسیکے پاس جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ سب میرے پاس آوینگے اور کہین گے ای محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیا ہو اللہ نے تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخشدیے ہین تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا حال نہین دیکھتے کیا تم نہین دیکھتے ہم کس مصیبت مین ہین مین یہ سنکر چلونگا اور عرش کے تلے آکر اپنے پروردگار کو سجدہ کرونگا پھر اللہ تعالے میرا دل کھولدیگا اور وہ وہ تعریفین اپنی مجھکو بتلادیگا جو مجھسے پہلے کسی کو نہین بتلائین (مین اسکی خوب تعریف اور حمد کرونگا) پھر فرماویگا اے محمد اپنا سر اوٹھا مانگ جو مانگتا ہے دیا جاویگا سفارش کر قبول کیجاوے گی مین سر اوٹھاؤنگا اور کہونگا ای پروردگار امت میری امت میری **ف** یہانسے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اور پیغمبرون کا درجہ

پہچان لینا چاہیے وہ نفسی نفسی کہین گے اور اپنی جان کی فکر مین سرگردان ہونگے اور ہمارے پیغمبر
عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھوڑانے کے جویان ہون گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت
صادق ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا
اور آخرت مین اس سے بڑھکر کونسا شرف ہے اور اس سے زیادہ کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا
اس شخص مین جو دنیا مین اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص مین جو عالم لوگون کی بھلائی چاہتا ہی
اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہین ہی جو شخص عام مسلمانون کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسے
بناوے سرا بنواوے مسلمانون کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی
اور ذلت سے بچین دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلاوے تجارت یا صنعت یا حرفت کے آلات و اسباب شائع
کرے اسکا درجہ اس مسلمان سے کہین فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت مین مصروف رہے

ف حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت مین سے ان لوگون کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا باب ایمن
مین سے جنت مین داخل کر اور وہ اور لوگون کے شریک ہین باقی دروازون مین جنت کے یعنے انمین سے
بھی جا سکتے ہین پر یہہ دروازہ انکے لیے مخصوص ہے) قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے جنت کے
دروازے کے دونون بازؤن مین اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (جو ایک شہر ہے بحرین مین) یا جیسے
مکہ اور بصرے مین (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) **ف** یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ
پر ہے تو جنت کا پھاٹک اسقدر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونا دوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہے
اللہ اکبر جل شانہ اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اللہ سے کتنی بڑی ہے **عَنْ** اَبِیْ هُرَيْرَةَ
قَالَ وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ مِّنْ ثَرِيْدٍ وَّلَحْمٍ فَتَنَاوَلَ
الذِّرَاعَ وَكَانَتْ اَحَبَّ الشَّاةِ اِلَيْهِ فَنَهَسَ نَهْسَةً فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ
نَهَسَ نَهْسَةً اُخْرٰى فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَمَّا رَاٰى اَصْحَابَهٗ لَا يَسْئَلُوْنَهٗ قَالَ
اَلَا تَقُوْلُوْنَ كَيْفَهْ قَالُوْا كَيْفَهْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ
بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ وَزَادَ فِيْ قِصَّةِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ
وَذَكَرَ قَوْلَهٗ فِي الْكَوْكَبِ هٰذَا رَبِّيْ وَقَوْلَهٗ لِاٰلِهَتِهِمْ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَوْلَهٗ اِنِّيْ
سَقِيْمٌ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ اِلٰى عِضَادَتَيِ

الْبَابِ لَكَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ اَوْ هَجَرَ وَمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ ترجمہ ابوہریرہ رضہ سے روایت
ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا ثرید کا (ثرید ایک کھانا ہے جو روٹے اور شوربا
ملا کر بناتے ہیں) اور گوشت آپنے دست کا گوشت لیا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ
نے ایک بار منہ سے اوسکو نوچا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوچا اور
فرمایا میں لوگونکا سردار ہونگا قیامت کے دن جب آپنے دیکھا آپکے یار کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ
نہیں پوچھتے کیونکر انہوں نے کہا کیونکر یا رسول اللہ آپنے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے خدا کے سامنے
اور بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری حضرت ابراہیم کے قصے میں اتنا زیادہ ہے کہ اونہوں نے
بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) ستارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم
کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرک صادر نہیں ہوتی پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے تارے کو
خدا قرار دیا پھر چاند کو پھر سورج کو جب یہ سب ڈوب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہی ہے جسنے ان سبکو پیدا
کیا) تو انکو آپنے توڑا تھا اور کہا تھا بڑے بت نے توڑا ہے بیمار نہ تھے اور کہا تھا میں بیمار ہوں قسم اوسکی جسکے ہاتھ
میں محمد کی جان ہے جنت کے دونوں پٹوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر میں ہے
یا یوں کہا جتنا ہجر اور مکہ میں ہے مجھے یاد نہیں کیونکر کہا (یعنے ہجر کو پہلے کہا یا مکے کو) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
وَحُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُوْمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
هَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ اٰدَمَ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ
اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِنْ وَرَاءَ وَرَاءَ اِعْمِدُوْا
اِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا
اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهِ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْمُ وَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنَبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا
فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ
بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ

الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيبُ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ بِاَخْذِ مَنْ
اُمِرَتْ بِهِ فَمَخْدُوشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِي نَفْسُ اَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِينَ
خَرِيفًا ترجمہ ابوہریرہ اور حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن لوگوں کو جمع کریگا تو مسلمان کھڑے رہیں گے یہانتک کہ جنت اُن کے پاس آجاویگی پھر وہ آدم علیہ
السلام پاس آوینگے اور کہیں گے باوا ہمارے جنت کو کھلواؤ ہمارے لیے وہ کہیں گے جنت سے تمکو نکالا
کسنے میری ہی گناہ نے تو نکالا اب مجھسے یہ کام نہیں ہوسکتا البتہ تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے
پاس جاؤ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے مجھسے یہ کام نہیں ہوسکتا میں اللہ کا دوست تھا لیکن پرے پرے
(یعنے مجھے اللہ جل جلالہ سے اتنے نزدیکی نہیں ہوئی کہ کوئی آڑ نہ رہے بلکہ دو حجاب تھے نیز میں نے اُس سے بات کی
بلا واسطہ نہ اوسکو دیکھا) تم جاؤ موسیٰ کے پاس جنسے اللہ تعالیٰ نے بات کی وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آوینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں تم عیسےٰ کے پاس جاؤ جو اللہ کا کلمہ ہیں اور اوسکے روح ہیں عیسےٰ
علیہ السلام کہیں گے میرا یہ کام نہیں پھر وہ سب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوینگے آپ کھڑے ہونگے
اور آپ کو اجازت ملیگی (جنت کھلوانے کی) اور امانت اور ناتے کو بھیجدیا جاویگا وہ پلصراط کے داہنے
اور بائیں کھڑے ہو جاوینگے ف کیونکہ یہ دونوں بڑے کام ہیں جنکا خیال مومن کو ہمیشہ رکھنا چاہیے
امانت یعنی خلوص اور سچائی صداقت اور راستباری بات چیت اور ہر کام کاج میں اور ناتا یعنے رشتہ
داروں سے جو محتاج ہوں سلوک کرنا انکی خبر لینا ف تم میں سے پہلا شخص پلصراط سے اسطرح
پار ہوگا جیسے بجلی اُنہوں نے کہا آپ پر ہمارے ماں باپ صدقے ہوں بجلی کی طرح کونسی چیز گذرتی ہے آپنے فرمایا
تمنے بجلی کو نہیں دیکھا وہ کیسی گذر جاتی ہے اور پھر لوٹ آتی ہے پل مارنے میں پھر جیسے ہوا جاتی ہے پھر جیسے
پرندہ اُڑتا ہے پھر جیسے آدمی دوڑتا ہے اپنے اپنے اعمال کے موافق اور تمہارے پیغمبر پل پر کھڑے ہونگے وہ کہتے ہونگے
یا اللہ بچا یا اللہ بچا یہانتک کہ اعمال کا زور گھٹ جاویگا (یعنے عمدہ اعمال والے نکل جاوین گے اور وہ لوگ رہ جاوینگے جنکے نیک
عمل کم ہیں انکو پار ہونا دشوار ہوگا) اور ایک شخص آویگا وہ چل نہ سکیگا مگر گھسٹتا ہوا اور اس پل کے دونوطرف
آنکڑے ہونگے لٹکتے ہوئے جسکو حکم ہوگا اُسکو پکڑ لیں گے پھر بعضا آدمی چھل چھلا کر نجات پاجاویگا اور بعضا
آدمی اُلٹ پلٹ کر جہنم میں گریگا قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر برس
کی راہ ہے ف یعنے اگر کوئی چیز اسمیں گرے تو ستر برس تک تہ کو پہنچے معاذ اللہ ع آمین یا الٰہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَاَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور سب پیغمبروں سے زیادہ میرے لوگ ہوں گے قیامت کے دن عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب پیغمبروں سے زیادہ میری تابع ہونگے قیامت کے روز اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھڑکھڑاونگا (یعنے کھلواونگا) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا يُصَدِّقُهُ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں شفاعت کرونگا اور کسی پیغمبر کو اتنے لوگوں نے نہیں مانا جتنے لوگوں نے مجکو مانا اور بعضا پیغمبر تو ایسا ہے کہ اوسکا ماننے والا ایک ہی شخص ہے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آونگا اور دروازہ کھلواونگا چوکیدار پوچھے گا تم کون ہو میں کہونگا محمد وہ کہے گا آپ ہی کے واسطے مجھے حکم ہوا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولنا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَّدْعُوْ بِهَا فَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے (جسکو خداوند تعالے ضرور قبول کرتا ہے اور باقی دعائیں قبول بھی ہوتی ہیں اور نہیں بھی ہوتیں) تو میں چاہتا ہوں اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن تک اپنی امت کی شفاعت کے لیے

یَدْعُوْ بِهَا

ف یعنے دنیا میں اس دعا کو نہ مانگوں بلکہ آخرت کے لیے اوٹھا رکھوں اور اپنی امت کی نجات کے لیے صرف کروں سبحان اللہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے امت سے کیسی محبت تھی اور الفت کہ باپکو بیٹے سے ویسی الفت نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی امت کی اسوقت مدد کرینگے جب باپ بیٹے سے

بیٹا باپ سے خاوند جورو سے جورو خاوند سے ہر ایک عزیز اپنے سے بیزار ہوگا اور سب کو اپنی اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی دعوۃ واردت ان شاء اللہ ان اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا اوٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کروں عن ابی ھریرۃ قال لکعب الاحبار ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل نبی دعوۃ یدعو بھا فانا ارید ان شاء اللہ ان اختبی دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ فقال کعب لابی ھریرۃ انت سمعت ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ھریرۃ نعم ترجمہ ابو ہریرہ رض نے کعب احبار سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا ہوتی ہے جسکو وہ مانگتا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کعب نے ابو ہریرہ سے کہا تم نے یہ سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ نے کہا ہاں عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبات دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیمۃ فھی نائلۃ ان شاء اللہ من مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کرکے وہ دعا مانگ لی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھتا ہوں قیامت کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر مرا ہو فقط یعنی خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہوا اگرچہ کتنا ہی گنہگار رہو۔ نووی نے کہا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جاوے شرک سے پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہیگا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اسکے دلائل اوپر بیان ہو چکے سراج الوہاج میں ہے کہ شرک عام ہے خواہ دوسرا کوئی خدا ثابت کرے یا اسکی کسی صفت کو اسکی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ کوئی ہو ثابت کرے اور شرک ایک جلی ہے اور ایک خفی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے اللہ تعالے نے فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ آیت صادق ہے ان مقلدین پر

جنہون نے اپنے عالمون اور مجتہدون کو خدا بنا رکھا ہے اور اُن لوگو نپر جو قبر وغیرہ کا کام کرتے ہین جو خاص ہین اللہ ہی اور کاٹتے ہین جانورون کو سوا اللہ کے اور اونکے نام پر وہ سب مشرک ہین اور باوجود اسکے امید رکھتے ہین نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنی بزرگون کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہی جو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھلا نہ چھپا اور جو شرک کرے اُسکی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ جہنم مین رہیگا خواہ کوئی ہو کہین ہو لیتے ہے عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ یَدْعُوْ بِہَا فَیُسْتَجَابُ لَہٗ فَیُؤْتَاہَا وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور دیجاتی ہے اور مین نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔

عَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ دَعَا بِہَا فِیْ اُمَّتِہٖ فَاسْتُجِیْبَ لَہٗ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اَنْ اَدَّخِرَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہوتی ہے اوسکی امت کے حق مین اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصد یہ ہے خدا چاہے تو مین اپنی دعا کو اٹھا رکھون اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ دَعَاہَا لِاُمَّتِہٖ وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جو اُسنے مانگی اپنے امت کی لیے اور مین اپنی دعا چھپا رکھی ہو اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ قَدْ دَعَا بِہَا فِیْ اُمَّتِہٖ وَخَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِّاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیغمبر کی ایک دعا ہے جسکو اوسنے مانگا اپنی امت کی حق مین اور مین نے اپنی دعا کو اوٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے

باب دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِہٖ وَبُکَائِہٖ شَفَقَۃً عَلَیْہِمْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور رونا انکے حال پر شفقت سے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو

ن اَنْ اُؤَخِّرَہٗ

بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم تلا قول الله تعالى في ابراهيم رب انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم الآية وقال عيسى عليه السلام ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم فرفع يديه وقال اللهم امتي امتي وبكى فقال الله عز وجل يا جبريل اذهب الى محمد وربك اعلم فسئله ما يبكيك فاتاه جبريل عليه السلام فسأله فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بما قال وهو اعلم وقال الله عز وجل يا جبريل اذهب الى محمد فقل انا سنرضيك في امتك ولا نسوءك ترجمہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی جسمیں حضرت ابراہیم کا قول ہے اے رب انہوں نے بہکایا (یعنی بتوں نے) بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ پر چلا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اور یہ آیت جسمیں حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہے اگر تو انکو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو انکو بخش دے تو بھی تو تو مالک ہے حکمت والا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے پروردگار میری امت میری امت اور رونے لگے اللہ تعالی نے فرمایا اے جبرائیل تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور میں خوب جانتا ہوں لیکن تم جا کر انسے پوچھو وہ کیوں روتے ہیں جبرائیل آپکے پاس آئے اور پوچھا آپ کیوں روتے ہیں آپنے سب حال بیان کیا جبرائیل نے اللہ تعالی سے جا کر عرض کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اللہ تعالے نے فرمایا اے جبرائیل محمد کے پاس جا اور کہہ ہم تمکو خوش کر دینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے **ف** نووی نے کہا اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت اور مہربانی تھی دوسری یہ کہ دعا میں ہاتھ اوٹھانا مستحب ہے تیسری بشارت عظیم ہے اس امت کے لیے اور وہ اور زیادہ ہو گئی خداوند کریم کے وعدے سے جو اوسنے کیا کہ ہم تمکو راضی کر دینگے تمہاری امت میں اور ناراض نہیں کرینگے اور یہ حدیث بڑی امید کی ہے امت کے لوگوں کے لیے چوتھی بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال بزرگی اور علو درجہ کا اور اللہ تعالے کی جو عنایت آپ پر تھی اسکا اور جبرائیل کے بھیجنے میں یہی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کھلجاوے اور معلوم ہو جاوے کہ آپکا درجہ بہت عالی ہے اور خدا تعالی آپکی رضامندی چاہتا ہے اور یہ حدیث مطابق اس آیت کے ولسوف يعطيك ربك فترضى یعنی اللہ تعالے تمکو دیگا پھر تم راضی ہو جاؤ گے اور یہ جو فرمایا ہم تمکو ناراض نہیں کرینگے اس سے بڑی امید نکلتی ہے اسلیے کہ رضامندی جب

جنمی ہو جاتی کہ اللہ تعالےٰ بعضون کو معاف کرتا اور بعضون کو جہنم مین لیجاتا مگر آپ کو رنج رہتا اُن لوگونکا جو جہنم مین جاتے تو فرمایا مین تمکو رنج نہین دونگا بلکہ سب لوگون کو تمہاری امت کی نجات دونگا **باب** بیان اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَلَا تَنَالُهُ شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهُ قَرَابَةُ الْمُقَرَّبِيْنَ جو شخص کفر پر مرے وہ جہنم مین جاویگا اور اُسکی شفاعت نہوگی اور نہ بزرگون کی عزیزداری کچھ کام آویگی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ اَبِيْ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفَّى الرَّجُلُ دَعَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ ترجمہ انس سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے آپ نے فرمایا دوزخ مین جب وہ پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے اُسکو بلایا اور فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین **ف** اسلیے کہ وہ کفر پر مرے تھے اور جو کفر پر مرے وہ جہنم مین جاویگا اوسکو کسی کا ناتا رشتہ کام نہ آوے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ جو نبوت سے پہلے مرے ہین اور وہ بتون کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنمی ہین اور اُس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ دعوت سے پہلے یہ مواخذہ ہے کیونکہ انکو اور پیغمبرون کی دعوت پہونچ چکی تھی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور یہ جو آپ نے اُس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم مین ہے اس سے یہ غرض تھی کہ اُس شخص کا رنج گھٹ جاوے اور وہ یہ معلوم کر لے کہ خدا کے یہان سب برابر ہین جو قاعدہ اُس نے ٹھرا دیا اسکا خلاف نہین ہو سکتا کافر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی رح نے کئی حدیثون سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپ کے والدین کے حق مین قبول کیا اور وہ دوبارہ جلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علما اور محدثین نے اسکا انکار کیا ہے اور ان حدیثون کو موضوع بتلایا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے حقیقت حال کو عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے جب آیت اُتری ڈراؤ اپنے کنبے والون کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگون کو بلا بھیجا وہ سب اکٹھا ہوئے آپ نے عام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کے بیٹو چھڑاؤ اپنے تئین جہنم سے اے مرہ بن

یا فاطمۃ

کعب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای عبد شمس کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای عبد مناف کے بیٹو چھوڑاؤ
اپنے تئین جہنم سے ای ہاشم کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم سے ای عبد المطلب کے بیٹو چھوڑاؤ اپنے تئین جہنم
سے ای فاطمہ چھوڑا اپنے تئین جہنم سے اسلیے کہ مین خدا کے سامنی کچھ اختیار نہین رکھتا (یعنے اگروہ
تمکو عذاب کرنا چاہے تو مین بچا نہین سکتا) البتہ تم مجھسے ناتا رکھتے ہو اسکو مین جوڑتا رہون گا یعنی
دنیا مین تمہارے ساتھ احسان کرتا رہون گا عن عائشۃ قالت لما نزلت وانذر عشیرتک
الاقربین قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصفا فقال یا فاطمۃ بنت محمد یا صفیۃ بنت
عبد المطلب یا بنی عبد المطلب لا املک لکم من اللہ شیئا سلونی من مالی ما شئتم ترجمہ
ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی جب یہ آیت اُتری ڈرا تو اپنے کنبے والون کو تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور
اے عبد المطلب کے بیٹو مین خدا کے سامنے تمکو بچا نہین سکتا البتہ میرے مال مین سے تم جو جی چاہے
مانگ لو عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین انزل علیہ وانذر عشیرتک
الاقربین یا معشر قریش اشتروا انفسکم من اللہ لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا بنی عبد
المطلب لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا
یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اغنی عنک من اللہ شیئا یا فاطمۃ بنت
محمد سلینی ما شئت لا اغنی عنک من اللہ شیئا ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت اُتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والون کو تو آپنے فرمایا ای قریش کے لوگو
تم اپنی جانون کو اللہ سے مول لو (نیک اعمال کے بدلے) مین اللہ کے سامنے تمہاری کچھ کام نہین آسکتا
ای عبد المطلب کے بیٹو مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای عباس عبد المطلب کے بیٹے مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای صفیہ
پھوپھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مین تمہارے کچھ کام نہین آسکتا اللہ کے سامنے ای فاطمہ محمد کی بیٹی تو میرے
مال مین سے جو چاہے مانگ لے پر خدا کے سامنے مین تیرے کچھ کام نہین آسکتا عن ابی ھریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ھذا ترجمہ ابوہریرہ رض سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری
عن قبیصۃ بن المخارق وزھیر بن عمرو قالا لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین
قال انطلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی رضمۃ من جبل فعلی اعلاھا حجرا ثم نادی

یا بنی عبد مناف انی نذیر انما مثلی ومثلکم کمثل رجل رای العدو فانطلق یربا اهله منافاه
فخشی ان یسبقوه فجعل یهتف یا صباحاه ترجمہ قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت
ہے دونوں نے کہا جب آیت اوتری ڈرا تو اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب سے اونچی پتھر پر کھڑے ہو کے پھر آواز دی اے عبد مناف کے بیٹو میں ڈرانے
والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے بچانے
کو اور ڈرا کہیں دشمن اس سے پہلے نہ پہونچ جاوے تو لگا پکارنے یا صباحاہ ف یا صباحاہ ایک
کلمہ ہے جسکو عرب لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عرب میں لوٹ مار صبح کے وقت ہوا
کرتی ہے تو اس کلمہ کو کہنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جاویں اور اپنا بچاؤ کرلیں عن
زهیر بن عمرو وقبیصة بن مخارق عن النبی صلی الله علیه وسلم نحوه ترجمہ دوسری روایت بنحوه
بھی ایسی ہی ہے عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآیة وانذر عشیرتک الاقربین
ورهطک منهم المخلصین خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی صعد الصفا فهتف
یا صباحاه فقالوا من هذا الذی یهتف قالوا محمد فاجتمعوا الیه فقال یا بنی فلان
یا بنی فلان یا بنی فلان یا بنی عبد مناف یا بنی عبد المطلب فاجتمعوا الیه فقال ارایتکم لو اخبرتکم [illegible]
ان خیلا تخرج بسفح هذا الجبل اکنتم مصدقی قالوا ما جربنا علیک کذبا قال فانی
نذیر لکم بین یدی عذاب شدید قال فقال ابو لهب تبا لک اما جمعتنا الا لهذا
ثم قام فنزلت هذه السورة تبت یدا ابی لهب وقد تب کذا قرأ الاعمش الی آخر السورة
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے جب آیت اتری ڈرا تو اپنے نزدیک رشتہ والوں کو اور اپنی قوم کے مخلص
(سچے) لوگوں کو ف نووی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے وانذر عشیرتک الاقربین
یعنی ڈرا اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے ورهطک منهم المخلصین شاید اسکی
تلاوت منسوخ ہو گئی ف تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نکلے یہاں تک کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا
صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون پکارتا ہے انہوں نے کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ پاس اکٹھے ہوئے آپ نے
فرمایا اے فلانے کے بیٹو اے فلانے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
اکٹھے ہوئے آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سوار ہیں تو تم میری بات مانو گے

انہوں نے کہا ہم نے تو کبھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی آپ نے فرمایا تو پھر میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے ابولہب نے کہا خرابی ہو تمہاری تم نے ہم سب کو اسی لیے جمع کیا پھر آپ کھڑے ہوئے اس وقت یہ سورت اتری تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ وَّقَدْ تَبَّ یعنی ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا و اعمش نے اس سورت کو یوں ہی پڑھا اخیر تک یعنی قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرائت تب ہی بغیر قد کے عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ نُزُوْلَ الْاٰيَةِ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ترجمہ اعمش سے اسی سند سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ صفا پہاڑ پر چڑھے ایک روز اور فرمایا یا صباحاہ سے اخیر تک بیان کیا جیسے ابو اسامہ کی روایت اوپر گذری اور ذکر نہیں کیا آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے اترنے کا

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَالِبٍ وَالتَّخْفِيْفِ عَنْهُ بِسَبَبِهٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ہلکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ اَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ترجمہ حضرت عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ابوطالب کو بھی کچھ فائدہ پہونچایا وہ تو آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے واسطے غصے ہوتے تھے (یعنی جو کوئی آپ کو ستاتا اس پر غصے ہوتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ جہنم کے اوپر کے درجے میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا (یعنی میں انکے لیے دعا نہ کرتا) تو وہ جہنم کے نیچے کے درجے میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپکی دعا سے کسی کافر کو بھی فائدہ پہونچا گو وہ اسی قدر ہو کہ انکا عذاب ہلکا ہوا ایک شخص نے خواب میں ابولہب کو دیکھا اسنے کہا میں سخت عذاب میں گرفتار ہوں پر پیر کے دن کچھ عذاب ہلکا ہو جاتا ہے اس وجہ سے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کی خوشی میں اس روز ثویبہ کو آزاد کیا تھا سبحان اللہ ہمارے پیغمبر کی خاطر کسقدر اللہ تعالی کو منظور ہے کہ آپکی وجہ سے کافر کا عذاب بھی ہلکا ہو جاتا ہے ابوطالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور انکا احسان آپ پر بہت تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَنْصُرُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ فَهَلْ نَفَعَهٗ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُّهٗ فِيْ غَمَرَاتٍ مِّنَ

النَّارِ فَاَخْرَجْتُهُ اِلٰى ضَحْضَاحٍ ترجمہ عبداللہ بن حارث سے روایت ہے میں نے سنا عباس سے وہ کہتے
تھے میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب آپکا بچاؤ کرتے تھے اور آپکی مدد کرتے تھے
اور آپکے لیے لوگوں پر غصہ کرتے تھے تو ان کو کچھ فایدہ ہوا ان باتوں سے آپنے فرمایا ہاں میں نے
اُن کو سخت انگاروں میں پایا تو میں نکال لایا انکو ہلکی آگ میں **عَنْ** سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ اَبِيْ عَوَانَةَ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے
جیسے اوپر گذری **عَنْ** اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ عِنْدَهُ
عَمُّهُ اَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ يَبْلُغُ
مِنْهَا كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهُ ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
آپکے چچا ابوطالب کا ذکر ہوا آپنے فرمایا شاید انکو فائدہ ہو میری شفاعت سے قیامت کے دن اور وہ ہلکی
آگ میں رکھے جاویں جو انکے ٹخنوں تک ہو لیکن بھیجا پکتا رہے اس سے (معاذ اللہ جہنم کی آگ کیسی سخت
ہوگی) **عَنْ** اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ النَّارِ
عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ترجمہ ابوسعید خدری سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے کم درجے کا عذاب اسکو ہوگا جسکو دو جوتیاں آگ
کی پہنائی جاوینگی پھر اوسکا بھیجا گرمی کے مارے پکیگا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَّهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ ترجمہ
ابن عباس رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب جہنم کا ابوطالب
کو ہوگا وہ دو جوتیاں پہنے ہونگے ایسی جنسے انکا بھیجا پکے گا **عَنِ** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَخْطُبُ وَيَقُوْلُ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ
تُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ نعمان بن بشیر سے روایت ہے وہ
خطبہ پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے ہیں سب سے
کم درجہ کا عذاب قیامت کے دن اسکو ہوگا جسکے بیچ تلووں میں دو انگارے رکھ دیے جاوینگے اور بھیجا
پکنے لگیگا ان کی وجہ سے **عَنِ** النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ

مَا يَرَى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهٗ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا ترجمہ نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے ہلکا عذاب اسکو ہوگا جو دو جوتیاں اور دو تسمہ انگار کی پہنے ہوگا اوسکا بھیجا اسطرح پکتا ہوگا جیسے ہانڈی پھدپھدکتی ہے وہ سمجھے گا اس سے زیادہ سخت عذاب کسی کو نہیں حالانکہ اُسکو سب سے ہلکا عذاب ہوگا باب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ لَا يَنْفَعُهٗ عَمَلٌ جو شخص کفر کی حالت مین مرے اوسکو کوئی عمل کام نہین آویگا عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ جُدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهٗ قَالَ لَا يَنْفَعُهٗ اِنَّهٗ لَمْ يَقُلْ يَوْمًا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ جدعان کا بیٹا جاہلیت کے زمانے مین ناتے کو جوڑتا تھا (یعنے ناتے والون سے سلوک کرتا تھا) اور مسکینون کو کھانا کھلاتا تھا کیا یہ کام اُسکو فائدہ دینگے (قیامت کے دن) آپنے فرمایا کچھ فائدہ نہ دین گے اوسنے کبھی یون نہ کہا اے مالک بخش دے میری خطا قیامت کے دن ف یعنے اوسکو قیامت کا یقین نہ تھا اور جو شخص قیامت پر ایمان نہ لاوے وہ کافر ہے اسکو کوئی عمل فائدہ نہ دیگا قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع ہے کہ کافرون کو انکے نیک اعمال فائدہ نہ دین گے اور انکو کسی قسم کا اجر نہین ملیگا نہ آرام ہوگا نہ عذاب ہلکا ہوگا البتہ یہ ہوگا کہ بعضے کافرون پر دوسرے کافرون کی نسبت اونکے اعمال کے موافق عذاب سخت یا ہلکا ہوگا تمام ہوا کلام قاضی کا امام حافظ فقیہ ابو بکر بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین بعض اہل علم سے ایسا ہی نقل کیا ہے بیہقی نے کہا یہ بات ممکن ہے کہ ابن جدعان کی حدیث اور جو اس قسم کی آیتین اور حدیثین ہین اس کافر کی نیکیون مین جو کفر پر مرے مراد انسے یہ ہو کہ اس کافر کو عذاب سے کبھی رہائی نہ ہوگی لیکن اسکا عذاب ان نیکیون کی وجہ سے ہلکا ہو سکتا ہے اگر وہ یہہ نیکیان نہ کرتا تو اسکا عذاب اوسکی خطاؤن پر سخت ہوتا علما نے کہا ہے کہ جدعان کا بیٹا لوگون کو کھانا بہت کھلاتا تھا اور اس نے مہمانون کے لیے ایک پیالہ بنایا تھا جسپر سیڑھی سے چڑھتے تھے اور وہ بنی تیم بن مرہ کی قوم مین سے تھا جو حضرت عائشہ کے عزیز تھے اور قریش کے رئیسون مین ہی تھا اسکا نام عبد اللہ تھا اور جدعان بضم جیم اوسکے باپ کا نام تھا (نووی) باب مُوَالَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمُقَاطَعَةِ غَيْرِهِمْ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ باب بیان مین مومنین کے ساتھ دوستی رکھنی ہین اور جو مومن نہ ہون انسے دوستی قطع کرنا اور انسے جدا رہنا ❊

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ اٰلَ اَبِيْ يَعْنِيْ فُلَانًا لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ترجمہ عمرو بن عاص سے روایت ہے مین نے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ پکار کر فرماتے تھے چپکے سے نہیں فلان کی اولاد میری عزیز نہین بلکہ میرا
مالک اللہ ہی اور میرے عزیز وہ مومن ہین جو نیک ہون **ف** راوی نے اس شخص کا نام نہین لیا خوف کی وجہ
سے اپنے تئین یا دوسرے کو ضرر سے بچانے کے لیے اور مقصود باب کا اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے کہ میرے
عزیز اور رشتہ دار وہی مومن ہین جو نیک ہون اگرچہ اونکا رشتہ دور کا ہو اور جو شخص نیک نہو وہ میرا عزیز
نہین اگرچہ کتنا ہی نزدیک کا رشتہ رکھتا ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے بعضون نے کہا مراد فلان سے حکم بن
ابی العاص ہے اور یہ آپنے کھلم کھلا فرمایا چپکے نہین اس سے معلوم ہوا کہ مخالفین اور اعداے دین سے کھلے
کھلے بیزار رہنا چاہیے اور نیک لوگون سے محبت کرنا چاہیے اگر فساد کا ڈر نہ ہو (نووی)

باب الدلیل علی دخول طوائف من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب مسلمانون کا ایک گروہ بغیر حساب اور کتاب کے جاویگا

عن ابی ھریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل من امتی الجنة سبعون
الفا بغیر حساب فقال رجل یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منھم قال اللھم اجعلہ منھم
ثم قام آخر فقال یا رسول اللہ ادع اللہ لی ان یجعلنی منھم قال سبقک بھا عکاشة **ترجمہ** ابوہریرہ رضی اللہ تعالی
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت
مین جاوینگے ایک شخص بولا یا رسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے مجھکو ان لوگون مین کرے آپنے دعا کی یا اللہ
اسکو ان لوگون مین سے کردے پھر دوسرا اوٹھا اور بولا یا رسول اللہ دعا کیجیے خدا مجھکو ان لوگون مین سے
کرے آپنے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا **ف** یعنے اس نے دعا کی درخواست کی تجھ سے پہلے اور مین
نے کردی اب ہر شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہین ہو سکتا قاضی عیاض نے کہا بعضون نے کہا ہے کہ دوسرا شخص اس مرتبہ
کے لائق نہ تھا اور عکاشہ اوسکے لائق تھا اور بعضون نے کہا وہ منافق تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو
گول گول جواب دیا اور یہ اخلاق کے خلاف تھا کہ آپ صاف فرماتے تو ان مین سے نہین ہے اور بعضون نے
کہا کہ آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ میری دعا عکاشہ کے باب مین قبول ہوگی اور دوسرے شخص کے باب مین
قبول ہونے والی نہین اس لیے آپنے دوسرے کے لیے دعا نہین کی اور خطیب بغدادی نے لکھا کہ یہ دوسرا شخص
سعد بن عبادہ تھا انصار کا رئیس) اگر یہ بات سچ ہو تو انکا منافق قرار دینا غلط ہوگا لیکن اخیر قول ظاہر ہے
اور اسیکو علما نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث مین امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی فضیلت ہے اور اللہ جل جلالہ
کے بڑے احسان کا بیان ہے ہمارے پیغمبر پر صحیح مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ ان ستر ہزار آدمیون کا مین ہر ایک

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو بے حساب جنت میں جاوینگے
چار عرب اور نوی کروڑ ستر ہزار ہوئے اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمکو بھی اُن لوگوں میں کرے (نووی مع زیادہ)
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِیْثِ الرَّبِیْعِ
ترجمہ دوسری روایت بھی ابوہریرہ رض سے ایسی ہی جیسے اوپر گذری عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ زُمْرَۃٌ ھُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِیْءُ
وُجُوْھُھُمْ اِضَاءَۃَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِیُّ یَرْفَعُ
نَمِرَۃً عَلَیْہِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے میں نے سنا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جاویگی جنکے مونہہ
چودھویں رات کے چاند کیطرح چمکتے ہونگے ابوہریرہ رض نے کہا یہ سنکر عکاشہ بن محصن اسدی کھڑا ہوا اپنا کمل اٹھاتا
ہوا اور کہا یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ مجھکو ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
اسکو ان لوگوں میں سے کر پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ دعا فرمائیے اللہ مجھکو
ان لوگوں میں سے کرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تجھ سے پہلے عکاشہ کر چکا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا زُمْرَۃً وَّاحِدَۃً
مِنْھُمْ عَلٰی صُوْرَۃِ الْقَمَرِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے
ستر ہزار آدمی جنت میں جاوینگے ان میں سے بعضوں کی صورت چاند کیطرح چمکتی ہوگی عَنْ عِمْرَانَ
قَالَ قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ
قَالُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَکْتَوُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ فَقَامَ
عُکَّاشَۃُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰہَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اَنْتَ مِنْھُمْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ادْعُ
اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ ترجمہ عمران سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جاوینگے لوگوں نے پوچھا وہ کون
لوگ ہونگے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو داغ نہیں دیتے اور منتر نہیں کرتے ف اپنے بیمار

میں دوا علاج اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے دوا اور علاج بغیر اوسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا پس سارا بھروسا انکا خدا پر ہوتا ہے۔ نووی نے کہا علماء نے اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا بعضی لوگون نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی ممانعت پر حالانکہ اکثر علماء اسکے خلاف مین ہین اور دلیل انکی وہ حدیثین ہین جنمین خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤن اور غذاؤن کے فائدے بیان کیے ہین جیسے کلونجی اور قسط اور ایلوے وغیرہ کے اور خود آپنے بیماری مین دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا کو نقل کیا ہے اور آپنے منتر بتلایا ہے اور اس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ بعضے صحابہ نے سورۂ فاتحہ کا منتر کیا تھا اور اسپر اجر لیا تھا جب یہ سب حدیثین ثابت ہین تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دوا اُن کو بالطبع مفید جانتے ہین اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہین ہین وہ جنت مین نہ جاوین گے قاضی عیاض نے کہا اس تاویل کی طرف بہت لوگ گئے ہین حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہین ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کی فضیلت بیان کی کہ وے جنت مین بغیر حساب اور کتاب کے جاوین گے اور انکے منھ چاند کیطرح چمکتے ہونگے پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو اُن لوگون نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ خاص نہوگی اسوجہ سے کہ تمام مسلمانونکا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنی دوا کو بالطبع اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علماء نے بھی اس حدیث کا مطلب بیان کیا ہے ابو سلیمان خطابی نے کہا مراد دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسا اللہ ہی پر رکھتے ہین اور اسکی قضا اور بلا پر راضی ہین انھون نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے۔ اسیطرف ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ داغ دینے مین اور منتر کرنے مین اور قسم کے علاج کرنے مین کوئی فرق نہین اور داؤدی نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت مین یہ کام نہین کرتے اسلیے کہ مکروہ ہے حالت صحت مین تعویذ اور منتر لیکن بیماری کیحالت مین تو درست ہے اور بعضون نے کہا کہ حدیث سے یہی دو قسم کے علاج مقصود ہین یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معالجہ توکل کے خلاف نہین ہے اسلیے کہ علاج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلاء نے کیا ہے اور جس سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہین بگاڑتا اسی لیے انھون علاج کرنا نہین چھوڑا اور روٹی کمانے کو اپنے لیے اور بال بچون کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا مگر یہ سب سبب ہین کہ اسکا بھروسا

خدا پر ہو نہ اپنی دوا اور علاج اور کمائی پر اور داغ دینے مین اور دوسرے قسم کے علاج مین فرق بیان کرنا بہت طول چاہتا ہے اور حضرتؐ نے دونوں کو جائز رکھا ہے اور دونوں کی تعریف کی ہے لیکن ایک نکتہ مین بیان کرتا ہوں جو کافی ہے وہ یہ ہے کہ حضرتؐ نے اپنی بھی دوا کی اور دوسرونکی بھی دوا کی اور داغ آپنے نہین دیا البتہ دوسرے کو دیا ہے اور حدیث صحیح مین ممانعت آئی ہے داغ دینے سے اور آپنے فرمایا کہ مجھے داغ دینا اچھا نہین لگتا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور ظاہر وہی معنے ہیں جو خطابی نے اختیار کیا اور حاصل یہ ہے کہ اُن لوگونکا اعتقاد خدا پر قوی ہوگا اور وہ ہر کام کو خدا کے سپرد کرتے ہون گے تو جو آفت اوپر آوے اُسکے دفع کے لیے دنیاوی اسباب کی طرف انہون نے توجہ نہین کی اور بیشک یہ درجہ بہت افضل ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علاج کیا ہے وہ اسواسطے کہ علاج کا جائز ہونا لوگون کو معلوم ہو جاوے انتہی ما قال النووی **ف** اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہین **ف** نووی نے کہا سلف اور خلف نے توکل کی حقیقت مین اختلاف کیا ہے امام ابو جعفر طبری نے ایک جماعت سلف سے نقل کیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کا ڈر نہ رہے نہ درندے سے نہ دشمن کا اور روٹی کمانے مین کوشش چھوڑ دے اس خیال سے کہ اللہ تعالے ضامن ہے رزق کا اور دلیل ان لوگون کی حدیثیں ہین اور ایک جماعت نے کہا توکل یہ ہے کہ انسان خدا تعالے پر بھروسا رکھے اور اس امر کا یقین کرے کہ اسکا حکم جاری ہے لیکن کوشش کرے روٹی کمانے مین اور دشمن سے بچنے مین جیسے پیغمبرون نے کیا ہے قاضی عیاض نے کہا طبری اور اکثر فقہا نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور بعض صوفیون نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے لیکن محققین صوفیہ اکثر فقہا کے موافق ہین پر وہ یہ کہتے ہین کہ توکل صحیح نہین ہوتا جب تک دنیا کے اسباب کا خیال رہے یا اُن اسباب پر دلکو اطمینان ہو البتہ اسباب کا کرنا اللہ تعالے کا بتلایا ہوا طریقہ ہے اور اسمین اسکی حکمت ہے مگر یہ ضرور ہے کہ بھروسا اللہ ہی پر ہو اور اس امر کا یقین ہو کہ دنیا کے اسباب سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ضرر پہنچتا ہے بلکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی طرف سے ہے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا استاذ ابو القاسم قشیری نے کہا کہ توکل کی جگہ دل ہے اور ظاہر کی حرکت دلکے توکل کے خلاف نہین بشرطیکہ بندے کو یقین ہو کہ آسانی اور سختی سب خدا کی تقدیر سے ہے سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت پر راضی ہو جاوے اور جو اسکا ارادہ ہو اسپر چھوڑ دیوے ابو عثمان حیری نے کہا توکل یہ ہے کہ اللہ کو کافی سمجھے اور اسپر بھروسا رکھے بعضون نے

کہا توکل یہ ہے کہ کم اور بیش سبکو برابر سمجھے واللہ اعلم **لطیفہ** اسوقت عکاشہ کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے خدا مجکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تو اُن مین سے ہی پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کرو خدا مجھکو اُن لوگون مین سے کرے آپنے فرمایا تجھہ سے پہلے عکاشہ کہہ چکا **عن** عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب قالوا من ہم یا رسول اللہ قال ہم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون ولا یکتوون وعلی ربہم یتوکلون ترجمہ عمران بن حصین سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے لوگون نے کہا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہون گے آپنے فرمایا وہ لوگ جو نہ منتر کرتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین نہ داغ لگاتے ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہین **عن** سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیدخلن الجنة من امتی سبعون الفا او سبع مائة الف لا یدری ابو حازم ایہما قال متماسکین آخذ بعضہم بعضا لا یدخل اولہم حتی یدخل آخرہم وجوہہم علی صورة القمر لیلة البدر ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت مین سے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم جو راوی ہے اس حدیث کا اسکو یاد نہین رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا سات لاکھ) آدمی جنت مین جاوینگے ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے (یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ مین ہوگا صف باندہے ہوئے تا ایک ساتھ سب جنت مین جاوین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جنت کا دروازہ کتنا چوڑا ہے) کوئی انمین سے پہلے جنت مین نہ گھسیگا جب تک آخر کا شخص نہ گھسے اور انکے مونہہ چودھوین رات کے چاند کیطرح ہونگے **عن** حصین بن عبد الرحمن قال کنت عند سعید بن جبیر فقال ایکم رای الکوکب الذی انقض البارحة قلت انا ثم قلت اما انی لم اکن فی صلوة ولکنی لدغت فقال فماذا صنعت قلت استرقیت قال فما حملک علی ذلک قلت حدیث حدثناہ الشعبی قال وما حدثکم الشعبی قلت حدثنا عن بریدة بن حصیب الاسلمی انہ قال لا رقیة الا من عین او حمة فقال قد احسن من انتہی الی ما سمع ولکن حدثنا ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عرضت علی الامم فرایت النبی ومعہ الرہیط والنبی ومعہ الرجل والرجلان والنبی ولیس معہ احد اذ رفع لی سواد عظیم فظننت

[illegible]

أَنَّهُمْ مِنْ أُمَّتِي فَقِيلَ لِي هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ الْآخَرِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي هَذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ صَحِبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ وَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الَّذِي تَخُوضُونَ فِيهِ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

ترجمہ حصین بن عبدالرحمن سے روایت ہے میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کس نے اس تارے کو دیکھا کل رات کو ٹوٹا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں کچھ نماز میں مشغول نہ تھا (اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی مجھ کو عابد شب بیدار نہ خیال کرے) بلکہ مجھے بچھو نے ڈنک مارا تھا (تو میں سو نہ سکا اور تارا ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کونسی حدیث بیان کی میں نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حصیب اسلمی سے انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا مگر نظر کے لیے یا ڈنگ کے لیے (یعنی بدنظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹے کے لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا ف خطابی نے کہا بریدہ کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کرنے والا نظر اور ڈنگ کے منتر سے نہیں ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اسکا کرنا ہے اور کراہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب معلوم نہ ہوا ہے احتمال اور ظاہر کی شاید اس میں کفر کے الفاظ ہوں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اب خدا کی تقدیر سے ہو جو جاہلیت کی طرز پر ہو ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے پر راضی ہو جاوے اور جو اسکا ارادہ تمام ہوا کلام خطابی کا (نووی) ف لیکن ہم سے توحید اللہ کو کافی سمجھے اور اسپر بھروسا رکھے بعضوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبرون کی امتین لائی گئین بعضا پیغمبر ایسا تھا کہ اوسکی امت کے لوگ دس سے بھی کم تھے اور بعضے پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے مین ایک بڑی امت آئی مین سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگون نے کہا یہ موسے ہین اور انکی امت ہے تم آسمان کے کنارے کو دیکھو مین نے دیکھا تو ایک بڑا گروہ ہے پھر مجھہ سے کہا گیا اب دوسرے کنارے کیطرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھسے کہا گیا یہ تمہاری امت ہے اور ان لوگون مین ستر ہزار آدمی ایسے ہین جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت مین جاوینگے بعضون نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے بعضون نے کہا نہین شاید یہ لوگ ہین جو اسلام کی حالت مین پیدا ہوئے ہین اور انہون نے اللہ کے ساتھ شریک نہین کیا بعضون نے کچھ کہا کچھ اور کہا اتنے مین آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جو نہ منتر کرتے ہین نہ منتر کرلیتے ہین نہ بدشگون لیتے ہین اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہین یہ سنکر عکاشہ محصن کا بیٹا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھکو ان لوگون مین سے کرے آپ نے فرمایا تو ان لوگون مین سے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ مجھکو بھی ان لوگون مین کرے آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے پہلے یہ کام کر چکا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ ثُمَّ ذَکَرَ بَاقِیَ الْحَدِیْثِ نَحْوَ حَدِیْثِ هُشَیْمٍ وَلَمْ یَذْکُرْ اَوَّلَ حَدِیْثِهٖ ترجمہ ابن عباس سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے لیکن اسمین وہ شروع حدیث کا نہین جو پہلی روایت مین ہے (یعنی سعید اور حصین کی گفتگو)

بَابُ بَیَانِ کَوْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اس امت مین سے جنت کے آدھے لوگ ہونگے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَکُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَکَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَاُخْبِرُکُمْ عَنْ ذٰلِکَ مَا الْمُسْلِمُوْنَ فِی الْکُفَّارِ اِلَّا کَشَعْرَةٍ بَیْضَاءَ فِیْ ثَوْرٍ اَسْوَدَ اَوْ کَشَعْرَةٍ سَوْدَاءَ فِیْ ثَوْرٍ اَبْیَضَ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے [illegible] عن النبی صلی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہو کہ جنتیون کی چوتھائی تم مین سے ہونگے [illegible] پھر آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہین ہوتے کہ تہائی جنتیون کے آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیون مین آدھے تم لوگ ہوگے اور اسکی وجہ یہ ہے

جو مین بیان کرتا ہون مسلمان کافرون مین ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل مین ہو یا ایک سیاہ بال سفید بیل مین ہو ف یعنے دنیا مین ہر ایک زمانے مین کافرون کی تعداد بڑھی رہے اسوجہ سے جنتی لوگ بہت کم ہون گے اور اس امت کے لوگ جنتیون سے آدہی تعداد کو گھیرین گے اگر جنتی بہت ہوتے تو البتہ ان کے آدہے کو کہ اس امت مین سے ہونا قیاس سے بعید تھا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَاكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک خیمے مین جسمین قریب چالیس آدمیون کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم اسبات سے خوش ہو کہ جنتیون کے چوتھائی تم لوگ ہو ہم نے کہا ہان پھر آپ نے فرمایا کیا تم اسبات سے خوش ہو کہ جنتیون کی ایک تہائی تم ہو ہمنے کہا ہان آپ نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے مجھے امید ہے کہ تم مین سے آدہے جنتی ہونگے اور یہ اسلیے جنت مین وہی جاویگا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکون کے اندر ایسے ہین جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال مین ہو یا ایک سیاہ بال لال بیل کی کھال مین ہو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى قُبَّةِ أَدَمٍ فَقَالَ أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ أَتُحِبُّونَ أَنَّكُمْ رُبُعُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُحِبُّونَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِي سِوَاكُمْ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے خطبہ پڑھا ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ٹیکا دیا اپنی پیٹھ کا چمڑے کے ڈیرے سے اور فرمایا خبردار ہو جاؤ نہ جاویگا کوئی جنت مین مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ مین نے تیرا پیام پہنچا دیا یا اللہ تو گواہ رہ کیا تم چاہتے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم مین سے ہون ہم نے کہا ہان ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ جنت کی تہائی لوگ تم مین سے ہون سب نے کہا ہان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم جنتیون کے نصف ہوگے ف آپ نے پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ انکو

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ انکی عزت اور عظمت ثابت ہو اسلیے کہ بار بار کسی آدمی کو دینے سے یہ نکلتا ہے کہ دینے والے کو اسکا بڑا خیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کرین اور اسکا شکر ادا کرین اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ امت محمدی مین سے جنت کے آدمی آدھے لوگ ہونگے اور دوسری حدیث مین یون ہے کہ جنتیون کے ایک سو بیس صفین ہونگی انمین سے اسی صفین اس امت کی لوگون کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی مین سے ہونگے شاید پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی عنایت سے اور بڑھا دیا دو تہائی جنتی آپ کی امت مین سے کیے (نووی) ف تم مخالف لوگون مین ایسے ہو جیسے سیاہ بال سفید بیل مین یا سفید بال سیاہ بیل مین

عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَالِكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ قَالَ فَاشْتَدَّ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّنَا ذَالِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوا فَاِنَّ مِنْ يَاْجُوجَ وَمَاْجُوجَ اَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنِّي لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُونُوا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنِّي لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنِّي لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُونُوا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ

نسخہ فذاك

نسخہ ذلك

[illegible]

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ ابو سعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ فرماویگا ای آدم وہ کہین گے حاضر ہون تیری خدمت مین تیری اطاعت مین اور سب بھلائی تیرے ہاتھ مین ہے حکم ہوگا کہ دوزخیون کی جماعت نکالو وہ عرض کرینگے دوزخیون کی کتنی جماعت حکم ہوگا ہر ہزار آدمیون مین سے نو سو ننانوے آدمی نکالو جہنم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہزار جنت مین جاویگا) آپ نے فرمایا یہی تو وہ وقت ہے جب بچہ بوڑھا ہو جاویگا (بوجہ ہول اور خوف کے یا اسدن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک پیٹ والی عورت اپنا پیٹ ڈالدیگی اور تو دیکھے گا لوگون کو جیسے نشہ مین مست ہین اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب سخت ہوگا ف علماء نے اختلاف کیا ہے کہ یہ باتین کسوقت ہونگی بعضون نے کہا قیامت قائم ہونے

وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضون نے کہا حشر کے دن اس صورت مین بچہ گرا دینے سے یہ مراد ہے کہ اسوقت ایسا ہول اور ڈر ہوگا کہ اگر کوئی عورت وہان حاملہ ہو تو اسکا بچہ گر جاوے اور یہی مراد ہے بچے کے بوڑہے ہونے سے (نووی) **ف** صحابہ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ دیکھیے وہ ہزار مین سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم مین سے کون نکلتا ہے آپ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ یاجوج ماجوج کے کافر اسقدر ہین کہ اگر اونکا حساب کرو تو تم مین سے ایک آدمی اور ان مین سے ہزار آدمی پڑین **ف** وہب بن منبہ اور مقاتل نے کہا کہ یاجوج ماجوج یافث بن نوح کی اولاد کو کہتے ہین اور ضحاک نے کہا وہ ترکون کی ایک قوم ہے اور کعب نے کہا وہ آدم کی اولاد ہین لیکن حوا کے پیٹ سے نہین اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو احتلام ہوا انکا نطفہ مٹی مین ملگیا تو اللہ تعالے نے اس مٹی سے یاجوج ماجوج کو پیدا کیا واللہ اعلم (نووی) **ف** پھر آپ نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھ کو امید ہے کہ جنت کی ایک چوتھائی آدمی تم مین سے ہونگے اسپر ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مجھ کو امید ہے کہ ایک تہائی آدمی جنت کے تم مین سے ہونگے ہم نے اللہ کی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنت کے آدھے آدمی تم مین سے ہونگے تمہاری مثال اور امتون کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال مین ہو یا ایک نشان گدہے کے پاؤن مین

عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمَا قَالَا مَا اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ وَلَمْ يَذْكُرَا اَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ [illegible] ترجمہ دوسری روایت کا وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ تم آجکے دن اور لوگون کے سامنے ایسے ہو جیسے ایک سفید بال کالے بیل مین یا سیاہ بال سفید بیل مین اور گدہے کے پاؤن کے نشان کا ذکر نہین کیا ط

سنہ ۱۳۰۲

تمام ہوئی کتاب الایمان کی اب شروع ہوتی ہے کتاب طہارت کی اللہ کی عنایت پر بھروسا کرکے ۱۸ ربیع الا

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

کتاب طہارت کے بیان مین **ف** ہر چند ایمان کے بعد سب عبادات مین نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اسلیے پہلے طہارت کو بیان کیا

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ

وضو کی فضیلت کا بیان **عَنْ** اَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[illegible]

الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصَّلَاةُ نُورٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا ترجمہ ابو مالک اشعری سے (جنکا نام حارث یا عبید یا کعب بن عاصم یا عمرو ہے) روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت آدھے ایمان کے برابر ہے ف یعنے اُسکا ثواب اسقدر بڑھتا ہے کہ ایمان کے آدھے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے اور بعضون نے کہا ایمان اُن سب گناہون کو جو ایمان سے پہلے ہوئے مٹا دیتا ہے اسیطرح وضو کا بھی حال ہے کیونکہ وضو بغیر ایمان کے صحیح نہین ہوتا اور جب وضو ایمان پر موقوف ہوا تو آدھے ایمان کے برابر ہوا اور بعضون نے کہا ایمان سے اس حدیث مین نماز مراد ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ یعنے اللہ تمہارے نماز کو بیکار نہین کریگا اور طہارت شرط ہے نماز کی اسلیے آدھی نماز کے برابر ہوئی اور حدیث مین شطر کا لفظ ہے اور شطر مین یہ ضرور نہین کہ برابر آدھون آدھ ہوا اور یہ قول سب قولون مین اچھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد حدیث سے یہ ہو کہ ایمان کے دو جز ہین ایک دل سے یقین کرنا دوسرے ظاہر مین اطاعت کرنا اور طہارت مقدمہ ہے نماز کا اور نماز اطاعت ہے اسلیے طہارت شطر ایمان ٹھیری واللہ اعلم (نووی) ت اور الحمد للہ بھر دیگا ترازو کو (یعنے اسقدر اُسکا ثواب عظیم ہے کہ اعمال تولنے کا ترازو اوسکے اجر سے بھر جاویگا) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونون بھر دینگے آسمانون اور زمین کے بیچ کی جگہہ کو (اگر انکا ثواب ایک جسم کی شکل فرض کیا جاوے) اور نماز نور ہے ف یعنے روکتی ہے گناہون سے اور باز رکھتی ہے برائیون سے اور لیجاتی ہے ثواب اور نیکی کیطرف جیسے نور سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین اور بعضون نے کہا مطلب یہ ہو کہ نمازی کو قیامت کے دن نور ملیگا نماز کے ثواب مین اور بعضون نے کہا نماز نور ہے اسوجہ سے کہ نماز پڑھنے سے طرح طرح کے معارف اور مکاشفات حاصل ہوتے ہین اسلیے کہ دل اسوقت فارغ ہوتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالے کیطرف اور خود اللہ تعالے نے فرمایا مدد چاہو صبر اور نماز سے اور بعضون نے کہا نماز پڑھنے والے کے چہرے پر ایک نور ہوگا قیامت کے دن اور دنیا مین بھی نمازی کے چہرے پر نور ہوتا ہے واللہ اعلم (نووی) ت اور صدقہ دلیل ہے ف یعنے صدقہ دینے والے کی نجات کے لیے قیامت کے دن اسلیے کہ منافق صدقہ نہین دیتا اور نہ صدقے مین کوئی فائدہ خیال کرتا ہے ت اور صبر روشنی ہے ف

یعنے وہ صبر جو شرعاً محبوب ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تکلیفوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ چیز ہے اور جو شخص صابر رہے وہ ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے ابراہیم خواص رحمہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے ٹھہرے رہنا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ پر ابن عطا نے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا ادب کے ساتھ استاذ ابو علی دقاق نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا اس پر اعتراض نہ کرے لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صابر کہا ہے اور انہوں نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نووی) ف اور قرآن تیری دلیل ہے دوسرے پر یا دوسرے کی دلیل ہے تجھ پر (یعنے اگر سمجھ کر پڑھے اور فائدہ اٹھاوے تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بھلا ہو یا بُرا) صبح کو اٹھتا ہے پھر یا اپنے تئیں آزاد کرتا ہے (نیک کام کرکے خدا کے عذاب سے) یا (بری کام کرکے) اپنے تئیں تباہ کرتا ہے **بَابُ وُجُوْبِ الطَّهَارَةِ لِلصَّلٰوةِ نماز کے لیے طہارت کا ضرور ہونا** عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَعُوْدُهُ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَقَالَ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لِيْ يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ وَكُنْتَ عَلَى الْبَصْرَةِ ترجمہ مصعب بن سعد سے روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ ابن عامر پاس آئے وہ بیمار تھے انکے پوچھنے کو ابن عامر نے کہا اے ابن عمر تم میرے لیے دعا نہیں کرتے انہوں نے کہا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے ف نووی نے کہا یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور اجماع کیا ہے امت نے اس امر پر کہ طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علماء نے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہے نماز کے لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت تیمم میں اسکی فرضیت اتری اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پر انہوں نے اختلاف کیا ہے اس میں کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے یا اسی حالت میں جب محدث (بے وضو) ہو تو سلف کے کئی علماء اس طرف گئے ہیں کہ ہر ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ حدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذا قمتم الی الصلوٰۃ

اخیر تک یعنے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو دھو منہ اور ہاتھ اور اسمین قید حدث کی نہین ہی اور ایک جماعت کا قول یہہ ہی کہ اوائل اسلام مین ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہوگیا اور بعضون نے کہا کہ یہ حکم استحبابا ہے نہ وجوبا اور بعضون کے نزدیک وضو اسی وقت مشروع ہوا تھا جب آدمی محدث ہو البتہ تازہ وضو کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل فتوے نے اور انمین کوئی اختلاف نہین رہا اور آیت مذکورہ مین محدثین کا لفظ مقدر ہے یعنے جب اوٹھو تم نماز کے لیے حدث کی حالت مین تمام ہوا کلام قاضی کا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے اسمین کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضون نے کہا وضو واجب ہوتا ہے حدث سے اور بعضون نے کہا واجب نہین ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اوٹھین اور بعضون نے کہا دونو امرون سے واجب ہوتا ہی اور ہمارے اصحاب کے نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے امت نے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہین ہے فرض اور نفل نماز مین اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جنازے کے نماز مین مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری سے منقول ہے کہ جنازے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رح سے منقول ہے کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہو اور اجماع کیا ہے علما نے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عمدا بے وضو نماز پڑھی تو وہ گنہگار ہوگا لیکن کافر نہ ہوگا یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ وہ کافر ہو جاویگا اسلیے کہ اُس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہین ہوتا مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہی کہ اس مصلی کو کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلا نہ پانی ملے نہ مٹی تو اسمین امام شافعی کے چار قول ہین اور ہر ایک قول کیطرف علما گئے ہین سب مین زیادہ صحیح یہ قول ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اسوقت قضا پڑھ لیوے تیسرا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہی کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہین اور اسی قول کو مزنی نے اختیار کیا ہے اور یہہ سب قولون مین قوی ہے از روئے دلیل کے اسلیے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت ہے آپ نے فرمایا جب مین تمکو کسی کام کا حکم کرون تو اوسکو بجا لاؤ جہانتک تمسے ہو سکے اور اعادہ کے لیے کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہین (نووی) مہ زیادہ ف اور نہین قبول کرتا صدقہ اس مال غنیمت مین سے جو تقسیم سے پہلے اوڑا لیا جاوے اور تم تو بصرے کے حاکم رہ چکے ہو ف اسوجہ سے غنیمت کے مال مین

سے شرارتم نے چوری کی ہوگی یا اللہ تعالیٰ اور بندون کے حقوق تمپر ہونگے پھر ایسے شخص کے لیے دعا کیا فائدہ دے گی اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا کہنا بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقون کے لیے مفید ہے ہمیشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سلف اور خلف کافرون اور گنہگارون کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا انکو ہدایت کرے اور توبہ نصیب کرے (نووی) **عَنْ** سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنْ** هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَخِيْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہین انہون نے کہا یہ وہ حدیثین ہین جو ابوہریرہؓ نے ہمسے بیان کین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر ذکر کیا کئی حدیثون کو انہین ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نہین قبول کرتا تم مین سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہانتک کہ وضو کرے **بَابُ** صِفَةِ الْوُضُوْءِ وَكَمَالِهٖ وضو کی ترکیب اور اسکے پورا کرنے کا بیان **عَنْ** حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ عُلَمَاؤُنَا يَقُوْلُوْنَ هٰذَا الْوُضُوْءُ اَسْبَغُ مَا يَتَوَضَّاُ بِهٖ اَحَدٌ لِلصَّلٰوةِ ترجمہ حمران سے روایت ہے (جو مولا غلام آزاد کیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے) انہون نے کہا حضرت عثمانؓ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا تو پہلے تو پہونچون کو تین بار دھویا **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو مین پہونچون کا تین بار دھونا سنت ہے اور اسپر اتفاق ہے علماء کا نووی) **ت** پھر کلی کی **ف** نووی نے کہا کلی کا کمال یہ ہے کہ پانی منہ مین لیوے پھر اوسکو پھراوے بعد اوسکے تھوک دیوے اور ادنیٰ درجہ اسکا یہ ہے

کہ پانی کو صرف منہ مین لیوے پھرا دے نہین لیکن پھرانا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہین ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہہ اختلاف ویسا ہی ہے جیسے سر کے مسح مین اختلاف ہے بعضون کے نزدیک اگر گیلا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضون کے نزدیک اسکا پھرانا ضرور ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پھرانا ضرور نہین مثل اور اعضا کے اُن تک پانی پہونچانا کافی ہے **ف** اور ناک مین پانی ڈالا **ف** حدیث مین استنثر کا لفظ ہے اکثر اہل لغت نے اور فقہا اور محدثین نے استنثار کے معنے ناک چھنکنے کے کیے ہین یعنے پانی ڈالنے کے بعد اسکا ناک سے نکالنا اور ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک مین پانی ڈالنے کے معنے کیے ہین اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری روایت اسکے موید ہے آئین یہ ہے پہلے استنشاق کیا یعنے ناک مین پانی ڈالا پھر استنثار کیا یعنے ناک سنکی فرار سے منقول ہے کہ استنثار کہتے ہین ناک کے ہلانے کو طہارت مین اور استنشاق کہتے ہین پانی پہونچانے کو ناک کے اندر اور اوپر کھینچنے کو پانی کی سانس کے زور سے اور مستحب ہے کہ کلی اور ناک مین پانی ڈالنے مین مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ مکروہ ہے کیونکہ لقیط کی روایت مین ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کر ناک مین پانی ڈالنے مین مگر جب تو روزہ دار ہو اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جس طرح سے ہو جب پانی ناک اور مونہہ مین پہونچ گیا تو مضمضہ اور استنشاق ادا ہو گیا اور افضل کیونکر ہے اسمین پانچ قول ہین پہلا یہ ہے کہ تین چلو لیوے اور ہر ایک چلو مین سے کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے چوتھا یہ کہ دو چلو لیوے ایک چلو سے تین بار کلی کرے اور دوسرے چلو سے تین بار ناک مین پانی ڈالے پانچوان یہ کہ چھہ چلو لیوے پہلے تین چلوؤن سے کلی کرے پھر تین چلوون سے ناک مین پانی ڈالے اور صحیح پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہے احادیث صحیحہ سے جنکو روایت کیا بخاری اور مسلم (نووی) **ت** پھر تین بار مونہہ دھویا پھر داہنا ہاتھ دہویا کہنی تک تین بار پھر بایان ہاتھ دہویا تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر داہنا پاؤن دہویا ٹخنون تک تین بار پھر بایان پاؤن دھویا تین بار **ف** نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صفت وضو مین اور اجماع کیا ہے مسلمانون نے کہ

کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور تین تین بار اور دو دو بار وارد ہے علما نے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور ایک بار کافی ہے اور یہی محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویوں سے جو اختلاف کیا ایک ہی صحابی سے تو یہ محمول ہے اس اوپر کہ بعضوں نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے سر کے مسح میں تو امام شافعی کے نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علما کے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ میں ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اوروں سے سر کو اور اعضا پر اور جن حدیثوں میں ایک بار مسح منقول ہے انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علما نے منہ اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤنکے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ انکی خطا ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہیں پاؤنکے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نقل کیا ہے انہی پاؤنکا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علما نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف کیا ہے اسکے مقدار میں امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہیں اگرچہ ایک ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چار مذہب ہیں ایک تو مذہب مالک اور شافعی کا ہے کہ یہ دونو سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں سے ہے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ اور ربیعہ اور یحیی بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہیں اور عطا اور احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب ہیں وضو اور غسل دونوں میں اور وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتے بغیر انکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلے اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہے عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل میں واجب ہیں وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک مین پانی ڈالنا وضو اور غسل دونون مین واجب ہے اور کلی کرنا دونون مین سنت ہے اور یہی قول ہے ابوثور اور ابوعبید اور داؤد ظاہری اور ابوبکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اسپر کہ وضو اور غسل دونومین پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا ضرور نہین اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنون اور کہنیون کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہین اور اتفاق کیا علما نے کہ ٹخنون سے مراد وہ دو اونچی ہڈیان ہین جو پنڈلی اور پاؤن کے بیچ مین ہین اور ہر ایک پاؤن مین دو ٹخنے ہین اور رافضیون نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤن مین ایک ٹخنا ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤن کے بیچ مین ہے جہانپر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہین اور خلاف ہے لغت کے اور احادیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤن مین دو ٹخنے ہین اور دلائل اسکے بہت ہین اور مین نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب مین بیان کیا ہے اور سب مذہبون کے اختلاف کو اور انکے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہان پر مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق امورات کو بیان کرون ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہون تو دونو کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤن ہون اور سب برابر کے ہون تو سب کا دھونا واجب ہوگا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہہ پر ہو یعنے کہنی کے اسطرف تو اسکو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر اگا ہو تو اسکا دھونا فرض نہین اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہین لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھو لیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی)

ف بعد اسکے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اسیطرح جیسے مین نے اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے اس وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتین پڑھے کھڑے ہو کر جنمین اپنے اور کسی خیال مین غرق نہ ہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جاوینگے ف نووی نے کہا مراد ان گناہون سے صغیرہ گناہ ہین نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتین پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتین ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتون مین بھی جنمین نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث ہے بلال کی جو صحیح بخاری مین ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملون مین

کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ مین ایک ایک بار اور تین
تین بار اور دو دو بار وارد ہے علما نے کہا ہے کہ یہ اختلاف دلیل ہے جواز کی اور تین بار کمال ہے اور
ایک بار کافی ہے اور اسیپر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویون نے جو اختلاف کیا ایک ہی
صحابی سے تو یہ محمول ہے اس اوپر کہ بعضون نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جسنے زیادہ بیان کیا وہ
قبول ہوگا اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے سر کے مسح مین تو امام شافعی کے
نزدیک مسح بھی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور
اکثر علماء کے نزدیک سر کا مسح ایک ہی بار سنت ہے اور ایک بار سے زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
مین ایک ہی بار مسح منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا اورون نے سر کو اور اعضا پر اور جن
حدیثون مین ایک بار مسح منقول ہے انکا یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار مسح کرنا جواز کے بیان کے واسطے ہے اور
ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو افضل تھا اور اجماع کیا ہے علماء نے منھ اور دونو
ہاتھون اور پاؤن کے دھونے کے وجوب پر لیکن روافض نے پاؤن کے مسح کو واجب کیا ہے اور یہ انکی خطا
ہے کس لیے کہ تمام نصوص متفق ہین پاؤن کے دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
نقل کیا ہے آپکے پاؤنکا دھونا روایت کیا ہے اسیطرح اجماع کیا ہے علماء نے کہ سر کا مسح واجب ہے لیکن اختلاف
کیا ہے اسکے مقدار مین امام شافعی اور ایک جماعت کے نزدیک اتنا واجب ہے جسکو مسح کہین اگرچہ ایک
ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک
چوتھائی سر کا اور کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے وجوب مین چار مذہب ہین ایک تو مذہب مالک اور
شافعی کا ہے کہ دونو سنت ہین وضو اور غسل مین اور سلف مین سے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ
اور ربیعہ اور یحیی بن سعید انصاری اور اوزاعی اور لیث بن سعد اسی طرف گئے ہین اور عطا اور احمد سے بھی
ایک روایت یہی ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونو واجب ہین وضو اور غسل دونون مین اور وضو اور
غسل صحیح نہین ہوتے بغیر انکے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ہے ابن ابی
لیلے اور حماد اور اسحق بن راہویہ کا اور ایک روایت ہے عطا سے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونو غسل
مین واجب ہین وضو مین واجب نہین اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور انکے اصحاب اور سفیان ثوری کا

چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور کلی کرنا دونوں میں سنت ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو عبید اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علما نے اس پر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے اور ملنا ضرور نہیں اور مالک اور مزنی نے ملنا شرط کیا ہے اسیطرح جمہور علما نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنوں اور کہنیوں کا دھونا واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علما نے کہ ٹخنوں سے مراد وہ دو اونچی ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے بیچ میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور رافضیوں نے ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنہ ہے اور ٹخنہ وہ ہڈی ہے جو پاؤں کے بیچ میں سے ہے جہاں پر چپل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہیں اور خلاف ہے لغت کے اور احادیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنے ہیں اور دلائل اسکے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور سب مذہبوں کے اختلاف کو اور انکے وجوہ کو مفصل ذکر کیا ہے اور یہاں میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے متعلق امورات کو بیان کروں ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہوں تو دونوں کا دھونا واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا دھونا واجب ہوگا اور اگر زائد ہاتھ ناقص ہو لیکن فرض کی جگہہ پر ہو یعنی کہنی کے اسطرف تو اوسکو دھونا چاہیے اور جو کہنی سے اوپر لگا ہو تو اسکا دھونا فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنی سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی ہاتھ کا دھونا فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اسکو دھو لیوے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نووی

ت بعد اوسکے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اسیطرح جیسے میں نے اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کیطرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو کر بیچ انکے اور کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخش دیے جاوینگے ف نووی نے کہا مراد ان گناہوں سے صغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت موکدہ ہے ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے یعنی ان وقتوں میں بھی جنمیں نماز پڑھنا منع ہے اور دلیل اسکی حدیث ہے بلال کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب عملوں میں

اسی عمل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد فرض یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی اور یہ جو فرمایا بیچ مین اور کسی خیال مین غرق نہ ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالون مین نہ پہنچے جو نماز سے علاقہ نہین رکھتی اگر کسی قسم کا خیال دلمین گذرے اور اسیوقت ہمکو ٹالدے اسمین غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا چاہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی کیونکہ اسمین اسکا اختیار نہین دوسری یہ کہ اللہ تعالے نے اس امت کو اس قسم کے خیالات جو دلمین گذرین اور جمین نہین معاف کردیے ہین اور اسکا بیان اوپر کتاب الایمان مین گذر چکا ف ابن شہاب نے کہا ہمارے علما کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤن مین پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے ف یعنے یہ کامل وضو ہے اب اس سے بڑھانا اور تین بار سے زیادہ دھونا مکروہ ہے جب ایک بار مین سارا عضو دہل جاوے اگر دو بار مین سارا عضو دہلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا جاویگا اگر کسی کو شک ہو گیا کہ دو بار دھویا یا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھولیوے یہی ٹھیک ہے اور جوینی نے کہا کہ تین بار سمجھے اسلیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعضون نے اس حدیث سے دلیل لائی ہے کہنیون اور ٹخنون سے زیادہ دھونے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے اور ابن شہاب کے قول سے اسکی کراہت نہین نکلتی (نووی) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلیٰ عُثْمَانَ اَنَّهٗ رَاٰی عُثْمَانَ دَعَا بِاِنَاءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰی کَفَّیْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ یَمِیْنَهٗ فِی الْاِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَیَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ فِیْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولی (غلام آزاد) تھے عثمان بن عفان رضکے انہون نے دیکھا حضرت عثمان کو انہون نے ایک برتن پانیکا منگوایا اور اپنے دونون ہاتھون پر تین بار پانی ڈالا انکو دھویا پھر داہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈالدیا اور کلی کی اور ناک مین پانی ڈالا پھر منہہ کو تین بار دھویا اور دونون ہاتھون کو دھویا کہنیون تک تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونون پاؤن کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے بعد اسکے دو رکعتین پڑھے اور دل اور خیال ادہر نہ لگاوے تو اسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے ف نووی نے کہا حدیث

یہ بات نکلتی ہے کہ کلی اور ناک کے لیے داہنے ہاتھ سے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل اس ہیں اس حدیث سے کہ کلی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک طرح ہے اُن پانچون طرحون میں سے جنکو ہمنے اوپر بیان کیا اسیطرح یہ دلیل ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ دونون پہونچون کو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ نیند سے بیدار نہ ہوا ہو جب ہاتھون کی نجاست کا گمان ہو اور ہمارا مذہب یہی ہے انتہے

باب فضل الوضوء والصلوة عقبه وضو کی اور اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت

عن حمران مولی عثمان قال سمعت عثمان بن عفان وهو بفناء المسجد فجاءه المؤذن عند العصر فدعا بوضوء فتوضأ ثم قال والله لاحدثنكم حديثا لولا آية في كتاب الله عز وجل ما حدثتكم اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يتوضأ رجل مسلم فيحسن الوضوء فيصلي صلوة الا غفر الله له ما بينه وبين الصلوة التي تليها ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان کے انہون نے کہا میں نے سنا عثمان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں مؤذن اُنکے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انہون نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اللہ کی میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم سے بیان نہ کرتا ف وہ آیت یہ ہے ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون یعنے جو لوگ چھپاتے ہیں اُن باتون کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اسکے کہ ہمنے بیان کر دیا اُنکو لوگون کے لیے کتاب میں انپر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں تو حضرت عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے علم کی باتکا بتلا دینا اور اُسکا پہونچا دینا واجب کیا ہوتا تو مجھے کچھ حدیث بیان کرنے کی حرص نہیں کہ میں خواہ مخواہ تم سے بیان کرتا اگرچہ یہ آیت اہل کتاب کے شان میں ہے مگر جو کوئی اُن کے سے کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپاوے اُسکے شان میں بھی یہی وعید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی بات چھپاوے اللہ تعالے اسکو لگام دیگا انگار کی ف میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے ف یعنے پورا اسکے شرائط اور آداب کے ساتھ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط سیکھنا اور انپر عمل کرنا احتیاط

کے ساتھ مستحب ہے اور چاہیے کہ آدمی اسطرح سے وضو کرے کہ سب ائمہ کے نزدیک درست ہو جاوے اور اختلافات کی خصومتون سے بچ نکلے اسلیے کہ ضرور ہے کہ بسم اللہ شروع میں کہے نیت کرے کلی کرے ناک میں پانی ڈالے ناک چھینکے سارے سر پر مسح کرے اعضاء کو ملے پے درپے وضو کرے (یعنے ایک عضو کو دہو کر ٹھیر نہ جاوے یہانتک کہ وہ سوکھ جاوے) ترتیب کی رعایت رکھے اسیطرح سب اختلافی باتون کو پیش نظر رکھے اور ایسا وضو کرے جو بالاجماع طہارت ہو (نووی) ف پھر نماز پڑھے تو اوسکے وہ گناہ جاوینگے جو اوس نماز سے لیکر دوسری نماز تک ہونگے ف یعنی مثلاً ظہر کے وقت ایسا وضو کیا تو ظہر سے لیکر عصر تک کے گناہ معاف ہونگے اسیطرح اگر پھر عصر کیلیے تازہ وضو کیا اور عصر کی نماز پڑھی تو عصر سے مغرب تک کے گناہ معاف ہو جاوینگے اس حدیث سے ہر ایک نماز کے لیے وضو کرنیکی بھی فضیلت نکلی عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ترجمہ حدیث بھی ویسی ہی ہے جیسی اوپر گذری اسمین اتنا زیادہ ہے پھر اچھا کر کے وضو کیا پھر فرض پڑھے

عَنْ حُمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ وَاللَّهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى إِلَى قَوْلِهِ اللَّاعِنُونَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جب حضرت عثمان وضو کر چکے تو انہون نے کہا قسم اللہ کی مین تمسے ایک حدیث بیان کرتا ہون قسم اللہ کی اگر اللہ کی کتاب مین ایک آیت نہ ہوتی تو مین اس حدیث کو تمسے بیان نہ کرتا مین نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اسکے وہ گناہ بخشدیے جاوینگے جو اس نماز کے بعد سے دوسری نماز تک ہونگے۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى إِلَى قَوْلِهِ اللَّاعِنُونَ

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ فَدَعَا بِطَهُورٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ يَقُولُ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا وَخُشُوعَهَا وَرُكُوعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ ترجمہ عمرو بن سعید بن عاص سے روایت ہے مین حضرت عثمان کے پاس بیٹھا تھا انہون نے وضو کا پانی منگوایا پھر کہا مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی مسلمان فرض نماز کا وقت پاوے پھر اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا کر نماز پڑھے اور اچھی طرح رکوع (اور سجدہ) کرے تو یہ نماز اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہو جاویگی جبتک کبیرہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا کریگا ف یعنے اس نماز

اور وضو کی وجہ سے صغیرہ گناہ سب معاف ہو جاوینگے اور کبیرہ معاف نہ ہونگے یہ مطلب نہین ہے کہ صغیرہ بھی اسوقت تک معاف نہ ہونگے جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے اگرچہ ظاہر حدیث سے یہ احتمال ہوتا ہے مگر سیاق حدیث اس احتمال کا انکار کرتا ہے قاضی عیاض نے کہا یہ جو احادیث مین صغائر کا معاف ہوجانا اور کبائر کا معاف نہ ہونا مذکور ہے اہلسنت کا یہی مذہب ہے اور کبائر توبہ سے معاف ہوتے ہین یا الله تعالی کی خاص رحمت اور فضل سے (نووی)

عن حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيْثَ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ اِلَّا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ مِثْلَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ هٰكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَكَانَتْ صَلٰوتُهُ وَمَشْيُهُ اِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ اَتَيْتُ عُثْمَانَ فَتَوَضَّاَ ترجمہ حمران سے روایت ہے جو مولے تھے عثمان بن عفان رض کے انہون نے کہا مین عثمان بن عفان پاس وضو کا پانی لایا انہون نے وضو کیا پھر کہا بعضے لوگ رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ایسی حدیثین نقل کرتے ہین جنکو مین نہین جانتا پر مین نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اسی طرح جیسے مین نے وضو کیا پھر فرمایا جو شخص اسطرح وضو کریگا اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے اور اوسکو نماز کا اور مسجد کے جانے کا الگ ثواب ہوگا ابن عبدہ کی روایت مین یون ہے کہ حمران نے کہا مین عثمان پاس آیا انہون نے وضو کیا (یعنے پانی لانے کا ذکر نہین)

عن اَبِيْ اَنَسٍ اَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّاَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَضَّاَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَزَادَ قُتَيْبَةُ فِيْ رِوَايَتِهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ اَنَسٍ قَالَ وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو انس (مالک بن ابی عامر اصبحی ہین جو دادا ہین امام مالک کے) سے روایت ہے حضرت عثمان رض نے وضو کیا مقاعد مین ف مقاعد ان دکانون کو کہتے تھے جو حضرت عثمان کے گھر کے پاس تھین اور بعضون نے کہا مقاعد زینہ اور سیڑھی کو کہتے ہین اور بعضون نے کہا وہ مقام جو انہون نے کام کاج کے لیے بیٹھنے کا قرار دیا تھا ف پھر کہا مین تمکو دکھلاؤن رسول الله صلی الله علیہ وسلم کا وضو پھر وضو کیا تین تین بار ف نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے اس مسئلہ کی کہ وضو مین ہر ایک عضو کا تین تین بار کرنا چاہیے اور اوپر بیان کرچکے کہ تین بار بجالانا سنت ہے بالاجماع اور واجب ایک ہی بار ہے اور امام شافعی کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار سنت ہے

جیسے اور اعضا کا دھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جنکی صحت اور ضعیف کو میں نے شرح مہذب میں بیان کیا ہے ف قتیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جسوقت حضرت عثمان نے یہ حدیث بیان کی اسوقت اُنکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے ف اور انہوں نے اسحدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت نے تین تین بار وضو کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اُنہوں نے کہا ہاں (نووی)

نسخہ اصح

عَنْ حُمْرَانَ بْنِ اَبَانٍ قَالَ كُنْتُ اَضَعُ لِعُثْمَانَ طَهُوْرَهٗ فَمَا اَتٰى عَلَيْهِ يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ يُفِيْضُ عَلَيْهِ نُطْفَةً وَّقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلٰوتِنَا هٰذِهٖ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ اُحَدِّثُكُمْ بِشَيْءٍ اَوْ اَسْكُتُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ خَيْرًا فَحَدِّثْنَا وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ فَيُتِمُّ الطُّهُوْرَ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيُصَلِّيْ هٰذِهِ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَاتٍ لِّمَا بَيْنَهُنَّ

ترجمہ حمران بن ابان سے روایت ہے میں حضرت عثمان کے لیے طہارت کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک تھوڑے پانی سے نہا لیا کرتے (یعنے غسل کر لیتے واسطے تکمیل طہارت اور زیادتی ثواب کے) حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسے حدیث بیان کی جب ہم اس نماز سے فارغ ہوئے مسعر نے کہا (جو راوی ہے اسحدیث کا) میں سمجھتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں ف یعنے معلوم نہیں اسحدیث کا بیان کرنا مصلحت ہے یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصلحت ہے اسلیے آپ نے بیان کر دیا کہ اونکو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادات کی قسم میں اور پہلے آپ نے بیان کرنے میں تامل کیا اس خیال سے کہ لوگ اسپر تکیہ نہ کریں بعد بیان کرنا مناسب سمجھا (نووی) ف ہم نے کہا یا رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے ف بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہمکو رغبت پیدا ہو اچھی اعمال میں یا ڈر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے یعنے آپ اپنی رای پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھیں تو بیان فرمایے ورنہ خیر (نووی) ف آپ نے فرمایا جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جسکو اللہ تعالے نے فرض کیا ہے اور پانچوں نمازیں

پڑھتا ہے اسکے وہ گناہ معاف ہو جاوینگے جو اُن نمازون کے بیچ مین کریگا ف ان احادیث سی معلوم ہوا کہ اگر طہارت مین صرف فرضون کو ادا کرے اور سنن اور مستحبات کو چھوڑ دیوے جب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جاویگی یعنے گناہون کی مغفرت اگرچہ سنتون کے ادا کرنے سی اور زیادہ گناہ معاف ہونگے اور ثواب زیادہ ہوگا (نووی) عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ يُحَدِّثُ اَبَا بُرْدَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فِي اِمَارَةِ بِشْرٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالصَّلٰوةُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ هٰذَا حَدِيْثُ ابْنِ مُعَاذٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِ غُنْدَرٍ فِي اِمَارَةِ بِشْرٍ وَلَا ذِكْرُ الْمَكْتُوْبَاتِ ترجمہ جامع بن شداد سی روایت ہی انہون نے کہا مین نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو بردہ سی بشر کی حکومت مین (یعنے اسکی حکومت کے زمانے مین) کہ عثمان بن عفان رض نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جسطرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نمازین کفارہ ہونگی ان گناہون کی جو انکے بیچ مین کرے یہ روایت ہی ابن معاذ کی اور غندر کی روایت مین یہ عبارت نہین (بشر کی حکومت مین) نہ فرض نمازونکا بیان ہے عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ قَالَ تَوَضَّاَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رض يَوْمًا وُضُوْءًا حَسَنًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ هٰكَذَا ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ غُفِرَ لَهُ مَا خَلَا مِنْ ذَنْبِهِ ترجمہ حمران سے روایت ہی جو مولے تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رض نے ایک دن اچھی طرح وضو کیا پھر کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپنے وضو کیا اچھی طرح بعد اسکے فرمایا جو شخص اسطرح وضو کرے بعد اسکے مسجد مین جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھے (یعنے اور کوئی کام کی نیت نہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سی اوٹھے) تو اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ اَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ ترجمہ حضرت عثمان بن عفان رض سے روایت ہی انہون نے کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص نماز کیلیے پورا وضو کرے پھر فرض نماز کیلیے چلے (مسجد کو) اور لوگون کے ساتھ یا جماعت سی یا مسجد مین پڑھے تو اللہ اسکے گناہ بخشدیگا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ
ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچون نمازین اور جمعہ جمعہ
کفارہ ہین اُن گناہون کا جو اُنکے بیچ ہین ہون جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ الصَّلَوَاتُ
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا مگر اسمین کبیرہ کرنیکا ذکر نہین عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ لما
مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ
فرماتے تھے پانچون نمازین اور جمعہ جمعہ اور رمضان رمضان کفارہ ہو جاتے ہین اُن گناہون کا جو
انکے بیچ ہین ہون بشرطیکہ کبیرہ گناہون سے بچے بَابُ الذِّكْرِ الْمُسْتَحَبِّ عَقِيْبَ الْوُضُوْءِ یعنی وضو کے
بعد کیا پڑہنا چاہیے عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَتْ عَلَيْنَا رِعَايَةُ الْاِبِلِ فَجَاءَتْ نَوْبَتِيْ
فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيٍّ فَاَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُّحَدِّثُ النَّاسَ فَاَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهٖ
مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا
وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ فَقُلْتُ مَا اَجْوَدَ هٰذِهٖ فَاِذَا قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ يَقُوْلُ الَّتِيْ قَبْلَهَا اَجْوَدُ فَنَظَرْتُ
فَاِذَا عُمَرُ قَالَ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُكَ جِئْتَ اٰنِفًا قَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ يَّتَوَضَّاُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ فَلْيُسْبِغْ
يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ
يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ ترجمہ عقبہ بن عامر رض سے روایت ہے ہم لوگون کو اونٹ چرانے کا کام تھا میری
باری آئی تو مین اونٹون کو چرا کر شام کو انکے رہنے کی جگہہ لیکر آیا مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کھڑے ہوئے لوگون کو وعظ سنا رہے ہین آپ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح سے وضو کرے پھر کھڑا
ہوکر دو رکعتین پڑھے اپنے دل کو اور منہ کو لگا کر (یعنے ظاہراً اور باطناً متوجہ رہے نہ دل مین ادہر کوئی
دنیا کا خیال لاوے نہ منہ ادہر ادہر پھیراوے) اُسکے لیے جنت واجب ہو جاوےگی مین نے کہا کیا عمدہ بات
فرمائی (جسکا ثواب اسقدر بڑا ہے اور محنت بہت کم ہے) ایک شخص میرے سامنے تھا وہ بولا پہلی بات اس
سے بھی عمدہ تھی مین نے دیکھا تو وہ عمر رض تھے انہون کہا مین سمجھتا ہون تو ابھی آیا آپنے فرمایا جو کوئی تم
مین سے وضو کرے اچھی طرح پورا وضو پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ [illegible]

میں کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ؐ اسکے بندے ہیں اور بھیجے ہوئے ہیں کھولے جاوینگے اوسکے لیے جنت کے آٹھوں دروازے جسمیں سے چاہے جاوے **ف** وضو کے بعد یہ کلمہ پڑھنا مستحب ہے بالاتفاق اور ترمذی کی روایت اسکے بعد اتنا اور زیادہ ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ اور نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ غسل کے بعد بھی انکا پڑھنا مستحب ہے (نووی) **عَنْ** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ **ترجمہ** وہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں یوں ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

بَابُ اٰخَرُ فِيْ صِفَةِ الْوُضُوْءِ دوسرا باب وضو کی ترکیب میں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ قِيْلَ لَهٗ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِاِنَاءٍ فَاَكْفَأَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَاَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ن برأسه **ترجمہ** عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری سے روایت ہے وہ صحابی تھے انسے لوگوں نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کر کے بتلاؤ انہوں نے ایک برتن (پانی کا) منگوایا اسکو جھکا کر پہلے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا (اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع میں دونوں پہنچوں کا دھونا مستحب ہے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) اور دھویا انکو تین بار پھر ہاتھ برتن کے اندر ڈالا اور باہر نکالا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار ایسا کیا پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور منہ کو تین بار دھویا (بخاری کی روایت میں ہے دونو چلو ملا کر پانی لیا اور تین بار منہ دھویا

ف اور ایک روایت میں صحیح بخاری کے ابن عباس سے یوں ہے کہ ہاتھ ڈالکر ایک چلو لیا پھر اوسکو دوسرے ہاتھ پر جھکایا اور منہ دھویا ابن عباس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا اور سنن ابوداؤد اور بیہقی میں حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور

پانی کا چلو لیکر منہ پر مارا تو ان حدیثون مین کسی مین ایک ہاتھ ڈالنا منقول ہی اور کسی مین دو ہاتھ ڈالنا اور کسی مین ایک ہاتھ کے ساتھ دوسرے کو ملا لینا یہ تین صورتین ہین لیکن صحیح اور مشہور یہ ہی کہ دونون ہاتھون سے ملا کر پانی لیوے تا کہ منہ اچھی طرح دھویا جاوے ایسا ہی کہا امام شافعی اور مزنی نے ہمارے اصحاب نے کہا ہی کہ منہ دھونے مین اوپر کی جانب سے شروع کرے (نووی) ف پھر ہاتھ ڈالا اور باہر نکالا اور دونون ہاتھون کو دونون کہنیون تک دھویا دو دو بار ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ ایک عضو کو دو بار اور ایک کو تین بار دھونا درست ہی اور شاید یہ جواز کے لیے ہو ف پھر ہاتھ اندر ڈالا پھر باہر نکالا اور مسح کیا سر پر پہلے دونون ہاتھون سے سامنے سر کے گئے پھر پیچھے سے لے گئے ف نووی نے کہا یہ مستحب ہے باتفاق علما اسلیے کہ ایسا کرنے سے سارے سر پر ہاتھ پھر جاتا ہے ہمارے اصحاب نے کہا یہ اس شخص کے لیے ہے جسکے سر پر بال ہون کھلے ہوئے اور اگر بال نہ ہون یا جوڑا بندھا ہو تو دوبارہ ہاتھ لیجانے مین کوئی فائدہ نہین اور اس حدیث سے یہ بات نہین نکلتی کہ سارے سر کا مسح واجب ہے اسلیے کہ اسمین کمال کا بیان ہی نہ وجوب کا

ف پھر دونون پاؤن دھوے ٹخنون تک بعد اسکے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح وضو کرتے تھے

ف وضو اور غسل مین علاوہ اخروی ثواب کے دنیاوی فائدے بہت ہین اطبا نے کہا ہی کہ انسان کے بدن پر ہر روز گرد اور غبار ایسا جمتا ہے جسکی وجہ سے مسامات بدن کے بند ہو جاتے ہین اس میل کچیل کا صاف کرنا حفظ صحت کے لیے نہایت ضرور ہی شریعت محمدی نے ایسا عمدہ قاعدہ باندھا ہے جسکی وجہ سے انسان کو دوسرے تیسرے ہفتہ ہر ماہ ضرور ایک بار غسل کرنا پڑتا ہے جنابت کا جمعہ کا حیض و نفاس کا غسل عیدین کا غسل اور چونکہ ہر روز غسل مین دقت تھی اور ضرورت بھی نہ تھی اسوجہ سے کہ سارا بدن آدمی کا لباس سے ڈھکا رہتا ہی اکثر منہ اور دونون ہاتھ اور پاؤن کھلے رہتے ہین تو انکے صاف رکھنے کے لیے وضو مقرر کیا اب پانچ بار یا چار بار یا تین بار یا دو بار یا ایک بار تو روز وضو مین ان اعضا کو دھونا ہوگا البتہ اگر پاؤن موزون مین چھپے ہوئے ہون تو ہر بار دھونا انکا ضرور نہین بلکہ مقیم کو دن رات مین ایک بار اور مسافر کو تین دن مین ایک بار کافی ہے اب وضو کے شروع مین تین باتین پانی کی آزمایش کے لیے مقرر کین ہاتھ پہونچون تک دھونا رنگ دریافت کرنے کیلیے اور کلی مزہ دریافت کرنے کے لیے اور ناک مین پانی ڈالنا بو دریافت کرنیکے لیے یعنی پانی کے تینون اوصاف ہین جنکا دیکھنا طہارت کے لیے ضرور ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ترجمہ وہی ہی جو اوپر گذرا اسمین ٹخنون کا ذکر نہین عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ

مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُلْ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ عمرو بن یحییٰ سے اسی اسناد سے روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تین بار اور یہ نہیں کہا کہ ایک چلو سے اور آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے کے بعد اتنا زیادہ کیا کہ پہلے سر کا مسح آگے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے پھر پھیر کر لائے (دونوں ہاتھوں کو) اسی مقام پر جہاں سے شروع کیا تھا اور دونوں پاؤں دھوئے **ف** شیعوں نے پاؤں کے دھونے کے عوض انکا مسح معمول کیا ہے حالانکہ پاؤں پر جسقدر گرد و غبار پڑتا ہے اور نجاست کے لگنے کا احتمال ہوتا ہے سونہ اور ہاتھوں پر اوتنا نہیں پھر اونکا دھونا ہی مقتضای عقل ہے اور یہی ثابت ہے احادیث صحیحہ مشہورہ سے اور لطف یہ کہ جب پاؤں موزے میں ہوں تو موزوں پر مسح کو ناجائز قرار دیں اور جب پاؤں کھلا ہو تو اسکا دھونا ضروری نہ سمجھیں عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بِمِثْلِ إِسْنَادِهِمْ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ غَرَفَاتٍ وَقَالَ أَيْضًا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ بَهْزٌ أَمْلَى عَلَيَّ وُهَيْبٌ هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ وُهَيْبٌ أَمْلَى عَلَيَّ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى هَذَا الْحَدِيثَ مَرَّتَيْنِ ترجمہ دوسری روایت بھی ایسی ہے جیسے اوپر گذری اس میں یہ ہے آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک جھنکی تین چلوؤں سے اور مسح کیا سر پر آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے گئے ایک بار عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا ترجمہ عبد اللہ ن يَدِهِ بن زید بن عاصم سے روایت ہے انہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا تین بار اور داہنا ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار اور سر پر مسح کیا نیا پانی لیکر (نہ اس پانی سے جو ہاتھ میں لگا تھا) اور دونوں پاؤں دھوئے یہاں تک کہ انکو صاف کیا **باب ۹** الْإِيتَارِ فِي الِاسْتِنْثَارِ وَالِاسْتِجْمَارِ ناک میں پانی ڈالنا اسیطرح استنجا کرنا طاق مرتبہ بہتر ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ ن لِيَنْتَثِرْ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانے کی جگہ کو ڈھیلوں سے صاف کرے تو طاق ڈھیلوں سے

صاف کرے **ف** یعنے تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استجمار کے معنے دھونی لینے کے کیے ہیں یعنے طاق بار خوشبو لیوے لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمے میں مذکور ہوئی اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پونچھنا طاق بار ہو یعنے تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی واجب ہے اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا چاہیے پھر اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لیوے اور جو جفت ہو جیسے چار یا چھ تو طاق کر لینا مستحب ہے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدلیل اس حدیث کے اور جمہور کی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن میں مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو بھی کچھ حرج نہیں (نووی) **ف** اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے پھر ناک جھنکے

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے ابوہریرہؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر یہ حدیثیں ہم سے بیان کیں پھر انہوں نے ذکر کیا کئی حدیثوں کو ایک انہیں میں سے یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو دونوں نتھنوں کو صاف کرے پانی سے پھر ناک جھنکے **ف** نووی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو ناک جھنکنا واجب کہتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے اور جو شخص استنجا کرے تو طاق بار کرے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری سے ایسی ہی روایت ہے جیسی اوپر گذری

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيَاشِيمِهِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جاگے تو ناک جھنکے تین بار اس لیے

اسلیے کہ شیطان اوسکے بانسے پر رہتا ہے یا ناک مین **ف** قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقۃً شیطان ناک مین رہتا ہو کیونکہ ناک مین سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اسپر کچھ پردہ بھی نہین ہے اور حدیث مین ہے کہ شیطان ڈھنکی ہوئی چیز کو نہین کھولتا اسی لیے جمائی مین منہ بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان منہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً غبار ہو یا ناک کا رینٹ وغیرہ (نووی)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوْتِرْ ترجمہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے استنجا کرے تو طاق بار کرے

باب وُجُوْبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ بِكَمَالِهِمَا پانون دھونا واجب ہے **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَتَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ پاس عبدالرحمن بن ابی بکر گئے جسدن سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہون نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا ای عبدالرحمن وضو کو پورا کر مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیون کی جہنم کی آگ سے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے لانیسے یہ ہے کہ پانون کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور اس مسئلے مین لوگون نے اختلاف کیا ہے کئی مذہب ہین مگر جسکو فقہا کی ایک جماعت اور اہل فتوے نے ہر ایک زمانے اور ہر ایک شہر مین اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ دونون پانونکا ٹخنون سمیت دھونا واجب ہے اور انکا مسح کافی نہین اور دھونے کے ساتھ پھر مسح کرنا ضرور نہین اور اسکا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہین اور شیعہ نے کہا کہ دونون پانونکا مسح واجب ہے اور محمد بن جریر اور جبائی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ مسح کرے دونون پانونپر خواہ انکو دھووے اور بعض ظاہریہ نے کہا کہ مسح اور دھونا دونون واجب ہین اور ان مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہین وہ ظاہر نہین ہین اور مین نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح شرح مہذب مین کی ہے جو کوئی اوسکو دیکھے تو کوئی شبہہ نہ رہیگا اور یہان تو ہمارا مقصود یہ ہے کہ حدیث کی شرح بیان کرین نہ مخالفین کا رد و قدح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات مین ان سب نے پانونکا دھونا نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا خرابی ہے ایڑیون کی انگار سے اسمین بھی دلیل ہے پانون کے دھونیکی ورنہ اس وعید کا کوئی مطلب نہین نکلتا اور ایک

حدیث صحیح ہے روی عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وضو کیونکر کرنا چاہیئے
آپ نے پانی منگوایا اور دونوں ہاتھ پہونچے دھوئے یہانتک کہ دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا وضو اسطرح چاہیئے
جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم اوسنے برا کیا اور ظلم کیا یہ حدیث صحیح ہے اسکو ابوداؤد وغیرہ نے باسانید صحیحہ
نقل کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰی شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَعَبْدُ
الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ جَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَمَرَرْنَا عَلٰى بَابِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ترجمہ سالم سے روایت ہے جو مولی تھا مہری کا اونہوں نے کہا میں اور عبدالرحمن بن ابی بکر دونوں
سعد بن ابی وقاص کے جنازہ میں نکلے تو حضرت عائشہ کے حجرے کے دروازے سے گذرے پھر بیان کیا اسی
حدیث کو جو اوپر گذری عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ كُنْتُ اَنَا مَعَ عَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ
الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُوْا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو لوٹے راہ میں ایک جگہہ پانی ملا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا
ہم جو اونکے پاس پہونچے تو اونکی ایڑیاں سوکھی معلوم ہوتی تھیں ان پر پانی نہیں لگا تھا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کو
آگ کی پورا کرو وضو کو عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ ترجمہ منصور سے ایسی ہی روایت ہے اور شعبہ کی روایت میں اسبغوا
الوضوء کا جملہ بیان نہیں کیا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ فَاَدْرَكَنَا
وَقَدْ حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ
عبداللہ بن عمرو سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے چھٹ گئے ایک سفر میں پھر آپ نے پایا ہم کو
اور عصر کی نماز کا وقت آگیا تھا ہم مسح کرنے لگے اپنے پاؤں پر آپ نے پکارا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی
آگ سے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا لَمْ يَغْسِلْ عَقِبَيْهِ فَقَالَ وَيْلٌ
لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا
جسنے وضو میں اپنی ایڑی نہیں دھوئی تھی تو فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی جہنم کی آگ سے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمَطْهَرَةِ فَقَالَ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رض نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مطہرہ سے وضو کر رہے تھے تو کہا پورا کرو وضو کو کیونکہ مین نے سنا ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہے کونچون کی انگار سے عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی انگار سے

باب وُجُوْبِ اسْتِيْعَابِ جَمِيْعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ وضو مین تمام اعضا کو پورا دھونا چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ ثُمَّ صَلَّى ترجمہ جابر رض سے روایت ہے مجھے بیان کیا حضرت عمر نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخون برابر اپنے پاون مین سوکھا چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ وہ لوٹ گیا پھر آ کر نماز پڑھی

ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر وضو مین ایک ذرا مقام بھی جسکا دھونا واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اسپر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم مین اگر کوئی حصہ موضع کا چھوڑ دے اور اسپر ہاتھ نہ پھیرے تو اسمین اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ تیمم درست نہ ہوگا جیسے وضو درست نہین ہوتا اور ابو حنیفہ سے اسمین تین روایتین ہین ایک تو یہ ہے کہ اگر آدہے سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا تیسری یہ کہ اگر چوتھائی سے کم چھوڑے تو درست ہو جاویگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اوسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بعضے لوگ دلیل لائے ہین اس حدیث سے کہ دونون پاؤنکا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہین اور قاضی عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو موالاۃ یعنے پے درپے وضو کرنے کی وجوب پر اسلیے کہ آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہین حکم دیا کہ صرف سوکھا جو رہ گیا اسی مقام کو دھولے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنیکے یہ بھی معنے ہو سکتے ہین کہ اسی وضو کو پورا کر [illegible]

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ

اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ شک ہے راوی کا) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اسکے منہ سے وہ گناہ (صغیرے) نکل جاتے مین جو اس نے انکھون سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا) پھر جب ہاتھ دھوتا ہی تو اوسکے ہاتھون مین سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پانون دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جسکو اوسنے پانون سے چلکر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہانتک کہ سب گناہون سے پاک صاف ہوکر نکلتا ہے (نووی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پانون پر مسح کرتے مین) **عَنْ** عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اوسکے گناہ بدن سے نکل جاتے ہین یہانتک کہ ناخونو کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہین **باب** اِسْتِحْبَابِ اِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيْلِ فِي الْوُضُوْءِ منہ کو زیادہ دھونا اسقدر کہ سر کے سامنے کا حصہ بھی دہل جاوے اسیطرح ہاتھون اور پانون کہنیون اور ٹخنون کے پار تک دھونا مستحب ہے **ف** نووی نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہان تک دھونا ہے بعضون نے کہا کہنیون اور ٹخنون سے بڑھکر دھونا چاہیے کتنا بڑھائے اوسکی کوئی حد نہین بعضون نے کہا آدھے بازو تک مستحب ہی اسیطرح آدھے پنڈلی تک بعضون نے کہا مونڈھون اور گھٹنون تک دھونا مستحب ہے اور اس باب مین جو حدیثین مذکور ہین وہ اسبات کی تائید کرتی ہین اور یہ جو امام ابو الحسن بن بطال مالکی اور قاضی عیاض نے دعوی کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا باتفاق علما مستحب نہین ہے یہ دعوے باطل ہے اور کیونکر یہ دعوے صحیح ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے اسکے خلاف ثابت ہی اور ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثون سے ثابت ہی اور جس نے خلاف کیا ہی اوسپر یہ حدیثین حجت ہین اور یہ جو ایک حدیث مین مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اوسنے برا کیا اور ظلم کیا مراد اس سے تعداد مین بڑھانا اور گھٹانا ہے انتہی **عَنْ** نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ

فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى حَتّٰى اَشْرَعَ فِي السَّاقِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيْلَهُ **ترجمہ** نعیم بن عبد اللہ مجمر سے روایت ہے میں نے ابو ہریرہ رض کو دیکھا وضو کرتے ہوئے انہوں نے مونھ دھویا تو اوسکو پورا دھویا پھر داہنا ہاتھ دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر بایاں ہاتھ دھویا یہانتک کہ بازو کا ایک حصہ دھویا پھر سر پر مسح کیا پھر داہنا پاؤں دھویا یہانتک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہونگے قیامت کے دن وضو پورا کرنیکی وجہ سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنا مونھ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بڑھا سکے تو بڑھاوے **عن** نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ رَاٰى اَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّاُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتّٰى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى رَفَعَ اِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِيْ يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ نعیم بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے دیکھا ابو ہریرہ کو وضو کرتے ہوئے انھوں نے مونھ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے یہانتک کہ مونڈھوں تک پہونچ گئے پھر دونوں پاؤں دھوئے یہانتک کہ پنڈلیوں تک پہونچ بعد اوسکے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کے لوگ قیامت کے دن سفید مونہہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہو کر آوینگے وضو کی نشان سے پھر جو کوئی تم میں سے اپنی مونہہ کو زیادہ دھو سکے تو دھووے **عن** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ حَوْضِيْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّيْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ **ترجمہ** ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ اس سے بھی زیادہ اسکا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد دودھ سے زیادہ میٹھا ہے اور آبخورے جو ہیں [illegible]

ہین وہ شمار مین تارون سے زیادہ ہین اور مین لوگون کو روکون گا اس حوض سے جیسے کوئی دوسرے کے اونٹون کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمکو پہچان لین گے اوسدن آپنے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیے نہ ہوگا تم آؤگے میرے سامنے سفید ہاتھ پاؤن لیکر وضو کے طفیل سے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرِدُ عَلَیَّ اُمَّتِی الْحَوْضَ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ اِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ اِبِلِهٖ قَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِیْمَا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ وَلَیُصَدَّنَّ عَنِّیْ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ فَلَا یَصِلُوْنَ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ هٰؤُلَاءِ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُجِیْبُنِیْ مَلَكٌ فَیَقُوْلُ وَهَلْ تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور مین لوگون کو ہٹاؤنگا اس سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹون کو ہٹاتا ہے لوگون نے کہا یا رسول کیا آپ ہمکو پہچان لیوینگے آپنے فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم آؤگے میرے پاس سفید پیشانی اور ہاتھ پاؤن لیکر وضو کی وجہ سے **ف** نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضون نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہین ہے پر یہ فضیلت یعنے پیشانی اور ہاتھ پانون نورانی ہونا خاص ہوگا قیامت کے دن اس امت سے اور دلیل انکی دوسری حدیث ہے جسمین یہ ہے کہ یہہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبرونکا وضو ہے لیکن اول جماعت نے دو جواب دیے ہین ایک تو یہ ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور اسکا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر اس حدیث کو مان لیوین تو اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ اگلے پیغمبرون کے لیے بھی وضو تھا پر اگلی امتون کے لیے وضو نہین ثابت ہوتا ہے انتہی **ف** اور ایک گروہ روکا جاویگا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آسکیگا تب مین عرض کرونگا اے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہین اسوقت ایک فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہین جانتے جو ان لوگون نے تمہارے بعد دنیا مین نئے نئے کام کیے **ف** دوسری روایت مین اتنا زیادہ ہے یہ سنکر مین کہونگا تو پھر پرے ہو پرے ہو یعنے دور ہو نووی نے کہا علما نے اسمقام پر کئی طرح کی باتین لکھی ہین پہلی یہ کہ مراد ان لوگون سے منافق ہین اور جو اسلام سے پھر گئے تو احتمال ہے کہ انکا حشر اسی نشان کے ساتھ یعنے سفید منہ اور ہاتھ پاؤن کے ساتھ ہو اور رسول اللہ

ن اتعرفنا

ن فیجیبنی

صلے اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھکر ان لوگون کو مسلمان سمجھین اسوقت آپکو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہین رہے اور انہون نے تمہارے بعد دین کو بدل دیا یعنے اسلام پر انکا خاتمہ نہین ہوا دوسرے یہ کہ مراد ان لوگون سے وہ لوگ ہین جو حضرت کے زمانے مین تھے اور آپکی حیات مین مسلمان تھے پھر آپکے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کو پہچان کر بلا وینگے اگرچہ اثر وضو کا نشان نہ ہوگا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسری یہ کہ مراد اُن لوگون سے گنہگار ہین جنکا خاتمہ توحید پر ہوا پر کبیرہ اور بدعتون مین مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجے تک نہین پہنچی تھی اس صورت مین یہ ضرور نہین کہ یہ لوگ جہنم ہی مین جاوین بلکہ شاید پہلے یہ سزا انکے جاری کی اونکو ملے پھر اللہ تعالی اونپر رحم کرے اور وہ جنت مین جاوین بغیر عذاب کے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اونکے موہنہ اور ہاتھ پانون سفید نورانی نہو اور احتمال ہے کہ یہ لوگ آپکے زمانے کے بھی ہون اور آپکے بعد کے بھی ہون لیکن آپ اونکو نشان سے پہچان لیوین امام ابن عبد البر نے کہا جو شخص دین مین نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندا جاویگا جیسے رافضی اور خارجی اور تمام گمراہ فرقے اسیطرح وہ لوگ بھی راندے جاوینگے جو ظلم کرتے ہون لوگون کے حق دباتے ہون حق کو مٹیتے ہون ناحق کو پھیلاتے ہون کبیرے گناہ علانیہ کرتے ہون اور اس قسم کے سب لوگون کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جاوین انتہے عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَوْضِیْ لَاَبْعَدُ مِنْ اَیْلَۃَ مِنْ عَدَنٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَذُوْدُ عَنْہُ الرِّجَالَ کَمَا یَذُوْدُ الرَّجُلُ الْاِبِلَ الْغَرِیْبَۃَ عَنْ حَوْضِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ غَیْرِکُمْ ترجمہ حذیفہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن سے ایلہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے بیچ مین) قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے مین لوگون کو وہان سے ہٹا دونگا جیسے کوئی دوسرے کے اونٹون کو اپنے حوض سے ہانکتا ہے لوگون نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانینگے آپنے فرمایا تم میرے پاس آؤگے سفید پیشانی سفید ہاتھ پانون وضو کے نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہونگے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْمَقْبَرَۃَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَیْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ

انتم اصحابي واخواننا الذين لم يأتوا بعد فقالوا كيف تعرف من لم يأت بعد من امتك يا رسول
الله فقال ارأيت لو ان رجلا له خيل غر محجلة بين ظهري خيل دهم بهم الا يعرف خيله
قالوا بلى يا رسول الله قال فانهم يأتون غرا محجلين من الوضوء وانا فرطهم على الحوض الا
ليذادن رجال عن حوضي كما يذاد البعير الضال اناديهم الا هلم فيقال انهم قد بدلوا
بعدك فاقول سحقا سحقا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں
تشریف لائے تو فرمایا سلام ہے تم پر یہ گھر ہے مسلمان لوگوں کا اور ہم خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں ف
اگرچہ مرنا یقینی ہے اس میں شک نہیں پر انشاء اللہ آپنے برکت کے لیے فرمایا اور خدا کا حکم بجا لانے کے لیے
اسکو فرمایا تم کسی کام کو جو کل کرنے والے ہو یوں نہ کہو میں کل کرونگا بلکہ یوں کہو کرونگا اگر خدا چاہے اور جماعت
نے کہا انشاء اللہ عادت کے طور پر کہا تحسین کلام کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ انشاء اللہ مرنے سے متعلق
نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہوگا اور ہم بھی تم سے ملیں
گے اسی جگہ اور بعضوں نے انشاء اللہ کے معنی جس وقت خدا چاہے اور بعضوں نے اور معنی کہے ہیں جو
ضعیف ہیں (نووی) ف میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جیسے علما اور فضلا سے ملنے کی) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپکے
بھائی نہیں ہیں آپنے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو ف امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ
تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ تو بھائی پنے سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں صحابی نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومن
ایکدوسرے کے بھائی ہیں قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے اس حدیث اور اسکے سوا حدیثوں سے استدلال کیا ہے اس امر پر
کہ آپکے بعد کے زمانے کے لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض انہیں کے افضل ہیں بعض صحابہ
سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم میں سے میرے زمانے کے لوگ ہیں تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ سب
افضل ہیں تمام امت میں لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف صحبت میں رہا ہو یا آپکو دیکھا ہو اور
اسکا کچھ اثر دین میں نہ ہو تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے افضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا
قاضی نے کہا سوا ابن عبد البر کے اور بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء اسکے خلاف ہیں
اور کہتے ہیں جو حضرت کی صحبت میں رہا یا ایکبار بھی آپکو دیکھا اسکو صحبت کی فضیلت مل گئی اب اسکے

کے زمانہ کا شخص اسکے برابر نہین ہو سکتا گو کتنا ہی مرتبہ رکھتا ہو علم اور زہد مین اور دلیل انکی حدیث ہے اگر تم مین سے کوئی احد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے مد یا آدھے مد کے برابر نہین ہو سکتا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نووی) **ف** اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ابھی دنیا مین نہین آئے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانین گے اپنی امت کے ان لوگون کو جنکو آپ نے نہین دیکھا آپ نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤن کے گھوڑے سیاہ مشکی گھوڑون مین ملجاوین تو وہ اپنے گھوڑے نہین پہچانے گا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو پہچان لیگا آپ نے فرمایا تو میری امت کے لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤن رکھتے ہونگے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور مین انکا پیش خیمہ ہونگا حوض کوثر پر خبردار ہو بعضے لوگ میرے حوض پر سے ہٹائے جاوینگے جیسے بھٹکا ہوا اونٹ ہنکایا جاتا ہے مین انکو پکارونگا کہ آؤ آؤ اسوقت کہا جاویگا ان لوگون نے اپنی تئین بدل دیا تھا آپ کے بعد (یعنے اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر ہو گئے تھے یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم مین گرفتار ہو گئے تھے) تب مین کہونگا جاؤ دور ہو دور ہو **ف** سراج الوہاج مین ہے اللہ تعالے تباہ کرے رافضیون کو انہون نے ان لوگون سے صحابہ کرام کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث مین رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ ہوتا ہو تب بھی مراد وہ لوگ ہین جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے پھر گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ اللہ تعالی نے اونکی تعریف مین فرمایا وما بدلوا تبدیلا اور فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور فرمایا لیغیظ بہم الکفار اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص صحابہ سے ناراض ہو کر انپر غصہ کرے وہ خود کافر ہے لعنت ہو اللہ کی اس مردود پر جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقون اور جان نثارون پر تہمت کرے اور انکو اہل بیت رسالت کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے انکی خدمتون کو جنکی بدولت ہم تک اسلام پہنچا اور جنکی سعی اور کوشش سے آج تک دین کا قیام ہے

عن اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَی الْمَقْبَرَۃِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ بِمِثْلِ حَدِیْثِ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ جَعْفَرٍ غَیْرَ اَنَّ حَدِیْثَ مَالِکٍ فَلَیُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِیْ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا

عن اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ وَہُوَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوۃِ فَکَانَ یَمُدُّ یَدَہٗ حَتّٰی تَبْلُغَ اِبْطَہٗ فَقُلْتُ لَہٗ یَا اَبَا ہُرَیْرَۃَ مَا ہٰذَا الْوُضُوْءُ فَقَالَ یَا بَنِیْ فَرُّوْخَ اَنْتُمْ ہٰہُنَا لَوْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ ہٰہُنَا مَا تَوَضَّأْتُ ہٰذَا الْوُضُوْءَ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

يَقُوْلُ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ ترجمہ ابو حازم سے روایت ہے میں ابو ہریرہؓ کے پیچھے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ہاتھ کو دھوتے تھے لمبا کر کے یہاں تک کہ بغل تک دھویا میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ یہ کیسا وضو ہے ابو ہریرہ نے کہا اے فروخ کی اولاد (فروخ ابراہیم کے ایک بیٹے کا نام ہے جسکی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابو حازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا تم یہاں موجود ہو تو میں اسطرح وضو نہ کرتا ف کسلیے کہ تم لوگوں کو اتنا علم نہیں ایسا نہ ہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ بغلوں تک ہاتھوں کا دھونا فرض ہے قاضی عیاض نے کہا ابو ہریرہ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اسکو چاہیے کہ جب کسی ضرورت سے رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصًا جاہلوں کے ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت پر عمل کرنے لگیں یا اس کام کو لازم سمجھ لیں مثل فرض کے (نووی) ف میں نے سنا اپنے دوست سے (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جاویگا جہاں تک اسکا وضو پہنچتا ہو

باب فَضْلِ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ سختی اور تکلیف کی حالت میں وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو نہ بتلاؤں وہ باتیں جن سے گناہ مٹ جاویں (یعنے معاف ہو جاویں یا لکھنے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور درجے بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلائیے آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا سختی اور تکلیف میں (جیسے جاڑے کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد تک (اسطرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد یہی رباط ہے (یعنے نفس کا روکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے وَرَابِطُوْا) **عَنِ** الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ ذِكْرُ الرِّبَاطِ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكٍ ذَكَرَ مَرَّتَيْنِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا لیکن شعبہ کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دو بار ہے یہی رباط ہے یہی رباط ہے

بَابُ السِّوَاكِ سواک کرنے کا بیان **ف** امام نووی نے کہا مسواک سنت ہے واجب نہیں کسی وقت نہ نماز کے لیے اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام معتدبہ علما نے لیکن شیخ ابوحامد نے داؤد طائی سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور ماوردی نے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے لیکن کہا انہوں نے مسواک ایسا واجب ہے جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن راہویہ سے منقول ہے کہ مسواک واجب ہے اگر قصداً اوسکو ترک کریگا تو نماز باطل ہو جاوے گی اور ہمارے پچھلے اصحاب نے شیخ ابوحامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ مسواک سنت ہے جیسے جماعت اور اگر داؤد سے مسواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی اجماع میں اُن کی مخالفت ضرر کریگی کس لیے کہ محققین علما اور اکثر اسی طرف ہیں کہ مسواک سنت ہے اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر مسواک مستحب ہے سب وقتوں میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تیمم سے دوسری وضو کے وقت تیسری قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھی سوکر اوٹھنے وقت پانچویں منہ کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پینے سے ہوتا ہے یا بدبو دار چیز کھانے سے یا بہت دیر تک چپ رہنے سے یا بہت باتیں کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مسواک روزہ دار کے لیے مکروہ ہے دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے منہ کی بو جو نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالے کو پسند ہے جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ مسواک پیلو کی ہو اگر کسی ایسی چیز سے کرے جس سے منہ کا تغیر جاتا رہے تو مسواک ادا ہو جاویگی جیسے کھردرے کپڑے سے اور سعد سے یا اشنان سے (اسیطرح منجن سے) لیکن اگر انگلی سے رگڑے اور انگلی نرم ہو تو مسواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسمین تین قول ہیں ایک تو مشہور ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسری یہ کہ کافی ہوگی تیسری یہ کہ اگر کوئی اور چیز مسواک کرنے کو نہ ملے تو تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب یہ ہے کہ متوسط لکڑی سے مسواک کرے نہ بہت سوکھی جس سے مسوڑھے چھل جاویں نہ بالکل گیلے اور مستحب یہ ہے کہ مسواک منہ کی عرض میں کرے نہ لنبائی میں ایسا نہ ہو کہ مسوڑھوں کو زخم لگے اگر طول میں مسواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور مسواک کو خوب پھراوے دانتوں کے کنارے اور جڑوں اور تمام حلق میں اوپر نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسرے کی مسواک کرنا اسکی اجازت سے درست ہے اور لڑکے کو لڑکپن سے مسواک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جاوے انتہی

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ حَدِيْثِ

زُهَيْرٍ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا (یعنی دشوار) اور زہیر کی روایت میں اونکے ہے اگر میری امت پر شاق
نہ ہوتا تو میں انکو حکم کرتا ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اس
بات کی کہ مسواک واجب نہیں ہے امام شافعی نے کہا اگر مسواک واجب ہوتی تو آپ حکم کرتے اگرچہ وہ شاق
ہوتا اور ایک جماعت علما نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے اور یہی مذہب ہے
اکثر فقہا اور جماعت متکلمین اور اصحاب اصول کا اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو امر مستحب ہے وہ مامور بہ نہیں
ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس مسئلہ میں خدا کی طرف سے کوئی حکم نہ اترے اسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اجتہاد درست تھا اور یہی مذہب ہے اکثر فقہا اور اصحاب اصول کا اور یہی صحیح اور مختار ہے اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر کیسی شفقت اور آسانی منظور تھی اور یہ بھی معلوم
ہوتا ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا افضل ہے انتہی باختصار **عَنْ** الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ
قَالَتْ بِالسِّوَاكِ ترجمہ مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے کیا کام کرتے انہوں نے کہا مسواک کرتے
(اس سے معلوم ہوا کہ مسواک کیسی ضروری چیز ہے) **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ بَدَءَ بِالسِّوَاكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو پہلے مسواک کرتے **عَنْ** اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پاس گیا مسواک کا کونا آپکی زبان پر تھا (یعنی زبان صاف کرتے تھے مسواک سے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِيَتَهَجَّدَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ حذیفہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھتے ہوتے تہجد پڑھنے کو تو منہ صاف کرتے مسواک سے (یا دانتوں کو گھستے
مسواک سے) **عَنْ** حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُلْ لِيَتَهَجَّدَ وَلَمْ يَقُوْلُوْا
ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے کہ جب رات کو اٹھتے اور تہجد کا ذکر نہیں **عَنْ** حُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا **عَنِ** ابْنِ عَبَّاسٍ

إِنَّهُ بَاتَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ حَتّٰى بَلَغَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے تو پچھلی رات کو آپ اوٹھے اور باہر نکلے آسمان کیطرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی جو سورہ آل عمران میں ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا اور کھڑے ہوکر نماز پڑھی پھر لیٹ رہے پھر اوٹھے اور باہر نکلے اور آسمان کیطرف دیکھا اور یہی آیت پڑھی پھر لوٹ کر اندر آئے اور مسواک کی اور وضو کیا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھی **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے بڑے فائدے نکلے ہیں اور عمدہ احکام اور امام مسلم نے اس مقام پر اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اور پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے ہم بھی وہیں اسکی شرح اور فوائد بیان کرینگے

الى

[illegible]

باب خصال الفطرۃ سنت باتون کا بیان

عن أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فطرت پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں **ف** نووی نے کہا فطرت سے یہاں کیا مراد ہے اسمیں علما نے اختلاف کیا ہے ابوسلیمان خطابی نے کہا اکثر علما نے فطرت کے معنے سنت کے کہے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں پیغمبرون کی سنت ہیں اور بعضون نے کہا فطرت سے دین مراد ہے پھر ان میں سے اکثر چیزیں واجب نہیں ہیں اور بعضی چیزون کے وجوب میں اختلاف ہے جیسے ختنہ اور کلی اور ناک میں پانی ڈالنا **ف** ختنہ کرنا یہ امام شافعی اور بہت علما کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک اور اکثر علما کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک ختنہ مرد اور عورت دونون پر واجب ہے مرد پر تو یہ کہ حشفہ (سپاری) پر جتنی کھال ہے وہ سب کاٹی جاوے یہانتک کہ پورا حشفہ کھل جاوے اور عورت پر یہ کہ فرج کے اوپر کی جانب میں سے ایک ٹکڑا گوشت کا لیا جاوے اور صحیح مذہب ہمارا جیسے جمہور علما ہیں یہ ہے کہ ختنہ بچپن میں جائز ہے واجب نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ ولی پر نابالغ کا ختنہ کرنا واجب ہے اسکے بالغ ہونے سے پہلے اور ایک قول یہ ہے کہ ختنہ حرام ہے دس برس سے پہلے اور صحیح یہ ہے کہ ختنہ بچے کا پیدایش سے ساتویں دن کرنا مستحب ہے اور پیدایش کا دن ان سات دنون میں محسوب ہوگا

یا اوسکے سوا سات دن چاہییں اسمین دو قول ہین ظاہر یہ ہے کہ پیدایش کا دن بھی محسوب ہوگا اور ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے خنثیٰ مشکل ہین (یعنے جسمین مرد اور عورت دونونکی نشانیان برابر موجود ہون) بعضون نے کہا اوسکا ختنہ فرج مین کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضون نے کہا جب تک اسکا حال نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اسوقت تک اسکا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دو ذکر ہون تو اگر دونو کام کے ہون تو دونون کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہو اور کام سے مراد بعضون کے نزدیک پیشاب ہے اور بعضون کے نزدیک جماع اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مرجاوے تو اسمین تین قول ہین صحیح اور مشہور یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دوسرے یہ کہ بڑا ہو تو کرین چھوٹا ہو تو نکرین تیسرے اور زیر ناف کے بال مونڈنا استرے سے اور یہ سنت ہے اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف اور پاک رہے اور افضل مونڈنا ہے اور کترنا اور اوکھیڑنا بالون کا بھی درست ہے اسیطرح نورہ لگانا بھی درست ہے اور مراد زیر ناف سے وہ بال ہین جو ذکر پر ہون اور اوسکے گرداگرد اسیطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہون اور ابو العباس بن سریج نے کہا کہ مراد وہ بال ہین جو دبر کے گرد ہون بہرحال قبل اور دبر اور اونکے گرد آس پاس سب بالونکا مونڈنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی میعاد مقرر نہین جب ضرورت ہو اوسوقت مونڈے یعنی جب بال بڑھ جاوین اسیطرح مونچھ اور بغل کے بال لینے کے لیے اور ناخون کترانے کے لیے کوئی میعاد مقرر نہین اور یہ جو زیر ناف کے بالون مین منقول ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑنا اس سے مقصود یہ ہے کہ چالیس دن کے اندر مونڈنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ مونڈنے کی میعاد ہے (نووی) بعض بیوقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ شریعت محمدی مین ایسی چھوٹی چھوٹی باتون سے کیون بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہے کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضرور ہے جو سب شریعتون سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اسلیے تعلیم وہی ہے جس مین تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی باتون کو حقیر جان کر اور چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کیطرف توجہ نہ کرنا یہ تو بیوقوفون کا کام ہے نہ عاقلونکا البتہ اس امر مین غور کرنا چاہیے کہ یہ باتین مفید ہین اور منفعت بخش یا بیکار غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت محمدی مین جن جن کامونکا حکم ہوا ہے خواہ ادنے ہو یا اعلے سب کے سب مفید اور ضرر اور فائدہ بخش ہین ایک زیر ناف کے بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نجاست کے ظاہرا بھی یہ امر باہ کو بڑھاتا ہے اسیطرح اور کامون کو قیاس کرو وہ شخص بڑا جاہل کم سمجھ نادان بیوقوف ہے جو پیغمبرون کی

ہو اور خیال کرتا ہے اور یہ عجب ہے کہ اونکے احکام مستحبہ اور ضروری نہین ہو سکتی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم ف اور ناخون کاٹنا ف یہ بھی سنت ہے واجب نہین ہے اور مستحب ہے
کہ پہلے دونون ہاتھون کے ناخون کاٹے پھر پانؤن کے پہلے داہنے ہاتھ کلمہ کی انگلی سے شروع
کرے پھر بیچ کی انگلی پھر اوسکے پاس والی انگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائین ہاتھ مین چھنگلیا سے شروع
کرے پھر اوسکے پاس والی انگلی اسیطرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے پانؤن مین چھنگلیا سے شروع
کرے اور بائین پانؤن کی چھنگلیا پر ختم کرے (نووی) ف بغل کے بال اکھیڑنا ف یہ بالاتفاق سنت
ہے اور افضل یہی ہے کہ اوکھیڑے اگر اکھیڑ سکے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہے اور یونس بن عبد الاعلی
سے منقول ہے مین امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس مزین تھے وہ اپنی بغل کے بال مونڈ رہے تھے
انہون نے کہا مین جانتا ہون کہ اوکھیڑنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہین ہو سکتا درد کی وجہ سے اور
مستحب ہے کہ پہلے داہنی بغل سے شروع کرے (نووی) ف اور مونچھ کترنا ف یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے کترانا شروع
کرے اور اختیار ہے کہ خود کترے یا دوسرے سے کتراوے اور بغل کے بال خود لینا بہتر ہے اگر دوسرے سے منڈاوے تو بھی جائز ہے لیکن زیر ناف کے بال خود مونڈے اب
اسمین اختلاف ہے کہ مونچھ کہانتک کترانا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہانتک کتراوے کہ ہونٹ کا کنارہ کھل
جاوے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث مین آیا ہے میٹ دو مونچھون کو مراد اس سے یہی ہے کہ جسقدر
ہونٹ سے بڑھی ہوئی ہون اسیطرح داڑھی کے چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگون کی عادت تھی
کہ وہ داڑھیون کو کترا کرتے تھے شریعت مین اسکی ممانعت ہوئی اور علما نے داڑھی مین دس باتین
ایسی لکھی ہین جو ایک سے ایک زیادہ بری ہے ایک تو سیاہ خضاب کرنا داڑھی کا جب جہاد کی غرض سے
نہ ہو دوسرے زرد خضاب کرنا نیک لوگون کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کے واسطے تیسرے خضاب
کرنا گندھک وغیرہ سے بالون کو جلدی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تعظیم اور ادب کرین اور سمجھین کہ
بزرگ ہین چوتھی اوائل شباب مین جب شروع داڑھی کے بال نکلین تو اونکا اوکھیڑنا زیبایش کے
لیے اور امرد بنا رہنے کو لیے پانچوین سفید بالونکا اوکھیڑنا چھٹی بالون کی صفین جمانا تہ بر تہ تاکہ عورتونکو بھلا
معلوم ہو ساتوین اسکو گھٹانا رخسارون کے بال مونڈکر یا بڑھانا کنپٹی کے بالون کو ملاکر آٹھوین کنگھی
کرنا بہیئت نمایش نوین اسکو پریشان چھوڑ دینا بے پروائی سے یا ریا سے اپنے تئین زاہد کہلانے
کو دسوین اوسکی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے گیارہوین اوسکو باندھنا اور

گوندہنا یا بہوین اوسکو منڈانا پر اگر عورت کی داڑہی نکل آوے تو اوسکو مونڈ ڈالنا مستحب ہے عن
ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الفطرۃ خمس الاختتان والاستحداد و
قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عن انس
بن مالک قال قال انس وُقِّتَ لنا فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان
لا نترک اکثر من اربعین لیلۃ ترجمہ انس بن مالک نے کہا ہمارے لیے میعاد مقرر ہوئی مونچھ کترنے
کی اور ناخون کاٹنے کی اور بغل کے بال نوچنے کی اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ نہ چھوڑین ہم انکو چالیس رات سے
زیادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احفوا الشوارب واعفوا اللحی ترجمہ عبد اللہ بن
عمر سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا پست کرو مونچھون کو اور چھوڑ دو داڑہیون کو عن
ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال امرنا باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ ترجمہ
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمکو حکم ہوا مونچھون کو جڑ سے
کاٹنے کا اور داڑہی کو چھوڑ دینے کا ف یہ مسلمانون کی وضع قرار پائی حقیقت مین یہی وضع
حکمت کے موافق ہے اور اسمین خوشنمائی اور صفائی دونون باتین ہین اب مونچھون کو بڑہانا اور
داڑہیون مونڈنا یہ مسلمانی چال کے بالکل برخلاف ہے اور کافرون اور فاسقون کا شیوہ ہے عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفروا اللحی احفوا
ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلاف کرو مشرکین کا
نکال ڈالو مونچھون کو اور پورا رکھو داڑہیون کو یعنی چھوڑ دو اُن کو اور ان مین کتر بیونت نہ کرو
یہی قول ہے ایک جماعت کا ہمارے اصحاب مین سے اور بہت علما کا اور قاضی عیاض نے
کہا داڑہی کا مونڈنا اور کترنا مکروہ ہے اور اسکے طول اور عرض مین سے بالون کا لینا اور برابر کرنا بہتر ہے
اور مکروہ ہے کہ آدمی اپنی داڑہی بڑہا کر مشہور کرے جیسے داڑہی کترا کر اور سلف نے اختلاف کیا ہے
کہ داڑہی کی حد کیا ہے بعضون نے کہا کوئی حد نہین مگر اتنی نہ بڑہا لے کہ مشہور ہو وے بلکہ کم کر دے اور
امام مالک نے داڑہی کو بہت لنبا کرنا مکروہ رکھا ہے اور بعضون نے ایک مٹھی کی حد کر دی ہے جسقدر
اس سے زیادہ ہو وہ کتر ڈالنا چاہیے اور بعضون نے اسکا کترنا مطلقاً مکروہ جانا ہے مگر حج یا عمرے مین اور
مونچھون مین بعض سلف کا یہ قول ہے کہ بالکل جڑ سے کتری جاوین یا مونڈے جاوین کیونکہ حضرت نے

صاف کرنا یا مٹا دو مونچھوں کو اور یہی قول ہے اہل کوفہ کا اور بہت سے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مونچھوں کا بالکل مونڈ ڈالنا مکروہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو سزا دیجاوے اور مکروہ جانتے تھے انکا لینا اوپر سے اور ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ احفا اور جز اور قص سب کے معنی کترنے کے ہیں یعنی مونچھوں کو کترنا چاہیے یہاں تک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے انتہی اور بعض علما نے لکھا ہے کہ ان دونوں امروں میں اختیار ہے جو چاہے کرے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور مختار یہ ہے کہ ڈاڑھی تو اپنے حال پر چھوڑ دیجاوے اسمیں کمی نہ کریں اور مونچھیں اتنی کتریں کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے (نووی) **عَنْ** اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کترو مونچھوں کو اور لٹکاؤ ڈاڑھیوں کو اور خلاف کرو فارسیوں کا یعنی آتش پرستوں کا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ وَالسِّوَاكُ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ قَالَ زَكَرِیَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَیْبَةُ قَالَ وَكِیْعٌ اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں پیدائشی سنت ہیں ایک تو مونچھیں کترنا دوسرے ڈاڑھی چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی ناک میں پانی ڈالنا پانچویں ناخنوں کا کٹانا چھٹی پوروں کا دھونا (یا بالوں کے اندر اور ناک اور بغل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بغل کے بال اکھیڑنا آٹھویں زیر ناف کے بال لینا نویں پانی سے استنجا کرنا یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا (مصعب نے کہا میں دسویں بات بھول گیا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا انتقاص الماء سے (جو حدیث میں وارد ہے) استنجا مراد ہے **عَنْ** مُصْعَبِ بْنِ شَیْبَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُوْهُ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا **بَابُ الْاِسْتِطَابَةِ** باب استنجا کے بیان میں **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ قِیْلَ لَهٗ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ شَیْءٍ حَتَّی الْخِرَاءَةَ قَالَ فَقَالَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِالْیَمِیْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِرَجِیْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ ترجمہ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انسے کہا گیا [illegible]

تمکو ہر ایک بات سکھائی یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کو بھی انہون نے کہا ہان ہمکو آپنے منع کیا قبلے کیطرف منہ کرنے سے پیشاب اور پاخانے کے لیے ف نووی نے کہا اس مسئلے مین علما کے کئی مذہب ہین ایک تو امام مالک اور امام شافعی کا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ پیشاب اور پاخانے مین قبلے کیطرف منہ کرنا جنگل مین حرام ہے مگر آبادی مین حرام نہین اور یہی روایت ہے عباس بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور شعبی اور اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل سے دوسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہہ حرام ہے جنگل مین ہو یا آبادی مین اور یہی قول ہے ابو ایوب انصاری اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری اور ابو ثور اور احمد کا دوسری روایت مین تیسرا مذہب یہ ہے کہ ہر جگہہ درست ہے مکان مین ہو یا جنگل مین اور یہی مذہب ہے عروہ بن زبیر اور ربیعہ کا جو شیخ تھے امام مالک کے اور داؤد ظاہری کا چوتھا مذہب یہ ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرنا کہین درست نہین ہے نہ مکان مین نہ جنگل مین لیکن پیٹھ کرنا درست ہے اور یہ ایک روایت ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد سے دوسرے مذہب والون کی دلیل وہ صحیح حدیثین ہین جو مطلقاً ممانعت مین وارد ہین جیسے سلمان کی حدیث اور ابو ایوب اور ابو ہریرہ وغیرہما کی انہون نے کہا کہ یہ ممانعت قبلے کی عظمت کے سبب سے ہے اور یہ بات ہر جگہہ موجود ہے خواہ جنگل ہو یا مکان ہو اور اگر مکان کی آڑ کے سبب سے یہ امر جائز ہو تو چاہیے کہ جنگل مین بھی جائز ہو اسلیے کہ جنگل مین بھی ہمارے اور کعبے کے بیچ مین پہاڑ اور نالے وغیرہ حائل ہین تیسرے مذہب والون کی دلیل ابن عمر کی حدیث ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے اور کعبے کیطرف پیٹھ کیے ہوئے دیکھا حاجت کے وقت اور حضرت عائشہ کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ بعضے لوگ قبلے کیطرف منہ کرنا حاجت کیوقت مکروہ جانتے ہین آپنے فرمایا ہان ایسا خیال کر چکے تب آپنے فرمایا میری کھڈی قبلے کیطرف کر دو اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابن ماجہ نے باسناد حسن روایت کیا ہے چوتھے مذہب والون کی دلیل سلمان کی حدیث ہے پہلے مذہب والون کی دلیل عبد اللہ بن عمر کی حدیث ہے اور حضرت عائشہ کی اور حدیث جابر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پیشاب مین قبلے کیطرف منہ کرنے سے پھر مین نے دیکھا آپکو وفات سے ایک سال پہلے آپ قبلے کیطرف منہ کیے ہوئے تھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہما نے باسناد حسن اور حدیث مروان اصفر کی مین نے ابن عمر کو دیکھا انہون نے

اونٹنی کو بٹھایا قبلے کے سامنے پھر اوسکی آڑ مین پیشاب کرنے لگے مین نے کہا یہ تو منع ہے انہون کہا
منع جب ہے جب کھلے میدان مین ایسا کرے اگر قبلے مین اور استنجا کرنے والے مین کوئی چیز حائل ہو
تو منع نہین روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور یہ حدیثین صحیح ہین جن سے اس امر کا جواز مکان مین ثابت
ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابوہریرہ کی حدیثین جو ممانعت مین وارد ہین وہ محمول ہین صحرا
پر تاکہ جمع ہو جاوے حدیثون مین اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثون مین جمع کرنا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور
یہان پر تو جمع ممکن ہے اور جنگل اور مقام مین صرف فرق یہ ہے کہ جنگل مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنے
کی کوئی ضرورت نہین اور مکان مین کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسیطرف بنی ہون یا
اور طرف جگہہ نہ ہو اور جس نے پیٹھ کرنا درست سمجھا ہے اوسکے رد کے لیے بہت سی صحیح حدیثین موجود
ہین جنمین مطلقاً ممانعت آئی ہے جیسے ابو ایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق
مکان مین قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا اسوقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ہاتھ یا اس سے
کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ اسقدر اونچی ہو کہ اعضاء اسفل کی آڑ ہو سکے اوسکا اندازہ پالان کی پچھلی لکڑی
سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے
چھوٹی ہو تو منہ کرنا یا پیٹھ کرنا حرام ہوگا مثل جنگل کی اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال مین
مکان مین یہ امر درست ہے اور جنگل مین درست نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہین آڑ
مین خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا ٹیلے کی یا پہاڑ کی اور اگر اپنا دامن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اسمین
اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ درست ہے اسلیے کہ آڑ ہو گئی اب جہان منہ کرنا یا پیٹھ کرنا درست ہے وہان بھی کراہت ہے لیکن جمہور کے نزدیک مکروہ نہین اور
مختار یہ ہے کہ اگر تکلیف و حرج ہو دوسری طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے تو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور جماع کرنا درست ہے قبلے کیطرف
منہ کر کے مکان مین ہو یا جنگل مین ہمارا اور ابو حنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور مالکی
لوگون نے اسمین اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اوسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے
لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کیطرف منہ یا پیٹھ کرنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پاخانہ
یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی منہ یا پیٹھ کرنے سے بچے پھر استنجا کیوقت ایسا کرے تو جائز ہے
ت باب ہم استنجا کرین داہنے ہاتھ سے ف یہ امر بالاتفاق منع ہے مگر حرام نہین ہے اور بعض اہل
ظاہر کے نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کے متعلق کوئی کام نہ لیوے

تو حدث کہ پانی سے استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ کو پھیرے ذکر پر یا دبر پر
اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور ذکر کو ڈھیلا زمین پر یا دیوار یا ستون
کے بیچ میں رکھ کر اوس سے پونچھے اور بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلا داہنے
ہاتھ میں لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے پونچھے اور داہنا ہاتھ نہ ہلاوے اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا
ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں ہاتھ میں لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے (نووی) ت
یا تین پتھروں سے کم میں استنجا کریں **ف** نووی نے کہا اس باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین
بار پونچھنا واجب ہے اور اس مسئلے میں علما کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرے تو
نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھا اور نجاست دور ہو گئی
تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور
کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صاف کرنا ہے نجاست سے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جاوے
تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن مشہور مذہب وہی ہے جو پہلے بیان
کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کونے ہوں اور ہر
کونے سے ایک ایک بار پونچھے تو کافی ہو جاوے گا اس لیے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے
بہتر ہیں لیوے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اور پیچھے دونوں طرف استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا
ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہوں لیکن اگر ایک ہی ڈھیلا چھ کونے والا ہو تو درست ہے
اسی طرح موٹے بہت کپڑے سے جس میں دوسری طرف تری نہ پہنچے استنجا کرنا درست ہے ہمارے
اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلوں سے صفائی ہو جاوے تو اب چوتھا ڈھیلا نہ لیوے ورنہ چوتھا
ڈھیلا لینا ضرور ہے اب پانچواں لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہو گئی ہو ورنہ
پانچواں لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچویں سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھٹے
سے صفائی ہو جاوے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے
ہو جاوے تو نہ بڑھاوے اور جو جفت سے ہو تو ایک بڑھا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حدیث میں پتھروں کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سوا پتھر کے اور کسی چیز سے
استنجا کرنا جائز سمجھا ہے اور اکثر علما کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ [illegible]

بھی استنجا درست ہی اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سی نجاست دور ہو اور یہ امر سوای پتھر کے اور
چیزون سے بھی ہو سکتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھرون کا ذکر اسلیے کیا ہے کہ اکثر پتھر
سہل سے ملجاتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نے منع کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کرنیسے اگر پتھر
کی تخصیص منظور ہوتی تو سوا پتھر کے سب چیزون سے منع کرتے (نووی) **ف** یا گوبر اور ہڈی سے
استنجا کرین **ف** نووی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک نجس چیز ہے اوس سی استنجا کرنا درست
نہین اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنون کی خوراک ہی اسیطرح ہر ایک کھانیکی چیز
سے استنجا منع ہے اور جانور کے ہر ایک جز سے اور کتابون کے ورقون سے نجس چیز رقیق ہو
پانی کیطرح یا جمی ہوئے ہو اوس سے کسیطرح استنجا درست نہین اگر کسی نے اس شے سے استنجا
کیا تو درست نہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پڑیگا ڈھیلہ کافی نہوگا اسلیے کہ مقام
استنجا نجس ہوگیا اجنبی نجاست سی اور جو کھانیکی چیز پاک سی استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہوگا
لیکن ڈھیلے سی استنجا اوسکے بعد کافی ہے اگر نجاست اپنے مقام سے زیادہ نہین بڑہی اور بعضون
نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گنہگار رہیگا (نووی) **عَنْ** سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا الْمُشْرِكُوْنَ
اِنِّیْ اَرٰی صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتّٰی يُعَلِّمَكُمُ الْخِرَاءَةَ فَقَالَ اَجَلْ اِنَّهٗ نَهَانَا اَنْ يَّسْتَنْجِیَ اَحَدُنَا بِيَمِيْنِهٖ
اَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَنَهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِیْ اَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ
اَحْجَارٍ ترجمہ سلمان رض سے روایت ہی ہم سے مشرکون نے کہا ہم دیکھتے ہین تمہارے صاحب کو وہ
تمکو ہر چیز سکھلاتے ہین یہانتک کہ پاخانہ اور پیشاب کرنا بھی سلمان نے کہا بیشک آپ نے ہمکو
منع کیا ہے داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سی یا قبلے کیطرف منہ کرکے اور منع کیا ہے ہمکو گوبر اور ہڈی
سے استنجا کرنیسے اور آپنے فرمایا ہے کوئی تم مین سی استنجا نکرے تین پتھرون کے بغیر یا تین
پتھرون سے کم مین **عَنْ** جَابِرٍ يَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ اَوْ بِبَعْرٍ ترجمہ
جابر رض سے روایت ہی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پونچھنا ہڈی یا اونٹ کی مینگنی سی
(یعنے استنجا کو ان چیزون سے) **عَنْ** اَبِیْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ
الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ وَّلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا
قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَ

بغائط ن بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ

ونستغفر اللہ ترجمہ ابو ایوب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانے کو جاؤ تو قبلے کیطرف منہ نکرو نہ پیٹھ کرو اسطرف پاخانہ یا پیشاب مین البتہ پورب یا پچھم کیطرف منہ کرو۔ ف نووی نے کہا یہ مدینے والون کے لیے خاص حکم ہے یا جنکا قبلہ پورب اور پچھم کی طرف نہووے ابو ایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک مین آئے دیکھا تو کھڈیان قبلے کیطرف بنی ہوئی ہین پر ہم اپنا منہ پھیر لیتے تھے اور خدا سے استغفار کرتے تھے عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جلس احدکم علی حاجتہ فلا یستقبل القبلۃ ولا یستدبرھا ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کوئی حاجت کو بیٹھے تو قبلے کیطرف منہ نکرے نہ پیٹھ عن واسع بن حبان قال کنت اصلی فی المسجد وعبد اللہ بن عمر مسند ظھرہ الی القبلۃ فلما قضیت صلاتی انصرفت الیہ من شقی فقال عبد اللہ یقول ناس اذا قعدت للحاجۃ تکون لک فلا تقعد مستقبل القبلۃ ولا بیت المقدس قال عبد اللہ ولقد رقیت علی ظھر بیت فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدا علی لبنتین مستقبل بیت المقدس لحاجتہ ترجمہ واسع بن حبان سے روایت ہے مین نماز پڑھتا تھا مسجد مین اور عبداللہ اپنی پیٹھ قبلے کیطرف لگائے ہوئے بیٹھے تھے جب مین نماز پڑھ چکا تو ایک طرف سے اونکے پاس گیا عبداللہ نے کہا لوگ کہتے ہین جب حاجت کو بیٹھو تو قبلے اور بیت المقدس کے طرف منہ نکرو اور مین چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹون پر بیٹھے ہوئے دیکھا حاجت کے لیے بیت المقدس کیطرف منہ کیے ہوئے (اور جب بیت المقدس کیطرف منہ ہوگا تو قبلے کیطرف پیٹھ ہوگی) عن ابن عمر قال رقیت علی بیت اختی حفصۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدا لحاجتہ مستقبل الشام مستدبر القبلۃ ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے مین اپنی بہن حفصہ کے گھر پر چڑھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حاجت کو بیٹھے ہوئے شام کیطرف منہ تھا اور قبلے کیطرف پیٹھ تھی عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یمسکن احدکم ذکرہ بیمینہ وھو یبول ولا یتمسح من الخلاء بیمینہ ولا یتنفس فی الاناء ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے اپنا ذکر پیشاب کرنے مین داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور پاخانے کے بعد داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور برتن مین پھونک نہ مارے ف

نووی نے کہا استنجا میں ذکر کو داہنے ہاتھ سے تھامنا مکروہ ہے کراہت تنزیہی نہ تحریمی جیسے اوپر گذرا اور مقصود یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے کسی طرح کی مدد نہ لیوے استنجا میں اور برتن میں پھونک مارنا اسلیے منع ہوا کہ شاید منہ یا ناک میں سے کوئی چیز نکلکر پانی میں گرے لیکن برتن کے باہر پھونکنا تو سنت ہے تین بار عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْخَلَاءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پائخانہ جاوے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّتَنَفَّسَ فِی الْاِنَاءِ وَاَنْ یَّمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَاَنْ یَّسْتَطِیْبَ بِیَمِیْنِہٖ ترجمہ ابو قتادہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا برتن میں پھونکنے سے اور اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے

باب ۱۹ التَّیَمُّنِ فِی الطُّھُوْرِ وَغَیْرِہٖ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ فِیْ طُھُوْرِہٖ اِذَا تَطَہَّرَ وَفِیْ تَرَجُّلِہٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِیْ اِنْتِعَالِہٖ اِذَا انْتَعَلَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے داہنی طرف سے شروع کرنے کو طہارت میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں فقط نووی نے کہا یہ ایک قاعدہ مستمرہ ہے شرع میں اور وہ یہ ہے کہ جو کام دنیا میں ذرا عزت رکھتے ہیں جیسے کپڑا پہننا اور پاجامہ پہننا اور موزہ پہننا اور مسجد میں جانا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون کاٹنا اور مونچھ کترنا اور بالوں میں کنگھی کرنا اور بغل کے بال منڈوانا اور سر منڈوانا اور سلام پھیرنا نماز کے بعد اور وضو کے اعضا دھونا اور پائخانہ سے نکلنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود چومنا اور جو باتیں انکی مثل ہیں ان سب میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور جو باتیں انکے خلاف ہیں جیسے پائخانہ جانا اور مسجد سے نکلنا اور ناک چھینکنا اور استنجا کرنا اور کپڑا اتارنا اور پاجامہ یا موزہ اتارنا اور جو کام انکے مثل ہیں ان میں بائیں طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ داہنی جانب کو بائیں جانب پر بزرگی اور شرف ہے اور اجماع کیا ہے علمانے اسپر کہ وضو میں داہنے ہاتھ یا پاؤن کو پہلے دھونا سنت ہے اگر اسکے خلاف کرے تو فضیلت جاتی رہے گی لیکن وضو صحیح ہو جاویگا اور شیعہ کے نزدیک امر واجب ہے اور انکے خلاف کا اعتبار نہیں اور بائیں طرف سے شروع کرنا اگرچہ درست ہے لیکن مکروہ ہے شافعی نے صاف کہدیا ہے اور مسند ابو داؤد اور ترمذی

میں باسانید حسنہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہنو
یا وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کرو اد. یعنی سنت ہے داہنی طرف سے شروع کرنے میں اب اسکا
خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علمار کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہیں ہے تو مکروہ ہوگا اور بعضے
اعضا وضو کے ایسے ہیں جنمیں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں بلکہ داہنے اور بائیں دونو
کی ایکبارگی طہارت کرنا چاہیے جیسے دونوں کان دونو پہنچے دونو رخسارے اگر یہ امر نہ ہو سکے
تو داہنے سے شروع کرے (نووی) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ فِيْ نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام میں پسند کرتے
جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں (بخاری کی روایت میں ہے جہانتک
ہو سکتا ہر ایک کام میں) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا
اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ
ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم لعنت کے دو کاموں
سے (یعنے جنکی وجہ سے لوگ تمپر لعنت کریں) لوگوں نے کہا وہ لعنت کے دو کام کونسے ہیں آپنے
فرمایا ایک تو راہ میں جدہر سے لوگ آتے جاتے ہوں پاخانہ پھرنا دوسرے سایہ دار جگہ میں
(جہاں لوگ بیٹھکر آرام لیتے ہوں) پاخانہ پھرنا (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی
اور وہ برا کہیں گے لعنت کرینگے) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيْضَأَةٌ وَهُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجٰى بِالْمَاءِ ترجمہ انس بن
مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپکے پیچھے ایک لڑکا
گیا اوسکے پاس ایک بدہنا تھا وہ لڑکا ہم سب میں چھوٹا تھا اوسنے بدہنا ایک بیری کے پاس
دہر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے پانی سے استنجا
کرکے عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ
أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِيْ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے

ن نَعْلِهِ ن تَنَعُّلِهِ

ن اللَّاعِنَيْنِ ن اللَّاعِنَانِ

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّخَلِّيْ فِي الطُّرُقِ وَالظِّلَالِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پائخانے جاتے مین اور ایک اور لڑکا میرے برابر پانی کا ڈول اور برچھی اٹھاتے پھر آپ استنجا کرتے پانی سے (اور برچھی اسواسطے ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑ کے نماز پڑھین) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهٖ فَآتِيْهِ بِالْمَاءِ فَيَغْتَسِلُ بِهٖ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کو کھلے میدان مین جاتے (لوگونکی نظر سے دور) پھر مین پانی آپ پاس لاتا آپ اس سے استنجا کرتے ف نووی نے کہا اس حدیث سے کئی مسائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگون کی نگاہ سے دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیون مین سے کسی سے کام لے سکتا ہے تیسری یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی مستحب ہے چوتھی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور صرف پتھرون پر قناعت کرنے سے بہتر ہے اور لوگون نے اختلاف کیا ہے اس مسئلے مین لیکن جمہور سلف اور خلف اور اہل فتوی اسطرف گئے ہین کہ ڈھیلون سے استنجا کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک چیز پر اقتصار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر اقتصار کرنا افضل ہے اور بعض سلف کے نزدیک ڈھیلون پر اقتصار کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہین ہین مگر اس صورت مین جب پانی نہ ملے اور بعض علماء نے ان حدیثون سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے حوض یا تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہین قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل نہین اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ نے حوض کو پایا ہو پھر اوسکو چھوڑ کر برتن سے وضو اختیار کیا ہو انتہی **بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ** موزون پر مسح کرنے کا بیان ف نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ موزون پر مسح کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونون مین برابر ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہین اختلاف کیا ہے کسی نے جسکا اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا انکار کیا ہے اور اونکے اختلاف کا اعتبار نہین اور امام مالک سے اوسمین کئی روایتین ہین اور مشہور روایت جمہور کے موافق ہے اور موزون کے مسح کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا مجھ سے ستر صحابیون نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح کیا کرتے تھے موزون پر اور مین نے شرح مہذب مین ان صحابہ مین سے اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتین لکھی ہین اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ مسح موزون پر افضل ہے یا پاؤن کا دھونا ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ پاؤن دھونا افضل ہے

اور یہی قول ہے حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور ابو ایوب انصاری کا اور ایک جماعت تابعین کی اس طرف گئی ہیں کہ مسح افضل ہے اور یہی قول ہے شعبی اور حکم اور حماد کا اور احمد سے اس باب میں دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ مسح افضل ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ ہمام سے روایت ہے جریر رض نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر لوگوں نے کہا تم ایسا کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر اعمش نے کہا ابراہیم نے کہا لوگوں کو یہ حدیث بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے **ف** اور سورۂ مائدہ میں وضو کی آیت ہے جس میں پاؤں دھونے کا حکم ہے اب اگر جریر اس سورت کے اترنے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ گمان ہو سکتا کہ انکی حدیث سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہو گئی ہو اور جب وہ اس سورت کے اترنے کے بعد اسلام لائے تو اب یہ گمان ہرگز چل نہیں سکتا اور سنن بیہقی میں ابراہیم بن ادہم سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے موزوں کے مسح میں جریر کی حدیث سے بہتر کوئی حدیث نہیں سنی (نووی) عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسٰى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہے جو اوپر گذرا اس میں یہ ہے کہ عبداللہ کے ساتھیوں کو یہ حدیث بھلی معلوم ہوتی اسلیے کہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهٰى إِلٰى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتّٰى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا **ف** نووی نے کہا علماء نے اس حدیث میں کئی وجہیں بیان کی ہیں ایک تو وہ جو شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کے لوگ پشت کے درد کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے تھے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پیٹھ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہوگا دوسری وجہ یہ ہے جسکو بیہقی نے باسناد ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنون کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جگہہ نہ ملی بیٹھنے کی اسلیے آپ لاچار ہوکر کھڑے ہوے اور امام ابو عبد اللہ مازری اور قاضی عیاض نے ایک چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے مین دبر سے حدث نکلنے کا اطمینان ہوتا ہے بخلاف بیٹھنے کے اور اسیواسطے حضرت عمر نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا دبر کو روکے رکھتا ہے حدث نکلنے سے اور ایک پانچوین وجہ ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہوکر اسلیے پیشاب کیا تھا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپکی یہی تھی کہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہے انہون نے کہا جو کوئی تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے روایت کیا اسکو احمد بن حنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگون نے اور اسناد اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت مین کئی حدیثین مروی ہین لیکن وہ ثابت نہین ہین پر حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسیواسطے علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراق مین لکھا ہے کہ علماو نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے مین تو حضرت عمر رض اور زید بن ثابت اور ابن عمر اور سہل بن سعد سے یہ امر ثابت ہے کہ انہون نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے انس اور علی رض اور ابو ہریرہ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیر نے اور ابن مسعود اور شعبی اور ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہین قبول کرتے تھے جو کھڑے ہوکر پیشاب کرے اور اس مسئلہ مین ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنے کی جگہہ ایسی ہو جس پر سے پیشاب کی قطرے اڑین تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اوڑنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ نہین امام مالک کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا میرے نزدیک اچھا ہے اور کھڑے ہوکر بھی درست ہے اور یہ سب ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام ہوا کلام ابن منذر کا لیکن ایک قوم کے گھورے پر آپکا پیشاب کرنا یہ تو اسوجہ سے ہوگا کہ وہ لوگ اس سے برا نہ مانتے ہونگے بلکہ خوش ہوتے ہونگے اور جس شخص کو ناراضگی ہو اسکی زمین مین پیشاب کرنا یا اسکا کھانا کھانا درست نہین ہے

اور اوسکی مثالین حدیث مین بہت ہین یا وہ گھورا خاص اس قوم کا نہو گا بلکہ سب گھرون کے صحن مین مشترک ہو گا لیکن اونکے گھر کے قریب ہو گا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جو آپنے گھورے پر پیشاب کیا اور دور تشریف نہ لیگئے حالانکہ آپکی عادت یہ تھی کہ حاجت کیلیے دور جاتے تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ لوگون کو سمجھانے مین یا وہ اپنے اور کامون مین مصروف ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت ہوئی اور اسوقت دور جانا ممکن نہوا اسلیے آپ گھوری پر چلے گئے (نووی) **ف** مین سرک گیا آپنے فرمایا نزدیک آ مین نزدیک چلا گیا **ف** آپنے نزدیک اسواسطے بلایا تا کہ لوگون سے آڑ ہو جاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسرے حدیث سے بھی اطمینان تھا اسلیے پاس بلانے مین کوئی قباحت نہ تھی (نووی) **ف** یہانتک کہ آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا ہوا پھر آپنے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا **ف** نووی نے کہا یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے ایک تو موزون پر مسح کرنا دوسری حضر مین مسح جائز ہونا تیسری کھڑے ہو کر پیشاب جائز ہونا چوتھی پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونیکا جواز پانچوین پیشاب کرنیوالے کا بلانا دوسرے کو آڑ کیلیے چھٹی پردہ کرنے کا استحباب ساتوین جواز پیشاب کا گھرون کے نزدیک

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ مُوْسٰی یُشَدِّدُ فِی الْبَوْلِ وَیَبُوْلُ فِیْ قَارُوْرَةٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ كَانَ اِذَا اَصَابَ جِلْدَ اَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهٗ بِالْمَقَارِیْضِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ لَوَدِدْتُّ اَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا یُشَدِّدُ هٰذَا التَّشْدِیْدَ فَلَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰی فَاَتٰی سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا یَقُوْمُ اَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهٖ حَتّٰی فَرَغَ **ترجمہ** ابو وائل سے روایت ہے ابو موسی نہایت سختی کرتے تھے پیشاب مین وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیشی مین اور کہتے تھے بنی اسرائیل مین جب کسی کے بدن کو پیشاب لگ جاتا تو وہ کھال کترتا کترنیون سے حذیفہ نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ابو موسی ایسی سختی نہ کرتے تو بہتر تھا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھورے پر آئے دیوار کے پیچھے آپ کھڑے ہوئے جسطرح سے تم مین کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا مین دور ہٹا آپنے اشارہ فرمایا پاس آ یہانتک کہ مین آپکی ایڑیون کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوئے **ف** حذیفہ کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ تھی کہ اتنی سختی ابو موسی کی سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھینٹیں اوڑنے کا خیال نہ کیا اور شیشی وغیرہ میں پیشاب نہیں کیا جیسا ابو موسےٰ کرتے ہیں عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ حِيْنَ حَتّٰى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ پانی کا ڈول لیے کر گئے اور جب آپ حاجت سی فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنے وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر ابن رمح کی روایت میں یوں ہے پانی ڈالا آپ پر یہانتک کہ آپ فارغ ہوئے حاجت سے (یعنے وضو سے) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ترجمہ اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا اسمیں یہ ہے پھر مونھ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر پھر مسح کیا موزوں پر عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَيْنَا اَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِذْ نَزَلَ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ اِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اُترے اور حاجت سی فارغ ہوئے پھر آئے تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپنے وضو کیا اور مسح کیا موزوں پر

ف نووی نے کہا اس حدیث سی اور اسامہ بن زید کی حدیث سی یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں دوسرے سے مدد لینا درست ہی اور بعضی حدیثوں میں اسکی ممانعت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں ہیں ہمارے اصحاب نے کہا کہ یہ مدد لینا تین قسم پر ہے ایک تو یہ کہ پانی لانے میں کسی سے مدد لیوے اور یہ نہ مکروہ ہے نہ اسمیں کچھ قباحت ہی دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے میں مدد لیوے یعنے دوسرا شخص اوسکے اعضا کو دھووے یہ مکروہ ہے مگر ضرورت کیوقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرا شخص صرف پانی ڈالے اسکا ترک اولیٰ ہے پر کرنا مکروہ ہے یا نہیں اسمیں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرا پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائیں طرف کھڑا ہو عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْاِدَاوَةَ فَاَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ

لِكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمَّيْهَا فَضَاقَتْ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ
فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا اے مغیرہ چھاگل لے لو پانی کی میں نے لے لی
اور آپکے ساتھ نکلا آپ چلے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہوگئے اور حاجت سے فراغت کر کے
پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے شام کا تنگ آستینوں کا آپ نے چاہا ہاتھ آستینوں سے
باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ نے
وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ
شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقْضِيَ حَاجَةً فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ حاجته
فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ
الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ صَلّٰى
بِنَا ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حاجت کے واسطے جب لوٹے تو
میں پانی کا ڈول لیکر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر
دھونا چاہے جبہ تنگ تھا آخر دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا اور دھویا انکو اور سر پر مسح
کیا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ مَسِيْرٍ فَقَالَ لِيْ أَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ
عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ
فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ
أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ترجمہ
مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا
کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ہاں آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ
اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئے پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ نے منہ
دھویا آپ ایک جبہ اون کا پہنے ہوئے تھے تو ہاتھ آستینوں سے باہر نکال نہ سکے آپ نے نیچے سے ہاتھوں
کو باہر نکالا اور دھویا اور سر پر مسح کیا پھر میں جھکا آپ کے موزے اتارنے کو آپ نے فرمایا رہنے دو میں نے انکو

طہارت پر پہنا ہے اور مسح کیا اُن دونوں پر **ف** نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا اس مسئلے میں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ موزونکا پہننا طہارت کاملہ پر ضرور ہے یہانتک کہ اگر کسی نے داہنا پاؤں دھویا پھر موزہ پہنا پھر بایاں پاؤں دھویا اور بایاں موزہ پہنا تو داہنے موزہ پر مسح درست نہ ہوگا اسلیے کہ اسوقت طہارت کامل نہ تھی اب اس کا اوتارنا اور دوبارہ پہننا ضرور ہے البتہ بایاں موزہ اوتارنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ اوسکے پہننے کے وقت طہارت کامل ہو چکی تھی اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ بائیں موزیکا بھی اُتارنا ضرور ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور یحییٰ بن آدم اور مزنی اور ابو ثور اور داؤد کا قول ہے کہ پہننا موزہ کا حدث کی حالت میں بھی درست ہے بعد اسکے طہارت کامل کرلیوے انتہے **عن** الْمُغِيْرَةِ اَنَّهٗ وَضَّأَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ **ترجمہ** مغیرہ سے روایت ہے انہوں نے وضو کرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے وضو کیا اور مسح کیا دونوں موزوں پر مغیرہ نے کہا تو آپ نے فرمایا میں نے ان کو طہارت میں پہنا ہے **عن** الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهٗ قَالَ اَمَعَكَ مَاءٌ فَاَتَيْتُهٗ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَهٗ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا فِي الصَّلٰوةِ يُصَلِّيْ بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْنَا **ترجمہ** مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیچھے رہ گئے میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے میں ایک چھاگل لے کر آیا پانی کی آپ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور منہ دھویا پھر باہیں آستینوں میں سے نکالنا چاہیں تو آستین تنگ ہوئی آپ نے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا اور جبہ کو اپنے مونڈھوں پر ڈالدیا اور دونوں ہاتھ دہوئے اور پیشانی پر مسح کیا اور عمامہ اور موزوں پر پھر سوار ہوئے میں بھی سوار ہوا جب ہم لوگوں میں پہونچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور عبدالرحمن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ

پڑھ چکے تھی انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ نے اشارہ کیا اپنی جگہہ پر رہو آخر انہون نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور مین بھی کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی پڑھ لی ف یہی وہ حدیث ہی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑہنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہوتا ہے علمار نے کہا ہے کہ آپ نے سوا عبد الرحمن بن عوف کے اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہین پڑھی البتہ حضرت جبرائیل کے پیچھے نماز پڑھی ہے نووی نے کہا اس حدیث سے بہت سی باتین نکلتی ہین ایک افضل کا اقتدا کرنا اپنے سے کم درجے والے کے ساتھ دوسری نبی کا نماز پڑہنا اپنی امتی کے پیچھے تیسری فضیلت اول وقت نماز پڑہنے کی کیونکہ صحابہ نے آپکا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی چوتھی جب امام حاضر نہ ہو تو لوگ کسی کو امام بنا سکتے ہین بشرطیکہ اس سے کوئی مفسدہ نہ پیدا ہوا اور امام کو رنج نہ ہو ورنہ سب لوگ اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لین پھر دوبارہ جماعت مین شریک ہو جانا مستحب ہوگا پانچوین مسبوق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کر لے اور یہ باقی نماز بدون پڑھے اوسکے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑہنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو رکوع مین پاوے چھٹی یہ کہ مسبوق کو بھی امام کی پیروی رکوع اور سجدہ اور قعدہ سب ارکان مین ضرور ہے اگرچہ اوسکے قعدے کا وقت نہ ہو ساتوین یہ کہ مسبوق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبد الرحمن بن عوف جو نماز پڑہائی گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آسکے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی انتہی عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ وَعَلَى عِمَامَتِهٖ ترجمہ مغیرہ سے روایت ہی رسول اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزونپر اور پیشانی پر اور عمامے پر ف عمامہ پر مسح کرنا درست ہی اور اسکا اوتارنا ضرور نہین رفع حرج کے لیے اہلحدیث کا یہی قول ہی اور بعض علما کے نزدیک عمامہ پر مسح جائز نہین جب تک سر پر ہاتھ نہ پھیرے عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی ہی جو اوپر گذرا عَنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ ترجمہ مغیرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو مسح کیا پیشانی پر اور عمامہ پر اور موزونپر عَنْ

بِلَالٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ وَالْخِمَارِ ترجمہ بلال روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزوں پر اور عمامہ پر عَنِ الْاَعْمَشِ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِی الْحَدِیْثِ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ روایت بھی ایسی ہی ہے جیسے اوپر گذری مگر اس میں اتنا زیادہ ہے دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو **بَابُ التَّوْقِیْتِ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ** موزوں پر مسح کرنے کی مدت کا بیان عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ قَالَ اَتَیْتُ عَائِشَةَ اَسْاَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَتْ عَلَیْكَ بِابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَسَلْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ یُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَلَیْلَةً لِلْمُقِیْمِ قَالَ وَكَانَ سُفْیَانُ اِذَا ذَكَرَ عَمْرًا اَثْنٰی عَلَیْهِ ترجمہ شریح بن ہانی روایت ہے میں حضرت عائشہ پاس آیا اُنسے موزوں کا مسح پوچھنے کو انہوں نے کہا تم ابوطالب کے بیٹے یعنی حضرت علی رضہ سے پوچھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ نے مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن تین رات مقرر کی اور مقیم کے لیے ایک دن رات **ف** نووی نے کہا جمہور علما کا یہی قول ہے جیسے ابوحنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی مدت کچھ مقرر نہیں جتنے دنوں تک چاہے مسح کرے اور یہی ایک قول قدیم ہے شافعی کا انکی دلیل ابن ابی عمارہ کی حدیث ہے جو ابوداود نے روایت کی لیکن وہ حدیث باتفاق علما ضعیف ہے اب اکثر علما کا یہ قول ہے کہ یہ مدت موزے پہننے کے بعد حدث کیوقت سے شروع ہوگی نہ موزے پہننے کے وقت سے اور نہ مسح کے وقت سے اگر مدت گذرنے سے پہلے نہانے کی حاجت ہوگی تو موزے پر مسح جائز نہ ہوگا ہمارے اصحاب کے نزدیک پھر اگر غسل کیا اور دونوں پاؤں موزوں کے اندر دھولیے تو جنابت جاتی رہے گی اور نماز جائز ہو جاویگی اب اگر اسکے بعد حدث ہوگا تو موزے پر مسح درست نہیں اسلیے کہ موزوں پر مسح اسیوقت درست ہے جب طہارت کاملہ پر پہنے جاویں اب انکو اتار کر طہارت کرکے پھر پہنے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو دوسرے کا حوالہ دیوے جو اسکو خوب جانتا ہو انتہی عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِیًّا فَاِنَّهٗ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّیْ فَاَتَیْتُ عَلِیًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ ترجمہ ان دونوں روایتوں کا وہی جو اوپر گذرا **بَابُ جَوَازِ الصَّلٰوةِ كُلِّهَا بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ** ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا

عَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الصَّلَوٰتِ یَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ

وَاحِدٍ وَّمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ قَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهٗ يَا عُمَرُ ترجمہ بریدہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا ایک وضو سے کئی نمازیں اور مسح کیا موزوں پر حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ نے آج وہ کام کیا جو کبھی نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو موزوں پر مسح کرنا دوسری کئی فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدث نہ ہو اور یہ جائز ہے باجماع علماء اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علماء سے اسکے خلاف نقل کیا ہے اونکے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالیٰ کا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ الآیۃ اور جمہور کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں ایک انہیں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انس کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہوتی دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اسکے تائید میں اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں جیسے حدیث جمع کرنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفروں میں اور قضا نماز کی کئی نمازوں کی جمع کرنی خندق میں اور آیۂ کریمہ سے مراد یہ ہے کہ جب تم بے وضو ہو اور نماز کے لیے اٹھو تو منہ دھو آخر تک اور بعضوں نے کہا آیت منسوخ ہے اور رسول اللہ صلعم کے فعل سے اور یہ قول ضعیف ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور اسمیں چار قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھی خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے وہ کام کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسے مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال میں مستحب ہے اگرچہ انمیں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گذرے کہ جسکے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں موافق مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحباب کا نقل کیا ہے اسیطرح تازہ تیمم کرنے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم زخمی اور بیمار کے لیے ہوگا جو پانی ہوتے ہوئے وضو کرتے میں اور انکے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی

نہین اور جو یہ حضرت عمر نے کہا آپ نے وہ کام کیا جو کبھی نہ کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے افضل ہے اور اسدن جو کئی نمازین ایک وضو سے پڑھین اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسا آپ نے فرمایا مین نے یہ کام قصدًا کیا ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ والا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہے ان افعال سے جو عادت کی خلاف ہون اسلیے کہ کبھی یہ امر نسیان سے ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو جاویگا اس سوال کی وجہ سے انتہٰی

بَابُ كَرَاهِيَةِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّئِ وَغَيْرِهِ يَدَهُ الْمَشْكُوكَ فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا - پانی کے برتن مین ہاتھ ڈالنا اسکو دھونے سے پہلے مکروہ ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم مین سے سوکر اوٹھے تو اپنا ہاتھ برتن مین نہ ڈالے جب تک اوسکو تین بار نہ دھولے کیونکہ معلوم نہین کہان رہا ہاتھ اوسکا **ف** امام شافعی نے کہا عربون کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلون سے استنجا کیا کرتے اور انکے ملک گرم تھے سوتے مین پسینا آتا اسلیے احتمال تھا کہ ہاتھ نجس ہوگیا ہو اور اس حدیث سے کئی مسائل نکلتے ہین ایک تو یہ کہ قلیل پانی پر اگر نجاست پڑجاوے تو وہ نجس ہوجاویگا دوسری یہ کہ سات بار دھونا کسی نجاست کا ضرور نہین سوا کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجا کا مقام ڈھیلون سے پاک نہین ہوتا بلکہ معاف ہو نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار دھونا ضرور ہے یعنی نجاست متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار دھونا مستحب ہے پانچوین یہ کہ نجاست متوہمہ کا دھونا مستحب ہے صرف پانی ڈالنا کافی نہین چھٹی یہ کہ عبادات مین احتیاط کرنا مستحب ہے بشرطیکہ یہ احتیاط وسوسہ کے درجہ تک نہ پہونچے اب جمہور علما اسطرف ہین کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تنزیہی ہے نہ تحریمی جس صورت مین نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈالدے گا تو پانی نجس نہ ہوگا اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نجس ہوجاویگا اگر رات کو سوکر اوٹھا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونون مین طہارت ہے پھر شک سے وہ نجس نہین ہوسکتی اور یہ سوکر اٹھنا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہین

بلکہ جب سو کر اٹھے اور نجاست کا شبہ ہو یا بغیر سوئے نجاست کا گمان ہو تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے ہاتھ نہ ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سے اٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جو دن کی خواب سے اٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصراً

عن ابی ہریرۃ فی حدیث ابی معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی حدیث وکیع قال یرفعہ بمثلہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ ترجمہ ان روایتوں کا وہی جو اوپر گذرا

عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استیقظ احدکم فلیفرغ علی یدہ ثلاث مرات قبل ان یدخل یدہ فی انائہ فانہ لا یدری فیم باتت یدہ ترجمہ ابوہریرہ رض روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگے تو اپنے ہاتھ پر تین بار پانی ڈالے پھر برتن میں ہاتھ ڈالے اسلیے کہ اسکو معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ اسکا رات کو ف یہ کنایہ ہے یعنی دبر یا ذکر پر رہا اور کنایہ ایسے مقاموں میں زیادہ فصیح ہے اور قرآن اور حدیث میں اسکی بہت نظیریں ہیں غرض یہ ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ دھونا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھونے سے پہلے مکروہ نہیں ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھووے یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے مدد لیوے (نووی)

ن یدیہ

عن ابی ہریرۃ فی ہذا بتمامہ جمیعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذا الحدیث کلہم یقول حتی یغسلہا ولم یقل واحد منہم ثلاثا الا ما قدمنا من روایۃ جابر وابن المسیب وابی سلمۃ وعبد اللہ بن شقیق وابی صالح وابی رزین فان فی حدیثہم ذکر الثلاث ترجمہ اس روایت میں صرف ہاتھ دھونے کا ذکر ہے تین بار دھونے کا ذکر نہیں

ن یغسلہما

ن باب اذا ولغ الکلب فی الاناء یراق ویغسل سبعا

باب حکم ولوغ الکلب کتے کا منہ ڈالنا اور پانی پینا کسی برتن سے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈالے کسی کے برتن میں تم میں سے تو بہا دے اسکو پھر سات بار دھووے

ن مرار

عن الاعمش بہذا الاسناد مثلہ ولم یذکر فلیرقہ ترجمہ اس روایت میں بہانے کا ذکر نہیں ہے

ن فلم یقل

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا شرب

الکلب فی اناء احدکم فلیغسله سبع مرات ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پیے تو اسکو سات بار دھونا چاہیے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طھور اناء احدکم اذا ولغ فیہ الکلب ان یغسلہ سبع مرات اولاھن بالتراب ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوئیں پہلی بار مٹی سے

عن ھمام بن منبہ قال ھذا ما حدثنا ابوہریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر احادیث منھا وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طھور اناء احدکم اذا ولغ الکلب فیہ ان یغسلہ سبع مرات ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ حدیثیں ہیں جو ابوہریرہ نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انمیں سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن کی پاکی جب کتا اسمیں سے کچھ پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار دھوویں فائدہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکا لعاب اور پسینا ناپاک ہے جمہور علما کا یہی قول ہے اور عکرمہ اور مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالی نے فرمایا کھاؤ وہ شکار جو کتے پکڑیں تمہارے لیے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے پکڑنے میں ضرور لگیگا مگر یہ دلیل قوی نہیں کس لیے کہ شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہاں کتے نے منہ لگایا طہارت ثابت نہیں ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اسکا جواب یہ ہے کہ آنے جانے سے طہارت اسکی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب سو وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے نہ دھونے کی یہ وجہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اسوجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی تو وہ پاک ہے یا یہ حکم ابتدائے اسلام میں ہوگا بعد اوسکے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تیسری دلیل یہ ہے کہ آگے جو حدیثیں آتی ہیں اونمیں کتا پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے کی اجازت سے اسکی طہارت لازم نہیں آتی اور ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے منہ ڈالکر پینے سے برتن کا سات بار دھونا ضرور ہے اور یہی قول ہے ابن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاؤس اور عمرو بن دینار اور اوزاعی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ابوثور اور

ابو عبید اور داؤد کا اور خلاف کیا اسکا حنفیہ نے اور قیاس کیا اسکو اور نجاست پر حالانکہ یہ قیاس ہے مقابل نص کے اور دلیل لائے ہیں طحاوی اور دارقطنی کی روایت سے کہ ابو ہریرہ نے کہا کتے کے منہ ڈالنے سے تین بار دھونا چاہیے حالانکہ احتمال ہے ابو ہریرہ نے بھولکر یہ کہا ہو یا سات بار دھونے کو وہ مستحب جانتے ہوں اور تین بار کو واجب اور ابو ہریرہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ انہوں نے سات بار دھونے کا حکم کیا بہرحال ابو ہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل نہیں ہو سکتا (نیل الاوطار) نووی نے کہا ہمارے نزدیک سب کا پیشاب اور پاخانہ یا خون اور پسینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ سات بار دھوویں اور ایک بار مٹی سے

۱ [illegible]

عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ ترجمہ عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ نے حکم کیا کتوں کے مار ڈالنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال انکا اور حال کتوں کا پھر اجازت دی کہ شکاری اور گلہ کا کتا پالنے کی (یعنے بکریوں کے سندہ کے حفاظت کیلیے) اور فرمایا جب کتا برتن میں منہ ڈالکر پیے تو اسکو سات بار دھوؤ اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو **ف** نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ سات بار دھوئیں انمیں ایک بار مٹی ملکر دھوئیں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا آٹھواں بار ہوا۔ اور بھید اسقدر احتیاط کا کتے کی جوٹھے میں یہ ہے کہ بعضا کتا زہریلا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات بار دھونے میں برتن سے بالکل اثر جاتا رہیگا یہ نہیں کہ نجاست اسکی اور نجاستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ سور کتے سے بھی زیادہ نجس ہے پر اسمیں زہر نہیں

۱ [illegible]

عَنْ شُعْبَةَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَلَيْسَ ذَكَرَ الزَّرْعَ فِي رِوَايَةِ غَيْرِ يَحْيَى ترجمہ اس روایت میں کھیت کے کتے پالنے کی بھی اجازت یعنے کھیت کی حفاظت **ف** نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جیسے کوئی پالے اسکی صورت کو پسند کر کے یا نمایش اور زیبایش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کیلیے پالنا درست ہے اور اس حدیث میں تو تین کاموں کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسری جانوروں کی حفاظت کیلیے تیسری کھیت کی حفاظت کیلیے ان تین کاموں کے لیے تو سب کے نزدیک درست ہے البتہ اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کیلیے اسکا پالنا درست ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا

اگر کٹنا ہو تو اسکو مار ڈالیں اور اگر کٹنا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتون کے قتل کی حدیث منسوخ ہے اسیطرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہے مختصرا **باب** النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ تھمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے کی ممانعت **عَنْ** جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ ترجمہ جابر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تھمے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے سے **عَنْ** اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم مین سے تھمے پانی مین پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کرکے پھر اوسمین غسل کرے **عَنْ** هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبُلْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ ترجمہ ہمام بن منبہ نے کہا یہ وہ حدیثین ہین جو ہمسے ابوہریرہؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کین پھر کئی حدیثین بیان کین انمین سے ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ایسا مت کر پیشاب کرے تو تھمے ہوئے پانی مین جو بہتا نہین پھر غسل کرے اسمین

ف نووی نے کہا یہ ممانعت بعضے پانی مین تو تحریماً ہے اور بعضون مین کراہتہً اور اسحدیث سے نکلتا ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اسمین پیشاب کرنا حرام نہین لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے کہا کہ اسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جاویگا موافق مذہب ہمارے شافعی کے اور دوسرے کو دھوکا ہوگا وہ اسکو استعمال کریگا اور اگر پانی کثیر ہو لیکن تھما ہوا ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہین اور اگر حرام کہین جب بھی ہو سکتا ہے کیونکہ نہی تحریم کے لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جاویگا حنفیہ کے نزدیک جس صورت مین اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو تھما ہوا تو اسمین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اسمین پیشاب کرنا حرام ہے اور پاخانہ کرنا بھی مثل پیشاب کے ہے بلکہ اس سے بدتر ہے اسیطرح اگر کسی برتن مین پیشاب کرکے اسکو پانی مین ڈالدے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ بہکر اسمین جاوے یہ سب باتین منع ہین اور نہین کسی عالم نے خلاف کیا البتہ داؤد ظاہری سے منقول ہے کہ ممانعت خاص ہے

انسان کے پیشاب سے اور پاخانہ کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کرکے اسکو ڈالنے کی اور نہ پانی کے
نزدیک پیشاب کرنے کی اور علما نے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ
پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ وہاں آتے جاتے ہیں تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجا نہ کیا ہو وہ اگر
پانی میں غوطہ لگانا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑنے سے نجس ہو جاویگا تو حرام ہے اور
اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اسیطرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت میں نہ کرنا اولے ہے
انتہے **باب** النَّهْيِ عَنِ الاِغْتِسَالِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ تھمے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت **عن**
اَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ قال
جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا **ترجمہ** ابوہریرہ رض سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسیکو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی
میں نہ نہاوے لوگوں نے ابوہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہوں نے کہا ہاتھوں سے پانی لیکر نہاوے
ف نووی نے کہا ہمارے علما کے نزدیک تھمے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل ہو
یا کثیر اسیطرح جاری چشموں میں شافعی نے بویطی میں کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں جنب کے لیے غسل کرنا
کنوئیں میں اور تھمے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ
تحریمی اور اگر جنب نے ایسے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوں سے کم ہے تو مستعمل ہو جاویگا ورنہ مستعمل
نہ ہوگا یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ دردہ سے کم ہے تو مستعمل ہو
جاویگا اور جو دردہ یا زیادہ ہے تو مستعمل نہ ہوگا اور صحیح مذہب اہلحدیث کا ہے کہ پانی پاک ہے
اور پاک کرتا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے اور کچھ فرق نہیں
ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلے ہو یا اس سے کم انتہے مع زیادہ **باب** وُجُوْبِ غَسْلِ الْبَوْلِ
وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ اِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَّ الْاَرْضَ تَطْهُرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ اِلَى حَفْرِهَا
مسجد میں جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی
ہے اسکا کھودنا ضرور نہیں **عن** اَنَسٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ اِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَلَا تُزْرِمُوْهُ قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ
ترجمہ انس رض سے روایت ہے ایک گنوار مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اوٹھے اسکو مارنے کو

[illegible]

یا ہٹانے کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت روکو پیشاب اسکا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اسپر ڈالدیا عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَذْكُرُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَامَ اِلَى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ فَلَمَّا فَرَغَ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ فَصُبَّ عَلَى بَوْلِهِ **ترجمہ** انس بن مالک رض ذکر کرتے تھے کہ ایک گنوار مسجد کے کونے مین کھڑے ہوکر موتنے لگا لوگ چلائے اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسکو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اوسکے پیشاب پر ڈالا گیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور یہ اجماع ہے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کمسن بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستوں سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھودنا ضرور نہین یہی ہمارا اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہین ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملائمت سے سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہون سے حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موتتا چلا جاتا تو ساری مسجد اور اسکے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ فَتَرَكُوهُ حَتَّى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ **ترجمہ** انس رض بن مالک سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے مسجد مین اتنے مین ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہوکر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہائین ہائین کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب مت روکو جانے دو لوگون نے چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ

پیشاب کر چکا تب آپ نے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ مسجدین پیشاب اور نجاست کی لائق نہین یہ تو اللہ کی یاد کے لیے ہین اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئین ہین یا ایسا ہی کچھ آپ نے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور اسپر بہا دیا **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد کو بچانا چاہیے ناپاک چیزون سے اور تھوک سے اور آواز بلند کرنے سے اور جھگڑے لڑائیون سے اور خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہان پر مین چند مسئلے مختصر طور پر بیان کرتا ہون ایک یہ کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے اعتکاف یا علم دین پڑھنے یا پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننے یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورنہ مباح ہے اور بعضے لوگون کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اسیطرح مسجد کے اندر سونا درست ہے امام شافعی نے ام مین اسکی تصریح کر دی ہے ابن منذر نے اشراف مین لکھا ہے کہ مسجد مین سونے کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو خوابگاہ مت بناؤ اور ایک روایت انسے یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد مین سو جاؤ تو کچھ قباحت نہین اور اوزاعی نے کہا مسجد مین سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافرون کو مسجد مین سونا درست ہے اور مقیم کو مناسب نہین امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہین پر اگر کوئی مسجد کو خوابگاہ بنا لیوے تو جائز نہین اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد مین سونا جائز رکھا ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور اصحاب صفہ مسجد مین سویا کرتے تھے اور کافر مسلمانون کی اجازت سے مسجد مین جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت کے اوسکو جانے سے روکا جاویگا ابن منذر نے کہا مسجد مین وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام مین وضو کرنا جس سے لوگون کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن سیرین اور مالک اور سحنون سے اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف رکھنے کے لیے۔ ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے لکھا ہے کہ جانورون اور دیوانون اور لڑکون کو مسجد مین لیجانا مکروہ ہے اور مراد وہ لڑکے ہین جنکو تمیز نہین کیونکہ وہ نجس کر دین گے مسجد کو پر جانور کا لیجانا حرام نہین ہے کسلیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہو کر اور یہ کراہت کے منافی نہین اسواسطے کہ آپ نے بیان جواز کیلیے ایسا کیا ہوگا یا اسلیے کہ آپ سب لوگون کو دکھلا دین تو دوسرے

انکی پیروی کرین اسیطرح مسجد مین نجاست کا لیجانا حرام ہے اور جسکے بدن مین ایسی نجاست لگی ہو کہ اس سے مسجد کے نجس ہوجانے کا ڈر ہو وہ مسجد مین نہ جاوے اور جو ڈر نہ ہو تو جا سکتا ہے اگر مسجد میں فصد لیوے اور خون کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر مسجد مین پیشاب کرے تو اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد مین چت لیٹنا پانون ہلانا انگلیان چٹخنا درست ہو مسجد کو جھاڑنا صاف کرنا مستحب ہے

بَابُ حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيْعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ شیرخوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَاُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچون کو لاتے آپ انکے لیے دعا کرتے اور ہاتھ پھیرتے انپر اور کچھ چبا کر انکے مونہ مین دیتے (جیسے کھجور وغیرہ) ایک لڑکا آپ پاس لایا گیا اسنے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہہ ڈالدیا اور دھویا نہین اسکو عَنْ عَائِشَةَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِيْ حَجْرِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دودھ پیتا بچہ لایا گیا اس نے آپکی گود مین پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اسجگہہ ڈالدیا عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى اَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ ترجمہ ام قیس بنت محصن سے روایت ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بچہ لیکر آئین جو اناج نہین کھاتا اور اسکو بٹھا دیا آپکی گود مین اس نے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی اسپر چھڑک دیا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ ترجمہ زہری سے روایت ہو اسی اسناد سے اسمین یہ ہے کہ آپ نے پانی منگوایا اور چھڑک دیا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ اَحَدِ بَنِيْ اَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا لَمْ يَبْلُغْ اَنْ يَّاْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

[illegible]

لی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَہُ عَلٰی ثَوْبِہٖ وَلَمْ یَغْسِلْہُ غَسْلًا ترجمہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
بن مسعود سے روایت ہے ام قیس بنت محصن سے (جو مہاجرات مین سے تھین جنھون نے بیعت کی تھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ بہن تھین عکاشہ بن محصن کی) بیان کیا مجھ سے وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس اپنے ایک بچہ کو لیکر آئین جو کھانا نہین کھاتا تھا اس بچے نے آپ کی گود مین
پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور کپڑے پر چھڑک دیا اسکو دھویا نہین **ف** نووی نے کہا ان حدیثون
سے بچون کے منہ مین کچھ چبا کر دینے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور اہل صلاح اور فضل سے برکت حاصل کرنا
بھی نکلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بچون کو بزرگون پاس لیجانا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ حسن معاشرت اور نرمی اور ملائمت اور اطفال پر رحم کرنا بہت عمدہ چیز ہے اور باب کا مقصود یہ ہے کہ
بچے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے اور اس باب مین تین مذہب ہین ایک تو صحیح اور مشہور وہ
یہ ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب مثل اور نجاستون کی دھونا ضرور
ہے دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونون کا دھونا
ضرور ہے اخیر کے دونون مذہب شاذ اور ضعیف ہین اور پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے علی بن ابی طالب
اور عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور ایک جماعت سلف اور اصحاب
حدیث نے اور یہی قول ہے ابن وہب کا اور وہی مروی ہے ابو حنیفہ سے اور دوسرے مذہب کو مالک نے
اختیار کیا ہے ابو حنیفہ سے بھی یہی مشہور ہے یہ اختلاف اس بچے مین ہے جو سوا دودھ کے اور کوئی
غذا نہ کھاتا ہو لیکن جب وہ اناج کھانے لگے تو سب کے نزدیک اسکا پیشاب دھونا ضرور ہے انتہی
باختصار **باب** حُکْمِ الْمَنِیِّ منی کا حکم **عن** عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَۃَ فَاَصْبَحَ
یَغْسِلُ ثَوْبَہٗ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اِنَّمَا کَانَ یُجْزِئُکَ اِنْ رَاَیْتَہٗ اَنْ تَغْسِلَ مَکَانَہٗ فَاِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ
حَوْلَہٗ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَفْرُکُہٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرْکًا فَیُصَلِّیْ فِیْہِ ترجمہ
علقمہ اور اسود سے روایت ہے ایک شخص حضرت عائشہ پاس اترا اور صبح کو اپنا کپڑا دھونے لگا (شاید رات
کو احتلام ہو گیا ہو گا) حضرت عائشہ نے کہا تجھ کو کافی تھا اگر منی تو نے دیکھی صرف اتنا مقام دھو ڈالنا
اور جو نہین دیکھی تو پانی گرد اگرد چھڑک دینا مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی
چھیل ڈالتی (ایسے ہی کھرچ ڈالتی) اسلئے کہ وہ گاڑھی ہوتی پھر آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھتے

عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ اسود اور ہمام سے روایت ہے حضرت عائشہؓ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ حَدِيثِ
خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ترجمہ ان روایتون کا بھی وہی جو اوپر گذرا عَنْ عَمْرِو بْنِ
مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ
الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ
إِلَى الصَّلَاةِ فِي ذَلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے
مین نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر منی کپڑے مین لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھووے
انہون نے کہا مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھو ڈالتے پھر نماز
کو نکلتے وہی کپڑا پہن کر اور مین دھونے کا نشان دیکھتی آپکے کپڑے مین عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ
بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ
مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے
کہا مین دھو ڈالتی تھی منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ
الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلَى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِي ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَاءِ فَرَأَتْنِي جَارِيَةٌ
لِعَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ
رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِي مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي
وَإِنِّي لَأَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِي ترجمہ عبداللہ بن شہاب خولانی سے
روایت ہے مین حضرت عائشہؓ پاس اترا مجھے احتلام ہو گیا کپڑون مین مین نے انکو پانی مین ڈبویا حضرت
عائشہؓ کی ایک چھوکری نے دیکھا اور انسے بیان کیا انہون نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا یہ کپڑون کو تم نے
کیون ڈبویا مین نے کہا خواب مین مین نے وہ دیکھا جو سونیوالا دیکھتا ہے (مراد احتلام سے ہے) انہون
نے کہا کپڑون مین تو نے کچھ اثر پایا مین نے کہا نہین انہون نے کہا اگر کپڑون مین تو کچھ دیکھتا تو
اسکا دھونا کافی تھا اور مین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی منی اپنے ناخنون سے

ف یعنے اگر کپڑے مین منی لگ جاوے تو سارے کپڑے کا دھونا اور غوطہ دینا ضرور نہین صرف اتنے مقام کو دھو ڈلے جہان منی لگی ہو نووی نے کہا علما نے اختلاف کیا ہے آدمی کی منی مین تو مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اسکا مل ڈالنا کافی ہے اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال مین اسکا دھونا ضرور ہے اور لیث نے کہا ہے کہ منی نجس ہے لیکن منی بھرے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہین اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے مین منی بھری ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز لوٹانا ضرور نہین اگرچہ منی کتنی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن مین لگی ہو تو نماز کا لوٹانا ضرور ہے اگرچہ منی تھوڑی ہو اور بہت سے علما اسطرف گئے ہین کہ منی پاک ہے اور یہی مروی ہے حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور داؤد اور احمد کی صحیح تر روایت مین اور یہی مذہب ہے شافعی اور اہلحدیث کا اور جس نے یہ کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین منی دھونیکا ذکر ہے اور جو پاک کہتے ہین انکی دلیل وہ حدیث ہے جسمین کھرچ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھرچنا کافی نہ ہوتا جیسے خون کو ملنا اور کھرچنا کافی نہین اور یہ لوگ کہتے ہین کہ دھونے کی روایت محمول ہے استحباب اور صفائی پر یعنے دھو ڈالنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے اصحاب کا ایک قول ضعیف اور ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے کہ دونون کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونون کی منی پاک ہے اور جب منی پاک ہوئی تو اسکا کھانا درست ہے یا نہین اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ درست نہین ہے کیونکہ طبیعت اس سے گھن کرتی ہے تو وہ خبائث مین داخل ہے جو حرام ہین اب منی اور جانورون کی تو کتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے خواہ اس جانور گوشت حلال ہو یا نہ ہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً تیسرا قول یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی بھی ناپاک ہے انتہے نووی نے کہا حضرت عائشہ کی اس حدیث سے لوگون نے دلیل قائم کی ہے کہ عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہی ہے اور انہون نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام تو ہونا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع مین منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریک ہوتی ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہین انہون نے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ شیطان کے فریب سے نہین ہوتا بلکہ جب بدن مین اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ احتمال ہے کہ یہ منی مقدمات جماع یعنے بوسہ اور مساس اور مباشرت سے نکلی ہو انتہے **بَابُ** نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهٖ خون کی نجاست کا اور اسکے دھونے کا بیان **عَنْ** اَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِحْدَانَا يُصِيْبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ تَحُتُّهٗ ثُمَّ تَقْرُصُهٗ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهٗ ثُمَّ تُصَلِّيْ فِيْهِ ترجمہ اسما سے روایت ہے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس نے کہا ہم مین سے کسی کے کپڑے مین حیض کا خون لگ جاتا ہے وہ کیا کرے آپ نے فرمایا پہلے اسکو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈالکر ملے پھر دھو ڈالے پھر اسی کپڑے مین نماز پڑھے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کا دہونا پانی سے واجب ہے اور جو کوئی کسی اور روان چیز سے دھووے جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے مین صاف کرنا اسکا ضرور ہے عدد کی شرط نہین ہے اگر نجاست حکمی ہے جو آنکھ سے دکھلائی نہین دیتی جیسے پیشاب وغیرہ اُسکا دھونا ایک بار واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست عینی جو آنکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے خون وغیرہ تو اسکا دھونا یہانتک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اب بعد اسکے دوسری یا تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا نچوڑنا دھونے کے بعد شرط نہین ہے صحیح قول کے موافق اب اگر نجاست عینی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہجاوے تو کچھ قباحت نہین البتہ اگر اسکا مزہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور اُسکا دور کرنا ضرور ہے اور جو بو باقی رہی تو اسمین دو قول مین صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاویگا انتہے مختصرا **عَنْ** اَبِيْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا۔ **بَابُ** الدَّلِيْلِ عَلٰى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوْبِ الْاِسْتِبْرَاءِ مِنْهُ پیشاب کی نجاست کا بیان **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ قَالَ

تقرصہ

فَدَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے نکلے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں **ف** بخاری کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس سے یہ غرض ہوگی کہ انکی دانست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا انپر مشکل نہ تھا اور قاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے کہ عذاب کچھ بڑے سے بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کے بڑے ہونیکا یہ سبب ہے کہ پیشاب سے جب پرہیز نہ کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہے اسیطرح چغل خوری اور فساد سب سے بدتر گناہ ہے (نووی) **ف** ایک تو انمیں چغل خوری کرتا (یعنے ایک کی بات دوسرے سے لگا دیتا فساد اور لڑائی کے لیے) اور دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہ کرتا پھر آپنے ایک ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اسکو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی اور فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اسوقت تک انکا عذاب ہلکا ہووے **ف** نووی نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش قبول ہوئی اسطرح سے کہ انکے عذاب کم کرنے کا حکم ہوا ٹہنی کے سوکھنے تک اور شاید آپ دعا کرتے ہوں انکے لیے ٹہنیوں کے خشک ہونے تک اور احتمال ہے کہ ہری ٹہنیاں تسبیح کہتی ہوں اور اسوجہ سے عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاویں تو تسبیح موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ سے اکثر مفسرین کے نزدیک یہی شے مراد ہے جو زندہ ہو اور لکڑی اور پتھر کی زندگی جب ہی تک ہے کہ وہ کاٹی نہ جاویں اور محققین علما کا یہی قول ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز حقیقۃً تسبیح کرتی ہو اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے اپنے صانع کی قدرت پر دلالت کرتا ہے اور یہی اسکی تسبیح ہے۔ برگ درختان سبز در نظر ہشیار۔ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ اور اس حدیث سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے اسلیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب میں کمی ہوگی اور بخاری نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حصیب اسلمی نے وصیت کی تھی کہ میری قبر میں

دو ہری شاخین رکھدی جاوین اور شاید انہون نے تبرکاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل کو دیکھکر یہ وصیت کی خطابی نے انکار کیا اس فعل کا جو لوگ قبرون پر کیا کرتے ہین یعنے پھول اور شاخین ڈالنیکا اور کہا اسکی کوئی اصل نہین اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ قبر کا عذاب حق ہے اور معتزلہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور پیشاب نجس ہے اور چغل خوری حرام ہے جب فساد کی نیت سے ہو اور جو کسی مسلمان کا ضرر سے بچانا منظور ہو تو ثواب ہے وہ چغل خوری مین داخل نہین انتہے مع زیادہ **عَنْ** سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَكَانَ الْآخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ **ترجمہ** اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا

كِتَابُ الْحَيْضِ

کتاب حیض کے بیان مین **ف** حیض کے معنی لغت مین بہنا اور اصطلاح مین حیض اس خون کو کہتے ہین جو بالغہ عورت کی رحم سے بہتا ہے معین دنون مین اور استحاضہ وہ خون ہے جو بے وقت عادت کے خلاف آوے

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْإِزَارِ

تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت کرنا **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْتَزِرُ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا **ترجمہ** ام المؤمنین عائشہ رضہ سے روایت ہے ہم مین سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہبند باندہنے کا پھر مباشرت کرتے اسکے ساتھ **ف** یعنے لپٹتے اس سے اور مساس کرتے اور بوسہ لیتے پر جماع نہ کرتے کیونکہ حیض مین جماع کرنا حرام ہے باجماع اہل اسلام اور اگر کوئی اسکو حلال جانے تو وہ کافر مرتد ہے اسلیے کہ حرمت اسکی قرآن سے ثابت ہے اور جو کوئی حلال نہ جانے اور بھولے سے یا نادانستہ ایسا کام کرے تو اسپر نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور اگر جان بوجھ کرے تو گناہ کبیرہ ہے اور کفارہ واجب نہین مالک اور ابوحنیفہ اور احمد اور شافعی کا ایک روایت مین یہی قول ہے اور جمہور سلف نے اسی کو اختیار کیا ہے جیسے عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابوالزناد اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور ایوب اور سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد کا اور ایک قول یہ ہے کہ اسپر کفارہ واجب ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس اور حسن بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق کا اور احمد کا ایک روایت مین اب اختلاف کیا ہے ان لوگون نے کفارے مین تو حسن اور سعید نے کہا وہ کفارہ ایک بردے کا آزاد کرنا ہے اور باقی لوگون نے کہا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دینا ہے اور دلیل انکی ابن عباس کی حدیث ہے مرفوع جو شخص اپنے عورت سے جماع کرے حیض کی حالت مین وہ ایک

ایک دینار صدقہ دیوے یا آدھا دینار لیکن یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حفاظ انتہے عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي كَانَ
فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَمْلِكُ إِرْبَهُ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ روایت ہے کہ ہم مین سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہبند باندھنے کو جب حیض کا خون جوش پر ہوتا پھر اس سے مباشرت کرتے
حضرت عائشہ نے کہا تم مین سے کون اپنی خواہش اور ضرورت پر اسقدر اختیار رکھتا ہے جیسا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے ف اپنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا ہر شخص
کا کام نہین البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو
یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت سے مباشرت بھی نہ کرے ایسا نہو کہ غلبہ شہوت مین جماع کر بیٹھے اور گنہگار ہو
نووی نے کہا مباشرت ایک تو جماع کے معنے مین ہے وہ حیض کی حالت مین حرام ہے جیسے اوپر گذرا
اور ایک مباشرت یہ ہے کہ ناف سے اوپر اور گھٹنون سے نیچے مباشرت کرے ذکر سے یا بوسے سے یا چمٹ دے
یا مساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت مین باتفاق علما اور وہ جو عبیدہ سلمانی سے منقول ہے
کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت مین درست نہیں تو یہ شاذ ہے مگر اس کو کسی نے قبول
نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مردود ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازار کے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ
گھٹنے اور ناف کے بیچ مین مباشرت کرے لیکن سوا قبل اور دبر کے اور شافعیون کے اس مین تین قول
ہین صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہان حیض بند ہوا اور عورت نے
غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جاویگی ہمارا اور مالک اور احمد کا مذہب یہی ہے
اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دس روز مین حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی مباشرت حلال ہے انتہے مختصراً
عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ
حُيَّضٌ ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتون سے مباشرت
کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتی تھین **بَابُ الْاِضْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي لِحَافٍ وَاحِدٍ**
حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر مین لیٹنا عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضطجع معي وانا حائض وبيني وبينه ثوب ترجمہ ام المومنین میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹتے اور میں حائضہ ہوتی اور میرے اور آپکے بیچمیں ایک کپڑا حائل ہوتا عن ام سلمة قالت بينا انا مضطجعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخميلة اذ حضت فانسللت فاخذت ثياب حيضتي فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم انفست قلت نعم فدعاني فاضطجعت معه في الخميلة قالت وكانت هي ورسول الله صلى الله عليه وسلم يغتسلان في الاناء الواحد من الجنابة ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رض سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی چادر میں دفعۃً مجھے حیض آیا میں کھسک گئی اور اپنے کپڑے اٹھا لیے حیض کے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا کیا تجھے حیض آیا میں نے کہا ہاں آپ نے مجھے بلایا پھر میں آپکے ساتھ لیٹی اسی چادر میں ام سلمہ نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جنابت سے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سونا جائز ہے حائضہ کے ساتھ اسی طرح لیٹنا اسکے ساتھ ایک چادر میں بشرطیکہ بدن سے بدن نہ ملے ناف اور زانو کے نیچے یا صرف فرج نہ ملے علما نے کہا ہے کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا یا اسکا بوسہ لینا درست ہے اسیطرح مساس کرنا ناف کے اوپر اور زانو کے نیچے اور حائضہ عورت کا ہاتھ نجس نہیں ہے وہ پانی اور ہر ایک رواں چیز میں ہاتھ ڈال سکتی ہے اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے کنگھی کر سکتی ہے کھانا پکا سکتی ہے اسکا جوٹھا اور پسینا دونوں پاک ہیں اور ابن جریر نے کہا اسپر اجماع ہے علما کا انتہی

باب جواز غسل الحائض راس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها والاتكاء في حجرها وقراءة القرآن فيه اس باب میں یہ بیان ہے کہ حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اسکے سر میں کنگھی کر سکتی ہے اسکا جوٹھا پاک ہے اسکی گود میں تکیہ لگا کر بیٹھنا درست ہے اور قرآن پڑھنا

عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اعتكف يدني الي راسه فارجله وكان لا يدخل البيت الا لحاجة الانسان ترجمہ ام المنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے میں اسمیں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں تشریف لاتے (مسجد سے) مگر ضروری حاجت کیواسطے (جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ) **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے چند فائدے اعتکاف کے متعلق معلوم ہوئے جنکا ذکر اعتکاف کے باب میں آویگا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اعتکاف کرنیوالا اپنے بدن کا کوئی حصہ جیسے ہاتھ یا پاؤں یا سر مسجد سے باہر نکالے

تو اسکا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور جو شخص حلف کرے اس بات کی کہ فلان گھر مین نہ جاویگا یا فلان گھر سے نہ نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اسکے اندر کرے یا اسمین سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے مین بشرطیکہ وہ راضی ہولے نہیے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض نے کہا مین (جب اعتکاف مین ہوتی) گھر مین جاتی حاجت کے واسطے اور چلتے چلتے جو کوئی گھر مین بیمار ہوتا اسکو بھی پوچھ لیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین رہکر اپنا سر میری طرف ڈالدیتے مین اسمین کنگی کر دیتی اور آپ گھر مین نہ جاتے مگر حاجت کیلیے جب اعتکاف مین ہوتے عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین ہوتے اور مسجد کے باہر اپنا سر نکالدیتے مین آپکا سر دھو دیتی حالانکہ مین حائضہ ہوتی عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میرے نزدیک کر دیتے اور مین حجرے مین ہوتی پھر مین کنگی کرتی آپ کے سر مین اور مین حائضہ ہوتی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ ترجمہ ام المومنین عائشہ نے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتی اور مین حائضہ ہوتی عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ترجمہ عائشہ رض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا مجھے سجدہ گاہ اٹھا دے مسجد سے مین نے کہا مین حائضہ ہون آپ نے فرمایا حیض ترے ہاتھ مین تو نہین ہے **ف** حدیث مین خمرہ کا لفظ ہے اکثر علما نے کہا کہ خمرہ وہ ذرا سا ٹکڑا ہے بوریے وغیرہ کا جسپر سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

ف: بَابُ مُنَاوَلَةِ الْحَائِضِ الْخُمْرَةَ وَالثَّوْبَ

کہا خمرہ سے مراد جانماز ہے اور یہ جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ مین نہین ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ تو مسجد کے باہر رہ
پھر ہاتھ اندر کرکے بوریا گھسیٹ لی اور ہاتھ اندر لے جانے مین کوئی قباحت نہین اگرچہ تو حیض سے ہو
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ
فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ فَنَاوِلِيهَا فَإِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ ترجمہ ام المومنین عائشہ
سے روایت ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سجدہ گاہ کے اوٹھا لینے کا مسجد سے مین نے
کہا مین حیض سے ہون آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ مین تھوڑی ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ نَاوِلِينِي الثَّوْبَ فَقَالَتْ
إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ فَنَاوَلَتْهُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تھے اتنے مین آپ نے فرمایا اے عائشہ مجکو کپڑا اٹھا دے انہون نے کہا
مین حائضہ ہون آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ مین نہین ہے پھر انہون نے کپڑا اٹھا دیا
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فَيَشْرَبُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت
ہے مین پانی پیتی تھی پھر پکڑا دیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہہ منہ رکھتے جہان
مین نے رکھکر پیا تھا اور پانی پیتے حالانکہ مین حائضہ ہوتی اور کبھی مین ہڈی نوچتی پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیدیتی آپ اسی جگہہ منہ لگاتے جہان مین نے لگایا تھا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ترجمہ
ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود مین تکیہ لگاتے اور قرآن
پڑھتے اور مین حائضہ ہوتی عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا
وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي
الْمَحِيضِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ
ذَلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ

ن تناولیہا

ن بَابُ الشُّرْبِ مَعَ الْحَائِضِ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ

ن بَابُ الِاتِّكَاءِ فِي حِجْرِ الْحَائِضِ وَالْقِرَاءَةِ

ن بَابٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْم

فَجَاءَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا اَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِيْ اٰثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفْنَا اَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا **ترجمہ** انس سے روایت ہے یہود مین جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ کھلاتے نہ گھر مین اُسکے ساتھ رہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ سے اس مسئلے کو پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ اخیر تک یعنی پوچھتے ہین تجھکو حیض سے تم کہہ دو حیض پلیدی ہے تو جدا ہو عورتون سے حیض کی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب کام کرو سوا جماع کے یہ خبر یہود کو پہنچی انہون نے کہا یہ شخص (یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات مین ہمارا خلاف کرے یہ سنکر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہود ایسا ایسا کہتے ہین ہم حائضہ عورتون سے جماع کیون نہ کرین (یعنے جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہین اور اس سے جلتے ہین تو ہمکو بھی اچھی طرح خلاف کرنا چاہیے) یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا (اونکے یہ کہنے سے کہ ہم جماع کیون نہ کرین آپکو برا معلوم ہوا اس لیے کہ خلاف قرآن کے ہے) ہم یہ سمجھے کہ آپکو ان دونو شخصون پر غصہ آیا وہ اٹھکر باہر نکلے اتنے مین کسی نے آپ کو دودھ بھیجا تحفہ کے طور پر آپ نے ان دونو کو پھر بلا بھیجا اور دودھ پلایا جب انکو معلوم ہوا کہ آپکا غصہ انکے اوپر نہ تھا **ف** آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے تھے انکی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان تھے انہون نے اسلام کی حرارت مین یہود سے جلکر یہ بات کہدی جو قرآن کے خلاف تھی

بَابُ الْمَذِيِّ - مذی کا بیان

ف مذی ایک سفید رقیق پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم نہین ہوتی اور کبھی اسکا نکلنا محسوس نہین ہوتا اور مرد اور عورت دونون مین یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتون مین زیادہ (نووی)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِيْ اَنْ اَسْئَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَئَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ **ترجمہ** حضرت علی رض سے روایت ہے میری مذی بہت نکلا کرتی مین نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے مین کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح مین تھین مین نے مقداد بن الاسود سے کہا انہون نے پوچھا آپ نے فرمایا اپنے ذکر کو دھو ڈالے اور وضو کرے عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْئَلَ النَّبِيَّ

صلی اللہ علیہ وسلم عن المذی من اجل فاطمۃ فامرت المقداد فسألہ فقال منہ الوضوء ترجمہ حضرت علی نے کہا مجھے شرم آئی مذی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ فاطمہ رض کے پس میں نے مقداد سے کہا انہون نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضرور نہین) **عن** ابن عباس قال قال علی بن ابی طالب ارسلنا المقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ عن المذی یخرج من الانسان کیف یفعل بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ وانضح فرجک ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے حضرت علی رض نے کہا ہم نے مقداد کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انھون نے پوچھا اگر کسی آدمی کی مذی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال **ف** نووی نے کہا علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ مذی نکلنے سے غسل لازم نہین آتا لیکن وضو لازم آتا ہے ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ان حدیثون سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مذی نجس ہے اسی واسطے آپ نے ذکر کے دھونے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھونے سے یہ ہے کہ جسقدر ذکر مین مذی لگ گئی ہو اتنی دھووے نہ کل ذکر کو شافعی اور جمہور علماء نے ایسا ہی کہا ہے اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھووے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوای پیشاب اور پائخانہ کے اور نجاستون مین جیسے مذی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہین بلکہ پانی سے طہارت کرنا چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے مین کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ داماد کو اپنے خسر سے یا ساس سے یا سالی سے جماع کے متعلق باتین کرنا ادب کے خلاف ہے انتہی باختصار

ارسلت

باب غسل الوجہ والیدین اذا استیقظ من النوم جب سو کر اوٹھے تو منہ ہاتھ دھونا **عن** ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام من اللیل فقضی حاجتہ ثم غسل وجہہ ویدیہ ثم نام ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو رہے **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ نہین ہے اور سلف کے بعض لوگون نے اسکو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات کا تہجد اور وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کا ڈر نہ تھا

باب جواز نوم الجنب

والاستحباب الوضوء له وغسل الفرج اذا اراد ان ياكل او يشرب او ينام او يجامع جنب کو سونا درست
ہے لیکن وضو کرنا اور شرمگاہ دھو لینا کھاتے اور پیتے اور سوتے اور جماع کرتے وقت مستحب ہے
عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اراد ان ينام وهو جنب توضأ وضوءه
للصلوة قبل ان ينام ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم جب سونے کا قصد
کرتے اور آپ جنب ہوتے تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے ہیں سونے سے پہلے **عن** عائشة قالت
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان جنبا فاراد ان ياكل او ينام توضأ وضوءه للصلوة واراد
ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے
تو وضو کر لیتے جیسے نماز کے لیے کرتے تھے **عن** ابن عمر ان عمر قال يا رسول الله ايرقد احدنا وهو جنب
قال نعم اذا توضأ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے کوئی سونا چاہے
اور وہ جنب ہو آپ نے فرمایا وضو کرے پھر سو سکتا ہے **عن** ابن عمر ان عمر رض استفتى النبي صلى
الله عليه وسلم فقال هل ينام احدنا وهو جنب قال نعم ليتوضأ ثم لينم حتى يغتسل اذا
شاء ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے حضرت عمر نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر
کوئی ہم میں جنب ہو تو وہ سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وضو کر لیوے پھر سو رہے اور جب چاہے غسل
کرے **عن** ابن عمر قال ذكر عمر بن الخطاب لرسول الله صلى الله عليه وسلم انه تصيبه جنابة
من الليل فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ واغسل ذكرك ثم نم ترجمہ عبد اللہ بن
عمر رض سے روایت ہے حضرت عمر نے بیان کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ انکو جنابت ہوتی ہے انکو
آپ نے فرمایا وضو کرے اور ذکر کو دھو ڈال پھر سو رہ **عن** عبد الله بن ابي قيس قال سالت عائشة
عن وتر رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث قلت كيف كان يصنع في الجنابة
اكان يغتسل قبل ان ينام ام ينام قبل ان يغتسل قالت كل ذلك قد كان يفعل ربما
اغتسل فنام وربما توضأ فنام قلت الحمد لله الذي جعل في الامر سعة ترجمہ عبد اللہ بن ابی
قیس سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رض سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو پھر بیان
کیا حدیث کو یہاں تک کہ میں نے کہا آپ جنابت میں کیا کرتے تھے کیا سونے سے پہلے غسل کرتے تھے یا غسل
سے پہلے سو رہتے تھے انہوں نے کہا آپ دونو طرح کرتے کبھی غسل کر لیتے پھر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے

میں نے کہا شکر خدا کا جس نے گنجایش رکھی امر میں **عن** معاویۃ بن صالح بھذا الاسناد مثلہ **ترجمہ** یہ حدیث بھی ویسی ہی ہے جیسے اوپر گذری **عن** ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی احدکم اھلہ ثم اراد ان یعود فلیتوضا زاد ابو بکر فی حدیثہ بینھما وضوءا وقال ثم اراد ان یعاود **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے پھر کرے **عن** انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نسائہ بغسل واحد **ترجمہ** انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتوں پاس ہو آتے ایک ہی غسل سے **ف** نووی نے کہا حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ جنب کو کھانا اور پینا اور سونا اور جماع کرنا غسل سے پہلے درست ہے اسپر سب کا اجماع ہے اسیطرح اسبات پر کہ جنب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان حدیثوں کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جنب اگر کھانا یا پینا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے اور شرمگاہ کو دھو لیوے اگر ایسا نکرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کے لیے اٹھے اسوقت واجب ہے (انتہے باختصار) **باب** وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی منھا اگر عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے **عن** انس بن مالک قال جاءت ام سلیم وھی جدۃ اسحاق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت لہ وعائشۃ عندہ یا رسول اللہ المرأۃ تری ما یری الرجل فی المنام فتری من نفسھا ما یری الرجل من نفسہ فقالت عائشۃ یا ام سلیم فضحت النساء تربت یمینک قولھا تربت یمینک خیر فقال لعائشۃ بل انت فتربت یمینک نعم فلتغتسل یا ام سلیم اذا رات ذلک **ترجمہ** انس بن مالک سے روایت ہے ام سلیم آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ دادی تھیں اسحاق کی جو راوی ہے اس حدیث کا انس سے) اور وہاں حضرت عائشہ بیٹھی تھیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ عورت اگر سوتے میں ایسا دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہے پھر بھی دیکھے وہ چیز جو مرد دیکھتا ہے (یعنے منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا اے ام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتوں کو (اس وجہ سے کہ احتلام اسی عورت کو ہوگا جو بہت پر شہوت ہو اور منی بھی اوسکی نکلے گی) تیرے ہاتھ میں مٹی لگے (اور یہ انہوں نے نیک بات کہی **ف** یعنے حضرت عائشہ کا یہ کہنا تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اس سے بد دعا مقصود نہ تھی نہ کوسنا بلکہ انہوں نے نیک نیتی سے یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کلمہ کا مطلب اصل میں یہ ہے کہ تجھ پر محتاجی

آوی اور تو غریب ہو جاوے پر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اسوقت کہتے ہیں جب کسی بات کو برا سمجھتے ہیں یا برا جانتے ہیں یا جھڑکتے ہیں یا خفا ہوتے ہیں) **ت** آپ نے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ میں مٹی لگے اور ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم عورت غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے **ف** نووی نے کہا جب عورت کی منی نکلے تو اسپر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علماء نے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس سے بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کوئی عورت جنے اور خون ذرا بھی نہ دیکھے تو اسپر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسیطرح اگر بچے کی بدلے صرف گوشت کا لوتھڑا جنے یا خون کی پھٹکی اور جو غسل کو واجب نہیں کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کود کر نکلنے یا یونہی ہی سوتے میں نکلے یا جاگنے میں معلوم ہو اسکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے مراد یہ ہے کہ باہر نکل آوے اگر سوتے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن درحقیقت منی نہیں نکلی تو غسل واجب نہ ہوگا اسیطرح اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ نماز میں ہو اور کپڑے کے اوپر سے ذکر کو تھام لیوے یہانتک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاویگی اور عورت کا حکم مرد کا سا ہے انتہی مختصراً

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رض حَدَّثَهُمْ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ
سلمتہ حَدَّثَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَاسْتَحْيَيْتُ
قالت مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ وَهَلْ يَكُونُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ
إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ
الشَّبَهُ

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے انس بن مالک نے انسے حدیث بیان کی کہ ام سلیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب میں دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے آپ نے فرمایا جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلیم نے کہا مجھے شرم آئی میں نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے (یعنے عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ کیونکر ہوتا ہے **ف** یعنے بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جسکا نطفہ غالب ہوتا ہے بچہ اوسی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوا تو اسکا نکلنا اور احتلام ہونا ممکن ہے **ت**

مرد کا نطفہ گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا زرد پھر جو اوپر جاتا ہے یا بڑھ جاتا ہے بچہ اُسی کے مشابہ ہو جاتا ہے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے منی کی صفت کے بیان مین حالت صحت مین علماء نے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کود کر آہستہ آہستہ نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ نکلتی ہے اسکو نکلنے مین لذت آتی ہے اور جب نکل چکتی ہے اسوقت شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور اسکی بو ایسی ہوتی ہے جیسے کھجور کے گابہہ کی قریب قریب آٹے کی بو کے اور سوکھ کر بعضون نے کہا پیشاب کی سی بو ہو جاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صحیح اور سالم ہو کسی بیماری مین مبتلا نہ ہو اگر بیمار ہو تو مرد کی منی کبھی زرد اور رقیق ہو جاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہو جاتی ہین تو وہ کود کر نہین نکلتی بلکہ بہتی ہے بغیر لذت اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے یخنی کیطرح اور کبھی خالص خون کیطرح نکلتی ہے لیکن اگر منی سرخ بھی نکلے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہوگا اور منی کے تین خاصے ہین ایک تو یہ کہ شہوت کے ساتھ نکلے اور اسکے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے دوسری بو کھجور کے گابھے کیطرح تیسری آہستہ آہستہ کئی بار مین نکلے ان مین سے ہر ایک بات کافی ہے اوسکے منی ہونے کے لیے اور تینون باتون کا ہونا ضرور نہین اگر ان تینون مین سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب ہوگا کہ وہ منی نہین ہے اور عورت کی منی زرد اور رقیق ہوتی ہے اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اسکی پہچان دو اوصاف سے ہے ایک تو بو مرد کی منی کی بو کیطرح دوسرے لذت اسکے نکلتے وقت اور اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم ہو جانا ہے منی جسطرح اور جس حال مین نکلے اوسکے نکلنے سے غسل واجب ہوگا انتہے ما قال النووی **عَنْ** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِيْ مَنَامِهٖ فَقَالَ اِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُوْنُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب مین وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے آپنے فرمایا اگر اس مین سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنے منی نکلے) تو غسل کرے **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ رَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ فَقَالَ تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا فبما وَلَدُهَا ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضہ سے روایت ہے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سچی بات سے شرم نہین کرتا کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسکو احتلام ہو تو آپنے فرمایا ہان

جب وہ پانی دیکھے (یعنے منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر بچہ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے **ف** اس حدیث سے اور اور کئی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ جل جلالہ کی ایک صفت ہے پر جیسی اسکی اور صفتیں مخلوقات کی صفتوں کیطرح نہیں ہیں اسیطرح یہ صفت بھی مخلوق کیطرح نہیں ہے سلف کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالے کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں اہلحدیث نے تاویل کرنیوالوں کو بہت برا سمجھا ہے **عَنْ** هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَاءَ ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی جو اوپر گذرا اسمیں اتنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے رسوا کردیا عورتوں کو **عَنْ** عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيْهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أُفٍّ لَكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذٰلِكَ ترجمہ حضرت عائشہ رض نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا اف تجھ پر کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعِيْهَا وَهَلْ يَكُوْنُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو احتلام ہو ہو اور پانی دیکھے (یعنے منی) آپ نے فرمایا ہاں غسل کرے حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے اور وہ کونچے جاویں ہتھیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر بچہ جو مشابہ ہوتا ہے ماں باپ کو وہ کاہے سے ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ اپنے ننہیال کے مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو بچہ ددھیال پر پڑتا ہے **ف** حدیث میں اُلّت کا لفظ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہوا یعنے ہاتھ زخمی کیے جاویں اور کونچے جاویں أَلَّة سے جو ایک ہتھیار ہے نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے لیکن مجمع البحار میں ہے کہ صحیح أُلَّتْ ہے یعنے چیخ ماری

باب ان الولد من ماء الرجل والمرأۃ

حضرت عائشہ نے **باب** بیان صفۃ المنی للرجل والمرأۃ وان الولد مخلوق من مائہما عورت اور مرد
کی منی کا بیان اور اس بات کا کہ بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے **عن** ثوبان مولی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال کنت قائما عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء حبر من احبار الیہود فقال
السلام علیک یا محمد فدفعتہ دفعۃ کاد یصرع منہا فقال لم تدفعنی فقلت الا تقول یا رسول
اللہ فقال الیہودی انما ندعوہ باسمہ الذی سماہ بہ اہلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اسمی
محمد الذی سمانی بہ اہلی فقال الیہودی جئت اسالک فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اینفعک شیء ان حدثتک قال اسمع باذنی فنکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعود معہ فقال
سل فقال الیہودی این یکون الناس یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم فی الظلمۃ دون الجسر قال فمن اول الناس اجازۃ قال فقراء المہاجرین
قال الیہودی فما تحفتہم حین یدخلون الجنۃ قال زیادۃ کبد النون قال فما غذاؤہم على اثرہا غذا
قال ینحر لہم ثور الجنۃ الذی کان یاکل من اطرافہا قال فما شرابہم علیہ قال من عین فیہا
تسمی سلسبیلا قال صدقت قال وجئت اسالک عن شیء لا یعلمہ احد من اہل الارض الا
نبی او رجل او رجلان قال ینفعک ان حدثتک قال اسمع باذنی قال جئت اسالک
عن الولد قال ماء الرجل ابیض وماء المرأۃ اصفر فاذا اجتمعا فعلا منی الرجل منی
المرأۃ اذکرا باذن اللہ واذا علا منی المرأۃ منی الرجل انثا باذن اللہ عز وجل قال الیہودی انثا
لقد صدقت وانک لنبی ثم انصرف فذہب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد سالنی
ہذا عن الذی سالنی عنہ ومالی علم بشیء منہ حتی اتانی اللہ بہ **ترجمہ** ثوبان سے روایت ہے
جو مولی (غلام آزاد) تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا اتنے
میں یہود کے عالموں میں سے ایک عالم آیا اور بولا السلام علیک یا محمد میں نے اسکو ایک دھکا دیا کہ وہ
گرتے گرتے بچا وہ بولا تو مجھے کیوں دھکا دیتا ہے میں نے کہا تو (نام لیتا ہے حضرت کا) اور رسول اللہ کیوں نہیں کہتا وہ بولا
ہم انکو اس نام سے پکارتے ہیں جو انکے گھر والوں نے رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام جو گھر والوں نے رکھا ہے
وہ محمد ہے یہودی نے کہا میں تمہارے پاس کچھ پوچھنے کو آیا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا میں اگر تجھ سے کچھ
بتلاؤں تو تجھکو فائدہ ہوگا اس نے کہا میں کان سے سنونگا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ

مین ہاتھ زمین پر لکیر کھینچی (جیسے کوئی سوچتے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا پوچھ یہودی نے کہا جس دن یہ زمین بدل جاکر دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اسوقت کہاں ہون گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اسوقت اندھیرے مین پل صراط کے پاس کھڑے ہون گے اس نے پوچھا پھر سب سے پہلے کون لوگ اس پل پر سے پار ہون گے آپ نے فرمایا مہاجرین مین جو محتاج ہین (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہین جو پیغمبر کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر لات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ جنت مین جاوینگے تو انکو پہلا ناشتہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا (جو نہایت مزیدار اور مقوی ہوتا ہے) پھر اسنے کہا پھر صبح کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کاٹا جاویگا انکے لیے جو جنت مین چرا کرتا تھا پھر اوسنے پوچھا یہ کھا کر کیا پینگے آپ نے فرمایا ایک چشمے کا پانی جسکا نام سلسبیل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور مین آپ سے ایک ایسی بات پوچھنے آیا ہون جسکو کوئی نہین جانتا دنیا مین سوا نبی کے یا ایک دو آدمی جانتے ہون آپ نے فرمایا اگر مین وہ بات تجھے بتا دون تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا مین اپنے کانون سے سن لونگا پھر اس نے کہا مین بچہ کو پوچھتا ہون آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہے اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونو اکٹھا ہوتے ہین اور مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی منی غالب ہوتی ہے مرد کی منی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہین پھر چلا پیٹھ پھیر کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے جو باتین مجھ سے پوچھین وہ مجھے کوئی معلوم نہ تھی یہانتک کہ اللہ تعالی نے مجھکو بتا دین

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ وَآنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور کچھ لفظون کا فرق ہے

بَابُ صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت کیونکر کرے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتّٰى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے پہلے دونو ہاتھ دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے شرمگاہ دھوتے پھر وضو

جسطرح نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے پھر پانی لیتے اور اپنی انگلیاں بالون کی جڑون مین ڈالتے جب آپ دیکھتے
کہ بال تر ہوگئے تو اپنے سر پر دونو ہاتھون سے بھر کر تین چلو ڈالتے پھر ساری بدن پر پانی ڈالتے پھر دونون
پانون دھوتے ف نووی نے کہا ہمارے اصحاب کے نزدیک غسل جنابت کا کمال یہ ہے کہ پہلے دونو پہونچون
کو تین بار دھووے برتن مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے پھر شرمگاہ پر اور بدن پر جو نجاست لگی ہو اسکو دھووے پھر
وضو کرے جسطرح نماز کے لیے وضو کرتا ہے پھر سب انگلیاں پانی مین ڈالکر ایک چلو لیوے اور سر کے بالون
اور ڈاڑھی کے بالون مین اس سے خلال کرے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالے پھر بغلون اور کانون اور
ناف اور سرین کی خبر لیوے اور پانون کی انگلیون کی اور ان سب جگہون مین پانی پہونچا دے پھر تین
بار ساری بدن پر پانی ڈالے اور سب جگہہ پانی پہونچا دے اور مستحب یہ ہے کہ داہنی جانب سے شروع کرے اور
قبلہ کیطرف منہ کرکے بیٹھے اور بعد فراغت کے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ
ورسولہ اور غسل سے پہلے نیت کرے ان سب چیزون مین نیت اور ساری بدن پر پانی پہنچانا فرض ہے اور شرط
یہ ہے کہ بدن نجاست سے پاک ہو اور باقی سب چیزین سنت ہین اور ملنا بدنکا واجب نہین ہے مگر مالک اور مزنی کے
نزدیک واجب ہے اسیطرح وضو بھی غسل جنابت مین واجب نہین ہے مگر داؤد ظاہری کے نزدیک واجب ہے
انتہی مختصرا عن هشام في هذا الاسناد وليس في حديثهم غسل الرجلين ترجمہ وہی ہے جو اوپر
گذرا مگر اس روایت مین پانون دھونے کا ذکر نہین ہے عن عائشة ان النبي صلى الله عليه
وسلم اغتسل من الجنابة فبدا فغسل كفيه ثلاثا ثم ذكر نحو حديث ابي معاوية ولم يذكر
غسل الرجلين ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل کیا تو دونو
پہونچون کو تین بار دھویا پھر بیان کی حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اور اس روایت مین پانون دھونے
کا ذکر نہین ہے عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا اغتسل من الجنابة
يبدا فيغسل يديه قبل ان يدخل يده في الاناء ثم توضا مثل وضوئه للصلاة ترجمہ ام المومنین
عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے دونو ہاتھ دھوتے برتن مین ہاتھ ڈالنے
سے پہلے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے عن ابن عباس قال حدثتني خالتي ميمونة قالت ادنيت
لرسول الله صلى الله عليه وسلم غسله من الجنابة فغسل كفيه مرتين او ثلاثا ثم ادخل يده في
الاناء ثم افرغ به على فرجه وغسله بشماله ثم ضرب بشماله الارض فدلكها دلكا شديدا ثم توضا وضوءه للصلاة

ف باب ینشف فی المندیل

ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهٖ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ بِالْمِنْدِيْلِ فَرَدَّهٗ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے میری خالہ میمونہ نے بیان کیا انہون نے پانی رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل جنابت کے واسطے آپ نے پہلے دونو پہنچے دہوئے دو بار یا تین بار پھر ہاتھ برتن مین ڈالا اور پانی شرمگاہ پر ڈالا اور بائین ہاتھ سے دھویا پھر بائین ہاتھ کو زمین پر پھیرا رگڑ کر زور سے پھر وضو کیا جیسے نماز کے لیے کرتے تھے پھر اپنے سر پر تین چلو بھر بھر کر ڈالے پھر سارے بدن کو دھویا پھر اس جگہ سے سرک گئے اور پاؤن دھوئے پھر مین رومال لے کر آئی بدن پونچھنے کو آپ نے نہ لیا ف

نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤن کا پونچھنا بہتر نہین ہے اور ہمارے علما کے اسمین پانچ قول ہین ایک تو یہ کہ نہ پونچھنا مستحب ہے اور پونچھنا مکروہ نہین کہہ سکتے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے تیسرا یہ کہ پونچھنا نہ پونچھنا دونو برابر ہین چوتھا یہ کہ پونچھنا مستحب ہے پانچوان یہ کہ گرمی مین مکروہ ہے جاڑے مین مکروہ نہین اور صحابہ سے اسمین تین مذہب منقول ہین ایک تو یہ کہ پونچھنا جائز ہے کچھ قباحت نہین وضو اور غسل دونون مین انس بن مالک اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ پونچھنا مکروہ ہے وضو اور غسل دونون مین ابن عمر اور ابن ابی لیلے کا یہی قول ہے تیسرا یہ کہ وضو مین مکروہ ہے غسل مین مکروہ نہین ابن عباس کا یہی قول ہے اور نہ پونچھنے کے باب مین ایک یہ حدیث ہے دوسری صحیح حدیث اور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کر کے نکلے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور پونچھنے کو ایک جماعت صحابہ نے نقل کیا ہے لیکن اس کے اسناد ضعیف ہین ترمذی نے کہا اس باب مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہین (نووی) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا اِفْرَاغُ ثَلٰثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّاْسِ وَفِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ وَصْفُ الْوُضُوْءِ كُلِّهٖ فَذَكَرَ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ فِيْهِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيْلِ ترجمہ اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گذرا اسمین سر پر تین چلو کا ذکر نہین ہے اور وکیع کی روایت مین سارے وضو کا بیان ہے کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کا ذکر کیا اور ابو معاویہ کی روایت مین رومال کا ذکر نہین ہے عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَمَسَّهٗ وَجَعَلَ يَقُوْلُ بِالْمَاءِ هٰكَذَا يَعْنِيْ يَنْفُضُهٗ ترجمہ میمونہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑا لایا گیا بدن پونچھنے کو آپ نے نہین لیا اور پانی کو جھٹکنے لگے ہاتھ سے بعضون نے اسی حدیث سے پونچھنا جائز رکھا ہے کیونکہ ہاتھ سے پانی جھٹکنا اور کپڑے سے پونچھنا دونو برابر ہین نووی نے کہا ہمارے اصحاب کی اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ جھٹکنا

بَابٌ فِي التَّطَيُّبِ بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ

اور چھڑکنا مکروہ نہین کہہ سکتے دوسری یہ کہ مکروہ ہے تیسری یہ کہ مباح ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ اس حدیث سے اباحت ثابت ہوتی ہے اور ممانعت کی کوئی دلیل نہین ہے انتہی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ **ترجمہ** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو ایک برتن پانی کا منگواتے حلاب کے برابر (حلاب وہ برتن ہے جسمین اونٹنی کا دودھ دوہتے ہین) پھر ہاتھ سے پانی لیتے اور پہلے داہنا جانب سر کا دھوتے پھر بایان جانب بعد اسکے دونو ہاتھ سے پانی لیتے اور سر پر بہاتے **ف** صحیح حلاب ہے بکسرہ حا اور تخفیف لام اور بعضون نے اسکو جُلاب پڑھا ہے بضم جیم وتشدید لام کے اور مراد اس سے گلاب ہے لیکن ہروی نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا کہ صحیح حلاب ہے **بَابُ** الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ غسل جنابت مین کتنا پانی لینا بہتر ہے **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے جسمین تین صاع پانی آتا ہے (یعنے سات آٹھ سیر) جنابت سے **ف** نووی نے کہا اہل اسلام نے اجماع کیا ہے کہ وضو اور غسل کے لیے پانی کی مقدار معین نہین ہے بلکہ قلیل اور کثیر سب کافی ہے بشرطیکہ اعضا بھیگ جاوین اور مستحب ہے کہ وضو مین ایک مد سے کم نہ ہو اور غسل مین ایک صاع سے کم نہ ہو اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ یہان وہ صاع مراد ہے جو آٹھ رطل کا ہوتا ہے بہرحال پانی بیکار بہانا منع ہے اگرچہ ندی کے کنارے غسل کرتا ہو اور یہ ممانعت تنزیہی ہے اور بعضون نے کہا کہ اسراف حرام ہے انتہی **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک کٹھری سے اور وہ فرق تھا (فرق اس برتن کو کہتے ہین جسمین تین صاع پانی آتا ہے) اور مین اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے سفیان نے کہا فرق تین صاع کا ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا مرد اور عورت دونوں کا طہارت کرنا ایک برتن سے جائز ہے باجماع اہل اسلام لیکن عورت کا طہارت کرنا مرد کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وہ بھی بالاجماع جائز ہے اور مرد کا

وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَاحِدَةٍ وَغُسْلِ أَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْآخَرِ

م اور غسل کرنا مرد اور عورت کا ایک برتن سے ایک ہی حالت مین اور غسل کرنا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے ہمارے اور مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور علما کے نزدیک جائز ہے اور اسمیں کراہت بھی نہیں ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو خلوت میں لے گئی ہو اور اوسکو استعمال کیا ہو اور عبد اللہ بن سرجس اور حسن بصری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد سے ایک روایت ہمارے موافق بھی ہے اور سعید اور حسن سے مطلقا کراہت بھی منقول ہے اور مختار جمہور علما کا قول ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ایک نے دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کیا اور خلوت کو اسمیں کوئی دخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمرو سے منقول ہے وہ ضعیف ہے ائمہ حدیث نے جیسے بخاری وغیرہ نے اسکو ضعیف کہا ہے یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا سے گرے وہ تو مستعمل ہے اس سے غسل درست نہیں یا وہ ممانعت استحباب کے لیے ہے واللہ اعلم انتہی **عَنْ** أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ وَأَفْرَغَتْ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذْنَ مِنْ رُؤُسِهِنَّ حَتّٰى يَكُونَ كَالْوَفْرَةِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن رض سے روایت ہے میں اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودھ کے ناتے کا) بھائی (عبد اللہ بن یزید) اونکے پاس گئے اور غسل جنابت کو پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہوں نے ایک برتن منگوایا جسمیں صاع بھر پانی آتا تھا اور ہمارے انکے بیچ ایک پردہ تھا انہوں نے اپنے سر پر تین بار پانی ڈالا **ف** ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلمہ اور عبد اللہ بن یزید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ اونکے سامنے پانی منگوانے سے اور نہانے سے کوئی فائدہ نہ تھا عبد اللہ تو رضاعی بھائی تھے اور ابو سلمہ رضاعی بھانجے تھے کیونکہ ام کلثوم بنت ابی بکر نے انکو دودھ پلایا تھا اور یہ دونو محرم ہیں اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہے **ف** ابو سلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیاں اپنے بال کترالی تھیں اور کانوں تک بال رکھتے تھیں **ف** حدیث میں وفرہ کا لفظ ہے اصمعی نے کہا وفرہ لمہ سے بڑا ہے اور لمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں تک ہوں اوروں نے کہا وفرہ لمہ سے کم ہے یعنی جو بال کانوں تک ہوں ابو حاتم نے کہا وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتیں تو چوٹیاں نکالا کرتیں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیون نے آپکی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو زینت کے ترک کرنے کیلیے نووی نے کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء نے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہین ہوتا کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہے انتہی

ت بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْاَۃِ مِنَ الْاِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَۃِ

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ بَدَاَ بِیَمِیْنِہٖ فَصَبَّ عَلَیْہَا مِنَ الْمَآءِ فَغَسَلَہَا ثُمَّ صَبَّ الْمَآءَ عَلَی الْاَذَی الَّذِیْ بِہٖ بِیَمِیْنِہٖ وَغَسَلَ عَنْہُ بِشِمَالِہٖ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِکَ صَبَّ عَلٰی رَاْسِہٖ قَالَتْ عَائِشَۃُ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنَحْنُ جُنُبَانِ ترجمہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو داہنے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے اسپر پانی ڈالتے اور اسکو دھوتے پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائین ہاتھ سے جو بدن پر نجاست ہوتی اسکو دھوتے جب اس سے فارغ ہوتے تو سر پر پانی ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک برتن سے کیا کرتے

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّہَا کَانَتْ تَغْتَسِلُ ہِیَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ یَسَعُ ثَلٰثَۃَ اَمْدَادٍ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ ترجمہ ام المومنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے جسمین تین مد یا کچھ ایسا ہی پانی آتا ف قاضی عیاض نے کہا مراد یہ ہے کہ ہر ایک کیلیے تین مد پانی لیا جاتا یا اس سے مراد صاع ہے تاکہ موافق ہو اس حدیث کے جسمین فرق کا ذکر ہے یا ایسا ہی کسی وقت مین ہوا ہوگا نووی نے کہا احادیث مین تین مد کا ذکر ہے اور دوسری روایت مین یہ ہے کہ ایک فرق سے آپ غسل کرتے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک صاع سے غسل کیا اور ایک روایت مین پانچ مکوک کا بیان ہے غسل مین اور ایک مکوک کا وضو مین اور ایک روایت مین ایک صاع غسل کیلیے اور ایک مد وضو کیلیے آیا ہے اور ایک روایت مین ایک مد سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ مد تک امام شافعی اور اور علماء نے کہا ہے کہ یہ اختلاف باعتبار موقع اور حالت اور قلت اور کثرت پانی کے تھا بہرحال طہارت کیلیے پانی کا کوئی مقدار مقرر نہین ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَیْدِیْنَا فِیْہِ مِنَ الْجَنَابَۃِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے ایک برتن سے دونو کے ہاتھ اسمین پڑ جاتے اور یہ غسل جنابت کا تھا

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ وَاحِدٍ فَیُبَادِرُنِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ وَہُمَا جُنُبَانِ ترجمہ ام المومنین عائشہ سے روایت ہے مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتی تھی ایک برتن سے جو میرے اور آپکے بیچ مین ہوتا

آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہانتک کہ مین کہتی تھوڑا پانی میرے لیے چھوڑو میرے لیے چھوڑو
اور دونو جنب ہوتے **عن** ابن عباس قال اخبرتنی میمونۃ رضی اللہ عنہا انہا کانت
باب منہ
تغتسل هی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اناء واحد **ترجمہ** میمونہ سے روایت ہے وہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے **عن** ابن عباس ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان یغتسل بفضل میمونۃ **ترجمہ** ابن عباس رض سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے **عن** ام
سلمۃ قالت کانت هی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسلان فی الاناء الواحد
باب منہ
من الجنابۃ **ترجمہ** ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے **عن** انس یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
باب ما یکفی من الماء فی الغسل والوضوء
یغتسل بخمس مکاکیک ویتوضأ بمکوک وقال ابن مثنی بخمس مکاکی **ترجمہ** انس سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو
کرتے (مکوک سے مراد مد ہے) **عن** انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ
بالمد ویغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد **ترجمہ** انس رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے لیکر پانچ مد تک غسل کرتے **عن** سفینۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغسلہ الصاع من الماء من الجنابۃ ویوضئہ
المد **ترجمہ** سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک مد
پانی وضو کے لیے کافی تھا **عن** سفینۃ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغتسل بالصاع ویتطہر بالمد **ترجمہ**
سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے
اور ایک مد پانی سے وضو کرتے **ف** امام مسلم نے کہا کہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے سفینہ
کو صحابی کہا اور ابو ریحانہ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا یعنے سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار
نہین نووی نے کہا اس صورت مین امام مسلم نے اس حدیث کو اور حدیثون کے متابعت
کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے **باب** استحباب افاضۃ الماء

[illegible]

عَلَى الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا ترجمہ سر پر تین بار پانی ڈالنے کا بیان عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكُفٍّ ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے لوگوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ کے سامنے غسل میں بعضوں نے کہا ہم تو سر کو اسطرح دھوتے ہیں ایسے ایسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہوں ف نووی نے کہا اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سر پر تین بار پانی ڈالنا غسل میں مستحب ہے اور اس پر اتفاق ہے اور سر پر قیاس کیا ہے اور اعضاء کو اور جیسے وضو میں تین بار ہر ایک عضو کا دھونا مستحب ہے اسیطرح غسل میں عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا ترجمہ جبیر بن مطعم سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے غسل جنابت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا أَبُو بِشْرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ثقیف کیطرف سے جو لوگ آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا ملک سرد ہے تو غسل کیونکر کریں آپ نے فرمایا میں تو اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں (زیادہ پانی بہانا ضرور نہیں) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةٍ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ شَعْرِي كَثِيرٌ قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ أَخِي كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ شَعَرِكَ وَأَطْيَبَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالتے حسن نے کہا میرے تو بال بہت ہیں جابر نے کہا اے بھتیجے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال

[illegible]

تجھے زیادہ تھے اور سب تجھ سے بہتر تھے **باب** حکم ضَفَآئِرِ الْمُغْتَسِلَةِ عورتین چوٹیان غسل مین
کھولین یا نہ کھولین **عَنْ** اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِيْ
اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَاْسِكِ ثَلَاثَ
حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِيْنَ ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت ہے مین نے کہا
یا رسول اللہ مین اپنے سر پر چوٹی باندھتی ہون کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولون آپنے فرمایا
نہین تجکو کافی ہے سر پر تین چلو بھر کر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاوے گی
عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَفَاَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ
وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ترجمہ دوسری روایت کا بھی وہی
ہے جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ مین کھولون اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عَنْ** اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى
بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَفَاَحُلُّهُ فَاَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ ترجمہ وہی جو
اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ کیا مین کھولون اسکو اور دھوون جنابت سے اور حیض کا ذکر نہین ہے
ف نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی مین جب بالون کو پانی پہونچ
جاوے اندر اور باہر تو اسکا کھولنا ضرور نہین اور جو بن کھولے پانی نہ پہونچے تو کھولنا چاہیے اور
نخعی سے منقول ہے کہ ہر حال مین کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاؤس سے مروی ہے کہ حیض
کے غسل مین کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل مین ضرور نہین اور ہماری دلیل ام سلمہؓ کی حدیث
ہے اور اگر مرد کے سر پر چوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے انتہی **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ عَبْدَ اللهِ
بْنَ عَمْرٍو يَاْمُرُ النِّسَاءَ اِذَا اغْتَسَلْنَ اَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوْسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو
هٰذَا يَاْمُرُ النِّسَاءَ اِذَا اغْتَسَلْنَ اَنْ يَنْقُضْنَ رُءُوْسَهُنَّ اَفَلَا يَاْمُرُهُنَّ اَنْ يَحْلِقْنَ
رُءُوْسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَمَا اَزِيْدُ
عَلٰى اَنْ اُفْرِغَ عَلٰى رَاْسِيْ ثَلَاثَ اِفْرَاغَاتٍ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے
عبد اللہ بن عمر عورتون کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا تعجب ہے
ابن عمر سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہین غسل کے وقت تو سر منڈانے کا حکم کیون نہین دیتے
مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونون ایک برتن سے غسل کرتے اور مین فقط اپنے سر پر

قال
تفیضی
[illegible]

تین چلو ڈال لیتی **ف** نووی نے کہا عبداللہ بن عمر نے جو سر کھول لینے کا حکم دیا یہ اس صورت مین ہے جب سارے بالون مین پانی نہ پہونچ سکے یا اونکا مذہب یہی ہوگا کہ سر کھولنا چاہیے جیسے نخعی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہونچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب اور احتیاط کے ہوگا **باب** استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم ترجمہ جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا روئی کا مشک لگا کر خون کے مقام پر استعمال کرے تو مستحب ہے **ف** یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہے نہ بطور وجوب کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضون نے کہا کہ مشک کی استعمال سے نطفہ جلدی ٹھیرتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن باکرہ کو فرج اندر پانی پہونچانا ضرور نہین اور ثیبہ کو جتنی دور تک پانی پہونچانا واجب ہے جسقدر حاجت کے لیے بیٹھنے مین کھلتا ہے **عن** عائشة قالت سألت امرأة النبي صلى الله عليه وسلم كيف تغتسل من حيضتها قال فذكرت انه علمها كيف تغتسل ثم تاخذ فرصة من مسك فتطهر بها قالت كيف اتطهر بها قال تطهري بها وسبحان الله واستتر واشار لنا سفيان بن عيينة بيده على وجهه قال قالت عائشة واجتذبتها الي وعرفت ما اراد النبي صلى الله عليه وسلم فقلت تتبعي بها اثر الدم وقال ابن ابي عمر في روايته فقلت تتبعي بها آثار الدم ترجمہ ام المومنین عائشہ سے تتبع روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کرون آپ نے سکھلایا اسکو غسل کرنا پھر فرمایا مشک لگا ہوا ایک پھایا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر پاکی کرون آپ نے فرمایا سبحان اللہ (تعجب سے کہ ایسی ظاہر بات بھی نہین سمجھتی) پاکی کر اس سے اور آڑ کر لی آپ نے (سفیان نے بتلایا ہاتھ اپنا منہ پر رکھکر یعنے شرم سے آپ نے ایسا کیا) حضرت عائشہ نے کہا مین نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا مطلب مین پہچان گئی تھی مین نے کہا اس پھایے کو خون کے مقام پر لگا (یعنے شرمگاہ پر) **عن** عائشة ان امراة سألت النبي صلى الله عليه وسلم كيف اغتسل عند الطهر فقال خذي فرصة ممسكة فتوضئي بها ثم ذكر نحو حديث سفيان ترجمہ ام المومنین عائشہ

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مین جب حیض سے پاک
ہون تو کیونکر غسل کرون آپ نے فرمایا ایک پھاہا لے مشک لگا ہوا اور اس سے پاکی کر پھر
بیان کیا اوسیطرح جیسے اوپر گذرا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيْضِ فَقَالَ تَاْخُذُ اِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ
تَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ن يبلغ
ثُمَّ تَاْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَتْ اَسْمَاءُ وَكَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ سُبْحَانَ
اللّٰهِ تَطَهَّرِيْنَ بِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَاَنَّهَا تُخْفِيْ ذٰلِكَ تَتَبَّعِيْنَ اَثَرَ الدَّمِ وَسَاَلَتْهُ
عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَاْخُذُ مَاءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُوْرَ اَوْ تُبْلِغُ الطُّهُوْرَ
ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَاْسِهَا ثُمَّ تُفِيْضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ
يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے اسماء (شکل کی بیٹی یا یزید بن
شکن کی بیٹی) نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کرون آپ
نے فرمایا پہلے پانی بیری کے پتون کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی
حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھووے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے
ملے یہانتک کہ پانی مانگون (بالون کی جڑون) مین پہونچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے (یعنی
سارے بدن پر) پھر ایک پھاہا (روئی یا کپڑے کا) مشک لگا ہوا لے کر اس سے پاکی کرے اسماء
نے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے
حضرت عائشہ نے چپکے سے کہدیا خون کے مقام پر لگاوے) پھر اس نے جنابت کے غسل کو
پوچھا آپ نے فرمایا پانی لے کر اچھی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور ملے یہانتک کہ
پانی سب مانگون مین پہونچ جاوے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انصار
کی عورتین بھی کیا عمدہ عورتین تھین وہ دین کی بات پوچھنے مین شرم نہین کرتی تھین (اور یہی لازم
ہے کیونکہ شرم گناہ اور معصیت مین ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے) عَنْ ن تطهر
شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا وَاسْتَتَرَ ترجمہ

وہی جو اوپر گذرا اسمین اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پر آڑ کرلی شرم سے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ اِحْدَانَا اِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اُس روایت مین غسل جنابت کا ذکر نہین ہے **بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا** مستحاضہ کا بیان اور اسکے غسل اور نماز کا حال **ف** مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہین جو استحاضہ مین مبتلا ہو اور استحاضہ کہتے ہین اُس خون کو جو بے وقت عورت کی شرمگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ مین سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہین اور حیض کا خون رحم کی قعر مین سے نکلتا ہے مستحاضہ سے وطی درست ہو اگرچہ خون جاری ہو ہمارا اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے اسکی ممانعت منقول ہے نخعی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کرے جب خاوند کو زنا مین پڑجانیکا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول ہے اور دلیل اسکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا حمنہ بنت جحش سے کہ وہ مستحاضہ تہین اور انکے خاوند انسے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور اعتکاف اور قرات قرآن اور مس مصحف اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر مین اور ساری عبادات مین مثل پاک عورت کے ہے بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھولیوے اور فرج مین ایک کپڑا یا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ باندہے پھر وضو کرے اسی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑھے اُسکے بعد جتنے نفل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک ہی پڑھے ادا ہو یا قضا اور ابوحنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضین چاہے پڑھے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہین ٹوٹتا تو جب تک اور کسی قسم کا حدث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے اور وقت آنے سے پہلے مستحاضہ کا وضو اس نماز کے لیے ہمارے نزدیک درست ہے اور مستحاضہ پر غسل واجب نہین کسی نماز کے وقت پر اور جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطا بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

ن المحیض
ن [illegible]

نہیں اور ابوحنیفہ کے نزدیک درست

کے لیے غسل کرے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک بار غسل کرے اور سعید بن مسیب اور حسن سے منقول ہے کہ ظہر کے وقت غسل کرے پھر دوسرے دن ظہر پر غسل کرے اور جمہور کا مذہب صحیح ہے کہ وہ کبھی غسل نہ کرے مگر جب حیض سے پاک ہو اور تکرار غسل میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں اور استحاضہ دو قسم ہے ایک تو ایسا خون دیکھے جو حیض نہیں ہے جیسے ایک دن ایک رات سے کم دوسری جو کچھ حیض سے کچھ نہیں ہے جیسے برابر خون دیکھا کرے یا حیض کی مدت سے زیادہ خون دیکھے اس دوسری قسم کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ وہ عورت مبتداہ ہے یعنی شروع اسکو یہی خون آیا ہو تو اسکا حیض ایک دن ایک رات تک شمار ہوگا ہمارے نزدیک اور ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن تین رات اور باقی استحاضہ دوسری یہ کہ معتادہ ہو تو جتنے دن حیض کی عادت ہوگی اوتنا حیض گنا جاویگا اور باقی استحاضہ تیسری یہ کہ ممیزہ ہو اور کبھی خون قوی دیکھے کبھی ضعیف تو جب تک سیاہ خون دیکھے وہ حیض ہے بشرطیکہ ایک دن ایک رات سے کم نہ ہو اور پندرہ دن سے زیادہ نہ ہو اور لال خون پندرہ دن سے کم نہ ہو (نووی معہ زیادۃ و اختصار) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِي حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّي امْرَأَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے استحاضہ ہو گیا ہے میں پاک نہیں ہوتی کیا نماز چھوڑ دوں آپ نے فرمایا نہیں یہ خون ایک رگ کا ہے حیض نہیں ہے جب حیض کے دن آویں تو نماز چھوڑ دے پھر جب حیض کے دن گذر جاویں تو خون دھو ڈال اور نماز پڑھ (ف نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ نماز پڑھے مگر اُس زمانہ میں جو حیض کا نہ ہو اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ حاجت کے وقت مسئلہ پوچھے اور عورت خود مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور اسکی آواز حاجت کے وقت غیر مرد سن سکتا ہے) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتِ اسْتَفْتَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّي اُسْتَحَاضُ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّيْ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ اُمَّ حَبِيْبَةَ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے فرمایا یہ خون ایک رگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے لیث نے کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے غسل کرنیکا بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں ہے بلکہ صرف جحش کی بیٹی کا ذکر ہے

بنت

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنْ هٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِيْ مِرْكَنٍ فِيْ حُجْرَةِ اُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ ذٰلِكَ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ هٰذِهِ الْفُتْيَا وَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَتَبْكِيْ لِاَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّيْ ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھیں عبد الرحمن بن عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک لگڑے میں غسل کرتیں اپنی بہن زینب بنت جحش کی کوٹھری میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی (اسقدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبد الرحمن سے بیان کی انہوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتوے سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھنے سے (یعنے اسکو بھی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی)

بهذا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِلَى قَوْلِهِ تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا مگر یہ حدیث میں نہیں ہے کہ خون کی سرخی پانی پر آجاتا اور بعد کا قصہ اس میں نہیں ہے عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآى دَمًا فَقَالَ ملآن لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ام حبیبہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے خون کو حضرت عائشہ نے کہا میں نے انکا ٹب دیکھا خون سے بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا تو اتنے دنوں ٹھری رہ جتنے دنوں حیض آیا کرتا تھا یعنے عادت کے دنوں میں اس بیماری سے پہلے پھر غسل کر اور نماز پڑھ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ترجمہ حضرت عائشہ سے روایت ہے ام حبیبہ بنت جحش جو عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور شکایت کی خون بہنے کی آپ نے فرمایا اتنے دنوں ٹھری رہ جتنے دنوں اس بیماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا پھر غسل کر ڈال تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتیں **ف** جحش کی تین بیٹیاں تھیں ایک زینب جنسے پہلے زید بن حارثہ نے نکاح کیا تھا پھر انہوں نے طلاق دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں دوسری ام حبیبہ جو اس حدیث میں مذکور ہیں یہ عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں تیسری حمنہ جو طلحہ بن عبیداللہ کے نکاح میں تھیں بعضوں نے کہا جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط ام حبیبہ کو یہ بیماری تھی نووی

باب وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں اور روزے کی قضا واجب ہے عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ ترجمہ معاذہ سے روایت ہے

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے حیض کے دنون کی نماز کو انہون نے کہا کیا تو حروریہ ہے **ف** حروری نسبت ہے حرورا کی طرف اور حرورا ایک گانون ہے کوفے سے دو میل پر جہان پہلے خارجی وہین اکٹھا ہوئے تھے ان خارجیون نے ساری اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب نہین ہے پر روزون کی قضا واجب ہے **ف** ہم مین سے جسکو حیض آتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین اسکو نماز کی قضا کا حکم نہوتا **عن** مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِضْنَ اَفَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَجْزِيْنَ **ترجمہ** معاذہ نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہون نے کہا کیا تو حروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان حائضہ ہوتین پھر کیا آپ انکو نماز کی قضا کا حکم کرتے **عن** مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَالكِنِّي ولکن اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ **ترجمہ** معاذہ سے روایت ہے مین نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ جو حائضہ روزون کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہین کرتی انہون نے کہا تو حروری تو نہین مین نے کہا نہین مین پوچھتی ہون انہون نے کہا ہم لوگون کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزون کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہوتا **ف** یہ عنایت ہے پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہوتا کس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض ہے سال بھر مین صدہا نمازون کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال مین ایک بار آتا ہے پانچ چار روزون کی قضا کچھ مشکل نہین

باب سَتْرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهِ غسل کرنے والا کپڑے وغیرہ کی آڑ کرے **عن** اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ **ترجمہ** ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑ کئی ہوئی تھین **عن** اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ اَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى غُسْلِهٖ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ
ثُمَّ اَخَذَ ثَوْبَهٗ فَالْتَحَفَ بِهٖ ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰى **ترجمہ** ام ہانی بنت ابی طالب
سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئین آپ مکے کی بلند جانب میں
تھے غسل کرنے کے لیے اوٹھے تو حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھر آپ نے اپنا کپڑا لیکر لپیٹا
پھر آٹھ رکعتین چاشت کی پڑہین **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آٹھ
رکعتین ہین اور یہ نماز سنت ہے **عن** سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهٗ
فَاطِمَةُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا اغْتَسَلَ اَخَذَهٗ فَالْتَحَفَ بِهٖ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِكَ
ضُحًى **ترجمہ** وہی جو اوپر گذرا اسمین یہ ہے کہ آپکی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے آپ پر آڑ کی جب آپ
غسل کر چکے تو اوسی کپڑے کو لیکر لپیٹا پھر کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتین چاشت کی پڑہین **عن**
مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَتَرْتُهٗ فَاغْتَسَلَ **ترجمہ**
ام المومنین میمونہ رضی سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا اور آڑ کی آپ نے
غسل کیا **باب** تَحْرِيْمِ النَّظَرِ اِلَى الْعَوْرَاتِ دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے **عن**
اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ
الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي
الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ **ترجمہ** ابو سعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کی ستر کو (یعنی عورت کو جسکا چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت
دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے مین نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری
عورت کے ساتھ ایک کپڑے مین لیٹے **ف** یعنی اسطرح کہ دونون ننگے ہون اور دونون کے بیچ
مین کوئی چیز حائل نہ ہو نووی نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے
اسیطرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمین سے خاوند اور لونڈی کا
مالک مستثنی ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے
اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام
نہین ہے دوسری یہ کہ حرام ہے دونون پر تیسری یہ کہ مرد پر حرام ہے اور عورت کو مکروہ ہے اسیطرح

ثمان

ثمان

عورت کی شرمگاہ کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کرسکتا ہے تو وہ دونو مثل جورو اور خاوند کے ہین اور اگر محرم ہے جیسی بہن یا پھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل آزاد عورت کے ہی اور اگر لونڈی مجوسی ہے یا مرتد یا بت پرست یا معتدہ یا مکاتبہ تو وہ مثل غیر کی لونڈی کے ہی اب مرد کو اپنے محرم عورتون کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے کے بدنکا درست ہے اور بعضون نے کہا اتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہی جتنا کام کاج کرنے مین کھل جاتا ہے اب مرد کا ستر مرد سے اور عورت کا ستر عورت سے ناف کے نیچے سے گھٹنے تک ہے اور گھٹنے اور ناف مین تین قول ہین ایک یہ کہ وہ ستر نہین ہین یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ وہ ستر مین داخل ہین تیسرے یہ کہ ناف ستر ہے پر گھٹنا ستر نہین اور حنفیہ کے نزدیک ناف ستر نہین پر گھٹنا ستر مین داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اسیطرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے اور بعضون کے نزدیک عورتکو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہی مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ فرق نہین آزاد اور لونڈی مین اور حنفیہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل محرم عورت کے ہی اسیطرح حرام ہے مرد کو خوبصورت بے ریش لڑکے کا منہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فتنہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی اوپر بیان ہوئی اسی صورت مین ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے جیسے بیچنے خریدنے علاج گواہی کے وقت پر شہوت سے اسوقت بھی حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ شہوت سے نظر کرنا تو ہر شخص پر حرام ہے سوا اپنی بی بی اور لونڈی کے یہانتک کہ اگر کوئی اپنی بیٹی یا مان کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک کپڑے لیٹنے کی ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی نادرست ہی اور لوگ حمام مین اکثر ایسی خرابیون مین پڑجاتے ہین حالانکہ بچنا چاہیے ان باتون سے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو منع کرنا چاہیے اگرچہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی مین آدمی ننگا ہوسکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نووی) عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْاَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا مین عورت کے بدلے عریہ کا لفظ ہے اور معنے وہی جو اوپر بیان ہوا

بَابُ جَوَازِ الْاِغْتِسَا

عُرْيَانًا فِي الْخَلْوَةِ تنہائی مین ننگے نہانا درست ہے

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى سَوْءَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهُ اٰدَرُ قَالَ وَهْبٌ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ قَالَ فَجَمَحَ مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِثْرِهِ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ اِلٰى سَوْءَةِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتّٰى نُظِرَ اِلَيْهِ قَالَ فَاَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةً اَوْ سَبْعَةً ضَرْبُ مُوْسٰى بِالْحَجَرِ ترجمہ ہمام بن منبہ سے روایت ہے یہ وہ حدیثین ہین جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر پھر بیان کین انہون نے کئی حدیثین انمین ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے تھے ایک دوسرے کے ستر کو دیکھتا اور حضرت موسے علیہ السلام اکیلے مین نہاتے تھے لوگون نے کہا موسی علیہ السلام ہمارے ساتھ ملکر نہین نہاتے انکو فتق کی بیماری ہے (یعنے خصیے بڑھ جانے کی) ایکبار موسی نہانے کو گئے اور کپڑے اتارکر پتھر پر رکھے وہ پتھر خود بخود (اللہ کے حکم سے) انکے کپڑے لیکر بھاگا موسی علیہ السلام اسکے پیچھے دوڑے اور کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دیدے اے پتھر میرے کپڑے دیدے یہانتک کہ بنی اسرائیل نے انکا ستر دیکھ لیا اور کہنے لگے قسم خدا کی انہین تو کوئی بیماری نہین ہے اسوقت پتھر کھڑا ہو گیا اور لوگون نے خوب انکو دیکھ لیا پھر انہون نے اپنے کپڑے اوٹھا لیے اور پتھر کو مارنا شروع کیا (غصے سے) ابوہریرہ نے کہا قسم خدا کی پتھر پر موسی علیہ السلام کی مار کے نشان ہین سات یا چھ مار کے ف ہمارے زمانے کے بعض احمق لوگ ایسی باتونکا انکار کرتے ہین اور پتھر کا خود بخود چلنا خلاف عقل سمجھتے ہین حالانکہ یہ خلاف عقل نہین ہین اور چاند اور سورج اور تارے جو پتھر کی طرح ہین جہان مین رات دن حرکت کرتے ہین پھر ایک پتھر کا چلنا کیا مشکل ہے نووی نے کہا ہم بیان کر چکے ہین کہ ضرورت کے وقت ستر کھولنا درست ہے تنہائی مین غسل کے وقت یا پیشاب کرتے وقت یا بی بی سے صحبت کرتے وقت اور لوگون کے سامنے ہرگز

ستر کھولنا درست نہین لیکن علمار نے کہا ہے کہ تنہائی مین بھی نہاتے وقت تہبند باندھنا مستحب
اور ننگے ہوکر بھی نہانا درست ہے اس حدیث کے لانے سے بھی یہی غرض ہے کہ موسے علیہ السلام خلوت مین
ننگے نہاتے تھے اور یہ حدیث ان لوگون کے مذہب پر دلیل ہوگی جو کہتے ہین کہ اگلے لوگون کی شریعت
ہمارے لیے بھی کافی ہے عمل کرنے کے لیے بشرطیکہ اس سے مخالفت نہ ہو اور بنی اسرائیل جو ایکدوسرے
کے سامنے ننگے ہوکر نہاتے تھے تو شاید یہ انکی شریعت مین جائز ہو یا حرام ہو لیکن وہ اس کو کرتے ہون
جیسے ہماری شرع والے بھی بہت سے حرام کام کیا کرتے ہین انتہی **بَابُ الْاِعْتِنَاءِ بِحِفْظِ
الْعَوْرَةِ** ستر ڈھانپنے مین احتیاط رکھنا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ
ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ اِلَى الْاَرْضِ وَ
طَمَحَتْ عَيْنَاهُ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ اِزَارِيْ اِزَارِيْ فَشَدَّ عَلَيْهِ اِزَارَهُ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ ت علی عاتقك
فِيْ رِوَايَتِهِ عَلٰى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلٰى عَاتِقِكَ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جب کعبہ
بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس پتھر ڈھونے لگے عباس نے کہا آپ سے تم
اپنی تہبند اٹھا کر کندھے پر ڈال لو پتھر اٹھانے کے لیے آپ نے ایسا ہی کیا اسی وقت زمین پر گر پڑے اور
آنکھیں آپکی آسمان سے لگ گئین پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار میری ازار انہون نے ازار
آپکی باندھ دی ابن رافع کی روایت مین کندھے کی جگہ گردن کا ذکر ہے **ف** اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچپنے سے محفوظ تھے بری عادتون اور خصلتون سے جو جاہلیت مین جاری
تھین اور پیغمبرون کی عصمت کا بیان ہو چکا ہے کتاب الایمان مین اور ایک روایت مین ہے
کہ فرشتہ اترا اور اس نے آپکی ازار باندھ دی (نووی) **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ اِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ
عَمُّهُ يَا ابْنَ اَخِيْ لَوْ حَلَلْتَ اِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلٰى مَنْكِبِكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى
مَنْكِبِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور آپ تہبند
باندھے تھے عباس نے کہا جو آپ کے چچا تھے اے میرے بھتیجے تم اپنی ازار اتار کر مونڈھے پر ڈال لو تو اچھا ہے

آپ نے ازار کھولی اور مونڈھے پر ڈالی ہی تھی کہ غش آیا گر گئے پھر اسدن سے آپ کو ننگا نہیں دیکھا

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ اَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ اَحْمِلُهُ ثَقِيْلٍ وَعَلَيَّ اِزَارٌ خَفِيْفٌ قَالَ فَانْحَلَّ اِزَارِيْ وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَضَعَهُ حَتّٰى بَلَغْتُ بِهٖ اِلٰى مَوْضِعِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ اِلٰى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوْا عُرَاةً ترجمہ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آ رہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر رکھ نہ سکا یہانتک کہ اسکی جگہہ پر لے گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اوٹھا اور ننگے مت چلا کرو

بَابُ التَّسَتُّرِ عِنْدَ الْبَوْلِ پیشاب کرتے وقت ستر کو چھپانا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهٗ فَاَسَرَّ اِلَيَّ حَدِيْثًا لَا اُحَدِّثُ بِهٖ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ اَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ هَدَفٌ اَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ اَسْمَاءَ فِيْ حَدِيْثِهٖ يَعْنِيْ حَائِطَ نَخْلٍ ترجمہ عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر میرے کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی سے بیان نہ کرونگا اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی یا کھجور کے درختوں کی آڑ پسند تھی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے)

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْجِمَاعَ كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ لَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ اِلَّا اَنْ يُّنْزِلَ الْمَنِيَّ وَبَيَانِ نَسْخِهٖ وَاَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجِمَاعِ

اوائل اسلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک منی نہ نکلے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا اور جماع سے غسل واجب ہو جاتا ہے

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ اِلٰى قُبَاءٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِيْ بَنِيْ سَالِمٍ وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ اِزَارَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْجَلْنَا الرَّجُلَ فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عَنِ امْرَاَتِهٖ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے میں پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کیطرف جب ہم بنی سالم کے محلہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتبان بن مالک کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور اسکو آواز دی وہ اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے اسکو جلدی میں ڈالا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور منی نہ نکلے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنے غسل کرے یا نہیں) آپ نے فرمایا پانی (یعنے نہانا) پانی سے (یعنے منی نکلنے سے) واجب ہوتا ہے **ف** نووی نے کہا اب امت کا اجماع ہے اسپر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو اسیطرح انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب نہیں ہوتا پھر بعضوں نے رجوع کیا اس قول سے اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہونے پر اب یہ حدیث انما الماء من الماء کی منسوخ ہے یعنے اوائل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کو غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے احتلام کی حالت ہے یعنے اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھے تو اسپر غسل نہیں ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے **عَنْ** اَبِی الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْسَخُ حَدِیْثُہٗ بَعْضُہٗ بَعْضًا کَمَا یَنْسَخُ الْقُرْاٰنُ بَعْضُہٗ بَعْضًا **ترجمہ** ابوالعلا ابن شخیر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک حدیث کو دوسری حدیث سے منسوخ کر دیتے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے یہاں لانے سے یہ ہے کہ انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے دوسری حدیثوں سے اور حدیث کا نسخ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر کا نسخ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخ حدیث متواتر سے یہ تینوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں چوتھی خبر متواتر کا نسخ خبر واحد سے اسمیں اختلاف ہے جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہریہ کے نزدیک جائز ہے **عَنْ** اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَخَرَجَ وَرَاْسُہٗ یَقْطُرُ فَقَالَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاکَ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ الْوُضُوْءُ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ اِذَا اُعْجِلْتَ اَوْ اُقْحِطْتَ **ترجمہ** ابوسعید خدری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اسکے سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اسنے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے (اور بغیر انزال کے اٹھ کھڑا ہو) یا تجھے امساک ہو اور منی نہ نکلے تو تجھپر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کر لے **عَنْ**

أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد اپنی عورت سے جماع کرے پھر انزال سے پہلے اٹھ کھڑا ہو آپ نے فرمایا دھو ڈالے جو اوس کو لگا عورت سے (یعنی ذکر کی رطوبت وغیرہ کو جو فرج سے لگ گئی ہو) پھر وضو کرے اور نماز پڑھے عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي أَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ ترجمہ ابی بن کعب سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے جماع کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو وہ اپنا ذکر دھو ڈالے اور وضو کرے عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمان سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے حضرت عثمان نے کہا وہ وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور ذکر کو دھو ڈالے حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابو ایوب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ زَادَ فِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِ أَشْعُبِهَا الْأَرْبَعِ ترجمہ ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے (چاروں کونوں سے ہاتھ اور پاؤں مراد ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں رانیں یا شرمگاہ کے چاروں کونے) پھر لگے اس سے (یعنی دخول کرے) تو غسل واجب ہوگیا مطر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ انزال نہ ہو

ف نووی نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ غسل کا وجوب منی نکلنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ جب حشفہ (سپاری) فرج کے اندر چلا جاوے تو مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہوگا اور اسمیں آج کے دن بالکل اختلاف نہیں ہے پہلے البتہ چند صحابہ کا اسمیں خلاف تھا لیکن بعد کو اجماع ہوگیا ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر حشفہ عورت کی دبر میں یا مرد کے دبر میں غائب ہو جاوے یا کسی جانور کے فرج میں تب بھی غسل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت یا مرد یا جانور

مردہ ہو یا کم سن ہو جیسے لڑکی یا قصداً ہو یا زبردستی سے ہو یا اختیار سے اسی طرح اگر سو رہا ہو اور عورت اسکا ذکر اپنی فرج کے اندر رکھ لے خواہ ذکر کو انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہو گا خواہ ختنہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ان سب صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہے مگر جب کوئی انمیں سے نابالغ ہو تو اسپر واجب نہیں لیکن وہ جنب ہو گا اور جو وہ تمیز دار ہو تو اسکے ولی پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کا جیسے حکم کرتا ہے وضو کا اگر وہ بغیر غسل کیے نماز پڑھے تو اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور دخول کے لیے صرف حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہیں اور جو ذکر پر کپڑا وغیرہ لپیٹ کر دخول کرے تو اسمیں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دونوں پر انتہی مختصراً

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ ترجمہ دوسری روایت کا بھی یہی جو اوپر گذرا عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اخْتَلَفَ فِيْ ذٰلِكَ رَهْطٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّوْنَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ اِلَّا مِنَ الدَّفْقِ اَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَلْ اِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَاَنَا اَشْفِيْكُمْ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَاَذِنَ لِيْ فَقُلْتُ لَهَا يَا اُمَّاهْ اَوْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَاِنِّيْ اَسْتَحْيِيْكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِيْ اَنْ تَسْاَلَنِيْ عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ اُمَّكَ الَّتِيْ وَلَدَتْكَ فَاِنَّمَا اَنَا اُمُّكَ قُلْتُ فَمَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ترجمہ ابو موسیٰ سے روایت ہے اختلاف کیا اس مسئلے میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار نے کہا غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی کود کر نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب مرد عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابو موسیٰ نے کہا میں تمہاری تسلی کیے دیتا ہوں پھر میں اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی میں نے کہا اے ماں یا اے مسلمانوں کی ماں میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھ کو شرم آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا مت شرم کر تو اس بات کو پوچھنے سے جو اپنی سگی ماں سے پوچھ سکتا ہے جس نے پیٹ سے تجھ کو جنا ہے میں بھی تیری ماں ہوں (کیونکہ حضرت صلعم کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں) میں نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے انہوں نے کہا تو نے ٹھیک واقف کار سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھے اور ختنہ ختنہ سے لگ جاوے (یعنے ذکر فرج میں داخل ہو جاوے) تو غسل واجب ہو گیا **ف** خواہ انزال ہو یا نہ ہو نووی نے کہا ختنہ ختنہ سے ملنا مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا

بابی
قال

ختنہ اوپر ہوتا ہے جماع میں وہ نہیں لگتا اور اجماع کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر ذکر کو صرف فرج سے چھوا دے اور انزال نہ کرے تو غسل واجب نہیں **عن** عائشة زوج النبي صلى الله عليه (وسلم) قالت ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجامع اهله ثم يكسل هل عليهما الغسل وعائشة جالسة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لافعل ذلك انا وهذه ثم نغتسل **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے اپنی عورت سے پھر انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دونوں پر آپ نے فرمایا میں اور یہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرتے ہیں پھر غسل کرتے ہیں **ف** نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مصلحت ہو اور کسی کو رنج نہ ہو آپ نے اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے

باب الوضوء مما مست النار جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے **ف** نووی نے کہا امام مسلم نے اس باب میں پہلے وہ حدیثیں بیان کیں ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا آگ کے پکے ہوئے کھانے سے ثابت ہوتا ہے پھر وہ حدیثیں بیان کیں جن سے وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ غرض ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جمہور سلف اور خلف اور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آگ سے پکے ہوئے کھانا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور اسحاق اور یحیی اور ابو ثور اور ابو خیثمہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی منقول ہے عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری اور زہری اور ابو قلابہ اور ابو مجلز سے (نووی مختصراً) **عن** زيد بن ثابت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الوضوء مما مست النار قال ابن شهاب اخبرني عمر بن عبد العزيز ان عبد الله بن ابراهيم بن قارظ اخبره انه وجد ابا هريرة يتوضأ على المسجد فقال انما اتوضأ من اثوار اقط اكلتها لاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول توضؤا مما مست النار قال ابن شهاب اخبرني سعيد بن خالد بن عمرو بن عثمان وانا احدثه هذا الحديث انه سأل عروة بن الزبير عن الوضوء مما مست النار فقال عروة سمعت عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم توضؤا مما مست النار **ترجمہ** زید بن ثابت سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے وضو لازم آتا ہے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے عمر بن عبد العزیز سے سنا انہوں نے عبد اللہ بن ابراہیم سے انہوں نے ابوہریرہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انہوں نے کہا میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے ہیں اس سے وضو کرتا ہوں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کہانے سے جو آگ سے پکا ہو ابن شہاب نے سعید بن خالد سے سنا اور وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہا میں نے عروہ بن الزبیر سے پوچھا وضو آگ سے پکے ہوئے کہانے سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اس کہانے سے جو آگ سے پکا ہو

باب فی ترک الوضوء مما مست النار

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ کَتِفَ شَاۃٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے دست کا گوشت کہایا پھر نماز پڑہی اور وضو نہیں کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عَرْقًا اَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَلَمْ یَمَسَّ مَاءً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی پر لگا ہوا گوشت کہایا یا گوشت کہایا پھر نماز پڑہی اور وضو نہیں کیا پانی نہیں چھوا عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ الضَّمْرِیِّ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْتَزُّ مِنْ کَتِفٍ یَاْکُلُ مِنْہَا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے انہوں نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کہا رہے تھے پھر نماز پڑہی اور وضو نہیں کیا ف نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے کاٹ کر کہانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت مکروہ ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَیَّۃَ الضَّمْرِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْتَزُّ مِنْ کَتِفِ شَاۃٍ فَاَکَلَ مِنْہَا فَدُعِیَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّکِّیْنَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کہا رہے تھے اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے آپ نے چھری ڈالدی اور نماز پڑہی وضو نہیں کیا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عِنْدَہَا کَتِفًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس دست کا گوشت کہایا پھر نماز پڑہی اور وضو نہیں کیا عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اَشْہَدُ لَکُنْتُ اَشْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَطْنَ الشَّاۃِ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ ترجمہ ابو رافع سے روایت ہے میں گواہ ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کی کلیجی بہونتا (آپ اس میں سے کہاتے) پھر نماز پڑہتے اور وضو نہ کرتے

یاکل

باب فی الوضوء من اللبن

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَہٗ دَسَمًا

تمضمض

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی منگوایا اور کلی کی اور فرمایا دودھ سے منہ چکنا ہو جاتا ہے ف کلی کرنا اسکے بعد مستحب ہے اسیطرح ہر ایک کھانی پینے کی چیز سے تاکہ نماز میں کچھ منہ میں نہ رہجاوے جسکے نگلنے کی حاجت پڑے اور منہ صاف ہو جاوے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مستحب ہے کھانے سے پہلے مگر جب ہاتھ کی صفائی کا یقین ہو میل کچیل اور نجاست سے اسیطرح کھانے کے بعد مگر جب ہاتھ پر کھانے کا اثر نہ ہو مثلا کھانا خشک ہو اور امام مالک نے کہا کہ کھانے کے پہلے ہاتھ دھونا مستحب نہیں مگر جب ہاتھ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نووی) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِهِ ترجمہ وہی ہے جو گزرا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاُتِيَ بِهَدِيَّةٍ خُبْزٍ وَلَحْمٍ فَاَكَلَ ثَلٰثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَاءً ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے پہنے پھر نماز کو نکلے اسوقت ایک شخص آپ پاس حصہ لایا گوشت اور روٹی آپ نے تین لقمے کھا لیے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ صَلّٰى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا ف نووی نے کہا اکثر علماء اسطرف گئے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور یحیی اور ابن منذر اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَاَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّاْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّاْ قَالَ اَتَوَضَّاُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّاْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو کروں آپ نے فرمایا چاہے کر چاہے نہ کر پھر اسنے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں آپ نے فرمایا ہاں وضو کر اونٹ کے گوشت سے اسنے کہا بکریوں کے تھان میں میں نماز پڑھوں آپ نے فرمایا ہاں اسنے کہا اونٹوں کے تھان میں آپ نے فرمایا نہیں ف کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہے ایسا نہ ہو

(باب الوضوء من لحوم الابل

کہ نمازی کو کچھ صدمہ پہونچے اور بکریون کے نقصان مین اسکا ڈر نہین نووی نے کہا یہ ممانعت تنزیہی ہے ۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ كَامِلٍ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا

بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ اَنْ يُصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ جس شخص کو طہارت کا یقین ہے پھر حدث مین شک ہو تو وہ اس طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے

ن ـ بَابُ فِي الَّذِيْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ

عَنْ سَعِيْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ شُكِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِيْ رِوَايَتِهِمَا هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ ترجمہ سعید اور عباد بن تمیم نے عباد کے چچا سے روایت کیا اونہون نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی آدمی کو معلوم ہوتا ہے نماز مین کہ اسکو حدث ہوا (یعنے گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز نہ توڑے جب تک حدث کی کی آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے **ف** نووی نے کہا یہ حدیث ایک بڑا قاعدہ ہے اسلام کے قواعد مین سے اس سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک چیز جسکے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہین ہو سکتی جیسے طہارت جو یقینی تھی حدث کے گمان سے مٹ نہین سکتی ہمارا اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے آئین دو روایتین ہین ایک تو یہ کہ وضو لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہوا اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم نہین اور دوسری یہ کہ دونون صورتون مین پھر وضو کرنا چاہیے انتہے مختصرا) **ف** ابو بکر اور زہیر نے اپنی روایتون مین عباد کے چچا کا نام لیا یعنے عبد اللہ بن زید

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِيْ بَطْنِهِ شَيْئًا فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ اَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا ترجمہ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مین سے کسی کو اپنے پیٹ مین خلش معلوم ہو پھر اسکو شک ہو کہ پیٹ مین سے کچھ نکلا یا نہین (یعنے باد سری یا نہین) تو مسجد سے نہ نکلے جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ سونگھے (یعنے یقین نہ ہو حدث ہونے کا)

بَابُ طَهَارَةِ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ مردے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

ت ـ بَابُ الْاِنْتِفَاعِ بِاِهَابِ الْمَيْتَةِ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا ترجمہ ابن عباس

سے روایت ہے میمونہ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ دی وہ مر گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پڑا ہوا دیکھا فرمایا تم نے اسکی کھال کیون نہ لی دباغت کرکے کام مین لاتے لوگون نے کہا یا رسول اللہ وہ مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے ف۔ اسکی کھال سے فائدہ اوٹھانا نووی نے کہا اسمین مسئلہ مین سات مذہب ہین ایک شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک مردہ جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے سوا کتے اور سور کے اور ظاہر اور باطن دونو پاک ہو جاتے ہین اور تر اور خشک چیزون مین استعمال درست ہو سکتا ہے دوسرا یہ کہ کسی کی کھال دباغت سے پاک نہین ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے تیسرا یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک نہین ہوتی اوزاعی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا یہی قول ہے چوتھا یہ کہ سب مردار جانورون کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے پانچوین یہ کہ سب کھالین پاک ہو جاتی ہین مگر صرف باہر سے اور تر چیزون مین اسکا استعمال درست نہین مالک کا مشہور مذہب یہی ہے چھٹی یہ کہ سب کھالین پاک ہو جاتی ہین یہانتک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا ساتوین یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اوٹھانا درست ہے اگرچہ اسکی دباغت نہ ہو زہری کا یہی قول ہے انتہی مختصرا

عن ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً اُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار بکری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ ملی تھی آپ نے فرمایا تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیون نہین اوٹھایا لوگون نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے

فقالوا
فقال

عن ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا

عن ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوْحَةٍ اُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَخَذُوْا اِهَابَهَا فَدَبَغُوْهُ فَانْتَفَعُوْا بِهٖ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی پڑی ہوئی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ مین ملی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگون نے اسکی کھال کیون نہ لی دباغت کرکے فائدہ اوٹھاتے

عن ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ دَاجِنَةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ ترجمہ ابن عباس سے روایت

ہے میمونہ نے اسکو بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر مین ایک جانور پلا تھا وہ مر گیا تو آپنے فرمایا تم نے اسکی کھال کیون نہ لی اسکو کام مین لاتے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ فَقَالَ أَلَا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کی لونڈی کی بکری کو دیکھا (وہ مری پڑی تھی) آپ اوپر سے نکلے فرمایا تمنے اسکی کھال سے فائدہ کیون نہ اوٹھایا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کھال پر دباغت ہوگئی تو وہ پاک ہے **ف** نووی نے کہا دباغت ہر ایک چیز سے درست ہے جو کھال کی رطوبت کو سکھاوے اور اسکی بدبوئی دور کرے اس طرح سے کہ پھر کھال سڑنے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چھلکے پھٹکری وغیرہ دواؤن سے اور صرف دھوپ مین سکھانے سے دباغت نہین ہوتی اور حنفیون کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب کھال دباغت سے پاک ہوگئی تو اسکا بیچنا بھی جائز ہے اور اوسکے کھانے مین تین قول ہین صحیح یہ ہے کہ کھانا اسکا جائز نہین (نووی مختصرا) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا عَنْ أَبِي الْخَيْرِ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ فَرْوًا فَمَسِسْتُهُ قَدْ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُوْنُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوْسُ نُؤْتَى بِالْكَبْشِ قَدْ ذَبَحُوْهُ وَنَحْنُ لَا نَأْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَيَأْتُوْنَا بِالسِّقَاءِ يَجْعَلُوْنَ فِيْهِ الْوَدَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ دِبَاغُهُ طَهُوْرُهُ ترجمہ ابو الخیر سے روایت ہے مین نے ابن وعلہ کو ایک پوستین پہنے دیکھا مین نے اسکو چھوا انہون نے کہا کیون کیا چھوتے ہو (یعنے کیا اسکو نجس جانتے ہو) مین نے عبد اللہ بن عباس سے کہا ہم مغرب کے ملک مین رہتے ہین وہان بربر کے کافر آتش پرست بہت ہین وہ بکری لاتے ہین ذبح کرکے ہم تو انکا ذبح کیا ہوا جانور نہین کھاتے اور مشکین لاتے ہین چربی ڈالکر ابن عباس نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو پوچھا آپنے فرمایا وہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہین (یعنے چمڑے پر جب دباغت ہوگئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کافر نے دباغت کی ہو) عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَائِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُوْنُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِيْنَا الْمَجُوْسُ بِالْأَسْقِيَةِ فِيْهَا الْمَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأْيٌ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

لميمونة

اذا دبغ الاهاب فقد طهر

صلی اللہ علیہ وسلم یقول دباغہ طہورہا ترجمہ ابن وعلہ سبائی سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا ہم مغرب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں مجوسی (آتش پرست) مشکین لیکر آتے ہیں پانی کی ان میں چربی پڑی ہوتی ہے انہوں نے کہا پیو وہ پانی میں نے کہا کیا تم اپنی رای سے کہتے ہو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کھال پاک ہو جاتی ہے دباغت سے

باب احادیث التیمم بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب التیمم

تیمم کا بیان ف تیمم ثابت ہے کتاب اور سنت اور اجماع امت سے اور وہ فقط منہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا ہے خواہ حدث سے ہو یا جنابت سے اور علماء نے اختلاف کیا ہے اسکی کیفیت میں اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو ماریں ضرور ہیں ایک بار منہ کے لیے اور ایک بار دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک اور یہی مروی ہے علی بن ابیطالب اور عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک اور ابوحنیفہ اور اصحاب الرای سے اور ایک جماعت علماء کا یہ قول ہے کہ تیمم میں ایک مار کافی ہے مسح کرے اور اس سے منہ اور دونوں ہتھیلیوں پر اور یہی قول ہے عطا اور مکحول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اہل حدیث کا اور یہی صحیح اور مختار ہے محققین کے نزدیک اور زہری سے منقول ہے کہ ہاتھوں کا مسح بغلوں تک ضرور ہے اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ تین ماریں چاہییں ایک منہ کے لیے دوسری دونوں ہتھیلیوں کے لیے تیسری بانہوں کے لیے اور حدث اصغر یعنے وضو کے بدلے تو تیمم سب کے نزدیک درست ہے اسیطرح حدث اکبر یعنے جنابت سے بھی اور اسمیں کسی نے خلاف نہیں کیا حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ تیمم جنابت سے درست نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود نے اس قول سے رجوع کیا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ تیمم جنابت سے درست ہے اور جنب جب تیمم کر نماز پڑھ لے پھر پانی پاوے تو اسپر غسل واجب ہے باتفاق علماء اور مسافر کو سفر میں جہاں پانی نہ ہو اپنی بی بی سے جماع کرنا درست ہے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لیوین پر شرمگاہ کو پانی سے پاک کریں اگر اتنا بھی پانی نہ ہو اور صرف تیمم سے نماز پڑھ لیوین تو بھی درست ہے اور اگر بے وضو کے کسی عضو پر نجاست ہو اور وہ اسکے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہیں ہے اور امام احمد کے نزدیک جائز ہے اور ثوری اور اوزاعی اور ابوثور نے کہا کہ اس مقام پر مٹی سے مسح کر لیوے اور جب تیمم سے نماز پڑھی پھر پانی ملے تو نماز کا لوٹانا ضرور نہیں اور شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد ظاہری کے نزدیک تیمم کے لیے پاک مٹی کا جسپر غبار ہو ہونا ضرور ہے اور ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک ہر چیز زمین کی قسم سے ہے اسپر تیمم

درست ہے اگرچہ غبار نہ ہو جیسے صاف پتھر کہ دھویا ہوا یا چونہ وغیرہ اور مالکی لوگون نے لکڑی پر بھی جائز کہا ہے اسیطرح برف پر واللہ اعلم (انتہیٰ مختصراً مع زیادۃ)

عن عائشة انها قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره حتى اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقد لي فاقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه واقام الناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فاتى الناس الى ابي بكر فقالوا الا ترى الى ما صنعت عائشة اقامت برسول الله صلى الله عليه وسلم وبالناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فجاء ابو بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم واضع راسه على فخذي قد نام فقال حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس وليسوا معه على ماء وليس معهم ماء قالت فعاتبني ابو بكر وقال ما شاء الله ان يقول وجعل يطعن بيده في خاصرتي فلا يمنعني من التحرك الا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذي فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اصبح على غير ماء فانزل الله تعالى اية التيمم فتيمموا فقال اسيد بن حضير الحضير وهو احد النقباء ما هي باول بركتكم يا ال ابي بكر قالت عائشة فبعثنا البعير الذي كنت عليه فوجدنا العقد تحته

ترجمہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سفر مین جب بیداء یا ذات الجیش مین پہنچے (بیداء ذات الجیش دونون مقام کے نام ہین خیبر اور مدینہ کے بیچ مین) تو میرا ہار گلے کا ٹوٹ کر گر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ڈھونڈھنے کے لیے ٹھہر گئے لوگ بھی ٹھہر گئے وہان پانی نہ تہا نہ لوگون کے ساتھ پانی تھا لوگ ابوبکر پاس آئے اور کہنے لگے تم نہین دیکھتے عائشہ نے کیا کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھہرا دیا ہے اور لوگون کو بھی جہان پانی نہین نہ انکے ساتھ پانی ہے یہ سنکر ابوبکر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سو گئے تھے انہون نے کہا تو نے روک رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگون کو یہان نہ پانی ہے اور نہ لوگون کے ساتھ پانی ہے اور غصہ کیا انہون نے اور جو اللہ نے چاہا وہ کہہ ڈالا اور کوکھ مین میرے کونچے دینے لگے ہاتھ سے مین ضرور ہلتی مگر حضرت کا سر میری ران پر تہا اسوجہ سے ہل نہ سکی پھر آپ سوتے رہے یہانتک کہ صبح ہو گئی اور پانی بالکل نہ تھا اللہ تعالی نے تیمم کی آیت اتاری اسید بن حضیر نے کہا اور وہ نقیبون مین سے تھے (آپ نے عقبہ کی رات کو انصار کے بارہ آدمیون کو نقیب کیا تھا یعنی اپنی قوم کا نگہبان تاکہ انکو اسلام کی باتین سکھاوین اور دین کے احکام بتلا دین) اے ابوبکر کی اولاد یہ کچھ پہلے

برکت نہین ہے تمہاری یعنے تمہاری وجہ سے اللہ تعالے نے بہت مسلمانون کو فائدہ دیا ہے یہ بھی ایک نعمت تمہارے سبب سے ملی) حضرت عائشہ نے کہا پھر ہمنے اوس اونٹ کو اوٹھایا جسپر مین سوار تھی تو ہار اسکے نیچے سے نکلا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِيْ طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً ترجمہ ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہے اونہون نے اسمار سے ایک ہار مانگ لیا تھا وہ جاتا رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مین چند لوگون کو اسکے ڈھونڈہنے کیلیے بھیجا وہان نماز کا وقت آگیا (اور پانی نہ ملا) تو انہون نے بے وضو نماز پڑہ لی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوٹ کر آئے تو شکایت کی اوسوقت تیمم کی آیت اتری اسید بن حضیر نے حضرت عائشہ سے کہا خدا تمکو اچھا بدلہ دیوے قسم خدا کی جب کوئی آفت تمپر آئی اللہ تعالے نے اوسکو ٹالدیا اور مسلمانون کو فائدہ کیا ف نووی نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو پانی اور مٹی دونو نملین تو ویسے ہی نماز پڑہ لے اور اس مسئلہ مین سلف اور خلف کا اختلاف ہے امام شوکانی نے نیل الاوطار مین کہا کہ احمد اور شافعی اور اکثر اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ نماز پڑہ لیوے لیکن پھر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے مشہور قول امام شافعی کا یہ ہے کہ اعادہ واجب ہے اور احمد اور مزنی اور سحنون اور ابن منذر کا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہین اور مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا شخص نہ پڑہے لیکن قضا اس نماز کی واجب ہے اور مالک کے نزدیک واجب نہین یہ سب چار قول ہوے اس مسئلہ مین اور ایک پانچوان قول بھی ہے کہ نماز پڑہ لینا مستحب ہے اور اعادہ واجب ہے عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى فَكَيْفَ هٰذِهِ فِيْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوْا بِالصَّعِيْدِ فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فِيْ حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَقُوْلَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِيْنِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَوَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ **ترجمہ** شقیق سے روایت ہے میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ کے پاس بیٹھا تھا ابوموسیٰ نے کہا اے عبدالرحمن (یہ کنیت ہے ابن مسعود کی) اگر کسی شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینہ تک پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے نماز کو عبداللہ نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینہ تک پانی نہ ملے **ف** کیونکہ جنب کو ان کے نزدیک تیمم درست نہ تھا حضرت عمر کا یہی قول تھا لیکن اور صحابہ اور تابعین نے اسکے خلاف کہا ہے اور پھر اجماع ہو گیا مجتہدین کا کہ تیمم جنابت کے لیے درست ہے اور اوپر گذر چکا کہ عمر اور عبداللہ نے اس قول سے رجوع کیا ہے **ف** ابوموسیٰ نے کہا پھر سورۂ مائدہ میں یہ جو آیت ہے پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی پر عبداللہ نے کہا اگر اس آیت سے انکو اجازت دیجاوے جنابت میں تیمم کرنے کی تو وہ رفتہ رفتہ پانی ٹھنڈا ہونیکی صورت میں بھی تیمم کرنے لگ جائیں گے ابوموسیٰ نے کہا تم نے عمار کی حدیث نہیں سنی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کام کو بھیجا وہاں میں جنب ہو گیا اور پانی نہ ملا میں خاک میں اسطرح لوٹا جیسے جانور لوٹتا ہے بعد اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تجھے کافی تھا اسطرح دونوں ہاتھوں سے کرنا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ایک بار مارے اور بائیں ہاتھ کو داہنے پر پھیرا اور ہتھیلیوں کی پشت پر اور منہ پر مسح کیا عبداللہ نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عمر نے عمار کے کہنے پر قناعت نہ کی **ف** یعنی صرف عمار کی روایت سے انکو تسلی نہیں ہوئی نہ یہ کہ حضرت عمر نے عمار کو جھوٹا سمجھا

عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهٖ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَقُوْلَ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ اِلَى الْاَرْضِ فَنَفَضَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ **ترجمہ** اس روایت کا وہی جو اوپر گذرا اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پھر انکو جھٹک دیا اور مسح کیا منہ اور دونوں پہنچوں پر **ف** نووی نے کہا اس روایت سے دلیل لائے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں تیمم پتھر پر درست ہے اور ایسی چیز پر جس پر غبار نہیں ہے اسلیے کہ اگر غبار کا ہونا ضرور ہوتا تو آپ اپنے ہاتھ نہ جھٹکتے اسکا جواب یہ ہے کہ جھٹکنے سے یہاں یہ غرض نہ تھی کہ بالکل غبار ہاتھ سے نکل جاوے بلکہ بہت غبار لگ گیا ہوگا اسلیے آپ نے ہاتھوں کو جھاڑ کر غبار کم کیا اور یہ مستحب ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى اَنَّ رَجُلًا اَتٰى عُمَرَ فَقَالَ اِنِّيْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدْ مَآءً فَقَالَ لَا تُصَلِّ فَقَالَ

عمار اما تذكر يا امير المؤمنين اذ انا وانت في سرية فاجنبنا فلم نجد ماء فاما انت فلم تصل واما
انا فتمعكت في التراب وصليت فقال النبي صلى الله عليه وسلم انما كان يكفيك ان
تضرب بيديك الارض ثم تنفخ ثم تمسح بهما وجهك وكفيك فقال عمر اتق الله يا عمار
فقال ان شئت لم احدث به قال الحكم وحدثنيه ابن عبد الرحمن بن ابزى عن ابيه مثل حديث
ذر قال وحدثني سلمة عن ذر في هذا الاسناد الذي ذكر الحكم قال فقال عمر نوليك
ما توليت ترجمہ عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمر پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت
ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا تھا عمار نے کہا تمکو اے امیر المومنین یاد نہیں جب میں اور تم ایک
ٹکڑے میں تھے لشکر کے ہمکو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا تم نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں مٹی میں لوٹا اور نماز پڑھ
لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کافی تھا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر انکو پھونکنا پھر مسح کرنا مونہہ
اور دونوں پہنچوں پر حضرت عمر نے کہا خدا سے ڈر اے عمار (یعنی سوچ سمجھ کر حدیث بیان کر) عمار نے کہا اگر
تم کہو تو میں یہ حدیث بیان ہی نہیں کرونگا (اگر اسکے چھپانے میں کچھ مصلحت ہو اسلیے کہ خلیفہ کی اطاعت واجب
ہے) ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا تمہاری روایت کا بوجھ تمہارے ہی اوپر ہے) عن
عبد الرحمن بن ابزى ان رجلا اتى عمر فقال اني اجنبت فلم اجد ماء وساق الحديث وزاد فيه
قال عمار يا امير المؤمنين ان شئت لما جعل الله علي من حقك لا احدث به احدا ولم يذكر
حدثني سلمة عن ذر ترجمہ عبدالرحمن بن ابزی سے روایت ہے ایک شخص حضرت عمر پاس آیا اور
کہا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہ ملا پھر بیان کیا حدیث کو اسیطرح جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے
کہ عمار نے کہا اے امیرالمومنین خدا نے تمہارا حق مجھپر کیا ہے (کہ تم خلیفہ ہو اور میں تمہاری رعیت ہوں)
میں کسی سے اگر تم کہو تو یہ حدیث بیان نہ کرونگا عن عمير مولى ابن عباس يقول اقبلت انا وعبد
الرحمن بن يسار مولى ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم حتى دخلنا على ابي الجهيم بن
الحارث بن الصمة الانصاري فقال ابو الجهيم اقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم
من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد رسول الله صلى الله عليه وسلم عليه حتى
اقبل على الجدار فمسح وجهه ويديه ثم رد عليه السلام ترجمہ عمیر سے روایت ہے جو مولی
تھے ابن عباس کے میں اور عبدالرحمن بن یسار ام المومنین میمونہ کے مولے ابوالجہیم بن حارث کے پاس گئے

قال

[illegible]

ابوالجہیم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل (ایک مقام ہے مدینہ کے قریب) کی طرف سے آئے راہ میں ایک شخص ملا اس نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہانتک کہ ایک دیوار کے پاس آئے اور مسح کیا منہ اور دونوں ہاتھوں پھر اسکے سلام کا جواب دیا **ف** نووی نے کہا اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی نہ ملا ہوگا کیونکہ پانی ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں اگرچہ نماز کا وقت تنگ ہو یا نماز جنازہ کی ہو یا عید کی ہو ہمارا اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہ نے کہا پانی ہوتے ہوئے تیمم درست ہے جنازہ اور عید کی نماز کیلئے اگر فوت ہو جانے کا ڈر ہو اور بغوی نے نقل کیا ہے کہ اگر فرض نماز کا بھی وقت تنگ ہو جاوے تو تیمم کر کے پڑھ لیوے پھر وضو کر کے قضا پڑھے اور تیمم دیوار پر درست ہے اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور مس مصحف کیلئے درست ہے انتہی مختصرا **عن** ابن عمر ان رجلا مر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبول فسلم فلم یرد علیہ ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے اس نے آپکو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرنے میں سلام کا جواب نہ دینا چاہیے اور سلام کرنا بھی ایسی حالت میں مکروہ ہے اور جو شخص حاجت کے لیے بیٹھے اوسکو اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے نہ وہ تسبیح کہے نہ تہلیل نہ سلام کا جواب دے نہ چھینکنے والے کا نہ خود الحمد للہ کہے چھینکنے کے بعد نہ اذان کا جواب دیوے اسیطرح جماع کی حالت میں اور یہ کراہت تنزیہی ہے نہ تحریمی تو کرنے والا گنہگار نہ ہوگا اسیطرح حاجت کے وقت باتیں کرنا بھی مکروہ ہے البتہ اگر ضرورت پڑے تو درست ہے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے منقول ہے کہ باتیں کر سکتے ہیں کچھ قباحت نہیں (نووی)

باب الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ مسلمان نجس نہیں ہوتا **عن** اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ لَقِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ طَرِیْقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ فَتَفَقَّدَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ اَیْنَ كُنْتَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقِیْتَنِیْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰی اَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے مدینہ کے ایک راہ میں اور جنب تھے تو کھسک گئے اور غسل کرنے کو چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ڈھونڈھا جب وہ آئے تو پوچھا کہاں تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ جسوقت آپ مجھ سے ملے میں جنب تھا میں نے برا جانا آپ سے

پاس بیٹھنا جب تک غسل نہ کر لوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں نجس ہوتا ہے **ف** خواہ زندہ ہو خواہ مردہ اور جنابت نجاست حکمی ہے نہ حقیقی اور کافر بھی مثل مسلمان کے ہے جمہور علمار کے نزدیک طہارت ظاہری مین لیکن وہ نجس ہے باطنا بوجہ نجاست اعتقاد کے اور بعض علمائے نزدیک کافر کی نجاست ظاہری ہے اور یہی قول ہے شیعہ کا جب مسلمان پاک ہوا تو اوسکا پسینہ اور لعاب اور آنسون سب پاک ہین خواہ بے وضو ہو یا جنب یا حائضہ یا نفسا ہو اور اسپر اجماع ہے مسلمانون کا اسیطرح بچے بھی پاک ہین (نووی مختصرا) **عن** حذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ وھو جنب فحاد عنہ فاغتسل ثم جاء فقال کنت جنبا قال ان المسلم لا ینجس **ترجمہ** حذیفہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونکو ملے اور وہ جنب تھے تو وہ الگ سرکے پھر غسل کیا پھر آئے اور کہا کہ مین جنب تھا آپنے فرمایا مسلمان نجس نہین ہوتا

باب ذکر اللہ تعالے فی حال الجنابۃ وغیرھا جنابت کی حالت مین اللہ کا ذکر کرنا

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علے کل احیانہ **ترجمہ** ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد ہر وقت کرتے تھے **ف** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی حالت مین تسبیح تہلیل تکبیر ذکر الٰہی درست ہے اسپر اجماع ہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ قرآن کا پڑھنا جنب اور حائضہ کو درست ہے یا نہین جمہور علمار کے نزدیک حرام ہے اگرچہ ایک آیت یا اس سے بھی کم ہو

باب جواز اکل المحدث الطعام وانہ لا کراھۃ فی ذلک وان الوضوء لیس علی الفور بے وضو کھانا کھانا درست ہے اور وضو فی الفور واجب نہین ہے

عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم خرج من الخلاء فاتی بطعام فذکروا لہ الوضوء فقال ارید ان اصلی فاتوضأ **ترجمہ** ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے نکلے اور کھانا لایا گیا لوگون نے آپ کو وضو یاد دلایا آپنے فرمایا کیا مین نماز پڑھتا ہون جو وضو کرون **ف** نووی نے کہا محدث یعنی بے وضو کو کھانا پینا ذکر الٰہی تلاوت قرآن سب درست ہے اور اوسپر اجماع ہے امت کا **عن** ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ یقول کنا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فجاء من الغائط واتی بطعام

ن باب ذکر اللہ عز وجل علی کل الاحیان

ن باب اکل المحدث وان لم یتوضأ

ن فاتی

فقیل له الا توضأ قال لم اصلی فاتوضأ ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ پاخانہ سے نکلے کھانا لایا گیا لوگوں نے عرض کیا آپ وضو نہیں
کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھنا ہے جو وضو کروں عن ابن عباسؓ فیقول ذهب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم الی الغائط فلما جاء قدم الیه طعام فقیل یا رسول اللہ
الا توضأ قال لم اللصلوة ترجمہ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پاخانہ کو تشریف لیگئے جب لوٹ کر آئے تو کھانا لایا گیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ
وضو کیوں نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیوں کیا نماز پڑھنا ہے عن ابن عباسؓ یقول ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قضی حاجته من الخلاء فقرب الیه طعام فاکل
ولم یمس ماء قال وزادنی عمرو بن دینار عن سعید بن الحویرث ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قیل له انک لم توضأ قال ما اردت صلوة فاتوضأ
وزعم عمرو انه سمع من سعید بن الحویرث ترجمہ ابن عباسؓ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے فارغ ہوئے اسوقت کھانا لایا گیا آپ نے
کھایا اور پانی کو ہاتھ نہ لگایا دوسری روایت میں یوں ہے لوگوں نے کہا آپ نے وضو نہیں
کیا آپ نے فرمایا میں نماز تھوڑی پڑھنا چاہتا تھا جو وضو کرتا باب ما یقول اذا
اراد دخول الخلاء پاخانہ جاتے وقت کیا کہے عن انس فی حدیث حماد کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء وفی حدیث هشیم ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل الکنیف قال اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ترجمہ
انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے میں جاتے تو فرماتے اللهم انی اعوذ بک
من الخبث والخبائث یعنی یا اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیرے شیطان و شیطانیوں سے یا پلیدی و نجاستوں
سے یا شیاطین و معاصی سے عن عبد العزیز بهذا الاسناد وقال اعوذ باللہ من الخبث و
الخبائث ترجمہ اس روایت میں یوں ہے اعوذ باللہ من الخبث والخبائث باب الدلیل علی
ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا عن انسؓ
قال اقیمت الصلوة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجی لرجل وفی حدیث عبد الوارث

ن باب ما یقول اذا دخل الخلاء
ن تسمیہ

ن باب نوم الجالس لا ینقض الوضوء